فیض الباری

علامہ محمد ابو الحسن سیالکوٹی

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی

شرح صحیح بخاری

جلد ۲۸

تصدیر
حافظ محمد اسماعیل الخطیب

تقدیم
حافظ محمد اسماعیل اسد

بحسن اہتمام

عبداللطیف ربانی مدیر

مکتبہ اصحاب الحدیث
حافظ پلازہ مچھلی منڈی
نیو اردو بازار لاہور
042-37321823
0301-4227379

نام کتاب

فیض الباری ترجمہ فتح الباری

جلد دہم

مصنف .... علامہ ابوالحسن سیالکوٹی رحمہ اللہ علیہ

دوسرا ایڈیشن .... اگست 2009ء

ناشر .... مکتبہ اصحاب الحدیث

قیمت کامل سیٹ 10000

کمپوزنگ وڈیزائننگ .... حافظ عبدالوہاب
0321-416-22-60

ڈسٹری بیوٹرز

مکتبہ اخوت

(مچھلی منڈی) اردو بازار۔ لاہور فون: 7235951

مکتبہ اصحاب الحدیث

حافظ پلازہ، پہلی منزل دوکان نمبر: 12 مچھلی منڈی اردو بازار لاہور۔
042-7321823, 0301-4227379

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْمُحَارِبِيْنَ مِنْ اَهْلِ الْكُفْرِ وَالرِّدَّةِ

کتاب ہے بیچ بیان محاربین کے کافروں اور مرتدوں سے

فائدہ: اولی یہ ہے کہ کتاب کے لفظ کو باب کے لفظ سے بدلا جائے اور یہ سب ابواب کتاب الحدود میں داخل ہوں گے۔

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿اِنَّمَا جَزَآءُ الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْا اَوْ يُصَلَّبُوْا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ﴾.

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ سزا ان لوگوں کی جو لڑائی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے اور دوڑتے ہیں زمین میں فساد کرنے کو کہ ان کو قتل کیا جائے یا سولی چڑھایا جائے یا ان کا ایک ہاتھ اور ایک پاؤں کاٹا جائے جانب مخالف سے دایاں ہاتھ اور بائیاں پاؤں یا دور کیے جائیں اس ملک سے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ بخاری رحمہ اللہ کا مذہب یہ ہے کہ آیت محاربے کی کافروں اور مرتدوں کے حق میں اُتری اور بیان کیا ہے باب میں عرنیوں کی حدیث کو اور اس میں اس کے ساتھ تصریح نہیں ہے لیکن روایت کی ہے عبدالرزاق نے قتادہ رضی اللہ عنہ سے حدیث عرنیوں کی اور اس کے آخر میں ہے کہ یہ آیت انہی کے حق میں اتری اور یہی قول ہے حسن اور عطاء اور ضحاک اور زہری کا اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ اُتری یہ آیت اس شخص کے حق میں جو خارج ہوا مسلمانوں سے زمین میں فساد اور رہزنی کرنے کو اور یہ قول مالک کا ہے اور یہی شافعی اور کوفیوں کا قول ہے لیکن یہ پہلے قول کو منافی نہیں اس واسطے کہ اگرچہ خاص وہ عرنیوں کے حق میں اتری لیکن اس کا لفظ عام ہے داخل ہے اس کے معنی میں ہر شخص جو ایسا کرے جیسا انہوں نے کیا محاربہ اور فساد سے میں کہتا ہوں بلکہ وہ دونوں مغایر ہیں اور مرجع اس کا اس طرف ہے کہ محاربہ سے کیا مراد ہے سو جس نے حمل کیا ہے اس کو کفر پر اس نے خاص کیا ہے آیت کو ساتھ کافروں کے اور جس نے حمل کیا ہے اس کو گناہ پر اس نے اس کو عام کیا ہے اور سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ لڑنے کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرنا اور معتمد بات کہ اول اول یہ آیت عرنیوں کے حق میں اتری لیکن وہ شامل ہے اپنے عموم سے اس کو جو مسلمانوں میں سے محاربہ کرے ساتھ رہزنی کے لیکن سزا دونوں فریق کی مختلف ہے سو اگر کافر ہوں تو امام کو اختیار ہے جب کہ اُن پر فتح یاب ہو کر جو چاہے کرے اور اگر مسلمان ہوں

تو اس میں دو قول ہیں ایک یہ کہ قصور میں دیکھا جائے اگر اس نے کسی کو قتل کیا ہو تو اس کو قتل کیا جائے اور جو مال لے اس کا ہاتھ کاٹا جائے اور جس نے نہ قتل کیا نہ مال لیا ہو اس کو وطن سے نکالا جائے اور ٹھہرایا انہوں نے أَوْ کو واسطے تنویع کے یہ قول شافعی اور کوفیوں کا ہے اور کہا مالک رحمہ اللہ نے کہ بلکہ أَوْ تخییر کے واسطے ہے سو امام کو اختیار ہے محارب مسلمان میں کہ تینوں امر سے جو چاہے اس کے ساتھ کرے اور ترجیح دی ہے طبری نے اول قول کو اور اختلاف ہے اس میں کہ آیت میں نفی سے کیا مراد ہے سو مالک رحمہ اللہ اور شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ جس شہر میں اس نے قصور کیا ہو اس سے اور شہر کی طرف نکالا جائے اور اس میں قید کیا جائے اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اسی شہر میں قید کیا جائے اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ بدستور رہنا اس شہر میں اگرچہ قید کے ساتھ ہو اقامت ہے سو وہ ضد ہے نفی کی اس واسطے کہ حقیقت نفی کی نکال دینا ہے شہر سے اور حجت ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ امن نہیں کہ دوسرے شہر میں بھی محاربہ کرے اور مالک نے کہا کہ دوسرے شہر میں قید کیا جائے اور شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ کفایت کرتا ہے اس کو جدا ہونا وطن سے اور اپنی برادری سے واسطے رسوائی اور ذلت کے۔ (فتح)

٦٣٠٤ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ أَبِيْ كَثِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ قِلَابَةَ الْجَرْمِيُّ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفَرٌ مِّنْ عُكْلٍ فَأَسْلَمُوْا فَاجْتَوَوُا الْمَدِيْنَةَ فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَّأْتُوْا إِبِلَ الصَّدَقَةِ فَيَشْرَبُوْا مِنْ أَبْوَالِهَا وَأَلْبَانِهَا فَفَعَلُوْا فَصَحُّوْا فَارْتَدُّوْا وَقَتَلُوْا رُعَاتَهَا وَاسْتَاقُوا الْإِبِلَ فَبَعَثَ فِيْ آثَارِهِمْ فَأُتِيَ بِهِمْ فَقَطَعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ وَسَمَلَ أَعْيُنَهُمْ ثُمَّ لَمْ يَحْسِمْهُمْ حَتّٰى مَاتُوْا.

۶۳۰۴ـ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قوم عکل کے چند آدمی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور مسلمان ہوئے سو ان کو مدینے کی آب و ہوا ناموافق پڑی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم کیا کہ صدقے کے اونٹوں میں جا رہیں اور ان کا دودھ اور پیشاب پئیں سو انہوں نے کیا یعنی اونٹوں میں جا رہے اور ان کا دودھ اور پیشاب پیا سو اچھے ہو گئے پھر مرتد ہو گئے اور ان کے چرواہوں کو قتل کر ڈالا اور اونٹ ہانک لے چلے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پیچھے آدمی بھیجے سو وہ پکڑے آئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ہاتھ پاؤں کٹوا ڈالے اور گرم سلائی ان کی آنکھوں میں ڈال کے اندھا کیا پھر ان کے زخموں کو آگ سے نہ داغا یہاں تک کہ مر گئے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح طہارت میں گزری اور دستور ہے کہ جب کسی کا ہاتھ پاؤں کاٹا جائے تو اس کو آگ سے داغتے ہیں تا کہ لہو بند ہو جائے اور کبھی گرم تیل میں تل دیتے ہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے زخموں کو نہ داغا تا کہ خون بند نہ ہو جائے۔

بَابٌ لَمْ يَحْسِمِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے محاربین مرتدوں کے زخموں کو نہ داغا

الْمُحَارِبِينَ مِنْ أَهْلِ الرِّدَّةِ حَتّٰى هَلَكُوْا.

یہاں تک کہ ہلاک ہوئے۔

٦٣٠٥۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّلْتِ أَبُوْ يَعْلٰى حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ حَدَّثَنِي الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيٰى عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطَعَ الْعُرَنِيِّيْنَ وَلَمْ يَحْسِمْهُمْ حَتّٰى مَاتُوْا.

۶۳۰۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرنیوں کے ہاتھ پاؤں کٹوا ڈالے اور ان کے زخموں کو نہ داغا یعنی پس لہو بند نہ ہوا یہاں تک کہ مر گئے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نہ داغا اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ہلاک کرنے کا ارادہ کیا تھا کہ مر جائیں اور بہر حال جس کا ہاتھ مثلا چوری میں کاٹا جائے تو اس کو داغنا واجب ہے اس واسطے کہ اس میں غالبا ہلاک کا خوف ہوتا ہے ساتھ جاری رہنے لہو کے۔

بَابُ لَمْ يُسْقَ الْمُرْتَدُّوْنَ الْمُحَارِبُوْنَ حَتّٰى مَاتُوْا.

نہ پانی پلایا جائے مرتدوں، محاربوں کو یہاں تک کہ مر جائیں۔

٦٣٠٦۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ وُهَيْبٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَدِمَ رَهْطٌ مِّنْ عُكْلٍ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانُوْا فِي الصُّفَّةِ فَاجْتَوَوُا الْمَدِيْنَةَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَبْغِنَا رِسْلًا فَقَالَ ((مَا أَجِدُ لَكُمْ إِلَّا أَنْ تَلْحَقُوْا بِإِبِلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ)) فَأَتَوْهَا فَشَرِبُوْا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا حَتّٰى صَحُّوْا وَسَمِنُوْا وَقَتَلُوا الرَّاعِيَ وَاسْتَاقُوا الذَّوْدَ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّرِيْخُ فَبَعَثَ الطَّلَبَ فِي آثَارِهِمْ فَمَا تَرَجَّلَ النَّهَارُ حَتّٰى أُتِيَ بِهِمْ فَأَمَرَ بِمَسَامِيْرَ فَأُحْمِيَتْ فَكَحَلَهُمْ وَقَطَعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ وَمَا حَسَمَهُمْ ثُمَّ أُلْقُوْا فِي الْحَرَّةِ يَسْتَسْقُوْنَ فَمَا سُقُوْا حَتّٰى

۶۳۰۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قوم عکل کے چند آدمی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے صفے میں تھے سو ان کو مدینے کی آب وہوا ناموافق پڑی تو انہوں نے کہا یا حضرت! ہمارے واسطے دودھ تلاش کیجیے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہارے واسطے کوئی علاج نہیں پاتا سوائے اس کے کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹوں میں جا کر ملو سو وہ اونٹوں میں گئے اور ان کا دودھ اور پیشاب پیا یہاں تک کہ تندرست اور موٹے ہوئے سو انہوں نے چرواہے کو قتل کیا اور اونٹوں کو ہانک لے چلے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلانے والا آیا یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ان کی فریاد آئی، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تلاش کرنے والوں کو ان کے پیچھے بھیجا سو نہ بلند ہوا آفتاب مگر کہ پکڑے آئے سو حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سلائیوں کے گرم کرنے کا سو گرم کی گئیں پھر ان کی آنکھوں میں پھیر کے ان کو اندھا کیا اور ان کے ہاتھ پاؤں کٹوا ڈالے اور ان کے

مَاتُوا. قَالَ أَبُو قِلَابَةَ سَرَقُوا وَقَتَلُوا وَحَارَبُوا اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ

زخموں کو نہ داغا پھر پتھریلی زمین میں ڈالے گئے، آفتاب کی گرمی میں پانی مانگتے تھے سو پانی نہ پلائے گئے یہاں تک کہ مر گئے، کہا ابو قلابہ نے انہوں نے چوری کی اور قتل کیا اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے لڑائی کی۔

فائدہ: اور اس حدیث میں ہے کہ وہ اونٹ حضرت ﷺ کے تھے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ کچھ حضرت ﷺ کے تھے اور کچھ صدقہ کے سو دلالت کی ہر قسم نے دوسری قسم پر۔

بَابُ سَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْيُنَ الْمُحَارِبِينَ.

حضرت ﷺ نے محاربوں کی آنکھوں میں گرم سلائی پھروائی۔

۶۳۰۷ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَهْطًا مِنْ عُكْلٍ أَوْ قَالَ عُرَيْنَةَ وَلَا أَعْلَمُهٗ إِلَّا قَالَ مِنْ عُكْلٍ قَدِمُوا الْمَدِينَةَ فَأَمَرَ لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلِقَاحٍ وَأَمَرَهُمْ أَنْ يَخْرُجُوا فَيَشْرَبُوا مِنْ أَبْوَالِهَا وَأَلْبَانِهَا فَشَرِبُوا حَتّٰى إِذَا بَرَؤُوا قَتَلُوا الرَّاعِيَ وَاسْتَاقُوا النَّعَمَ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُدْوَةً فَبَعَثَ الطَّلَبَ فِي إِثْرِهِمْ فَمَا ارْتَفَعَ النَّهَارُ حَتّٰى جِيءَ بِهِمْ فَأَمَرَ بِهِمْ فَقَطَعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ وَسَمَرَ أَعْيُنَهُمْ فَأُلْقُوا بِالْحَرَّةِ يَسْتَسْقُونَ فَلَا يُسْقَوْنَ قَالَ أَبُو قِلَابَةَ هٰؤُلَاءِ قَوْمٌ سَرَقُوا وَقَتَلُوا وَكَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ وَحَارَبُوا اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ.

۶۳۰۷ـ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قوم عکل یا عرینہ کے چند آدمی اور میں نہیں جانتا مگر کہ کہا قوم عکل کے چند آدمی مدینے میں آئے سو حضرت ﷺ نے ان کے واسطے شیر دار اونٹنیوں کا حکم کیا اور ان کو حکم کیا کہ ان کی طرف نکلیں اور ان کا پیشاب اور دودھ پئیں سو انہوں نے پیا یہاں تک کہ جب اچھے ہوئے تو چرواہے کو قتل کیا اور اونٹوں کو ہانک لے چلے سو حضرت ﷺ کو صبح کے وقت خبر پہنچی حضرت ﷺ نے ان کے پیچھے تلاش کرنے والوں کو بھیجا سو نہ بلند ہوا آفتاب یہاں تک کہ لائے گئے سو حضرت ﷺ نے ان کے بارے میں حکم دیا سو ان کے ہاتھ پاؤں کٹوا ڈالے اور ان کی آنکھوں میں گرم سلائی ڈال کے اندھا کیا اور پتھریلی زمین میں ڈالے گئے پانی مانگتے تھے سو نہ پلائے جاتے تھے، کہا ابو قلابہ نے یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے چوری کی اور قتل کیا اور اسلام کے بعد مرتد ہو گئے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے لڑائی کی۔

فائدہ: محاربین کی آیت میں ہے کہ ان کے واسطے دنیا میں رسوائی اور آخرت میں بڑا عذاب ہے تو مخالف ہے اس کو حدیث عبادہ رضی اللہ عنہ کی جو دلالت کرتی ہے اس پر کہ جس پر دنیا میں حد قائم کی جائے وہ اس کے واسطے کفارہ ہے اور

ظاہر آیت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کے واسطے دونوں امر جمع ہوں گے اور جواب یہ ہے کہ عبادہ رٹائٹنہ کی حدیث مخصوص ہے ساتھ مسلمانوں کے اس واسطے کہ آیت میں ذکر شرک کا ہے باوجود اس چیز کے کہ جوڑی گئی ہے ساتھ اس کے گناہوں سے اور جب حاصل ہوا اجماع اس پر کہ کافر اپنے شرک پر قتل کیا جائے اور شرک کی حالت میں مر جائے تو یہ قتل اس کے واسطے کفارہ نہیں ہوتا تو قائم ہوا اجماع اہل سنت کا اس پر کہ گنہگاروں میں سے جس پر حد قائم کی جائے وہ اس کے گناہ کا کفارہ ہوتا ہے اور اس کا ضابطہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے: ﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾۔ (فتح)

بَابُ فَضْلِ مَنْ تَرَكَ الْفَوَاحِشَ
جو بے حیائیوں کو چھوڑے اس کی فضیلت کا بیان

فائدہ: فاحشہ ہر سخت گناہ کو کہتے ہیں قول سے ہو یا فعل سے اور غالبًا زنا کو فاحشہ کہا جاتا ہے اور اغلام کو بھی فاحشہ کہا جاتا ہے اسی واسطے اکثر کے نزدیک زنا اور اغلام کی ایک حد ہے۔

۶۳۰۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيْ ظِلِّهٖ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهٗ إِمَامٌ عَادِلٌ وَشَابٌّ نَشَأَ فِيْ عِبَادَةِ اللّٰهِ وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ فِيْ خَلَاءٍ فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ وَرَجُلٌ قَلْبُهٗ مُعَلَّقٌ فِي الْمَسْجِدِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللّٰهِ وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَّجَمَالٍ إِلٰى نَفْسِهَا قَالَ إِنِّيْ أَخَافُ اللّٰهَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَأَخْفَاهَا حَتّٰى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهٗ مَا صَنَعَتْ يَمِيْنُهٗ.

۶۳۰۸۔ حضرت ابو ہریرہ رٹائٹنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سات شخص ہیں جن کو اللہ تعالیٰ اپنے سائے میں رکھے گا جس دن اس کے سائے کے سوائے کہیں سایہ نہ ہوگا یعنی قیامت میں، ایک تو منصف سردار، دوسرا وہ جوان جو اُمنگ جوانی سے اللہ تعالیٰ کی بندگی میں مشغول ہوا، تیسرا وہ مرد جس نے اللہ تعالیٰ کو یاد کیا خالی مکان میں سو اس کی دونوں آنکھوں سے پانی جاری ہوا، چوتھا وہ مرد جس کا دل مسجد میں لگا رہتا ہے یعنی بار بار جماعت کے واسطے مسجد میں جاتا ہے، پانچویں وہ دو مرد جو اللہ تعالیٰ کے واسطے آپس میں محبت رکھتے ہیں، چھٹا وہ مرد جس کو مال دار باعزت خوبصورت عورت نے بلایا اپنی جان کی طرف یعنی بدکاری کے واسطے تو اس نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں میں بدکام ہرگز نہیں کروں گا، ساتواں وہ مرد جس نے خیرات کی سو اس کو چھپایا یہاں تک کہ نہیں جانتا اس کا بایاں ہاتھ کہ کیا خرچ کیا اس کے دائیں ہاتھ نے یعنی نہایت چھپا کر دیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح زکوٰۃ میں گزری اور غرض اس سے یہ قول حضرت ﷺ کا ہے کہ ایک وہ مرد ہے جس کو

مال دار باعزت خوبصورت عورت نے اپنی جان کی طرف بلایا تو اس نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں۔

٦٣٠٩۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ ح و حَدَّثَنِي خَلِيفَةُ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَكَّلَ لِي مَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ وَمَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ تَوَكَّلْتُ لَهُ بِالْجَنَّةِ.

٦٣٠٩۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو میری خوشنودی کی خاطر ضامن ہوا اس کا جو اس کے دونوں پاؤں میں ہے یعنی حرام کاری نہ کرے اور جو ضامن ہوا اس کا جو اس کے دونوں جبڑوں میں ہے یعنی زبان سے جھوٹ نہ بولے، غیبت نہ کرے، حرام نہ کھائے تو میں اس کے واسطے بہشت کا ضامن ہوتا ہوں۔

فائدہ: اصل توکل کے معنی ہیں اعتماد کرنا کسی چیز پر اور یقین کرنا ساتھ اس کے اور جو پاؤں کے درمیان ہے یعنی شرم گاہ اور جو جبڑوں کے درمیان ہے یعنی زبان یا بولنا۔

بَابُ إِثْمِ الزُّنَاةِ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَلَا يَزْنُونَ﴾ ﴿وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَا إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَّسَآءَ سَبِيْلًا﴾

زانیوں کے گناہ کا بیان اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور نہیں حرام کاری کرتے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور نہ نزدیک جاؤ حرام کاری کے اس واسطے کہ وہ بے حیائی ہے اور بری راہ ہے۔

فائدہ: پہلی آیت میں اشارہ ہے اس آیت کی طرف جو سورۂ فرقان میں ہے اور مراد اس سے قول اللہ تعالیٰ کا ہے پچھلی آیت میں ﴿وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا﴾ یعنی جو یہ کرے وہ گناہ کو ملے گا اور شاید اشارہ کیا ہے اس نے طرف اس چیز کی کہ اس کے بعض طرق میں ہے اور وہ بیچ اخیر طریق مسدد کے ہے یحییٰ قطان سے متصل ساتھ قول اس کے وَحليلة جارك کہا سو یہ آیت اتری حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کی تصدیق کے واسطے اور جو نہیں پکارتے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی معبود کو اس قول تک اور نہیں حرام کاری کرتے اور جو یہ کام کرے وہ گناہ کو ملے گا۔ (فتح)

٦٣١٠۔ أَخْبَرَنَا دَاوُدُ بْنُ شَبِيبٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ أَخْبَرَنَا أَنَسٌ قَالَ لَأُحَدِّثَنَّكُمْ حَدِيثًا لَا يُحَدِّثُكُمُوهُ أَحَدٌ بَعْدِي سَمِعْتُهُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ وَإِمَّا قَالَ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يُرْفَعَ الْعِلْمُ وَيَظْهَرَ الْجَهْلُ وَيُشْرَبَ الْخَمْرُ وَيَظْهَرَ الزِّنَا

٦٣١٠۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ البتہ میں تم سے بیان کرتا ہوں وہ حدیث کہ میرے بعد کوئی تم سے بیان نہیں کرے گا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ نہ قائم ہوگی قیامت اور یا یوں فرمایا کہ قیامت کی نشانیوں سے یہ ہے کہ علم اٹھایا جائے گا اور جہالت ظاہر ہوگی اور شراب پی جائے گی اور حرام کاری ظاہر ہوگی یعنی پھیل جائے گی اور مرد کم ہو جائیں گے اور عورتیں بہت ہو جائیں گی یہاں تک کہ

وَيَقِلَّ الرِّجَالُ وَيَكْثُرَ النِّسَآءُ حَتّٰى يَكُوْنَ لِلْخَمْسِيْنَ امْرَأَةً الْقَيِّمُ الْوَاحِدُ.

پچاس عورتوں کا ایک خبر لینے والا رہ جائے گا۔

فائدہ: اور اس حدیث کی شرح کتاب العلم میں گزری اور غرض اس سے یہ ہے کہ حرام کاری ظاہر ہوگی یعنی پھیل جائے گی اور مشہور ہو جائے گی یہاں تک کہ اس کو چھپایا نہ جائے گا زانیوں کی کثرت ہونے سے۔ (فتح)

۶۳۱۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا الْفُضَيْلُ بْنُ غَزْوَانَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَزْنِي الْعَبْدُ حِيْنَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَسْرِقُ حِيْنَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَشْرَبُ حِيْنَ يَشْرَبُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَقْتُلُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ قَالَ عِكْرِمَةُ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ كَيْفَ يُنْزَعُ الْإِيْمَانُ مِنْهُ قَالَ هٰكَذَا وَشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ ثُمَّ أَخْرَجَهَا فَإِنْ تَابَ عَادَ إِلَيْهِ هٰكَذَا وَشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ.

۶۳۱۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں حرام کاری کرتا ہے بندہ حالانکہ وہ ایماندار ہے اور نہیں چوری کرتا چوری کرنے والا جب کہ چوری کرتا ہے اور حالانکہ وہ ایمان دار ہے اور نہیں شراب پیتا جب کہ شراب پیتا ہے اور حالانکہ وہ ایمان دار ہے اور نہیں قتل کرتا کسی کو اور حالانکہ وہ ایمان دار ہے، عکرمہ کہتا ہے میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ اس سے ایمان کس طرح کھینچا جاتا ہے کہا اس طرح اور اپنی انگلیوں کو قینچی کیا پھر ان کو ایک دوسرے سے نکالا پھر اگر اس نے توبہ کی تو اس کی طرف پھر آتا ہے اس طرح اور اپنی انگلیوں کو قینچی کیا۔

۶۳۱۲۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ ذَكْوَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَزْنِي الزَّانِي حِيْنَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَسْرِقُ حِيْنَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَشْرَبُ حِيْنَ يَشْرَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَالتَّوْبَةُ مَعْرُوْضَةٌ بَعْدُ.

۶۳۱۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں زنا کرتا زنا کرنے والا جب کہ زنا کرتا ہے اور حالانکہ وہ ایمان دار ہے اور نہیں چوری کرتا چوری کرنے والا جب کہ چوری کرتا ہے اور حالانکہ وہ ایمان دار ہے اور نہیں شراب پیتا جب کہ شراب پیتا ہے اور حالانکہ وہ ایمان دار ہے اور توبہ پیش کی گئی ہے اس کے بعد۔

فائدہ: کہا ترمذی نے بعد روایت کرنے اس حدیث کے کہ ہم نہیں جانتے کہ کسی نے کافر کہا ہو زنا اور چوری کرنے اور شراب پینے سے یعنی اُن لوگوں میں سے جن کے خلاف کا اعتبار ہے اور امام باقر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ یہ نکلا ایمان سے اسلام کی طرف یعنی اس نے ایمان کو اسلام سے خاص تر ٹھہرایا ہے سو جب ایمان سے خارج ہوا تو اسلام میں باقی رہا اور یہ موافق ہے جمہور کے قول کو کہ مراد ساتھ ایمان کے اس جگہ کمال ایمان کا ہے نہ اصل ایمان یعنی

کامل مومن نہیں رہتا نہ یہ کہ بالکل مومن نہیں رہتا۔ (فتح)

٦٣١٣۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَنْصُوْرٌ وَسُلَيْمَانُ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ أَبِيْ مَيْسَرَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَيُّ الذَّنْبِ أَعْظَمُ قَالَ أَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَّهُوَ خَلَقَكَ قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ مِنْ أَجْلِ أَنْ يَّطْعَمَ مَعَكَ قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ أَنْ تُزَانِيَ حَلِيْلَةَ جَارِكَ قَالَ يَحْيٰى وَحَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنِيْ وَاصِلٌ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِثْلَهُ قَالَ عَمْرٌو فَذَكَرْتُهُ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَكَانَ حَدَّثَنَا عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ وَمَنْصُوْرٍ وَوَاصِلٍ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ أَبِيْ مَيْسَرَةَ قَالَ دَعْهُ دَعْهُ.

٦٣١٣۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کہا: یا حضرت! کون سا گناہ بہت بڑا ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا یہ کہ تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرائے اور حالانکہ اس نے تجھ کو پیدا کیا ہے میں نے کہا: پھر کون سا؟ فرمایا: یہ کہ اپنی اولاد کو قتل کرے اس سبب سے کہ تیرے ساتھ کھائے، میں نے کہا: پھر کون سا؟ فرمایا یہ کہ تو اپنے ہمسائے کی عورت سے زنا کرے۔ کہا یحییٰ نے اور حدیث بیان کی ہم سے سفیان نے الخ یعنی ثوری نے یہ حدیث تین آدمیوں سے بیان کی تو ان تینوں نے اس کو ابووائل سے روایت کیا ہے سو اعمش اور منصور نے تو ابووائل اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے درمیان ابومیسرہ کا واسطہ داخل کیا ہے اور واصل نے اس کو حذف کیا ہے اور ضبط کیا ہے اس کو یحییٰ نے سفیان سے اسی طرح مفصل اور بہرحال عبدالرحمٰن سو حدیث بیان کی اس نے پہلے بغیر تفصیل کے سو حمل کیا اس نے واصل کی روایت کو اوپر روایت منصور اور اعمش کے پس جمع کیا تینوں کو اور داخل کیا ابومیسرہ کو سند میں پھر جب عمرو نے ذکر کیا کہ یحییٰ نے اس کو مفصل بیان کیا ہے تو اس نے اس میں تردد کیا اور صرف سفیان سے روایت کیا منصور اور اعمش کے طریق سے فقط اور واصل کا طریق چھوڑ دیا اور یہی ہیں معنی اس کے اس قول کے دعہ یعنی چھوڑ دے اس سند کو جس میں ابومیسرہ کا ذکر نہیں۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے جائز ہے کہ بعض گناہ بڑے ہوں بعض ان دونوں گناہوں سے جو مذکور ہیں اس حدیث میں شرک کے بعد اس واسطے کہ نہیں اختلاف ہے درمیان امت کے کہ اغلام کرنے والے کا گناہ زنا کرنے والے کے گناہ سے بڑا ہے، میں کہتا ہوں کہ اس میں کسی امام سے صریح نقل نہیں پائی گئی بلکہ منقول جماعت سے عکس اس کا ہے اس واسطے کہ حد اس کی نزدیک جمہور کے اور راجح اقوال سے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ثابت ہوئی ہے ساتھ

قیاس کرنے کے زنا پر اور مقیس علیہ اعظم ہے مقیس سے یا مساوی ہے اس کے واسطے اور یہ جو حدیث وارد ہوئی ہے کہ قتل کرو فاعل اور مفعول کو تو یہ حدیث ضعیف ہے اور نیز اس میں کوئی مفسدہ نہیں مگر کہ ویسا زنا میں بھی موجود ہے بلکہ اشد اس سے اور ظاہر یہ ہے کہ یہ تینوں گناہ باترتیب ہیں بڑے ہونے میں سب سے بڑا شرک ہے اس کے بعد قتل کرنا اولاد کا اس کے بعد زنا کرنا اور اگر کوئی اور گناہ جو اس حدیث میں مذکور نہیں ان سے بڑا ہوتا تو جواب سوال کے مطابق نہ ہوتا ہاں یہ جائز ہے کہ کوئی گناہ جو اس حدیث میں مذکور نہیں ان کے مساوی ہو موجودگی تقدیر مرتبے ثانی میں مثلا بعد قتل موصوف کے اور جو فحش میں اس کی مثل ہو لیکن یہ مستلزم ہے یہ کہ ہو اس چیز میں کہ نہیں مذکور ہے دوسرے مرتبے میں کوئی گناہ جو اعظم ہو اس سے جو تیسرے مرتبے میں ہے اور نہیں ہے کوئی ڈر بیچ اس کے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ماں باپ کی نافرمانی کرنا سو جائز ہے کہ یہ چوتھے مرتبے میں ہو اور یہ اکبر ہے ان گناہوں سے جو اس سے کم ہیں۔ (فتح)

بَابُ رَجْمِ الْمُحْصَنِ — باب ہے بیچ بیان سنگسار کرنے محصن کے

فائدہ: محصن احصان سے ہے اور آتا ہے ساتھ معنی عفت کے اور تزویج کے اور اسلام کے اور حریت کے اس واسطے کہ ہر ایک ان چیزوں میں سے منع کرتی ہے مکلف کو بے حیائی سے اور محصن ساتھ صیغہ اسم فاعل کے ہے اور لفظ اسم مفعول کے ہے اور وہ یہ ہے کہ مراد ساتھ اس کے اس جگہ وہ ہے جس کے واسطے بیوی ہو اس سے عقد کیا ہو اور اس سے صحبت کی ہو سو گویا کہ جس نے اس کو نکاح کر دیا ہے یا نکاح کرنے کا باعث ہوا ہے اگرچہ اس کا نفس ہو اس نے اس کو محصن کیا ہے یعنی کیا ہے اس کو عفت کے قلعے میں اور منع کیا ہے اس کو بے حیائی کے عمل سے اور جس عورت نے نکاح کیا ہو اس کو بھی محصنہ کہتے ہیں کہ اس کے خاوند نے اس کو بچایا ہے اور کہا ابن منذر نے اجماع ہے اس پر کہ نہیں ہوتا ہے مرد محصن نکاح فاسد سے اور نہ شبہ سے اور مخالفت کی ہے ان کی ابو ثور نے سو اس نے کہا کہ محصن ہو جاتا ہے اور اجماع ہے اس پر کہ نہیں ہوتا ہے مجرد نکاح سے محصن اور اختلاف ہے اس میں جب کہ خلوت کرے ساتھ اس کے اور دعویٰ کرے کہ اس نے اس سے صحبت نہیں کی کہا یہاں تک کہ قائم ہوں گواہ یا پایا جائے اس سے اقرار یا معلوم ہو اس کے واسطے بیٹا اس عورت سے اور مالکیہ سے ہے کہ جب میاں بیوی سے ایک زنا کرے اور اختلاف کریں وطی میں تو نہ تصدیق کی جائے زانی کی اگرچہ نہ گزری ہو دونوں کے واسطے مگر ایک رات اور زنا سے پہلے محصن نہیں ہوتا اگرچہ رہا اس کے ساتھ جو رہا اور اگر آزاد مرد لونڈی سے نکاح کرے تو کیا وہ اس سے محصن ہوتا ہے یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے اکثر کا یہ قول ہے کہ محصن ہو جاتا ہے اور عطاء اور حسن اور قتادہ اور ثوری اور کوفیوں اور احمد اور اسحاق سے ہے کہ نہیں ہوتا اور اگر کتابی عورت سے نکاح کرے تو کہا ابراہیم اور طاؤس اور شعبی نے کہ وہ اس کو محصن نہیں کرتی اور حسن سے ہے کہ نہیں محصن کرتی ہے یہاں تک کہ صحبت کرے اس سے اسلام میں اور جابر بن

زید اور ابن مسیب سے روایت ہے کہ وہ اس کو محصن کرتی ہے اور یہی قول ہے عطاء اور سعید بن جبیر کا اور کہا ابن بطال نے اجماع ہے اصحاب کا اور شہروں کے اماموں کا اس پر کہ محصن یعنی شادی شدہ جب زنا کرے جان بوجھ کر جانتا ہو تو واجب ہے اس پر رجم اور دفع کیا ہے اس کو بعض خارجیوں اور معتزلہ نے اور انہوں نے اس کی علت یہ بیان کی ہے کہ سنگسار کرنا قرآن میں مذکور نہیں اور حجت پکڑی ہے جمہور نے ساتھ اس کے کہ حضرت ﷺ نے سنگسار کیا اور اسی طرح حضرت ﷺ کے بعد اماموں نے بھی اور اسی واسطے اشارہ کیا علماء نے ساتھ قول اپنے کے باب کی اول حدیث میں اور میں نے اس کو سنگسار کیا حضرت ﷺ کی سنت سے اور ثابت ہو چکا ہے صحیح مسلم میں کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سیکھو مجھ سے بے شک اللہ تعالیٰ نے ان عورتوں کی راہ کر دی کنوارے کے ساتھ سو کوڑے اور برس بھر شہر بدر کرنا اور نکاح والے کو نکاح والے کے ساتھ سو کوڑے اور سنگساری اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اول رجم کی آیت قرآن میں تھی پھر اس کی تلاوت منسوخ ہوئی اور اس کا حکم باقی رہا، وسیاتی انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

وَقَالَ الْحَسَنُ مَنْ زَنٰى بِأُخْتِهٖ حَدُّهٗ حَدُّ الزَّانِيْ

اور کہا حسن نے کہ جو اپنی بہن سے زنا کرے اس کی حد زانی کی حد ہے۔

فائدہ: اور حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ جو جان بوجھ کر محرم عورت سے نکاح کرے اس پر حد ہے اور وجہ دلالت کی علی رضی اللہ عنہ کی حدیث سے یہ ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اس عورت کو سنگسار کیا حضرت ﷺ کی سنت سے اور نہیں فرق کیا اس میں کہ زنا محرم سے کیا ہو یا غیر محرم سے اور اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس کے اس طرف کہ جو حدیث کہ وارد ہوئی ہے اس میں کہ جو محرم عورت سے زنا کرے اس کو قتل کیا جائے تو یہ حدیث ضعیف ہے اور مشہور تر حدیث اس باب میں حدیث براء رضی اللہ عنہ کی ہے کہ میں اپنے ماموں سے ملا اور اس کے ساتھ علم تھا سو اس نے کہا کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو بھیجا ایک مرد کی طرف جس نے اپنے باپ کی عورت سے نکاح کیا ہے کہ اس کی گردن ماروں اور اس کی سند میں بڑا اختلاف ہے اور اس کے واسطے شاہد ہے روایت کیا ہے اس کو دار قطنی نے اور ساتھ ظاہر اس حدیث کے قائل ہے امام احمد اور حمل کیا ہے اس کو جمہور نے اس پر کہ جو اس کو حلال جانے اس کے بعد کہ اس کو اس کا حرام ہونا معلوم ہو ساتھ قرینے امر کے ساتھ لینے مال اس کے کے اور تقسیم کرنے اس کے کے۔ (فتح)

٦٣١٤۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ قَالَ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حِيْنَ رَجَمَ الْمَرْأَةَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَقَالَ قَدْ رَجَمْتُهَا بِسُنَّةِ

٦٣١٤۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جب کہ انہوں نے رجم کیا ایک عورت کو جمعہ کے دن کہا کہ میں نے اس کو سنگسار کیا ہے حضرت ﷺ کی سنت سے۔

رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: اور ذکر کیا ہے ابن عبدالبر نے شعبی رحمہ اللہ سے کہ علی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک حاملہ عورت لائی گئی تو علماء نے اس سے کہا کہ شاید کسی مرد نے تجھ سے زبردستی کی اس نے کہا نہیں کہا شاید تو سوتی ہو گی اس نے کہا کہ نہیں کہا تیرا خاوند شاید ہمارا دشمن ہے اس نے کہا نہیں سو حکم کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کے قید کرنے کا سو وہ قید کی گئی پھر جب اس نے بچہ جنا تو جمعرات کے دن اس کو سو کوڑے مارے پھر اس کو قید میں رکھا پھر جمعہ کے دن اس کے واسطے گڑھا کھودا اور اس کو سنگسار کیا اور ایک روایت میں ہے کہ کسی نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تو نے دو حدوں کو جمع کیا تو انہوں نے کہا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی کتاب سے سو کوڑے مارے اور سنت سے سنگسار کیا اور کہا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ نے مثل اس کی اور مذہب احمد اور اسحاق اور داؤد اور ابن منذر کا یہ ہے کہ زانی محصن کو کوڑے مارے جائیں سنگسار کیا جائے اور کہا جمہور نے کہ دونوں حدوں کو جمع نہ کیا جائے اور ذکر کیا ہے انہوں نے کہ عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث منسوخ ہے یعنی جو مسلم نے روایت کی ہے کہ نکاح والے کو نکاح والے کے ساتھ سو کوڑے اور سنگساری الخ، اور ناسخ اس کے واسطے وہ ہے جو ثابت ہو چکا ہے ماعز رضی اللہ عنہ کے قصے میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سنگسار کیا اور نہیں مذکور ہے سنگسار کرنا اور اس کے نہ ذکر کرنے نے دلالت کی اس پر کہ جلد یعنی کوڑوں کا مارنا واقع نہیں ہوا اور ان کے نہ واقع ہونے نے دلالت کی اس پر کہ جلد واجب نہیں کہا شافعی رحمہ اللہ نے دلالت کی سنت نے اس پر کہ کوڑے مارنا ثابت ہے کنوارے پر اور ساقط ہے نکاح والے سے اور قصہ ماعز رضی اللہ عنہ کا متراخی ہے عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اور بعض نے کہا کہ جلد اور رجم کا جمع کرنا خاص ہے ساتھ بوڑھے مرد اور بوڑھی عورت کے سوائے جوان کے کہا نووی رحمہ اللہ نے یہ مذہب باطل ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر جواز نسخ تلاوت کے سوائے حکم کے اور خلاف کیا ہے اس میں بعض معتزلہ نے اور علت بیان کیا ہے اس نے ساتھ اس کے کہ تلاوت ساتھ حکم اپنے کے مثل عالم کے ہے ساتھ علمیت کے پس جدا جدا نہ ہوں گے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ منع کے اس واسطے کہ علمیت نہیں منافی ہے قیام علم کو ساتھ ذات کے ہم نے مانا لیکن تلاوت نشانی ہے حکم کی سو دلالت کرتا ہے وجود اس کا اس کے ثبوت پر اور نہیں دلالت ہے مجرد اس کے سے اوپر وجوب دوام کے پس نہیں لازم آتا ہے نہ ہونے نشانی کے سے بیچ طرف دوام کے نہ ہونا اس چیز کا جس پر تلاوت دلالت کرتی ہے سو جب تلاوت منسوخ ہوئی تو نہ نفی ہو گی مدلول کی اور اسی طرح بالعکس ہے۔ (فتح)

۶۳۱۵۔ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ سَأَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِيْ أَوْفٰى هَلْ رَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ قَبْلَ سُوْرَةِ النُّوْرِ أَمْ

۶۳۱۵۔ حضرت شیبانی سے روایت ہے کہ میں نے عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنگسار کیا ہے؟ اس نے کہا ہاں میں نے کہا کہ سورۂ نور کے اترنے سے پہلے یا پیچھے اس نے کہا کہ میں نہیں جانتا۔

بَعْدُ قَالَ لَا أَدْرِیْ.

فائدہ: اور فائدہ سوال کا یہ ہے کہ سنگسار کرنا اگر اس سے پہلے واقع ہوا ہے تو ممکن ہے کہ دعویٰ کیا جائے منسوخ ہونے اس کے کا ساتھ نص کرنے کے بیچ اس کے اس پر کہ حد زانی کی کوڑے مارنا ہے اور اگر اس سے بعد واقع ہوا ہے تو ممکن ہے کہ استدلال کیا ہے اس کے ساتھ اوپر منسوخ ہونے جلد کے محصن کے حق میں لیکن وارد ہوتا ہے اس پر کہ وہ منسوخ کرنا کتاب کا ہے ساتھ سنت کے اور اس میں اختلاف ہے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ منع نسخ کتاب کا سنت سے اس وقت ہے جب کہ خبر واحد سے ہو اور اگر حدیث مشہور سے تو منع نہیں اور نیز نہیں ہے یہ نسخ اور وہ تو صرف مخصص ہے ساتھ غیر محصن کے اور قائم ہوئی ہے دلیل اس پر کہ واقع ہوا ہے سنگسار کرنا بعد سورۂ نور کے اس واسطے کہ سورۂ نور افک کے قصے میں اتری تھی اور رجم اس کے بعد واقع ہوا ہے۔ (فتح)

٦٣١٦۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ رَجُلًا مِّنْ أَسْلَمَ أَتَى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثَهُ أَنَّهُ قَدْ زَنٰى فَشَهِدَ عَلٰى نَفْسِهٖ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ فَأَمَرَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُجِمَ وَكَانَ قَدْ أُحْصِنَ.

٦٣١٦۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد قوم اسلم سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا کہ اس نے زنا کیا سو اس نے اپنے نفس پر چار بار گواہی دی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سنگسار کرنے کا حکم کیا تو وہ سنگسار کیا گیا اور البتہ وہ شادی شدہ تھا۔

بَابُ لَا يُرْجَمُ الْمَجْنُوْنُ وَالْمَجْنُوْنَةُ

نہ سنگسار کیا جائے مجنون مرد اور مجنون عورت کو

فائدہ: یعنی جب کہ واقع ہو بیچ زنا کے جنون کی حالت میں اور بہر حال اجماع ہے اور اختلاف ہے اس میں جب کہ واقع ہو بیچ حالت صحت کے پھر دیوانہ ہو جائے تو کیا دیر کی جائے ہوش میں آنے تک کہا جمہور نے کہ نہ تاخیر کی جائے اس واسطے کہ مراد ہلاک کرنا ہے پس نہیں ہیں کوئی معنی واسطے تاخیر کے برخلاف اس شخص کے جو کوڑے مارا جائے اس واسطے کہ مقصود ساتھ اس کے درد دینا ہے سو اس میں دیر کی جائے یہاں تک کہ ہوش میں آئے۔

وَقَالَ عَلِيٌّ لِعُمَرَ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ الْقَلَمَ رُفِعَ عَنِ الْمَجْنُوْنِ حَتّٰى يُفِيْقَ وَعَنِ الصَّبِيِّ حَتّٰى يُدْرِكَ وَعَنِ النَّائِمِ حَتّٰى يَسْتَيْقِظَ.

اور کہا علی رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہ کیا تو نے نہیں جانا کہ قلم اٹھایا گیا ہے مجنون سے یہاں تک کہ ہوش میں آئے اور لڑکے سے یہاں تک کہ بالغ ہو اور سونے والے سے یہاں تک کہ جاگے۔

فائدہ: روایت کیا ہے اس اثر کو ابن حبان اور نسائی وغیرہ نے اور ترجیح دی ہے نسائی نے اس کے موقوف ہونے کو لیکن وہ حکما مرفوع ہے اور اس اثر کے اول میں قصہ ہے جو ترجمہ باب کے مطابق ہے اور وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس ایک مجنون عورت لائی گئی جس نے زنا کیا تھا اور وہ حاملہ تھی سو عمر رضی اللہ عنہ نے ارادہ کیا کہ اس کو سنگسار کریں تو علی رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ کیا تو نے نہیں جانا کہ تین آدمیوں سے قلم اٹھایا گیا اور ایک روایت میں ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کو چھوڑ دیا اور کہا کہ تو سچا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا تو نے نہیں جانا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اٹھایا گیا ہے قلم تین آدمیوں سے ایک مجنون سے جس کی عقل مغلوب ہو دوسرا لڑکے سے یہاں تک کہ بالغ ہو، تیسرا سونے والے سے یہاں تک کہ جاگے پس یہ حدیث مرفوع ہے اور نسائی نے اس حدیث کو بہت طریقوں سے روایت کیا ہے اور کہا کہ نہیں صحیح ہے کوئی چیز اس سے اور مرفوع اولیٰ ہے ساتھ صواب کے، میں کہتا ہوں اور مرفوع کے واسطے شاہد ہے ابو ادریس خولانی رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ مجھ کو کئی اصحاب نے خبر دی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُٹھایا گیا ہے قلم حد میں چھوٹے سے یہاں تک کہ بڑا ہو اور سوتے سے یہاں تک کہ جاگے اور دیوانے سے یہاں تک کہ ہوش میں آئے اور مغلوب العقل سے روایت کیا ہے اس کو طبرانی نے اور البتہ لیا ہے فقہاء نے اس حدیث کو لیکن ذکر کیا ہے ابن حبان نے کہ مراد ساتھ اٹھنے قلم کے یہ ہے کہ ان کی بدی نہیں لکھی جاتی ہے سوائے نیکی کے اور کہا ہمارے شیخ نے ترمذی کی شرح میں کہ یہ حدیث ظاہر ہے لڑکے میں سوائے مجنون اور سونے والے کے اس واسطے کہ وہ دونوں صحت عبادت کے قابل نہیں واسطے زائل ہونے شعور اور عقل کے اور حکایت کی ہے ابن عربی نے کہ بعض فقہاء پوچھے گئے لڑکے کے اسلام سے تو اس نے کہا کہ لڑکے کا اسلام صحیح نہیں اور استدلال کیا اس نے ساتھ اس حدیث کے اور معارضہ کیا گیا ہے اس کا ساتھ اس کے کہ اس سے تو صرف مؤاخذہ کا قلم اٹھایا گیا ہے اور بہر حال قلم ثواب کا سو وہ نہیں اٹھایا گیا اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت سے کہا جس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تھا کہ کیا اس لڑکے کے واسطے حج ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں اور نیز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حکم کرو ان کو نماز کا اور جب اس کے واسطے ثواب کا قلم جاری ہے تو پھر کلمہ اسلام کا اجل انواع ثواب کا ہے تو کس طرح کہا جائے گا کہ وہ واقع ہوتا ہے لغو اور معتبر ہے اس کا حج اور اس کی نماز اور یہ جو کہا یہاں تک کہ محتلم یعنی بالغ ہو تو اس سے استدلال کیا گیا ہے اس پر کہ بالغ ہونے سے پہلے اس کو مؤاخذہ نہیں ہوتا۔ (فتح)

۶۳۱۷۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَتَى رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ

۶۳۱۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارا تو اس نے کہا یا حضرت! میں نے زنا کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منہ پھیرا یہاں تک کہ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَنَادَاهُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ زَنَيْتُ فَأَعْرَضَ عَنْهُ حَتّٰى رَدَّدَ عَلَيْهِ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ فَلَمَّا شَهِدَ عَلٰى نَفْسِهِ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ دَعَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبِكَ جُنُوْنٌ قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ أَحْصَنْتَ قَالَ نَعَمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اذْهَبُوْا بِهٖ فَارْجُمُوْهُ. قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَأَخْبَرَنِيْ مَنْ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ فَكُنْتُ فِيْمَنْ رَجَمَهٗ فَرَجَمْنَاهُ بِالْمُصَلّٰى فَلَمَّا أَذْلَقَتْهُ الْحِجَارَةُ هَرَبَ فَأَدْرَكْنَاهُ بِالْحَرَّةِ فَرَجَمْنَاهُ.

حضرت ﷺ پر چار بار مکرر کہا سو جب اس نے اپنی جان پر گواہی دی تو حضرت ﷺ نے اس کو بلایا اور فرمایا کیا تو دیوانہ ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں، حضرت ﷺ نے فرمایا: کیا تو شادی شدہ ہے؟ اس نے کہا: ہاں، تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو لے جاؤ اور اس کو سنگسار کرو کہا ابن شہاب نے سو خبر دی مجھ کو جس نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سنا اس نے کہا کہ میں بھی سنگسار کرنے والوں میں تھا سو ہم نے اس کو عیدگاہ میں سنگسار کیا سو جب پتھروں نے اس کو بے قرار کیا تو بھاگا تو ہم نے اس کو سنگستانی زمین میں پایا پھر ہم نے اس کو سنگسار کیا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ نے اس سے منہ پھیرا تو ایک روایت میں ہے کہ الگ ہوا حضرت ﷺ کے منہ کی طرف جس طرف حضرت ﷺ نے منہ پھیرا تھا یعنی منتقل ہوا اس طرف سے جس میں تھا اس طرف جس طرف حضرت ﷺ کا منہ تھا اور ایک روایت میں ہے کہ وہ ماعز تھا اور یہ جو کہا کہ اس نے چار بار مکرر کہا یعنی چار بار اقرار کیا تو مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تجھ کو خرابی پھر اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت مانگ اور اس کی طرف توبہ کر تو وہ تھوڑی دور پھرا پھر آیا اور کہا حضرت ﷺ مجھ کو گناہ سے پاک کیجیے اور ایک روایت میں ہے کہ ایک مرد قوم اسلم سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو اس نے کہا کہ میں نے زنا کیا ہے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف توبہ کر اور عیب کو چھپا اللہ تعالیٰ کی پردہ پوشی سے پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا انہوں نے بھی اسی طرح کہا پھر حضرت ﷺ کے پاس آیا تو حضرت ﷺ نے اس سے تین بار منہ پھیرا اور یہ جو فرمایا کہ کیا تو دیوانہ ہے تو فائدہ سوال کا یہ ہے کہ اگر وہ دعویٰ کرتا کہ وہ دیوانہ ہے تو البتہ اس پر سے حد دور ہو جاتی یہاں تک کہ اس کے دعویٰ کا خلاف ظاہر ہوتا سو جب اس نے جواب دیا کہ وہ دیوانہ نہیں تو اس سے سوال کیا واسطے اس احتمال کے کہ اسی طرح ہو اور اس کے قول کا اعتبار نہ ہو اور کہا عیاض نے کہ فائدہ سوال کا کہ کیا تو دیوانہ ہے؟ ستر حالت کا ہے اور بعید جاننا اس بات کو کہ اصرار کرے عاقل ساتھ اعتراف اس چیز کے کہ اس کے ہلاک کو چاہے اور شاید کہ وہ اپنے قول سے رجوع کرے یا اس واسطے کہ اس سے تنہا سنا یا اس واسطے کہ پورا ہوا اقرار اس کا چار بار جس کے نزدیک وہ شرط ہے اور تعقب کیا ہے بعض شارحین نے اس کے اس قول کو یا حضرت ﷺ نے اس کو اس سے تنہا سنا ساتھ اس کے کہ

یہ کلام ساقط ہے اس واسطے کہ نفس حدیث میں واقع ہوا ہے کہ یہ واقعہ اصحاب کی موجودگی میں تھا مسجد میں اور ایک روایت میں ہے کہ کیا تو نے شراب پی ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں، سو ایک مرد اس کی طرف کھڑا ہوا تو اس نے اس کو سونگھا تو اس سے شراب کی بو نہ پائی اور ایک روایت میں ہے کہ شاید تو نے بوسہ لیا ہو گا یا غمز کیا ہو گا یا نظر کی ہو گی یعنی ان سب پر زنا بولا گیا لیکن اس میں حد نہیں اور ایک روایت میں ہے کہ کیا تو نے اس سے زنا کیا ہے اس نے کہا ہاں فرمایا یہاں تک کہ داخل ہوا یہ ذکر تیرا اس کی شرم گاہ میں اس نے کہا ہاں فرمایا جیسے غائب ہوتی ہے سلائی سرمہ دانی میں اس نے کہا ہاں فرمایا کہ کیا تو جانتا ہے کیا ہے زنا؟ اس نے کہا ہاں اس نے کہا: میں نے اس عورت سے حرام کاری کی جو مرد اپنی عورت سے حلال کرتا ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تیرا اس قول سے کیا مطلب ہے؟ اس نے کہا کہ مجھ کو پاک کیجیے سو اس کو سنگسار کیا گیا اور اس حدیث میں فوائد ہیں بڑی فضیلت ہے ماعز رضی اللہ عنہ کی واسطے اس لیے کہ وہ بدستور رہا اوپر طلب قائم کرنے حد کے اوپر اس کے باوجود توبہ اس کی کے تا کہ تمام ہو پاک ہونا اس کا اور نہ رجوع کیا اس نے اپنے اقرار سے باوجود اس کے کہ طبع انسان کی تقاضا کرتی ہے اس کو کہ نہ بدستور رہے اس اقرار پر جو تقاضا کرے اس کی جان کے ہلاک کرنے کو سو جہاد کیا اس نے اپنے نفس سے اس پر اور قوی ہوا اوپر نفس کے اور اقرار کیا بغیر اضطرار کے طرف اقامت اس کی کے اوپر اس کے ساتھ شہادت کے باوجود واضح ہونے طریق کے طرف سلامت رہنے اس کی کے قتل سے ساتھ توبہ کے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ مستحب ہے اس کے واسطے جس کے ساتھ ایسا حال واقع ہو کہ توبہ کرے اللہ تعالیٰ کی طرف اور اپنی جان سے پردہ پوشی کرے اور اس کو کسی کے آگے ذکر کرے کہ میں نے حرام کاری کی جیسا کہ اشارہ کیا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ماعز رضی اللہ عنہ کو اس کی طرف اور یہ کہ جو اس پر مطلع ہو اس کا عیب چھپائے اور اس کو لوگوں میں رسوا نہ کرے اور نہ حاکم کی طرف اس کا مقدمہ اٹھا لے جائے جیسا کہ حضرت ﷺ نے اس قصے میں فرمایا کہ اگر تو اس کو اپنے کپڑے سے چھپاتا تو البتہ بہتر ہوتا اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے شافعی رحمہ اللہ نے سو کہا کہ جو کسی گناہ کو پہنچے اور اللہ تعالیٰ اس کا عیب چھپائے تو وہ اپنے عیب کو چھپائے اور توبہ کرے اور کہا ابن عربی نے کہ یہ حکم سب غیر مجاہر کے حق میں ہے اور جب کھلم کھلا بے حیائی کو کرنے والا ہو مجاہر ہو تو میں چاہتا ہوں کہ اس کا عیب ظاہر کیا جائے تا کہ اس کو اور اس کے غیر کو اس سے تنبیہ ہو اور مشکل ہے مستحب ہونا ستر کا باوجود اس چیز کے کہ واقع ہوئی ہے تعریف سے ماعز رضی اللہ عنہ اور غامدیہ عورت کے حق میں اور جواب دیا ہے ہمارے شیخ نے ترمذی کی شرح میں کہ غامدیہ کا حمل ظاہر ہو چکا تھا باوجود اس کے کہ اس کا کوئی خاوند نہ تھا پس دشوار ہوا استتار واسطے اطلاع کے اس چیز پر کہ مشعر ہے ساتھ فاحشہ کے اور اسی واسطے ترجیح دی بعض نے استتار کو جس جگہ کہ نہ ہو وہ چیز کہ مشعر ہو ساتھ ضد اس کی کے اور اگر ایسی چیز پائی جائے اٹھانا مقدمہ کا طرف امام کی تا کہ قائم کرے اس پر حد کو افضل ہے اور ظاہر یہ ہے کہ چھپانا عیب کا مستحب ہے اور اٹھانا طرف امام کی واسطے

قصد مبالغہ کے تطہیر میں محبوب تر ہے اور علم اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہے اور اس میں ثبوت لینا ہے بیچ ہلاک کرنے جان مسلمان کے اور مبالغہ کرنا اس کے نگاہ رکھنے میں واسطے اس چیز کے کہ واقع ہوئی ہے اس قصے میں تردید اس کی سے اور اشارہ کرنے حضرت ﷺ کے سے طرف اس کی ساتھ رجوع کے اور اشارہ کرنے سے طرف قبول ہونے اس کے دعویٰ کے اگر دعویٰ کرے زبردستی کا یا چوکنے کا زنا کے معنی میں یا مباشرت کا سوائے فرج کے مثلا اور اس میں مشروع ہونا اقرار کا ہے ساتھ فعل فاحشہ کے نزدیک امام کے اور مسجد میں اور تصریح کرنا اس میں ساتھ اس چیز کے کہ شرم کی جاتی ہے بولنے سے ساتھ اس کے انواع گناہ سے قول میں بسبب حاجت کے جو اس کی بے قرار کرنے والی ہے اور اس میں پکارنا ہے بڑے کو بلند آواز سے اور اعراض کرنا امام کا اس شخص سے جو اقرار کرے ساتھ امر کے جو محتمل ہے اقامت حد کو واسطے اس احتمال کے کہ تفسیر کرے اس کو ساتھ اس چیز کے کہ نہیں واجب کرتی ہے حد کو یا رجوع کرے اور استفسار کرنا اس سے اس کی شرطوں کا تا کہ مرتب ہو اس پر مقتضا اس کا اور یہ کہ اقرار مجنون کا لغو ہے اور تعریض کرنا اقرار کرنے والے کو ساتھ اس کے کہ پھر جائے اور یہ کہ جب وہ رجوع کرے تو اس کا رجوع قبول کیا جائے اور یہ کہ مستحب ہے اس کے واسطے جو گناہ میں واقع ہو اور پچھتائے یہ کہ توبہ کی طرف جلدی کرے اور کسی کو اس کی خبر نہ دے اور اپنا عیب چھپائے اللہ تعالیٰ کی پردہ پوشی سے اور اگر اتفاقا کسی کو خبر دے دے تو مستحب ہے کہ حکم کرے اس کو ساتھ توبہ کے اور چھپانے اس کے لوگوں سے جیسا کہ جاری ہوا ماعز رضی اللہ عنہ کے واسطے ساتھ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے اور روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد نے اور اس قصے میں ہے کہ حضرت ﷺ نے ہزال سے فرمایا کہ اگر تو اس کا عیب چھپاتا تو تیرے واسطے بہتر ہوتا یعنی اس سے کہ تو نے اس کو حکم کیا ساتھ ظاہر کرنے اس کے اور اس کا عیب چھپانا یہ تھا کہ اس کو حکم کرتا ساتھ توبہ کرنے اور عیب چھپانے کے جیسا کہ حکم کیا اس کو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یعنی یہ افضل تھا اس کے ظاہر کرنے سے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ شرط ہے مکرر کرنا اقرار کا ساتھ حرام کاری کے چار بار اس سے کم کے ساتھ حد واجب نہیں ہوتی بدلیل ظاہر قول اس کے کہ جب اس نے اپنی جان پر چار بار گواہی دی اس واسطے کہ اس میں اشعار ہے ساتھ اس کے کہ عدد ہی ہے علت بیچ تاخیر کرنے اقامت حد کے اوپر اس کے ورنہ پہلی بار ہی اس کو سنگسار کرنے کا حکم فرماتے اور اس واسطے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ فرمایا کہ تو نے اپنی جان پر چار بار گواہی دی اس کو لے جاؤ اور سنگسار کرو اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ زنا میں چار گواہوں کا ہونا شرط ہے سوائے اور حدود کے یعنی تو بنا بر اس کے قیاس چاہتا ہے کہ اقرار بھی چار بار ہو اور یہ قول کوفیوں کا ہے اور راجح نزدیک حنابلہ کے اور ابن ابی لیلیٰ نے زیادہ کیا ہے یہ کہ شرط ہے کہ اقرار کی مجلس بھی متعدد ہو اور یہ ایک روایت ہے حنفیہ سے اور ظاہر یہ ہے کہ مجلس متعدد ہوئی لیکن نہ بقدر تعداد اقرار کے اور تاویل کی ہے جمہور نے ساتھ اس کے کہ یہ فقط ماعز رضی اللہ عنہ کے قصے میں واقع ہوا ہے اور وہ واقعہ ہے ایک حال کا پس جائز ہے کہ ہو زیادتی واسطے

زیادہ ثبوت طلب کرنے کے اور تائید کرتا ہے اس جواب کی یہ کہ حضرت ﷺ نے غامدیہ سے فرمایا جب کہ اس نے آ کر حضرت ﷺ سے کہا کہ مجھ کو پاک کیجیے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر جا اور استغفار کر اس عورت نے کہا میں آپ کو دیکھتی ہوں کہ آپ مجھ سے اقرار کا تکرار چاہتے ہیں جیسا آپ نے ماعز رضی اللہ عنہ سے تکرار کیا بے شک میں تو زنا سے حاملہ ہوں سو حضرت ﷺ نے اس پر حد قائم کرنے میں تاخیر نہ کی مگر اس واسطے کہ وہ حاملہ تھی سو جب اس نے بچہ جنا تو اس کو سنگسار کروایا اور دوسری بار اس سے استفسار نہ کیا اور نہ اس کے اقرار کے مکرر کرنے کو معتبر جانا اور نہ تعدد مجلس کو اور اسی طرح واقع ہوا ہے عسیف کے قصے میں کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے انیس! اس کی عورت کے پاس جا سو اگر اقرار کرے تو اس کو سنگسار کر سو انیس رضی اللہ عنہ اس عورت کے پاس گیا اور اس نے اقرار کیا سو اس نے اس کو سنگسار کیا اور نہیں ذکر کیا تعدد اقرار کا اور نہ تعدد مجلس کا اور جواب دیا ہے جمہور نے قیاس مذکور سے ساتھ اس کے کہ نہیں قبول ہیں قتل میں مگر دو گواہ بر خلاف باقی اموال کے سو قبول کیا جاتا ہے اس میں ایک مرد اور دو عورتیں سو قیاس چاہتا تھا کہ قتل میں بھی اقرار دو بار شرط ہوتا اور حالانکہ سب کا اتفاق ہے اس پر کہ اس میں صرف ایک بار اقرار کافی ہے اور اگر تو کہے کہ استدلال کرنا عدم ذکر تعدد اقرار سے عسیف وغیرہ کے قصے میں ٹھیک نہیں اس میں نظر ہے اس واسطے کہ عدم ذکر نہیں دلالت کرتا اوپر عدم وقوع کے پس جب ثابت ہوا ہونا عدد کا شرط تو سکوت کرنا اس کے ذکر سے احتمال ہے کہ ہوا واسطے علم کے ساتھ مامور بہ کے لیکن ممکن ہے تمسک کرنا غامدیہ کے قول سے کہ آپ مجھ سے اقرار کا تکرار چاہتے جیسا ماعز رضی اللہ عنہ سے تکرار کیا اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نہیں شرط ہے کہ پہلے امام سنگسار کرنا شروع کرے اس کو جو زنا کا اقرار کرے اگرچہ مستحب ہے بلکہ جب گواہوں سے رجم ثابت ہو تو پہلے گواہ سنگسار کرنا شروع کریں اور اس میں سپرد کرنا امام کا ہے حد کو اپنے غیر کے واسطے اور جس کو سنگسار کرنا ہو اس کے واسطے گڑھا کھودا جائے اور اگر عورت کا زنا گواہوں سے ثابت ہو تو مستحب ہے اس کے واسطے گڑھا کھودنا نہ ساتھ اقرار کے اور تینوں اماموں کا مشہور قول یہ ہے کہ اس کے واسطے گڑھا نہ کھودا جائے اور کہا ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور ابو ثور رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مرد اور عورت دونوں کے واسطے گڑھا کھودا جائے اور یہ کہ جائز ہے کرنا تلقین کا اس کے واسطے جو اقرار کرے ساتھ اس چیز کے جو واجب کرے حد کو یعنی اس کو وہ چیز تلقین کرنا جو اس سے حد کو دور کرے اور یہ کہ نہیں واجب ہوتی ہے حد مگر صریح اقرار سے اسی واسطے شرط ہے اس شخص پر جو زنا کی گواہی دے یہ کہ کہے کہ میں نے اس کو دیکھا کہ اس نے اپنا ذکر عورت کی شرم گاہ میں داخل کیا تھا یا جو اس کے مشابہ ہو اور یہ کافی نہیں کہ کہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اس نے زنا کیا اور ثابت ہو چکا ہے ایک جماعت اصحاب سے تلقین کرنا اس شخص کو جو حد کا اقرار کرے جیسا کہ روایت کیا ہے اس کو مالک رحمۃ اللہ علیہ نے علی رضی اللہ عنہ سے اور بعض نے خاص کیا ہے تلقین کو ساتھ اس کے جس پر گمان ہو کہ وہ زنا کے حکم سے جاہل ہے اور یہ قول ابو ثور کا ہے اور مستثنیٰ ہے تلقین سے نزدیک مالکیہ کے وہ شخص جو کھلم کھلا زنا کرتا ہو اور مشہور ہو

ساتھ پھاڑنے حرام چیزوں کے اور جائز ہے تلقین کرنا اس کا جو اس کے سوائے ہو اور نہیں ہے شرط اور اس میں ہے کہ نہ قید کیا جائے اس کو جو زنا کا اقرار کرے بیچ مدت استثبات کے اور حامل میں یہاں تک کہ بچہ جنے اور کہا ابن عربی نے کہ حضرت ﷺ نے نہ اس کو قید کیا اور نہ اس سے ضامن لیا اس واسطے کہ اس کا رجوع کرنا مقبول ہے سو اس میں کوئی فائدہ نہیں باوجود جواز اعراض کے اس سے جب کہ رجوع کرے اور یہ جو فرمایا کہ کیا تو شادی شدہ ہے؟ تو اس سے لیا جاتا ہے کہ واجب ہے استفسار کرنا اس حال سے جس سے اختلاف ہو اور یہ کہ نشے والے کے اقرار کا کوئی اثر نہیں ، لیا جاتا ہے یہ اس کے اس قول سے کہ لوگوں نے اس کو سونگھا اور جن لوگوں نے اس کا اعتبار کیا ہے انہوں نے کہا کہ اس کی عقل گناہ سے دور ہوگئی تھی اور نہیں ہے دلالت ماعز رضی اللہ عنہ کے قصے میں احتمال ہے کہ یہ شراب کے حرام ہونے سے پہلے ہو یا اس کا نشہ بغیر گناہ کے واقع ہوا ہو اور یہ کہ جب کوئی زنا کا اقرار کرے تو اس کو چھوڑا جائے پھر اگر تصریح کرے ساتھ رجوع کے تو فبہا ورنہ سنگسار کیا جائے اور یہ قول شافعی رحمہ اللہ علیہ اور احمد رحمہ اللہ علیہ کا ہے اور دلالت اس کی ماعز رضی اللہ عنہ کے قصے سے ظاہر ہے اور یہ کہ عید گاہ جب وقف نہ ہو تو نہیں ثابت ہوتا ہے اس کے واسطے حکم مسجد کا اور یہ کہ جو سنگسار کیا جائے اس کا جنازہ نہ پڑھا جائے اور یہ کہ جس سے شراب کی بو پائی جائے اس پر حد واجب ہے یہ قول مالک رحمہ اللہ علیہ اور شافعی رحمہ اللہ علیہ کا ہے اور کہا نووی رحمہ اللہ علیہ نے کہ صحیح ہمارے نزدیک صحیح ہونا اقرار نشے والے کا ہے اور جاری ہونا اس کے اقوال کا اس چیز میں کہ اس کے واسطے ہے اور اس پر ہے اور سوال شراب پینے سے محمول ہے ہمارے نزدیک اس پر کہ اگر وہ نشے میں ہوتا تو اس پر حد قائم نہ ہوتی۔ (فتح)

بَابٌ لِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ

زانی کے واسطے پتھر ہے

۶۳۱۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا قَالَتِ اخْتَصَمَ سَعْدٌ وَابْنُ زَمْعَةَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ بْنَ زَمْعَةَ الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَاحْتَجِبِيْ مِنْهُ يَا سَوْدَةُ. زَادَ لَنَا قُتَيْبَةُ عَنِ اللَّيْثِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ.

۶۳۱۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جھگڑا کیا سعد رضی اللہ عنہ اور ابن زمعہ نے یعنی زمعہ کی لونڈی کے بیٹے میں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ تیرے واسطے ہے اے عبد بن زمعہ! لڑکا فرش والے کا ہے اور زنا کرنے والے کو پتھر، یعنی لڑکے کا مالک وہی ہے جس کے نیچے اس لڑکے کی ماں ہے خواہ نکاح سے ہو خواہ ملکیت سے اور اگر حرام کا دعویٰ کرے کہ لڑکا میرے نطفے سے ہے تو اس کی قسمت میں پتھر ہے یعنی وہ مالک نہیں ہو سکتا اور اگر حرام کار شادی شدہ ہو تو اس کو سنگسار کرنا چاہیے اور پردہ کر اس سے اے سودہ!۔

۶۳۱۹۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا

۶۳۱۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ

مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ.

نے فرمایا: کہ لڑکا فرش والے کا ہے اور زنا کرنے والے کو پتھر۔

فائدہ: اور اس کے ترجمہ میں اشارہ ہے اس طرف کہ وہ ترجیح دیتا ہے اس شخص کے قول کو جس نے تاویل کی ہے حجر کی ساتھ ان پتھروں کے جن سے زانی کو سنگسار کیا جائے یعنی مراد حجر سے وہ پتھر ہیں جن کے ساتھ زانی کو سنگسار کیا جائے وقد تقدم ما فیه اور مراد اس سے یہ ہے کہ سنگسار کرنا مشروع ہے زانی کے واسطے اس کی شرط سے نہ یہ کہ ہر زانی پر سنگساری ہے۔ (فتح)

بَابُ الرَّجْمِ فِي الْبَلَاطِ

بلاط میں سنگسار کرنا

فائدہ: بلاط ایک جگہ کا نام ہے مسجد نبوی کے دروازے کے پاس کہ اس کا فرش پتھروں وغیرہ سے تھا اور کہا ابن بطال نے کہ یہ ترجمہ مشکل ہے اس میں اشکال ہے اس واسطے کہ سنگسار کرنے میں بلاط اور اس کا غیر برابر ہے اور جواب دیا ہے ابن منیر نے کہ اس نے ارادہ کیا ہے کہ تنبیہ کرے اس پر کہ سنگسار کرنا نہیں خاص ہے ساتھ مکان معین کے اس واسطے کہ کبھی عید گاہ میں سنگسار کرنے کا حکم کیا اور کبھی بلاط میں اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ سنگسار کرنے کے واسطے گڑھا کھودنا شرط نہیں اس واسطے کہ بلاط میں گڑھا نہیں کھد سکتا میں نے کہا احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ جو مکان کہ مسجد کے ساتھ لگا ہوا ہو اس کو مسجد کا حکم نہیں ادب کرنے میں اس واسطے کہ بلاط مذکور ایک جگہ ہے مسجد نبوی سے لگی ہوئی تھی اور باوجود اس کے حضرت ﷺ نے اس کے پاس سنگسار کرنے کا حکم کیا۔ (فتح)

۶۳۲۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ كَرَامَةَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أُتِيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَهُودِيٍّ وَيَهُودِيَّةٍ قَدْ أَحْدَثَا جَمِيعًا فَقَالَ لَهُمْ مَا تَجِدُونَ فِي كِتَابِكُمْ قَالُوا إِنَّ أَحْبَارَنَا أَحْدَثُوا تَحْمِيمَ الْوَجْهِ وَالتَّجْبِيَةَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ ادْعُهُمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ بِالتَّوْرَاةِ فَأُتِيَ بِهَا فَوَضَعَ أَحَدُهُمْ يَدَهُ عَلَى آيَةِ الرَّجْمِ

۶۳۲۰۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک یہودی مرد اور عورت حضرت ﷺ کے پاس لائے گئے کہ دونوں نے بے حیائی کا کام کیا تھا تو حضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ کیا پاتے ہو تم اپنی کتاب میں؟ انہوں نے کہا کہ ہمارے علماء نے نکالا ہے منہ کالا کرنا اور جھکا کر کھڑا کرنا مانند رکوع کرنے والے کی، عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا یا حضرت! ان کو حکم کیجیے تورات لائیں سو تورات لائی گئی تو ان میں سے ایک نے اپنا ہاتھ رجم کی آیت پر رکھا اور اس کے آگے پیچھے سے پڑھنے لگا تو ابن سلام نے اس سے کہا کہ اپنا ہاتھ اٹھا سو اچانک سنگسار کرنے کی آیت اس کے ہاتھ کے نیچے تھی اور حضرت ﷺ

وَجَعَلَ يَقْرَأُ مَا قَبْلَهَا وَمَا بَعْدَهَا فَقَالَ لَهُ ابْنُ سَلَامٍ ارْفَعْ يَدَكَ فَإِذَا آيَةُ الرَّجْمِ تَحْتَ يَدِهٖ فَأَمَرَ بِهِمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُجِمَا قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَرُجِمَا عِنْدَ الْبَلَاطِ فَرَأَيْتُ الْيَهُوْدِيَّ أَجْنَأَ عَلَيْهَا.

نے ان کے سنگسار کرنے کا حکم کیا تو دونوں کو سنگسار کیا گیا کہا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے سو دونوں کو بلاط کے پاس سنگسار کیا گیا سو میں نے یہودی کو دیکھا کہ اس عورت پر اوندھا جھکا یعنی تا کہ عورت کو پتھر نہ لگے۔

بَابُ الرَّجْمِ بِالْمُصَلّٰى

عیدگاہ میں سنگسار کرنے کا بیان

فائدہ: اور مراد وہ مکان ہے جس کے نزدیک عید اور جنازے پڑھے جاتے تھے اور وہ بقیع الغرقد کی طرف ہے اور مراد یہ ہے کہ سنگسار کرنا عیدگاہ کے پاس واقع ہوا نہ اس کے اندر اور عیاض نے سمجھا کہ سنگسار کرنا عیدگاہ کے اندر واقع ہوا سو کہا کہ اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ عیدگاہ کو مسجد کا حکم نہیں اور حالانکہ ثابت ہو چکا ہے حدیث میں کہ حضرت ﷺ نے عورتوں کو حکم کیا کہ عیدگاہ میں حاضر ہوں یہاں تک کہ حیض والیوں کو بھی اور یہ ظاہر ہے مراد میں۔ (فتح)

٦٣٢١ـ حَدَّثَنِيْ مَحْمُوْدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَسْلَمَ جَاءَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاعْتَرَفَ بِالزِّنَا فَأَعْرَضَ عَنْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى شَهِدَ عَلٰى نَفْسِهٖ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ قَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبِكَ جُنُوْنٌ قَالَ لَا قَالَ آحْصَنْتَ قَالَ نَعَمْ فَأَمَرَ بِهٖ فَرُجِمَ بِالْمُصَلّٰى فَلَمَّا أَذْلَقَتْهُ الْحِجَارَةُ فَرَّ فَأُدْرِكَ فَرُجِمَ حَتّٰى مَاتَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرًا وَصَلّٰى عَلَيْهِ. لَمْ يَقُلْ يُوْنُسُ وَابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ فَصَلّٰى عَلَيْهِ سُئِلَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ فَصَلّٰى عَلَيْهِ يَصِحُّ قَالَ رَوَاهُ مَعْمَرٌ قِيْلَ لَهُ رَوَاهُ غَيْرُ مَعْمَرٍ قَالَ لَا.

٦٣٢١ـ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد قوم اسلم سے حضرت ﷺ کے پاس آیا سو اس نے زنا کا اقرار کیا اور حضرت ﷺ نے اس سے منہ پھیرا یہاں تک کہ اس نے اپنے نفس پر گواہی دی حضرت ﷺ نے اس سے فرمایا کہ کیا تو دیوانہ ہے؟ اس نے کہا: نہیں فرمایا: کیا تو شادی شدہ ہے؟ اس نے کہا: ہاں، سو حکم کیا حضرت ﷺ نے اس کے سنگسار کرنے کا سو سنگسار کیا گیا عیدگاہ میں سو جب پتھروں نے اس کو بے قرار کیا تو بھاگا پھر پایا گیا اور سنگسار کیا گیا سو حضرت ﷺ نے اس کو نیک کہا یعنی اس کو بھلائی سے یاد کیا اور اس کا جنازہ پڑھا اور نہیں کہا یونس اور ابن جریج نے زہری سے کہ حضرت ﷺ نے اس کا جنازہ پڑھا، کسی نے بخاری رحمہ اللہ سے پوچھا کہ یہ جو آیا ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کا جنازہ پڑھا یہ صحیح ہے اس نے کہا کہ روایت کیا ہے اس کو معمر نے سو کہا گیا کہ روایت کیا ہے اس کو غیر معمر نے کہا کہ نہیں۔

فائدہ: ماعز رضی اللہ عنہ کے حق میں لوگ دو فرقے ہوئے بعض کہتے تھے کہ وہ ہلاک ہوا اس کے گناہ نے اس کو گھیرا اور بعض کہتے تھے کہ ماعز رضی اللہ عنہ کے توبہ سے کوئی توبہ افضل نہیں سو تین دن ٹھہرے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کہ ماعز رضی اللہ عنہ کے واسطے مغفرت مانگو اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ اس نے ایسی توبہ کی کہ اگر ایک امت پر بانٹی جائے تو ان کو کفایت کرے اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے اس کو بہشت کی نہروں میں دیکھا غوطہ مارتا اور یہ جو ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا جنازہ نہیں پڑھا اور ایک روایت میں آیا ہے کہ پڑھا تو روایت نفی کی محمول ہے اس پر کہ جس وقت وہ سنگسار کیا گیا اس وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا جنازہ نہیں پڑھا تھا اور روایت اثبات کی محمول ہے اس پر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرے دن اس کا جنازہ پڑھا اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس عورت کو قوم جہینہ سے سنگسار کروایا تھا اس کا جنازہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا اور فرمایا کہ اگر اس کی توبہ ستر آدمیوں پر تقسیم کی جائے تو ان کو کفایت کرے اور جواب پسند یہ ہے کہ جس جگہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے محدود کا جنازہ نہیں پڑھا وہاں غیر کی عبرت کے واسطے تھا کہ غیر کو عبرت ہو اور جس جگہ اس کا جنازہ پڑھا وہاں کوئی ایسا قرینہ تھا کہ اس کے ساتھ عبرت کی حاجت نہ تھی پس یہ مختلف ہے ساتھ اختلاف اشخاص کے اور البتہ اختلاف کیا ہے اہل علم نے اس مسئلے میں سو کہا مالک رحمہ اللہ نے کہ امام سنگسار کرنے کا حکم کر دے اور خود آپ اس میں شامل نہ ہوئے اور نہ اس سے اٹھائے یہاں تک کہ مر جائے پھر اس کے اور اس کے گھر والوں کے درمیان مانع نہ ہوئے وہ اس کو غسل دیں اور اس کا جنازہ پڑھیں اور امام خود اس کا جنازہ نہ پڑھے تا کہ گناہ اور زنا کرنے والوں کو عبرت ہو اور تا کہ نہ جرأت کریں لوگ ایسے کام پر اور بعض مالکیہ سے ہے کہ جائز ہے امام کو اس کا جنازہ پڑھے اور یہ قول جمہور کا ہے اور مشہور مالک سے یہ ہے کہ مکروہ ہے امام کو اور اہل فضل کو یہ کہ مرجوم کا جنازہ پڑھیں اور یہ قول احمد کا ہے اور شافعی رحمہ اللہ سے ہے کہ مکروہ نہیں اور یہ قول جمہور کا ہے اور زہری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ نہ مرجوم کا جنازہ پڑھا جائے اور نہ اس کا جو اپنے آپ کو مار ڈالے اور قتادہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ولد الزنا کا جنازہ نہ پڑھا جائے اور مطلق کہا ہے عیاض نے سو کہا کہ نہیں اختلاف ہے علماء کو اس میں کہ جائز ہے جنازہ پڑھنا فاسقوں اور گناہ کرنے والوں کا اور ان کا جو حد میں مارے جائیں اور بعض نے کہا کہ اہل فضل کو مکروہ ہے مگر ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے ہے کہ محاربین کا جنازہ پڑھنا جائز نہیں اور حسن سے ہے کہ جو زنا کے نفاس میں مر جائے اس کا جنازہ بھی جائز نہیں اور حدیث غامدیہ کے قصے میں حجت ہے جمہور کے واسطے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أَصَابَ ذَنْبًا دُوْنَ الْحَدِّ فَأَخْبَرَ الْإِمَامَ فَلَا عُقُوْبَةَ عَلَيْهِ بَعْدَ التَّوْبَةِ إِذَا جَآءَ مُسْتَفْتِيًا.

جو ایسا گناہ کرے جو حد سے کم ہو اور امام کو خبر دے تو نہیں ہے سزا اوپر اس کے بعد توبہ کے جب کہ فتویٰ پوچھنے کو آئے۔

فائدہ: یہ جو قید کی کہ کم حد سے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس کا گناہ حد کو واجب کرتا ہو اس پر سزا ہے اگرچہ اس نے توبہ کی ہو اور اخیر قید کا کوئی مفہوم نہیں۔ (فتح)

قَالَ عَطَآءٌ لَمْ يُعَاقِبْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اور کہا عطاء نے کہ نہیں سزا دی حضرت ﷺ نے

فائدہ: یعنی جس نے حضرت ﷺ کو خبر دی تھی کہ وہ گناہ میں واقع ہوا بلا مہلت کے یہاں تک کہ اس نے حضرت ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تو حضرت ﷺ نے اس کو خبر دی کہ اس کی نماز اس کے گناہ کا کفارہ ہوگئی۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ وَلَمْ يُعَاقِبِ الَّذِيْ جَامَعَ فِيْ رَمَضَانَ وَلَمْ يُعَاقِبْ عُمَرُ صَاحِبَ الظَّبْيِ وَفِيْهِ عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اور کہا ابن جریج نے کہ نہ سزا دی حضرت ﷺ نے اس کو جس نے رمضان میں اپنی عورت سے صحبت کی تھی، اور نہ سزا دی عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ہرن والے کو یعنی جس نے حرم مکہ میں ہرن کو قتل کیا اور بیچ معنی حکم ترجمہ کے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے اس نے روایت کی حضرت ﷺ سے۔

٦٣٢٢۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا وَقَعَ بِامْرَأَتِهِ فِيْ رَمَضَانَ فَاسْتَفْتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَلْ تَجِدُ رَقَبَةً قَالَ لَا قَالَ هَلْ تَسْتَطِيْعُ صِيَامَ شَهْرَيْنِ قَالَ لَا قَالَ فَأَطْعِمْ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا. وَقَالَ اللَّيْثُ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ أَتَى رَجُلٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ قَالَ احْتَرَقْتُ قَالَ مِمَّ ذَاكَ قَالَ وَقَعْتُ بِامْرَأَتِيْ فِيْ رَمَضَانَ قَالَ لَهُ تَصَدَّقْ قَالَ مَا عِنْدِيْ شَيْءٌ فَجَلَسَ وَأَتَاهُ إِنْسَانٌ

٦٣٢٢۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے رمضان کے مہینے میں اپنی عورت سے صحبت کی تو اس نے حضرت ﷺ سے اس کا حکم پوچھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تو ایک بردہ پاتا ہے کہ اس کو آزاد کرے؟ اس نے کہا کہ نہیں، حضرت ﷺ نے فرمایا: کیا تو دو مہینے کے روزے رکھ سکتا ہے؟ اس نے کہا: کہ نہیں فرمایا کہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا۔ (اس حدیث کی شرح روزے میں گزر چکی ہے۔(فتح) عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس مسجد میں آیا تو اس نے کہا کہ میں جل گیا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو یہ کس سبب سے کہتا ہے؟ اس نے کہا کہ میں نے اپنی عورت سے صحبت کی رمضان میں حضرت ﷺ نے اس سے فرمایا کہ خیرات کر اس نے کہا کہ میرے پاس کچھ چیز نہیں سو بیٹھا اور ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا گدھا ہانکتا اور اس کے ساتھ طعام تھا کہا عبدالرحمن

يَسُوقُ حِمَارًا وَمَعَهُ طَعَامٌ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ مَا أَدْرِي مَا هُوَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَيْنَ الْمُحْتَرِقُ فَقَالَ هَا أَنَا ذَا قَالَ خُذْ هٰذَا فَتَصَدَّقْ بِهٖ قَالَ عَلٰى أَحْوَجَ مِنِّي مَا لِأَهْلِي طَعَامٌ قَالَ فَكُلُوْهُ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ الْحَدِيْثُ الْأَوَّلُ أَبْيَنُ قَوْلُهٗ أَطْعِمْ أَهْلَكَ.

نے میں نہیں جانتا کہ وہ کیا چیز تھی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کہاں ہے جلنے والا؟ اس نے کہا: خبر دار! میں یہ ہوں، تو حضرت ﷺ نے فرمایا اس کو لے اور خیرات کر اس نے کہا کیا اپنے سے زیادہ تر محتاج پر صدقہ کروں میرے گھر والوں کے واسطے کھانا نہیں ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم ہی اس کو کھا لو۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ اس نے کہا ہم بھوکے ہیں ہمارے پاس کچھ چیز نہیں اور ایک روایت کے کسی طریق میں نہیں ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو سزا دی۔

بَابٌ إِذَا أَقَرَّ بِالْحَدِّ وَلَمْ يُبَيِّنْ هَلْ لِلْإِمَامِ أَنْ يَّسْتُرَ عَلَيْهِ

جب اقرار کرے ساتھ حد کے اور نہ بیان کرے یعنی اس کی تفسیر نہ کرے کہ کون سا گناہ ہے تو کیا امام کو جائز ہے کہ اس کی پردہ پوشی کرے؟۔

۶۳۲۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْقُدُّوْسِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ الْكِلَابِيُّ حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَآءَهٗ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّي أَصَبْتُ حَدًّا فَأَقِمْهُ عَلَيَّ قَالَ وَلَمْ يَسْأَلْهُ عَنْهُ قَالَ وَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَصَلّٰى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ قَامَ إِلَيْهِ الرَّجُلُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّي أَصَبْتُ حَدًّا فَأَقِمْ فِيَّ كِتَابَ اللّٰهِ قَالَ أَلَيْسَ قَدْ صَلَّيْتَ مَعَنَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ غَفَرَ لَكَ

۶۳۲۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت ﷺ کے پاس تھا سو ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا سو اس نے کہا یا حضرت! میں حد کو پہنچا یعنی میں نے ایسا گناہ کیا جو حد کو واجب کرتا ہے سو مجھ پر حد قائم کیجیے اور حضرت ﷺ نے اس سے نہ پوچھا کہ کون سا گنا ہے یعنی بلکہ چپ رہے، کہا راوی نے اور نماز کا وقت آیا تو اس نے حضرت ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی پھر جب حضرت ﷺ نماز پڑھ چکے تو وہ مرد حضرت ﷺ کی طرف اٹھا تو اس نے کہا یا حضرت! میں حد کو پہنچا تو اس کو مجھ پر قائم کیجیے موافق حکم کتاب اللہ کے حضرت ﷺ نے فرمایا کیا تو نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی؟ اس نے کہا: ہاں، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے تیرا گناہ بخشا یا یوں فرمایا کہ تیری حد بخشی۔

ذَنْبَكَ أَوْ قَالَ حَدَّكَ.

فائدہ: کہا نووی رحمہ اللہ وغیرہ نے شاید اس کا گناہ صغیرہ تھا جیسے بوسہ یا مساس اس دلیل سے کہ حضرت ﷺ نے اس کی مغفرت نماز جماعت پڑھنے سے فرمائی بنا بر اس کے کہ نماز صغیرے گناہوں کے واسطے کفارہ ہوتی ہے نہ کبیرے گناہوں کے واسطے اور یہ اکثر ہے اور کبھی کبیرے گناہوں کا بھی نماز کفارہ ہوتی ہے اور حضرت ﷺ نے اس واسطے اس سے نہ پوچھا کہ بدکام کا تفحص بہتر نہیں اور اگر وہ اپنے گناہ کو کھل کر بتلاتا اور وہ لائق حد کے ہوتا تو حضرت ﷺ ضرور اس پر حد مارتے۔

فائدہ: یہ قصہ جو اس حدیث میں ہے اور ہے اور جو قصہ کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے وہ اور ہے اس واسطے کہ اس قصے میں حد کا ذکر ہے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بوسہ کا ذکر ہے اور بخاری رحمہ اللہ نے بھی اس کو تعدد پر حمل کیا ہے ان دونوں باب میں سو حمل کیا ہے اس نے پہلے قصے کو اس پر جو اقرار کرے گناہ کا جو حد سے کم ہو اس واسطے کہ اس میں تصریح کی ہے ساتھ اس کے کہ میں نے اس سے صحبت نہیں کی اور حمل کیا ہے اس نے دوسرے قصے کو اس پر جو واجب کرے سو اس واسطے کہ وہ ظاہر ہے اس مرد کے قول سے اور جس نے دونوں قصوں کو ایک کہا ہے اس نے کہا کہ شاید اس نے گمان کیا حد اس چیز کو جو حد نہیں یا اس نے اپنے فعل کو بہت بڑا بھاری جانا سو گمان کیا اس نے کہ اس میں حد واجب ہے اور البتہ اختلاف کیا ہے علماء نے اس حکم میں سو ظاہر ترجمہ بخاری سے معلوم ہوتا ہے کہ جو حد کا اقرار کرے اور نہ بیان کرے کہ کون سا گناہ ہے تو نہیں واجب ہے امام پر کہ اس پر حد کو قائم کرے جب کہ وہ ثابت ہو اور حمل کیا ہے اس کو خطابی نے اس پر کہ جائز ہے کہ حضرت ﷺ کو اس پر وحی سے اطلاع ہوگئی ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو بخش دیا اس واسطے کہ وہ ایک خاص واقعہ ہے ورنہ نہیں تو اس سے پوچھتے کہ کون سا گناہ ہے؟ اور اس پر حد قائم کرتے اور نیز اس حدیث میں ہے کہ حدوں سے پردہ نہ اٹھائے اور جہاں تک ہو سکے اس کو دفع کرے اور نہیں تصریح کی اس مرد نے ساتھ اس امر کے کہ لازم آئے اس سے قائم کرنا حد کا اوپر اس کے اور شاید وہ صغیرہ گناہ تھا اس نے اس کو کبیرہ گمان کیا جو حد کو واجب کرے اور حضرت ﷺ نے اس سے نہ پوچھا کہ کون سا گناہ ہے اس واسطے کہ موجب حد کا نہیں ثابت ہوتا ہے احتمال سے اور حضرت ﷺ نے جو اس سے نہ پوچھا تو اس واسطے کہ تفحص کرنا منع ہے اور واسطے مقدم کرنے پردہ پوشی کے اور حضرت ﷺ نے دیکھا کہ یہ جو حد چاہتا ہے تو یہ اس سے نادم ہوا ہے اور البتہ مستحب رکھا ہے علماء نے تلقین کرنا اس شخص کو جو اقرار کرے ساتھ موجب حد کے ساتھ رجوع کرنے کے اس سے یا ساتھ اشارے کے اور یا ساتھ تصریح کے تاکہ دفع ہو اس سے حد اور احتمال ہے کہ یہ حکم اس شخص کے ساتھ خاص ہو اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے خبر دی کہ اللہ تعالیٰ نے نماز سے اس کی حد بخش دی اور یہ نہیں پہچانا جاتا ہے مگر وحی کے طریق سے سو یہ حکم اس کے غیر کے حق میں بدستور جاری نہیں رہے گا مگر اس شخص کے حق میں

کہ اس کا حال معلوم ہو جائے کہ وہ بھی اس مرد کے مثل ہے اور البتہ بند ہو چکا ہے علم اس کا ساتھ بند ہونے وحی کے بعد حضرت ﷺ کے اور البتہ تمسک کیا ہے ساتھ اس کے صاحب ہدی نے سو کہا کہ لوگوں کے اس میں تین مسلک ہیں ایک یہ کہ نہیں واجب ہے اس پر حد مگر بعد تعیین گناہ کے اور اصرار کرنے کے اوپر اس کے دوسرا یہ کہ یہ حکم خاص ہے ساتھ مرد مذکور کے تیسرا یہ کہ ساقط ہو جاتی ہے حد ساتھ توبہ کے کہا اور یہ صحیح تر مسلک ہے۔ (فتح)

بَابٌ هَلْ يَقُوْلُ الْإِمَامُ لِلْمُقِرِّ لَعَلَّكَ لَمَسْتَ أَوْ غَمَزْتَ

کیا کہے امام اس کو جو اقرار کرے کہ شاید تو نے ہاتھ لگایا ہو یا آنکھ سے اشارہ کیا ہو یا چوکا ہو گا

فائدہ: یہ باب معقود ہے واسطے جواز تلقین امام کے اس کو جو حد کا اقرار کرے وہ چیز جو حد کو دفع کرے اور البتہ خاص کیا ہے اس کو بعض نے ساتھ اس شخص کے کہ اس کے ساتھ گمان کیا جائے کہ اس نے خطا کی یا جہالت۔ (فتح)

٦٣٢٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ قَالَ سَمِعْتُ يَعْلَى بْنَ حَكِيْمٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا أَتَى مَاعِزُ بْنُ مَالِكٍ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ لَعَلَّكَ قَبَّلْتَ أَوْ غَمَزْتَ أَوْ نَظَرْتَ قَالَ لَا يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ أَنِكْتَهَا لَا يَكْنِيْ قَالَ فَعِنْدَ ذٰلِكَ أَمَرَ بِرَجْمِهٖ.

٦٣٢٤۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب ماعز رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے پاس آیا تو حضرت ﷺ نے اس سے فرمایا کہ شاید تو نے بوسہ لیا ہو گا یا اشارہ کیا ہو گا آنکھ سے یا ہاتھ سے یا دیکھا ہو گا اس نے کہا نہیں یا حضرت! فرمایا کیا تو نے اس سے زنا کیا ہے؟ اور نہ کنایت کی ساتھ اس کے یعنی صریح لفظ کہا اور کسی اور لفظ کے ساتھ اس سے کفایت نہ کی، کہا سو حضرت ﷺ نے اس وقت اس کے سنگسار کرنے کا حکم فرمایا۔

فائدہ: ان تینوں چیزوں کو زنا فرمایا تو اس میں اشارہ ہے اس حدیث کی طرف کہ آئی ہے کہ آنکھ بھی زنا کرتی ہے اور اس کا زنا دیکھنا ہے اور اسی طرح زبان اور ہاتھ پاؤں وغیرہ جوارح کا ذکر اور طریق میں آ گیا ہے پھر فرمایا کہ شرم گاہ ان سب کو جھٹلاتی ہے یا سچا کرتی ہے۔

بَابُ سُؤَالِ الْإِمَامِ الْمُقِرَّ هَلْ أَحْصَنْتَ

امام کا سوال کرنا مقر سے کہ کیا تو شادی شدہ ہے؟ یعنی کیا تو نے نکاح کیا ہوا ہے اور عورت سے صحبت کی ہے؟

٦٣٢٥۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِيْ سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ أَتٰى رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى

٦٣٢٥۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں میں سے ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا اور آپ مسجد میں تھے سو اس نے حضرت ﷺ کو پکارا کہ یا حضرت! میں نے زنا کیا، مراد اس کی اپنا نفس تھا یعنی میں صرف مسئلہ پوچھنے کو نہیں

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ مِّنَ النَّاسِ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَنَادَاهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّيْ زَنَيْتُ يُرِيْدُ نَفْسَهُ فَأَعْرَضَ عَنْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَنَحّٰى لِشِقِّ وَجْهِهِ الَّذِيْ أَعْرَضَ قِبَلَهُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ زَنَيْتُ فَأَعْرَضَ عَنْهُ فَجَآءَ لِشِقِّ وَجْهِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِيْ أَعْرَضَ عَنْهُ فَلَمَّا شَهِدَ عَلٰى نَفْسِهِ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ دَعَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبِكَ جُنُوْنٌ قَالَ لَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ أَحْصَنْتَ قَالَ نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اذْهَبُوْا بِهِ فَارْجُمُوْهُ. قَالَ ابْنُ شِهَابٍ أَخْبَرَنِيْ مَنْ سَمِعَ جَابِرًا قَالَ فَكُنْتُ فِيْمَنْ رَجَمَهُ فَرَجَمْنَاهُ بِالْمُصَلّٰى فَلَمَّا أَذْلَقَتْهُ الْحِجَارَةُ جَمَزَ حَتّٰى أَدْرَكْنَاهُ بِالْحَرَّةِ فَرَجَمْنَاهُ.

آیا نہ اپنے واسطے نہ غیر کے واسطے بلکہ میں آیا ہوں زنا کا اقرار کرتا تا کہ کیا جائے ساتھ اس کے جو شرعاً اس پر واجب ہے تو حضرت ﷺ نے اس سے منہ پھیرا تو وہ اس طرف بڑھا جس طرف حضرت ﷺ نے اس سے منہ پھیرا پھر اس نے کہا یا حضرت! میں نے زنا کیا ہے حضرت ﷺ نے اس سے منہ پھیرا تو وہ اس طرف آیا جس طرف حضرت ﷺ نے اس سے منہ گھمایا سو جب اس نے اپنی جان پر چار بار گواہی دی تو حضرت ﷺ نے اس کو بلایا سو فرمایا کہ کیا تو دیوانہ ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں یا حضرت! پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کیا تو شادی شدہ ہے؟ اس نے کہا: ہاں یا حضرت! فرمایا اس کو لے جاؤ اور سنگسار کرو کہا ابن شہاب نے خبر دی مجھ کو جس نے جابر رضی اللہ عنہ سے سنا کہ میں ان لوگوں میں تھا جنہوں نے اس کو سنگسار کیا سو ہم نے اس کو عید گاہ کے پاس سنگسار کیا سو جب اس کو پتھروں نے بے قرار کیا تو بھاگا یہاں تک کہ ہم نے اس کو سنگستانی زمین میں پایا پھر ہم نے اس کو سنگسار کیا۔

فائدہ: کہا ابن تین نے کہ محل سوال کے مشروع ہونے کا اس شخص سے جو زنا کا اقرار کرے اس وقت ہے جب کہ نہ جانتا ہو کہ اس نے صحیح طور سے نکاح کر کے اس کے ساتھ دخول کیا ہے اور جب اس کو معلوم ہو کہ وہ شادی شدہ ہے تو پھر نہ پوچھے پھر حکایت کی مالکیہ سے تفصیل جب کہ اس کو معلوم ہو کہ اس نے نکاح کیا ہوا ہے اور نہ سنا اس سے اقرار دخول کا سو بعض نے کہا کہ جو عورت کے ساتھ ایک رات رہا ہو اس کا انکار مقبول نہیں اور بعض نے کہا کہ اس سے اکثر اور کیا اس کو شادی شدہ کی حد ماری جائے یا کنوارے کی؟ دوسرا قول راجح تر ہے اور اسی طرح جب اقرار کرے خاوند ساتھ صحبت کرنے کے پھر اس نے کہا کہ میں نے تو اس کے ساتھ اقرار اس واسطے کیا تھا تا کہ رجعت کا مالک ہوں یا اقرار کیا عورت نے پھر کہا کہ میں نے یہ اس واسطے کیا ہے کہ پورا مہر لوں سو ہر ایک کو دونوں میں سے کنوارے کی حد ماری جائے اور ان کے غیر کے نزدیک حد بالکل اٹھائی جاتی ہے اور نقل کیا ہے طحاوی نے اپنے اصحاب سے کہ جو دوسرے کو کہے اے زانی! اور وہ اس کی تصدیق کرے تو قائل کو کوڑے مارے جائیں اور نہ حد ماری جائے تصدیق کرنے والے کو اور کہا زفر نے بلکہ اس کو بھی حد ماری جائے، میں کہتا ہوں اور یہ قول جمہور کا

ہے اور ترجیح دی ہے طحاوی نے زفر کے قول کو اور استدلال کیا ہے اس نے باب کی حدیث سے اور حضرت ﷺ نے ماعز رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ کیا سچ ہے جو خبر مجھ کو تجھ سے پہنچی کہ تو نے زنا کیا ہے؟ اس نے کہا ہاں، تو حضرت ﷺ نے اس کو حد ماری اور اس واسطے کہ اتفاق ہے سب کا اس پر کہ جو دوسرے سے کہے کہ میرا تجھ پر ہزار قرض ہے اس نے کہا تو سچا ہے تو لازم آتا ہے اس کو مال۔ (فتح)

بَابُ الْاِعْتِرَافِ بِالزِّنَا — اقرار کرنا ساتھ زنا کے

فائدہ: یہ بحث پہلے گزر چکی ہے کہ کیا اعتراف کا مکرر ہونا شرط ہے یا نہیں اور جو کہتا ہے کہ صرف ایک بار اقرار کافی ہے اس نے حجت پکڑی ہے ساتھ مطلق ہونے اعتراف کے حدیث میں اور نہیں معارض ہے اس کو وہ چیز جو ماعز رضی اللہ عنہ کے قصے میں ہے اقرار کے مکرر ہونے سے اس واسطے کہ وہ واقعہ ہے ایک حال کا کما تقدم۔ (فتح)

٦٣٢٦۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَفِظْنَاهُ مِنْ فِي الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ وَزَيْدَ بْنَ خَالِدٍ قَالَا كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ أَنْشُدُكَ اللّٰهَ إِلَّا قَضَيْتَ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ فَقَامَ خَصْمُهُ وَكَانَ أَفْقَهَ مِنْهُ فَقَالَ اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَأْذَنْ لِيْ قَالَ قُلْ قَالَ إِنَّ ابْنِيْ كَانَ عَسِيْفًا عَلٰى هٰذَا فَزَنٰى بِامْرَأَتِهٖ فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَخَادِمٍ ثُمَّ سَأَلْتُ رِجَالًا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ فَأَخْبَرُوْنِيْ أَنَّ عَلٰى ابْنِيْ جَلْدَ مِائَةٍ وَتَغْرِيْبَ عَامٍ وَعَلٰى امْرَأَتِهِ الرَّجْمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللّٰهِ جَلَّ ذِكْرُهُ الْمِائَةُ شَاةٍ وَالْخَادِمُ رَدٌّ عَلَيْكَ وَعَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيْبُ عَامٍ وَاغْدُ يَا أُنَيْسُ عَلَى امْرَأَةِ

٦٣٢٦۔ حضرت ابو ہریرہ اور زید بن خالد رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے پاس تھے سو ایک مرد کھڑا ہوا تو اس نے کہا میں تجھ کو سوال کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر مگر یہ کہ تو ہمارے درمیان اللہ کی کتاب سے حکم کرے تو اس کا خصم کھڑا ہوا اور وہ اس سے زیادہ تر بوجھ والا تھا سو اس نے کہا کہ ہمارے درمیان اللہ کی کتاب کے ساتھ حکم کیجیے اور مجھ کو اجازت ہو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کہو اس نے کہا کہ بے شک میرا بیٹا اس کے ہاں مزدور تھا سو اس نے اس کی عورت سے زنا کیا تو میں نے اس کا بدلہ دیا سو بکری اور ایک غلام پھر میں نے اہل علم سے پوچھا تو انہوں نے مجھ کو خبر دی کہ بے شک میرے بیٹے پر لازم ہے سو کوڑا اور برس بھر شہر بدر کرنا اور لازم ہے اس کی عورت پر سنگسار کرنا تو حضرت ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے البتہ میں حکم کروں گا تم میں کتاب اللہ سے سو بکری اور خادم تجھ پر پھیرے جائیں اور لازم ہے تیرے بیٹے پر سو کوڑا اور سال بھر شہر بدر کرنا اور اے انیس! اس کی عورت کی طرف جا سو اگر زنا کا اقرار کرے تو اس کو سنگسار کر سو وہ اس کے پاس گیا اس

هٰذَا فَإِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا فَغَدَا عَلَيْهَا فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَهَا قُلْتُ لِسُفْيَانَ لَمْ يَقُلْ فَأَخْبَرُوْنِيْ أَنَّ عَلَى ابْنِيَ الرَّجْمَ فَقَالَ الشَّكُّ فِيْهَا مِنَ الزُّهْرِيِّ فَرُبَّمَا قُلْتُهَا وَرُبَّمَا سَكَتُّ.

عورت نے زنا کا اقرار کیا تو اس نے اس کو سنگسار کیا، میں نے سفیان سے کہا نہیں کہا تو نے انہوں نے مجھ کو خبر دی کہ لازم ہے تیرے بیٹے پر سنگسار کرنا اس نے کہا کہ میں شک کرتا ہوں اس میں زہری سے سو بہت وقت میں نے اس کو کہا اور بہت وقت میں نے اس کو کہا اور بہت وقت میں چپ رہا۔

فائدہ: انشدك بالله ای اسألك بالله یعنی میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور اس میں معنی اذکرک کا ہے یعنی میں تجھ کو یاد کرتا ہوں اٹھانے والا اپنی آواز کو اور یہ جو کہا کہ مگر کہ تو ہمارے درمیان کتاب اللہ تعالیٰ سے حکم کرے یعنی نہیں سوال کرتا میں تجھ سے مگر حکم کرنا ساتھ کتاب اللہ کے اور احتمال ہے کہ الا جواب قسم کا ہو اس واسطے کہ اس میں حصر کے معنی ہیں اور اس کی تقدیر یہ ہے کہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں ساتھ اللہ تعالیٰ کے کہ نہ کرے تو کچھ چیز مگر حکم اور مراد کتاب اللہ سے اللہ تعالیٰ کا حکم ہے جو اس نے اپنے بندوں پر لکھا اور بعض نے کہا کہ مراد قرآن ہے اور یہ متبادر ہے اور احتمال اول اولیٰ ہے اس واسطے کہ سنگسار کرنا اور شہر بدر کرنا قرآن میں مذکور نہیں ہیں مگر اس واسطہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے حکم کیا اپنے رسول ﷺ کی پیروی کرنے کا اور بعض نے کہا کہ مراد ساتھ اس کے قرآن کی یہ آیت ہے: ﴿أَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا﴾ سو حضرت ﷺ نے بیان کیا کہ کنوارے کی راہ سو کوڑے مارنا اور شہر بدر کرنا ہے اور شادی شدہ کی راہ سنگسار کرنا ہے، میں کہتا ہوں اور یہ بواسطہ بیان کرنے کے ہے اور احتمال ہے کہ مراد کتاب اللہ سے وہ آیت ہو جس کی تلاوت منسوخ ہے اور وہ یہ ہے: الشیخ والشیخة اذا زنیا فارجموهما اور بعض نے کہا کہ مراد ساتھ کتاب اللہ کے نہی ہے کھانے مال کے ساتھ باطل کے اس واسطے کہ اس کے مدعی نے اس سے بکریاں اور لونڈی ناحق لی تھیں پس اسی واسطے فرمایا کہ بکریاں اور لونڈی تجھ پر رد کی جائیں گی اور راجح یہ ہے کہ مراد ساتھ کتاب اللہ تعالیٰ کے وہ چیز ہے جو متعلق ہے ساتھ تمام افراد قصے کے اس چیز سے کہ واقع ہوا ہے ساتھ اس کے جواب جو آگے آتا ہے اور مراد خادم سے اس حدیث میں لونڈی ہے اور یہ جو فرمایا کہ بے شک تیرے بیٹے پر سو کوڑا ہے تو یہ محمول ہے اس پر کہ حضرت ﷺ کو معلوم تھا کہ اس کا بیٹا کنوارا ہے اور اس نے زنا کا اقرار کیا ہے اور احتمال ہے کہ اعتراف مضمر ہو اور تقدیر یہ ہو اور تیرے بیٹے پر ہے اگر وہ زنا کا اقرار کرے اور اول لائق تر ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ بیچ مقام حکم کے تھے اور اگر فتویٰ دینے کے مقام پر ہوتے تو اس میں کوئی اشکال نہ تھا اس واسطے کہ تقدیر یہ ہے اگر اس نے زنا کیا ہے اور وہ کنوارا ہے اور قرینہ اس کے اعتراف کا حاضر ہونا اس کا ہے ساتھ باپ اپنے کے اور چپ رہنا اس کا اس چیز سے کہ منسوب کی گئی اس کی طرف اور بہر حال علم ساتھ کنوارے ہونے اس کے سو ایک روایت میں صریح آچکا ہے کہ وہ کنوارا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ بہر حال تیرا

بیٹا تو اس کی سزا سو کوڑا اور سال بھر شہر بدر کرنا ہے اور یہ ظاہر ہے اس میں کہ جو اس وقت صادر ہوا وہ حکم تھا نہ فتویٰ برخلاف روایت سفیان کے اور استدلال کیا ہے بعض نے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ جائز ہے تاخیر کرنا اقامت حد کے نزدیک تنگ ہونے وقت کے اور یہ ضعیف ہے اس واسطے کہ نہیں ہے اس حدیث میں کہ یہ دن کے اخیر میں تھا اور اس حدیث میں اور بھی فائدے ہیں سوائے اس کے کہ گزرے رجوع کرنا طرف کتاب اللہ کی نص سے ہو یا بطورِ استنباط کے اور جائز ہونا قسم کا کسی کام پر اس کی تاکید کے واسطے اور قسم کھانا بغیر طلب کرنے قسم کے اور حسن خلق حضرت ﷺ کا اور حلم آپ کا اس شخص پر جو آپ سے خطاب کرے ساتھ اس چیز کے کہ اولیٰ اس کا خلاف ہے اور یہ کہ جو آپ کی پیروی کرے حاکموں سے بیچ اس کے وہ محمود ہے مثل اس شخص کی کہ نہ بھڑکے مدعی کے قول سے مثلا کہ ہمارے درمیان حکم کر کہا بیضاوی نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ دونوں نے یہی سوال کیا کہ کتاب اللہ کے ساتھ حکم کریں باوجود اس کے کہ ان کو معلوم تھا کہ حضرت ﷺ نہیں حکم کرتے مگر ساتھ حکم اللہ تعالیٰ کے تا کہ حکم کیا جائے ان کے درمیان محض حق سے نہ ساتھ مصالحت کے اور نہ لینے آسان حکم کے اس واسطے کہ حاکم کو جائز ہے کہ فریقین کی رضا مندی سے ایسا حکم کرے اور یہ کہ حسن ادب بیچ گفتگو بزرگ آدمی کے تقاضا کرتا ہے مقدم کرنے کو جھگڑے میں اگرچہ مذکور مسبوق ہو اور یہ کہ امام کو جائز ہے کہ اجازت دے جس کو چاہے مدعی اور مدعا علیہ سے دعویٰ میں جب کہ دونوں اکٹھے آئیں اور ممکن ہو کہ ہر ایک دونوں میں سے دعویٰ کرے اور مستحب ہے اجازت لینا مدعی اور فتویٰ طلب کرنے والے کو حاکم اور عالم سے کلام میں اور مؤکد ہے یہ اس وقت جب کہ گمان ہو کہ اس کو عذر ہے اور یہ کہ جو اقرار کرے حد کا واجب ہے امام پر قائم کرنا اس کا اوپر اس کے اگرچہ نہ اعتراف کرے جو اس کو اس میں شریک ہو اور یہ کہ جو دوسرے کو تہمت کرے اس پر حد نہ قائم کی جائے مگر یہ کہ مقذوف طلب کرے برخلاف ابن ابی لیلیٰ کے کہ اس نے کہا واجب ہے اگرچہ مقذوف طلب نہ کرے اور اس استدلال میں نظر ہے اس واسطے کہ محل خلاف کا وہ ہے جب کہ مقذوف حاضر ہو اور جب کہ غائب ہو جیسا کہ یہ ہے تو ظاہر یہ ہے کہ تاخیر واسطے دریافت کرنے حال کے ہے سو اگر ثابت ہو مقذوف کے حق میں تو نہیں ہے حد قاذف پر جیسا کہ اس قصے میں ہے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ حضرت ﷺ نے اُنیس رضی اللہ عنہ کو اس واسطے بھیجا تھا تا کہ معلوم کروائے اس عورت کو قذف مذکور تا کہ مطالبہ کرے وہ عورت اپنے قاذف کی حد کا اگر قذف سے انکار کرے اور اس کا ہونا ضروری ہے اس واسطے کہ ظاہر اس کا یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو زنا کی حد قائم کرنے کے واسطے بھیجا تھا اور حالانکہ یہ مراد نہیں اس واسطے کہ نہیں احتیاط کی جاتی واسطے حد زنا کے ساتھ جاسوسی اور نقب زنی کے اس سے یعنی اس کے واسطے زیادہ تحقیق اور تفتیش کرنے کا حکم نہیں آیا بلکہ مستحب ہے کہ جو زنا کا اقرار کرے اس کو تلقین کی جائے اور عذر سکھلایا جائے تا کہ وہ اقرار زنا سے رجوع کرے اور ہوگا حضرت ﷺ کے قول کے واسطے اگر اقرار کرے مقابل یعنی اور اگر انکار کرے تو اس کو

معلوم کروا کہ اس کے واسطے جائز ہے مطالبہ کرنا حد قذف کا پس حذف کیا گیا واسطے وجود احتمال کے اور وہ انکار کرتی اور حد قذف کا مطالبہ کرتی تو اس کو حد ماری جاتی اور ابوداؤد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ ایک مرد نے اقرار کیا کہ اس نے ایک عورت سے زنا کیا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سو کوڑا مارا پھر عورت سے پوچھا تو اس نے کہا کہ جھوٹا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اسی کوڑے مارے حد قذف کے اور یہ کہ پردہ دار عورت جس کی عادت باہر نکلنے کی نہ ہو اس کو حاکم کی مجلس میں حاضر ہونے کی تکلیف نہ دی جائے بلکہ جائز ہے کہ اس کی طرف بھیجا جائے جو اس کے واسطے یا اس پر حکم کرے اور اس میں ہے کہ سائل ذکر کرے ہر چیز کو جو واقع ہوئی ہو قصے میں اس واسطے کہ احتمال ہے کہ سمجھے مفتی اس سے وہ چیز کہ استدلال کرے اس کے ساتھ اوپر خصوص حکم کے مسئلے میں واسطے قول اس مرد کے کہ میرا بیٹا اس کے ہاں مزدور تھا اور حالانکہ وہ صرف زنا کا حکم پوچھنے کو آیا تھا اور اس میں راز یہ ہے کہ اس نے ارادہ کیا تھا کہ اپنے بیٹے کے واسطے کوئی عذر قائم کرے اور یہ کہ وہ زنا کے ساتھ مشہور نہ تھا اور نہیں ہجوم کیا اس نے عورت پر اور نہ اس سے زبردستی کی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوا یہ اس کے واسطے بسبب دراز ہونے ملازمت کے جو تقاضا کرتی ہے زیادہ لگاؤ اور رغبت کو سو مستفاد ہوتا ہے اس سے حث اوپر دور کرنے اجنبی مرد کے اجنبی عورت سے جہاں تک کہ ممکن ہو اس واسطے کہ خلا ملا کبھی نوبت پہنچاتا ہے طرف فساد کی، اور یہ کہ جائز ہے فتویٰ طلب کرنا مفضول سے باوجود فاضل کے اور رد کرنا ہے اس پر جو منع کرتا ہے تابع کو کہ فتویٰ دے باوجود صحابی کے مثلاً اور یہ کہ جائز ہے کفایت کرنا حکم میں ساتھ امر کے جو پیدا ہو گمان سے باوجود قدرت کے یقین پر لیکن اگر اختلاف کریں فتویٰ طلب کرنے والے میں تو رجوع کرے طرف اس چیز کی جو مفید یقین ہو اور یہ کہ اس شریف زمانے میں بھی بعض ایسا آدمی تھا جو فتویٰ دیتا تھا گمان سے جو کسی اصل سے پیدا نہ ہو اور احتمال ہے کہ یہ منافقوں سے واقع ہوا ہو یا جو نومسلم ہو اور یہ کہ اصحاب رضی اللہ عنہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور آپ کے شہر میں فتویٰ دیا کرتے تھے ان میں سے ہیں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ وغیرھم اور یہ کہ جو حکم کہ گمان پر مبنی ہو وہ توڑا جاتا ہے ساتھ اس چیز کے جو مفید یقین کو ہو اور یہ کہ حد بدلا قبول نہیں کرتی اور اس پر اجماع ہے زنا میں اور چوری میں اور حرب میں اور نشہ لانے والی چیز کے پینے میں اور قذف میں اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ وہ بھی اور حدود کی طرح ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جاری ہوتا ہے بدلا بدن میں مانند قصاص جان کی اور ہاتھ پاؤں وغیرہ کی اور یہ کہ جو صلح کہ شرع کے مخالف ہو وہ مردود ہے اور جو مال اس میں لیا جائے وہ پھیر دیا جائے اور کہا ابن دقیق العید نے کہ ساتھ اس کے ظاہر ہوگا کہ جو بعض فقہاء نے بعض عقود فاسدہ سے یہ عذر بیان کیا ہے کہ دونوں معارضہ کرنے والے آپس میں راضی ہیں اور ایک نے دوسرے کو تصرف میں اجازت دی ہے تو یہ عذر ان کا ضعیف ہے اور حق یہ ہے کہ اجازت تصرف میں مفید ہے ساتھ عقود صحیحہ کے اور یہ کہ جائز ہے نائب پکڑنا بیچ قائم کرنے حد کے اور استدلال کیا

گیا ہے ساتھ اس کے اوپر وجوب اعذار کے اور کفایت کرنا اس میں ساتھ ایک کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جائز ہے حکم کرنا ساتھ اقرار قصور کرنے والے کے بغیر ضبط کرنے گواہی کے اوپر اس کے لیکن وہ خاص ایک واقعہ کا ذکر ہے سو احتمال ہے کہ انیس رضی اللہ عنہ نے گواہی دی ہو اس کے سنگسار کرنے سے پہلے اور حجت پکڑی ہے ایک قوم نے ساتھ جواز حکم حاکم کے حدود وغیرہ میں ساتھ اس چیز کے کہ اقرار کرے خصم ساتھ اس کے نزدیک اس کے یعنی بغیر گواہ کے اور یہ ایک قول شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور ساتھ اس کے قائل ہے ابوثور اور جمہور نے اس سے انکار کیا ہے اور خلاف غیر حدود میں قوی تر ہے اور انیس رضی اللہ عنہ کے قصے میں احتمال عذر کا ہے کما مضی اور قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ اس کو سنگسار کر یعنی بعد معلوم کروانے میرے کے یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کو اس کی سپرد کیا سو جب اقرار کرے ان کے سامنے جس سے یہ ثابت ہو تو حکم کرے اور ظاہر یہ ہے کہ جب اس نے اقرار کیا تو انیس رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم کروایا واسطے مبالغہ کرنے کے طلب ثبوت میں باوجود اس کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معلق کیا تھا اس کے سنگسار کرنے کو اس کے اقرار پر اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ حاضر ہونا امام کا سنگساری میں نہیں ہے شرط اور اس میں نظر ہے احتمال ہے کہ انیس رضی اللہ عنہ حاکم ہو اور البتہ رجم میں حاضر بلکہ مباشر تھا اور اس میں ترک کرنا جمع کا ہے درمیان جلد اور تغریب کے وسیاتی اور یہ کہ کافی ہے ایک بار اقرار کرنا اس واسطے کہ نہیں منقول ہے کہ اس عورت نے مکرر اقرار کیا تھا اور کفایت کرنا ساتھ رجم کے بغیر جلد کے اس واسطے کہ اس کے قصے میں یہ بھی منقول نہیں اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ فعل عام نہیں ہوتا پس ترک اولیٰ ہے اور یہ کہ جائز ہے مزدور پکڑنا آزاد کو اور جائز ہے باپ کے واسطے یہ کہ اجارے میں دے اپنے بیٹے کو کسی کی خدمت اور نوکری میں جب کہ اس کو اس کی حاجت ہو اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ اگر باپ اپنے مجور بیٹے کی طرف سے دعویٰ کرے تو اس کا دعویٰ صحیح ہے اگرچہ بالغ ہو اس واسطے کہ لڑکا حاضر تھا اور نہیں کلام کیا تھا مگر اس کے باپ نے اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ احتمال ہے کہ وہ اس کی طرف سے وکیل ہو یا اس واسطے کہ دعویٰ کرنا نہیں واقع ہوا تھا مگر بسبب اس مال کے جو بدلا دیا گیا تھا سو لڑکے کے باپ نے دعویٰ کیا تھا اس عورت کے خاوند پر اس مال کا جو اس نے اس سے لیا بدلا اس زنا کا جب کہ اہل علم نے اس کو بتلایا کہ یہ صلح فاسد ہے تا کہ اس سے وہ مال پھیر لے برابر ہے کہ اس کے مال میں سے ہو یا اس کے بیٹے کے مال سے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کے خاوند کو حکم کیا کہ اس کا مال جو اس سے لیا ہے اس کو پھیر دے اور بہر حال جو واقع ہوا ہے قصے میں حد سے تو وہ مزدور کے اقرار سے ہے پھر عورت کے اقرار سے اور یہ کہ جب حال دونوں زانی کا مختلف ہو جائے تو قائم کی جائے ہر ایک پر حد اس کی اس واسطے کہ مرد کو کوڑے مارے گئے اور عورت کو سنگسار کیا گیا اور اسی طرح حکم ہے جب کہ ایک آزاد ہو اور دوسرا غلام اور یہی حکم ہے جب کہ زنا کرے بالغ مرد نابالغ لڑکی سے یا عاقل ساتھ مجنون عورت کے کہ بالغ اور عاقل کو حد ماری جائے سوائے دونوں

کے اور اسی طرح عکس اس کا اور یہ کہ جو کوئی اپنے بیٹے کو قذف کرے اس پر حد نہیں اس واسطے کہ اس مرد نے کہا کہ میرے بیٹے نے زنا کیا ہے اور نہیں ثابت ہوئی اس پر حد قذف کی۔ (فتح)

٦٣٢٧۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ عُمَرُ لَقَدْ خَشِيْتُ أَنْ يَّطُوْلَ بِالنَّاسِ زَمَانٌ حَتّٰى يَقُوْلَ قَائِلٌ لَا نَجِدُ الرَّجْمَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ فَيَضِلُّوْا بِتَرْكِ فَرِيْضَةٍ أَنْزَلَهَا اللّٰهُ أَلَا وَإِنَّ الرَّجْمَ حَقٌّ عَلٰى مَنْ زَنٰى وَقَدْ أُحْصِنَ إِذَا قَامَتِ الْبَيِّنَةُ أَوْ كَانَ الْحَبَلُ أَوِ الْاِعْتِرَافُ. قَالَ سُفْيَانُ كَذَا حَفِظْتُ أَلَا وَقَدْ رَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجَمْنَا بَعْدَهٗ.

٦٣٢٧۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ البتہ میں ڈرا یہ کہ دراز ہو لوگوں پر زمانہ یہاں تک کہ کہنے والا کہے کہ ہم سنگسار کرنے کا حکم قرآن میں نہیں پاتے سو گمراہ ہو جائیں اللہ تعالیٰ کے فرض کے ترک کرنے سے جس کو اللہ تعالیٰ نے اُتارا خبردار ہو اور بے شک سنگسار کرنا لازم ہے ہر مسلمان پر جو حرام کاری کرے اور شادی شدہ ہو جب کہ قائم ہوں گواہ یا حمل ہو یا اقرار، کہا سفیان نے اسی طرح میں نے یاد رکھا خبردار ہو بے شک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنگسار کیا اور ہم نے بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سنگسار کیا۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اس کے بعد اتنا زیادہ ہے کہ کہا عمر رضی اللہ عنہ نے کہ اگر یہ خوف نہ ہوتا کہ لوگ کہیں گے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے لکھا قرآن میں اور بڑھایا جو قرآن میں نہ تھا تو البتہ میں اس آیت کو اپنے ہاتھ سے قرآن میں لکھتا: ﴿الشيخ والشيخة اذا زنيا فارجموها البتة نكالا من الله والله عزيز حكيم﴾ اور ایک روایت میں ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ جب بوڑھا زنا کرے اور شادی شدہ نہ ہو تو اس کو کوڑے مارے جاتے ہیں اور اگر جوان زنا کرے اور شادی شدہ ہو تو اس کو سنگسار کیا جاتا ہے سو مستفاد ہوتا ہے اس حدیث سے سبب اس کی تلاوت کے منسوخ ہونے کا یعنی اس واسطے کہ عمل اس کے ظاہر عموم کے برخلاف ہے اس کے عموم سے معلوم ہوتا ہے کہ بوڑھے زانی کو سنگسار کیا جائے خواہ کنوارا ہو یا شادی شدہ ہو اور حالانکہ کنوارے زانی کو سنگسار نہیں کیا جاتا خواہ بوڑھا ہو یا جوان اور غرض اس حدیث سے یہ قول ہے خبردار سنگسار کرنا حق لازم ہے۔ (فتح)

بَابُ رَجْمِ الْحُبْلٰى مِنَ الزِّنَا إِذَا أَحْصَنَتْ

سنگسار کرنا اس عورت کو جو زنا سے حاملہ ہو جب کہ شادی شدہ ہو

فائدہ: کہا اسماعیلی نے کہ مراد یہ ہے جب کہ حامل ہو زنا سے احصان پر پھر بچہ جنے تو اس کو سنگسار کیا جائے اور اگر حاملہ ہو تو اس کو سنگسار نہ کیا جائے یہاں تک کہ بچہ جنے اور کہا ابن بطال نے کہ معنی ترجمہ کے یہ ہیں کہ کیا حاملہ عورت پر سنگسار کرنا واجب ہے یا نہیں اور قرار پایا ہے اجماع اس پر کہ اس کو سنگسار نہ کیا جائے یہاں تک کہ بچہ جنے

کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اور یہی حکم ہے کوڑے مارنے کا کہ اس کو کوڑے نہ مارے جائیں یہاں تک کہ بچہ جنے اور اسی طرح اگر حاملہ پر قصاص واجب ہو تو نہ قصاص لیا جائے یہاں تک کہ بچہ جنے اجماع ہے ان سب میں اور البتہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ارادہ کیا کہ حاملہ کو سنگسار کریں تو معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تیرے واسطے اس کی طرف کوئی راہ نہیں یہاں تک کہ بچہ جنے روایت کیا ہے اس کو ابن ابی شیبہ نے اور بچہ جننے کے بعد اختلاف ہے مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ جب بچہ جنے تو اسی وقت سنگسار کیا جائے اور نہ انتظار کیا جائے کہ اس کا بچہ پرورش پائے اور کہا کوفیوں نے کہ بچہ جننے کے بعد نہ سنگسار کیا جائے اس کو یہاں تک کہ پائے جو اس کے لڑکے کی پرورش کرے یہ قول شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور ایک روایت مالک رحمۃ اللہ علیہ سے اور غامدیہ اور جہنیہ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی لڑکے کا پرورش کرنے والا ہو تو اس کو فی الحال سنگسار کیا جائے ورنہ انتظار کیا جائے یہاں تک کہ اس کا بچہ پرورش پائے۔ (فتح)

۶۳۲۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُنْتُ أُقْرِءُ رِجَالًا مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ مِنْهُمْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ فَبَيْنَمَا أَنَا فِيْ مَنْزِلِهِ بِمِنًى وَهُوَ عِنْدَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِيْ آخِرِ حَجَّةٍ حَجَّهَا إِذْ رَجَعَ إِلَيَّ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ لَوْ رَأَيْتَ رَجُلًا أَتَى أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الْيَوْمَ فَقَالَ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ هَلْ لَكَ فِيْ فُلَانٍ يَقُوْلُ لَوْ قَدْ مَاتَ عُمَرُ لَقَدْ بَايَعْتُ فُلَانًا فَوَاللّٰهِ مَا كَانَتْ بَيْعَةُ أَبِيْ بَكْرٍ إِلَّا فَلْتَةً فَتَمَّتْ فَغَضِبَ عُمَرُ ثُمَّ قَالَ إِنِّيْ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَقَآئِمٌ الْعَشِيَّةَ فِي النَّاسِ فَمُحَذِّرُهُمْ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ أَنْ يَّغْصِبُوْهُمْ أُمُوْرَهُمْ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَقُلْتُ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَا تَفْعَلْ فَإِنَّ

۶۳۲۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں چند مہاجرین کو پڑھاتا تھا ان میں سے ہیں عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سو جس حالت میں کہ میں منیٰ میں اس کی جگہ میں تھا اور وہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس تھا ان کے پچھلے حج میں کہ اچانک میری طرف عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ پھرا سو اس نے کہا کہ اگر تو دیکھتا ایک مرد کو کہ آج امیر المؤمنین کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ اے امیر المؤمنین! کیا تیرے واسطے فلانے کے حق میں کوئی کلام ہے؟ وہ کہتا ہے کہ اگر عمر رضی اللہ عنہ مر گیا تو میں فلانے سے بیعت کروں گا سو قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت خلافت ناگہانی تھی سو پوری ہوگئی تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ غضبناک ہوئے پھر کہا کہ بے شک میں انشاء اللہ تعالیٰ دوپہر کے بعد کھڑا ہوں گا اور ڈراؤں گا لوگوں کو جو ارادہ کرتے ہیں کہ چھین لیں اُن سے خلافت ان کی یعنی اُچھلتے ہیں خلافت پر بغیر عہد اور مشورہ کے کما وقع لابی بکر کہا عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے میں نے کہا: اے امیر المؤمنین! ایسا نہ کر اس واسطے کہ موسم حج کا جامع ہوتا ہے رذیل اور کمینے لوگوں کو جو فتنے کی جلدی کرتے ہیں یعنی حج میں ہر قسم کے آدمی جمع ہوتے ہیں اور وہ

الْمَوْسِمَ يَجْمَعُ رَعَاعَ النَّاسِ وَغَوْغَائَهُمْ فَإِنَّهُمْ هُمُ الَّذِيْنَ يَغْلِبُوْنَ عَلٰى قُرْبِكَ حِيْنَ تَقُوْمُ فِي النَّاسِ وَأَنَا أَخْشٰى أَنْ تَقُوْمَ فَتَقُوْلَ مَقَالَةً يُطَيِّرُهَا عَنْكَ كُلُّ مُطَيِّرٍ وَأَنْ لَّا يَعُوْهَا وَأَنْ لَّا يَضَعُوْهَا عَلٰى مَوَاضِعِهَا فَأَمْهِلْ حَتّٰى تَقْدَمَ الْمَدِيْنَةَ فَإِنَّهَا دَارُ الْهِجْرَةِ وَالسُّنَّةِ فَتَخْلُصَ بِأَهْلِ الْفِقْهِ وَأَشْرَافِ النَّاسِ فَتَقُوْلَ مَا قُلْتَ مُتَمَكِّنًا فَيَعِيْ أَهْلُ الْعِلْمِ مَقَالَتَكَ وَيَضَعُوْنَهَا عَلٰى مَوَاضِعِهَا فَقَالَ عُمَرُ أَمَا وَاللّٰهِ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَأَقُوْمَنَّ بِذٰلِكَ أَوَّلَ مَقَامٍ أَقُوْمُهُ بِالْمَدِيْنَةِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ فِيْ عُقْبِ ذِي الْحَجَّةِ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ عَجَّلْتُ الرَّوَاحَ حِيْنَ زَاغَتِ الشَّمْسُ حَتّٰى أَجِدَ سَعِيْدَ بْنَ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ جَالِسًا إِلٰى رُكْنِ الْمِنْبَرِ فَجَلَسْتُ حَوْلَهُ تَمَسُّ رُكْبَتِيْ رُكْبَتَهُ فَلَمْ أَنْشَبْ أَنْ خَرَجَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَلَمَّا رَأَيْتُهُ مُقْبِلًا قُلْتُ لِسَعِيْدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ لَيَقُوْلَنَّ الْعَشِيَّةَ مَقَالَةً لَمْ يَقُلْهَا مُنْذُ اسْتُخْلِفَ فَأَنْكَرَ عَلَيَّ وَقَالَ مَا عَسَيْتَ أَنْ يَقُوْلَ مَا لَمْ يَقُلْ قَبْلَهُ فَجَلَسَ عُمَرُ عَلَى الْمِنْبَرِ فَلَمَّا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُوْنَ قَامَ فَأَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّيْ قَائِلٌ لَّكُمْ مَقَالَةً قَدْ قُدِّرَ لِيْ أَنْ أَقُوْلَهَا لَا أَدْرِيْ لَعَلَّهَا بَيْنَ يَدَيْ

ہی ہیں جو غالب ہوں گے تیری نزدیکی پر یعنی اس مکان پر جو تجھ سے نزدیک ہے جب کہ تو لوگوں میں کھڑا ہو اور میں ڈرتا ہوں کہ کھڑا ہو تو اور کوئی بات کہے کہ اُڑا لے جائے اس کو تجھ سے ہر اڑانے والا یعنی حمل کریں اس کو اس کی غیر وجہ پر اور نہ پہچانیں اس کی مراد کو اور یہ کہ نہ رکھیں اس کو اس کی جگہ میں سو توقف کر یہاں تک کہ تو مدینے میں پہنچے اس واسطے کہ وہ گھر ہے ہجرت کا اور سنت کا سو تو پہنچے ساتھ سمجھ بوجھ والے اور شریف لوگوں کے سو تو کہے جو کہے باقدرت ہو کر سو اہل علم تیری بات کو نگاہ رکھیں گے اور اس کو اس کی جگہ میں اُتاریں گے تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: خبردار! قسم ہے اللہ تعالیٰ کی اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو میں قائم ہوں گا ساتھ اس کے اول مقام میں جو مدینے میں کھڑا ہوں گا تو خوب ہوتا، کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سو ہم مدینے میں آئے ذی الحجہ کے بعد سو جب جمعہ کا دن ہوا تو میں ڈھلتے دن دوپہر کے بعد چلا یہاں تک کہ میں نے سعید بن زید کو منبر کے رکن کے پاس بیٹھا پایا تو میں اس کے گرد بیٹھا میرے دونوں گھٹنے اس کے گھٹنے سے چھوتے تھے سو میں نے کچھ دیر نہ کی یہاں تک کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نکلے یعنی بہت جلدی نکلے سو جب میں نے اُن کو سامنے سے آتے دیکھا تو میں نے سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے کہا کہ البتہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ آج وہ بات کہیں گے جو نہیں کہی جب سے خلیفہ ہوئے تو اس نے مجھ پر انکار کیا اور کہا کہ مجھ کو اُمید نہیں کہ کہیں جو اس سے پہلے کبھی نہیں کہا سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ منبر پر بیٹھے پھر جب مؤذن چپ ہوا تو کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی تعریف کی جو اس کے لائق ہے پھر کہا کہ بہر حال حمد اور صلوٰۃ کے بعد میں تم سے ایک بات کہتا ہوں جو میرے واسطے مقرر کی گئی کہ میں اس کو

أَجَلِيْ فَمَنْ عَقَلَهَا وَوَعَاهَا فَلْيُحَدِّثْ بِهَا حَيْثُ انْتَهَتْ بِهٖ رَاحِلَتُهٗ وَمَنْ خَشِيَ أَنْ لَّا يَعْقِلَهَا فَلَا أُحِلُّ لِأَحَدٍ أَنْ يَّكْذِبَ عَلَيَّ إِنَّ اللّٰهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ فَكَانَ مِمَّا أَنْزَلَ اللّٰهُ آيَةُ الرَّجْمِ فَقَرَأْنَاهَا وَعَقَلْنَاهَا وَوَعَيْنَاهَا رَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجَمْنَا بَعْدَهٗ فَأَخْشٰى إِنْ طَالَ بِالنَّاسِ زَمَانٌ أَنْ يَّقُوْلَ قَائِلٌ وَاللّٰهِ مَا نَجِدُ آيَةَ الرَّجْمِ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ فَيَضِلُّوْا بِتَرْكِ فَرِيْضَةٍ أَنْزَلَهَا اللّٰهُ وَالرَّجْمُ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ حَقٌّ عَلٰى مَنْ زَنٰى إِذَا أُحْصِنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ إِذَا قَامَتِ الْبَيِّنَةُ أَوْ كَانَ الْحَبَلُ أَوِ الْاِعْتِرَافُ ثُمَّ إِنَّا كُنَّا نَقْرَأُ فِيْمَا نَقْرَأُ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ أَنْ لَّا تَرْغَبُوْا عَنْ آبَائِكُمْ فَإِنَّهٗ كُفْرٌ بِكُمْ أَنْ تَرْغَبُوْا عَنْ آبَائِكُمْ أَوْ إِنَّ كُفْرًا بِكُمْ أَنْ تَرْغَبُوْا عَنْ آبَائِكُمْ أَلَا ثُمَّ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُطْرُوْنِيْ كَمَا أُطْرِيَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَقُوْلُوْا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ ثُمَّ إِنَّهٗ بَلَغَنِيْ أَنَّ قَائِلًا مِنْكُمْ يَقُوْلُ وَاللّٰهِ لَوْ قَدْ مَاتَ عُمَرُ بَايَعْتُ فُلَانًا فَلَا يَغْتَرَّنَّ امْرُؤٌ أَنْ يَّقُوْلَ إِنَّمَا كَانَتْ بَيْعَةُ أَبِيْ بَكْرٍ فَلْتَةً وَتَمَّتْ أَلَا وَإِنَّهَا قَدْ كَانَتْ كَذٰلِكَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ وَقٰى شَرَّهَا وَلَيْسَ

کہوں میں نہیں جانتا کہ شاید میری موت کے آگے ہے یعنی میری موت کے قریب ہے یعنی سو واقع ہوا جیسا کہا سو جو اس کو سمجھے اور یاد رکھے تو چاہیے کہ بیان کرے اس کو جہاں تک اس کی سواری پہنچے اور جو ڈرے اس کے سمجھنے سے تو میں نہیں حلال کرتا کسی کو کہ مجھ پر جھوٹ بولے بے شک اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو سچا پیغمبر کر کے بھیجا اور اس پر کتاب اُتاری اور تھی آیت رجم کی اس چیز میں سے کہ اُتاری سو ہم نے اس کو پڑھا اور سمجھا اور یاد رکھا حضرت ﷺ نے سنگسار کیا یعنی زانی کو اور ہم نے بھی حضرت ﷺ کے بعد سنگسار کیا سو میں ڈرتا ہوں اگر لوگوں پر زمانہ دراز ہو جائے یہ کہ کہنے والا کہے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی ہم رجم کی آیت کتاب اللہ میں نہیں پاتے سو گمراہ ہوں اللہ تعالیٰ کے فرض کے ترک کرنے سے جس کو اللہ تعالیٰ نے اتارا یعنی آیت مذکور میں جس کی تلاوت منسوخ ہوئی اور حکم باقی ہے اور سنگسار کرنا اللہ تعالیٰ کی کتاب میں حق ہے اس شخص پر جو زنا کرے جب کہ شادی شدہ ہو یعنی عاقل بالغ ہو نکاح صحیح سے صحبت کی ہو مردوں اور عورتوں سے جب کہ قائم ہوں گواہ ساتھ شرط ان کی کے یا ہو حمل یعنی جس عورت کا خاوند اور مالک کوئی نہ ہو یا اقرار زنا کا اور تکرار اس پر بے شک ہم پڑھتے تھے اس کو اس چیز میں کہ پڑھتے تھے اللہ تعالیٰ کی کتاب سے اور نہ منہ پھیرو اپنے باپوں سے سو بے شک شان یہ ہے کہ تمہارے واسطے کفر ہے کہ اپنے باپوں سے منہ پھیرو یعنی اپنے باپ کے لیے اپنے آپ کو منسوب نہ کرو یا یوں فرمایا کہ بے شک تمہارے واسطے کفر ہے کہ اپنے باپوں سے منہ پھیرو پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہایت بے حد میری تعریف نہ کیا کرو جیسے بے حد تعریف ہوئی مریم کے بیٹے

مِنكُمْ مَنْ تُقْطَعُ الْأَعْنَاقُ إِلَيْهِ مِثْلُ أَبِي بَكْرٍ مَنْ بَايَعَ رَجُلًا عَنْ غَيْرِ مَشْوَرَةٍ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ فَلَا يُبَايَعُ هُوَ وَلَا الَّذِي بَايَعَهُ تَغِرَّةً أَنْ يُقْتَلَا وَإِنَّهُ قَدْ كَانَ مِنْ خَبَرِنَا حِينَ تَوَفَّى اللّٰهُ نَبِيَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ الْأَنْصَارَ خَالَفُونَا وَاجْتَمَعُوْا بِأَسْرِهِمْ فِي سَقِيْفَةِ بَنِي سَاعِدَةَ وَخَالَفَ عَنَّا عَلِيٌّ وَالزُّبَيْرُ وَمَنْ مَّعَهُمَا وَاجْتَمَعَ الْمُهَاجِرُوْنَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَقُلْتُ لِأَبِي بَكْرٍ يَا أَبَا بَكْرٍ انْطَلِقْ بِنَا إِلَى إِخْوَانِنَا هٰؤُلَاءِ مِنَ الْأَنْصَارِ فَانْطَلَقْنَا نُرِيْدُهُمْ فَلَمَّا دَنَوْنَا مِنْهُمْ لَقِيَنَا مِنْهُمْ رَجُلَانِ صَالِحَانِ فَذَكَرَا مَا تَمَالَأَ عَلَيْهِ الْقَوْمُ فَقَالَا أَيْنَ تُرِيْدُوْنَ يَا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِيْنَ فَقُلْنَا نُرِيْدُ إِخْوَانَنَا هٰؤُلَاءِ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَا لَا عَلَيْكُمْ أَنْ لَّا تَقْرَبُوْهُمْ اقْضُوْا أَمْرَكُمْ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَنَأْتِيَنَّهُمْ فَانْطَلَقْنَا حَتّٰى أَتَيْنَاهُمْ فِي سَقِيْفَةِ بَنِي سَاعِدَةَ فَإِذَا رَجُلٌ مُزَمَّلٌ بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِمْ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالُوْا هٰذَا سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ فَقُلْتُ مَا لَهُ قَالُوْا يُوْعَكُ فَلَمَّا جَلَسْنَا قَلِيْلًا تَشَهَّدَ خَطِيْبُهُمْ فَأَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَنَحْنُ أَنْصَارُ اللّٰهِ وَكَتِيْبَةُ الْإِسْلَامِ وَأَنْتُمْ مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِيْنَ رَهْطٌ وَقَدْ دَفَّتْ دَافَّةٌ مِّنْ قَوْمِكُمْ فَإِذَا هُمْ يُرِيْدُوْنَ أَنْ يَّخْتَزِلُوْنَا مِنْ أَصْلِنَا وَأَنْ

کی اور مجھ کو یوں کہو کہ اللہ کا بندہ ہوں اور اس کا رسول ہوں پھر مجھ کو خبر پہنچی کہ تم میں سے کوئی کہنے والا کہتا ہے قسم ہے اگر عمر رضی اللہ عنہ مر گیا تو ہم فلانے کی بیعت کریں گے سو نہ مغرور ہو کوئی آدمی یہ کہ کہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت خلافت تو اچانک ہوئی اور پوری ہوئی خبردار ہو اور بے شک وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت اسی طرح ہوئی یعنی اچانک لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کی بدی کو نگاہ رکھا یعنی بچایا ان کو اس چیز سے کہ جلدی میں ہے غالبًا شر سے اس واسطے کہ عادت ہے کہ جو چیز کی حکمت نہ جانتا ہو وہ اس کی ناگہانی کرنے سے راضی نہیں ہوتا اور تم میں سے کوئی ایسا نہیں کہ کاٹی جائیں گردنیں اس کی طرف مثل ابوبکر رضی اللہ عنہ کی جو بیعت کرے کسی مرد سے بغیر مشورے مسلمانوں کے تو نہ بیعت کیا جائے یعنی اس کی بیعت نہ کی جائے اور نہ اس کے تابع ہو واسطے ڈرنے کے قتل سے یعنی جس نے یہ کام کیا اس نے اپنے نفس کو اور اپنے ساتھی کو قتل کے سامنے کیا اور بے شک ابوبکر رضی اللہ عنہ ہم میں بہتر تھا جب کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا اور انصاری لوگ ہم سے مخالف ہوئے یعنی ہمارے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ میں جمع نہ ہوئے بلکہ بنی ساعدہ کی بیٹھک میں سب جمع ہوئے اور مخالف ہوئے علی رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ اور جو ان دونوں کے ساتھ تھا اور جمع ہوئے مہاجرین ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تو میں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ ہمارے ساتھ ہمارے ان انصاری بھائیوں کی طرف چل سو ہم چلے ان کے ارادے سے سو جب ہم ان سے قریب ہوئے تو ہم ان میں سے دو نیک مردوں کو ملے سو ذکر کیا دونوں نے جس پر اتفاق کیا قوم نے یعنی انصار نے پھر دونوں نے کہا تم کہاں کا ارادہ کرتے ہو اے گروہ مہاجرین کے؟ ہم نے کہا

يَحْضُنُونَا مِنَ الْأَمْرِ فَلَمَّا سَكَتَ أَرَدْتُ أَنْ
أَتَكَلَّمَ وَكُنْتُ قَدْ زَوَّرْتُ مَقَالَةً أَعْجَبَتْنِيْ
أُرِيْدُ أَنْ أُقَدِّمَهَا بَيْنَ يَدَيْ أَبِيْ بَكْرٍ وَكُنْتُ
أُدَارِيْ مِنْهُ بَعْضَ الْحَدِّ فَلَمَّا أَرَدْتُ أَنْ
أَتَكَلَّمَ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ عَلٰى رِسْلِكَ فَكَرِهْتُ
أَنْ أُغْضِبَهُ فَتَكَلَّمَ أَبُوْ بَكْرٍ فَكَانَ هُوَ أَحْلَمَ
مِنِّيْ وَأَوْقَرَ وَاللّٰهِ مَا تَرَكَ مِنْ كَلِمَةٍ
أَعْجَبَتْنِيْ فِيْ تَزْوِيْرِيْ إِلَّا قَالَ فِيْ بَدِيْهَتِهِ
مِثْلَهَا أَوْ أَفْضَلَ مِنْهَا حَتّٰى سَكَتَ فَقَالَ مَا
ذَكَرْتُمْ فِيْكُمْ مِنْ خَيْرٍ فَأَنْتُمْ لَهُ أَهْلٌ وَلَنْ
يُعْرَفَ هٰذَا الْأَمْرُ إِلَّا لِهٰذَا الْحَيِّ مِنْ
قُرَيْشٍ هُمْ أَوْسَطُ الْعَرَبِ نَسَبًا وَدَارًا وَقَدْ
رَضِيْتُ لَكُمْ أَحَدَ هٰذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ فَبَايِعُوْا
أَيَّهُمَا شِئْتُمْ فَأَخَذَ بِيَدِيْ وَبِيَدِ أَبِيْ عُبَيْدَةَ
بْنِ الْجَرَّاحِ وَهُوَ جَالِسٌ بَيْنَنَا فَلَمْ أَكْرَهْ
مِمَّا قَالَ غَيْرَهَا كَانَ وَاللّٰهِ أَنْ أُقَدَّمَ
فَتُضْرَبَ عُنُقِيْ لَا يُقَرِّبُنِيْ ذٰلِكَ مِنْ إِثْمٍ
أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَتَأَمَّرَ عَلٰى قَوْمٍ فِيْهِمْ أَبُوْ
بَكْرٍ اللّٰهُمَّ إِلَّا أَنْ تُسَوِّلَ إِلَيَّ نَفْسِيْ عِنْدَ
الْمَوْتِ شَيْئًا لَا أَجِدُهُ الْآنَ فَقَالَ قَائِلٌ مِنَ
الْأَنْصَارِ أَنَا جُذَيْلُهَا الْمُحَكَّكُ وَعُذَيْقُهَا
الْمُرَجَّبُ مِنَّا أَمِيْرٌ وَمِنْكُمْ أَمِيْرٌ يَا مَعْشَرَ
قُرَيْشٍ فَكَثُرَ اللَّغَطُ وَارْتَفَعَتِ الْأَصْوَاتُ
حَتّٰى فَرِقْتُ مِنَ الْاِخْتِلَافِ فَقُلْتُ ابْسُطْ
يَدَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ فَبَسَطَ يَدَهُ فَبَايَعْتُهُ وَبَايَعَهُ

کہ ہم ارادہ کرتے ہیں اپنے ان انصاری بھائیوں کا تو دونوں
نے کہا کہ نہیں تم پر یہ کہ ان کے قریب جاؤ اپنا کام کرو یعنی
وہاں نہ جاؤ میں نے کہا قسم ہے اللہ تعالیٰ کی البتہ ہم ان کے
پاس آئیں گے سو ہم چلے یہاں تک کہ ہم ان کے پاس آئے
بنی ساعدہ کی بیٹھک میں تو اچانک میں نے دیکھا کہ ایک مرد
ہے کپڑا لپیٹے درمیان ان کے میں نے کہا یہ کون ہے؟ لوگوں
نے کہا کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ، میں نے ان سے کہا اس کو کیا
ہے؟ انہوں نے کہا کہ اس کو بخار آیا ہے سو جب تھوڑا سا بیٹھے
تو ان کے خطیب نے خطبہ پڑھا سو اس نے اللہ تعالیٰ کی
تعریف کی جو اس کے لائق ہے پھر کہا بہرحال حمد اور صلوٰۃ
کے بعد سو ہم اللہ تعالیٰ کے مددگار ہیں اور لشکر ہیں اسلام کا
یعنی جگہ جمع ہونے اسلام کی اور تم گروہ مہاجرین کی ایک
جماعت ہو یعنی تم بہ نسبت ہماری قلیل ہو عدد میں اور البتہ
تمہاری قوم میں سے ایک جماعت قلیل سست قدم چلی یعنی
مکے سے مدینے میں ہجرت کر کے نہایت محتاجی سے سو اچانک
وہ ارادہ کرتے ہیں کہ ہماری جڑ یعنی جڑ خلافت کی کاٹیں اور
ہم کو خلافت سے نکال دیں یعنی چاہتے ہیں کہ فقط تنہا وہی
خلافت لیں ہم کو نہ دیں سو جب انصار کا خطیب چپ ہوا تو
میں نے ارادہ کیا کہ کلام کروں اور میں نے اپنے دل میں
ایک بات تیار کی تھی جو مجھ کو خوش لگی ہے تو میں نے ارادہ کیا
کہ اس کو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے آگے مقدم کروں یعنی
ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کلام کرنے نہ دوں میں خود کلام کروں اور میں
دفع کرتا تھا اس سے بعض حد کو سو جب میں نے ارادہ کیا کہ
کلام کروں تو کہا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہ ٹھہر جا جلدی نہ کر سو میں
نے برا جانا کہ ان کو ناراض کروں سو کلام کیا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سو

الْمُهَاجِرُوْنَ ثُمَّ بَايَعَتْهُ الْأَنْصَارُ وَنَزَوْنَا عَلٰى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فَقَالَ قَائِلٌ مِّنْهُمْ قَتَلْتُمْ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ فَقُلْتُ قَتَلَ اللّٰهُ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ قَالَ عُمَرُ وَإِنَّا وَاللّٰهِ مَا وَجَدْنَا فِيْمَا حَضَرْنَا مِنْ أَمْرٍ أَقْوٰى مِنْ مُّبَايَعَةِ أَبِيْ بَكْرٍ خَشِيْنَا إِنْ فَارَقْنَا الْقَوْمَ وَلَمْ تَكُنْ بَيْعَةٌ أَنْ يُّبَايِعُوْا رَجُلًا مِنْهُمْ بَعْدَنَا فَإِمَّا بَايَعْنَاهُمْ عَلٰى مَا لَا نَرْضٰى وَإِمَّا نُخَالِفُهُمْ فَيَكُوْنُ فَسَادٌ فَمَنْ بَايَعَ رَجُلًا عَلٰى غَيْرِ مَشُوْرَةٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَلَا يُتَابَعُ هُوَ وَلَا الَّذِيْ بَايَعَهُ تَغِرَّةً أَنْ يُّقْتَلَا.

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مجھ سے زیادہ تر گویا اور خوش تقریر اور باوقار تھے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی اس نے کوئی بات نہیں چھوڑی جو مجھ کو سوچ بوجھ میں خوش لگی ہو مگر کہ اس نے کہی ہدایت میں مثل اس کی یا افضل اس سے یہاں تک کہ چپ ہوئے سو کہا کہ جو تم نے ذکر کیا اپنے میں بہتری سے سو تم اس کے لائق ہو اور ہرگز نہیں پہچانا جائے گا یہ امر خلافت مگر اس گروہ قریش کے واسطے وہ بہتر ہیں عرب کے نسب میں اور گھر میں اور البتہ میں نے پسند کیا ہے تمہارے واسطے ایک کو ان دو مردوں سے سو دونوں میں سے جس سے چاہو بیعت کرو سو میرا ہاتھ اور ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور حالانکہ وہ ہمارے درمیان بیٹھا تھا سو میں نے نہ برا جانا اس چیز سے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہی سوائے اس بات کے تھا حال میرا قسم ہے اللہ تعالیٰ کی یہ کہ میں مقدم کیا جاؤں اور میری گردن ماری جائے کہ نہ قریب کرے مجھ کو گناہ سے زیادہ تر پیارا مجھ کو اس سے کہ میں سردار ہوں ان لوگوں پر جن میں ابوبکر رضی اللہ عنہ ہوں الٰہی! مگر یہ کہ آراستہ کرے میرے واسطے نفس میرا وقت موت کچھ چیز کہ میں اس کو اب نہیں پاتا یعنی مرتے دم تک ایسا ارادہ نہ کروں گا تو انصار میں سے کسی کہنے والے نے کہا کہ میں بڑی لکڑی ہوں کہ شتر خانے میں کھڑی کرتے ہیں کہ خارش والے اونٹ اس سے اپنا بدن کھجلیں اور میں وہ ستون ہوں کہ ضعیف درخت کے نیچے کھڑا کرتے ہیں جو پھل سے بھرا ہو یعنی میں وہ ہوں کہ میرے لوگ مجھ پر اعتماد کرتے ہیں ایک سردار ہم میں سے ہو اور ایک تم میں سے اے گروہ قریش کے! پھر مجلس میں بہت گفتگو اور شور وغل ہوا یہاں تک کہ میں اختلاف سے ڈرا تو میں نے کہا اے ابوبکر! ہاتھ دراز کر اور کشادہ کر ابوبکر

صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ کشادہ کیا سو میں نے اس سے بیعت
کی اور مہاجرین نے بھی اس سے بیعت کی پھر انصاریوں نے
بھی اس سے بیعت کی اور ہم اٹھے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ پر تو ان
میں سے کسی کہنے والے نے کہا کہ تم نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو
قتل کیا، میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اس کو قتل کرے کہا عمر رضی اللہ عنہ
نے اور قسم ہے اللہ تعالیٰ کی بے شک ہم نے نہیں پایا کسی امر
کو جس میں ہم حاضر ہوئے قوی تر ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت سے
ہم ڈرے کہ اگر ہم قوم سے جدا ہوئے اور بیعت نہ ہوئی یہ کہ
ہمارے بعد کسی مرد اپنے سے بیعت کریں سو یا تو ہم ان کی
متابعت کریں گے جس پر ہم راضی نہیں اور یا ہم ان کی
مخالفت کریں گے سو واقع ہوگا فساد سو جو بیعت کرے کسی مرد
سے بغیر مشورے مسلمانوں کے اس کی متابعت نہ کی جائے اور
نہ اس کی جو اس کے تابع ہو اس خوف کے واسطے کہ قتل کیے
جائیں دونوں۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ گمراہ ہوں ساتھ ترک کرنے فرض کے جس کو اللہ تعالیٰ نے اُتارا یعنی آیت مذکور میں جس کی تلاوت منسوخ ہوئی اور اس کا حکم باقی ہے اور یہ جو کہا کہ سنگسار کرنا کتاب اللہ میں حق ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے اس قول میں: ﴿اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا﴾ سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا کہ مراد ساتھ اس کے سنگسار کرنا شادی شدہ کا ہے اور کوڑے مارنا کنوارے کو اور یہ جو کہا کہ یوں کہو کہ میں بندہ اللہ تعالیٰ کا ہوں تو کہا ابن جوزی رحمہ اللہ نے کہ نہیں لازم آتا ایک چیز کی نہی کرنے سے واقع ہونا اس کا اس واسطے کہ ہم نہیں جانتے کہ کسی نے دعویٰ کیا ہو ہمارے پیغمبر میں جو دعویٰ کیا نصاریٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ سبب نہی کا ظاہر وہ چیز ہے جو معاذ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں واقع ہوئی ہے جب کہ اس نے آپ سے سجدہ کرنے کی اجازت مانگی کہ اجازت ہو تو ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کیا کریں؟ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو منع کیا سو شاید حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خوف کیا کہ مبالغہ کرے غیر اس کا ساتھ اس چیز کے کہ اس سے اوپر ہے سو جلدی کی طرف نہی کے واسطے تاکید امر کے کہا ابن تین نے معنی لا تطرونی کے یہ ہیں کہ میری بے حد تعریف نہ کرو جیسے نصاریٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کی بے حد تعریف کی یہاں تک کہ بعض نے اس کے حق میں غلو اور زیادتی کی سو اس کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ الٰہ ٹھہرایا اور بعض نے کہا کہ وہ اللہ بھی ہے اور بعض نے کہا کہ وہ

اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جو اس قصے کو یہاں وارد کیا تو اس میں نکتہ یہ ہے کہ اس نے ان پر غلو کا خوف کیا کہ جو مستحق خلافت کا نہ ہو اس کو خلافت کا مستحق گمان کریں سو اس کی بے حد تعریف کریں سو داخل ہوں نہی میں اور احتمال ہے کہ ہو مناسبت یہ کہ جو اس نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تعریف کی ہے وہ بے حد تعریف میں داخل نہیں جو منع ہے اور رجم کا قصہ جو ذکر کیا اور زجر باپ سے منہ پھیرنے کی تو اس کی مناسبت اس قصے سے جس کے سبب سے خطبہ پڑھا اور وہ قول ہے کسی شخص کا کہ اگر عمر مر گیا تو ہم فلانے کی بیعت کریں گے یہ ہے کہ اس نے اشارہ کیا ساتھ قصے رجم کے طرف زجر اس شخص کی جو کہتا ہے کہ نہیں عمل کرتے ہم احکام شرعی میں مگر جو ہم قرآن میں پائیں اور نہیں ہے قرآن میں شرط مشورہ کرنے کی جب کہ مر جائے خلیفہ بلکہ یہ تو سنت کی جہت سے لیا جاتا ہے جیسا کہ سنگسار کرنا نہیں ہے قرآن متلو میں بلکہ وہ لیا جاتا ہے طریق سنت سے اور بہر حال زجر باپ سے منہ پھیرنے سے تو شاید اشارہ کیا ساتھ اس کے اس طرف کہ خلیفہ رعیت کے واسطے بجائے باپ کے ہے سو نہیں لائق ہے رعیت کو کہ اس سے منہ پھیریں بلکہ واجب ہے ان پر فرمانبرداری اس کی اپنی شرط سے جیسے کہ واجب ہے فرمانبرداری باپ کی اور یہ جو کہا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت ناگہانی تھی یعنی واقع ہوئی تھی بغیر مشورہ تمام ان لوگوں کے کہ لائق مشورہ تھے اور بعض نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں نے جلدی کی اپنے جانے میں طرف انصار کی سو بیعت کی انہوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ان کے سامنے اور ان میں بعض وہ آدمی تھا جو نہیں پہچانتا تھا جو واجب ہے اس پر اس کی بیعت سے سو اس نے کہا کہ ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک تم میں سے پس مراد ساتھ فلتة سے وہ چیز ہے جو واقع ہوئی مخالفت انصار سے اور جو انہوں نے ارادہ کیا تھا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی بیعت سے اور اسی واسطے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی طرف جلدی کی اس خوف سے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ انصار سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کریں اور ابن حبان نے کہا کہ فلتة کے معنی یہ ہیں کہ اس کی ابتدا تھوڑے لوگوں سے ہوئی اور یہ جو کہا کہ تم میں ایسا کوئی نہیں کہ اس کی طرف گردنیں کاٹی جائیں تو مراد یہ ہے کہ تم میں سے سابق جو نہیں ملحق ہے فضل میں نہیں پہنچتا ہے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے درجے کو سو نہ امید رکھے اس کی کہ واقع ہو اس کے واسطے مثل اس کی جو واقع ہوا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے واسطے کہ اول ان کی بیعت تھوڑے لوگوں میں ہوئی پھر جمع ہوئے سب لوگ اوپر اس کے اور نہ اختلاف کیا انہوں نے اس پر اس لیے کہ ان کو تحقیق ہوا کہ وہ خلافت کا مستحق ہے سو نہ حاجت ہوئی ان کو اس کے امر میں خلاف نظر کی اور نہ اور مشورے کی اور اس کا غیر اس میں اس کی مثل نہیں اور اس میں اشارہ ہے طرف تحذیر کی کہ جہاں ابوبکر رضی اللہ عنہ جیسا نہ ہو وہاں بیعت کی طرف جلدی نہیں کرنی چاہیے اور تعبیر کی ساتھ کٹنے گردنوں کے کہ جو سابق طرف دیکھنے والا ہو اس کی گردن دراز ہوتی ہے تاکہ دیکھے سو جب نہیں حاصل ہوتا مقصود اس کا کہ آگے بڑھنا تھا اس شخص سے جس سے آگے بڑھنا چاہتا تھا تو کہا جاتا ہے کہ اس کی گردن کٹ گئی اور یہ جو اس نے کہا کہ ایک جماعت تمہاری قوم سے چلی یعنی تم لوگ قوم ہو

طاری محتاج تم مکے سے ہمارے پاس آئے پھر تم اب ارادہ کرتے ہو کہ مقدم ہو ہم پر اور یہ جو کہا جب انصار کا خطیب چپ ہوا تو اس کی کلام کا حاصل یہ ہے کہ اس نے خبر دی کہ ایک گروہ مہاجرین سے ارادہ کرتے ہیں کہ منع کریں انصار کو اس چیز سے کہ انصار اعتقاد کرتے ہیں کہ وہ اس کے مستحق ہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس نے ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ ان کے ساتھیوں پر اعتراض کیا تھا اور یہ جو کہا کہ میں اس کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے آگے مقدم کروں یعنی اس سے پہلے کہوں تا کہ شاید جو بات میں نے سوچی ہے وہ ان کے خیال میں نہ آئے اور انصاری خطیب کی تعریض کا جواب ادا نہ ہو سو جو بات میں نے سوچ سے نکالی تھی وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بلا تامل کہی اور یہ جو کہا کہ ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک تم میں سے تو اس کا باعث یہ ہے کہ عرب کے لوگ نہیں پہچانتے تھے سرداری کو کسی قوم پر مگر اس کے واسطے جو ان میں سے ہو اور شاید کہ اس کو نہ پہنچا تھا حکم سرداری کا اسلام میں کہ یہ قریش کے ساتھ خاص ہے اور خلافت قریش میں ہو گی پھر جب اس کو یہ حدیث پہنچی تو بند رہا اور اس نے اور اس کی قوم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بیعت کی اور ایک روایت میں ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اے انصار کے گروہ! کیا تم نہیں جانتے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم کیا کہ لوگوں کو نماز پڑھائے سو تم میں سے کس کا دل چاہتا ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے آگے بڑھے تو انہوں نے کہا کہ ہم اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے آگے بڑھیں اور اس کے آگے امام بنیں اور اس حدیث میں اور بھی بہت فائدے ہیں سیکھنا علم کا ہے اہل اس کے سے اگرچہ ماخوذ منہ کم عمر ہو سیکھنے والے سے اور اسی طرح حکم ہے اگر اس کی قدر اس کی قدر سے کم ہو اور اس میں تنبیہ ہے اس پر کہ علم نہ امانت رکھا جائے نزدیک نالائقوں کے اور نہ بیان کیا جائے اس کو مگر اس کے پاس جو سمجھ دار ہو اور نہ بیان کرے کم فہم سے جو نہ اٹھائے اور یہ کہ جائز ہے اخبار بادشاہ کی ساتھ کلام اس شخص کی کہ خوف کرے اس سے وقوع کا جس میں جماعت کا فاسد کرنا ہے اور یہ چغلی نہیں ہے اور یہ کہ جو بڑا آدمی ہو اور اس کے حق میں کوئی امر مباح ہو تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ ہر ایک کے واسطے مباح ہو جو اس بڑے کے ساتھ موصوف نہ ہو مانند ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اور یہ کہ خلافت نہیں ہو گی مگر قریش میں اور اس کے واسطے دلائل بہت ہیں مشہور اور یہ کہ جب کوئی عورت حاملہ پائی جائے اور نہ اس کا کوئی خاوند ہو اور نہ مالک ہو تو واجب ہے اس پر حد مگر یہ کہ قائم کرے گواہ حمل پر یا اکراہ پر اور کہا ابن قاسم نے کہ اگر دعویٰ کرے اکراہ کا اور ہو غریب تو نہیں ہے حد اوپر اس کے اور کہا شافعی رحمہ اللہ علیہ اور کوفیوں نے کہ نہیں حد ہے اوپر اس کے مگر ساتھ گواہوں کے یا اقرار کے اور کہا ابن عبدالبر نے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ اس نے معاف کیا حد کو ساتھ دعویٰ اکراہ کے اور بعض نے کہا کہ اگر اس کا سچ لوگوں میں معروف ہو تو اس کا قول اکراہ میں قبول ہے اور اگر وہ دینداری اور صدق کے ساتھ معروف نہ ہو تو اس کا دعویٰ اکراہ قبول نہ کیا جائے خاص کر جب کہ متہم ہو اور استنباط کیا ہے اس سے باجی نے کہ جو زنا کرے غیر فرج میں اور اس کا پانی فرج میں داخل ہو اور عورت دعویٰ کرے کہ بچہ اس سے ہے

تو نہ قبول کیا جائے اور نہ لاحق کیا جائے جب کہ نہ اقرار کرے ساتھ اس کے اس واسطے کہ اگر وہ اس کے ساتھ لاحق کیا جاتا تو حاملہ پر سنگسار کرنا نہ آتا واسطے جائز ہونے مثل اس کی کے اور عکس کیا ہے اس کا غیر اس کے نے سو کہا کہ نہیں واجب ہے حد حاملہ عورت پر مجرد حمل سے واسطے احتمال ایسے شبہ کے کہ اس نے غیر فرج میں زنا کیا ہو اور اس کا پانی فرج عورت میں داخل ہوا ہو اور یہ قول جمہور کا ہے اور جواب دیا ہے طحاوی نے کہ مستفاد عمر رضی اللہ عنہ کے قول سے کہ سنگسار کرنا حق ہے زانی پر یہ ہے کہ جب حمل زنا سے ہو تو واجب ہے سنگسار کرنا اور یہ ٹھیک ہے لیکن ضروری ہے ثابت ہونا اس کا زنا سے اور نہ سنگسار کیا جائے اس کو مجرد حمل سے باوجود قائم ہونے احتمال کے بیچ اس کے اس واسطے کہ اس عورت نے دعویٰ کیا کہ میں سوتی تھی سو کوئی مرد مجھ پر سوار ہوا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس سے حد کو ساقط کیا، میں کہتا ہوں اور نہیں پوشیدہ ہے تکلف اس کا اس واسطے کہ حمل مقابل اعتراف کی ہے اور جو مقابل ہو وہ اس کا قسم نہیں ہوتا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اعتماد کیا ہے اس نے جو نہیں دیکھتا حد کو مجرد حمل سے واسطے قائم ہونے احتمال کے کہ نہیں ہے وہ زنا محقق سے اور حد ساقط ہوتی ہے شبہ سے اور یہ کہ جائز ہے اعتراض کرنا امام پر رائے میں جب کہ خوف کرے کسی امر سے اور اس کا مشورہ راجح ہو امام کے ارادے سے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ اہل مدینہ مخصوص ہیں ساتھ علم کے اور فہم کے واسطے اتفاق کرنے عبدالرحمٰن اور عمر رضی اللہ عنہما کے اوپر اس کے اور یہ قول صحیح ہے اس زمانے کے لوگوں کے حق میں اور ملحق ہیں ساتھ ان کے جو ان کے مشابہ ہیں بیچ اس کے اور نہیں لازم آتا ہے اس سے کہ بدستور رہے یہ حکم ہر زمانے میں بلکہ اور نہ ہر ہر فرد میں اور اس میں رغبت دلانا ہے اوپر پہنچانے علم کے اس شخص کو جو اس کو یاد رکھے اور سمجھے اور جو اس کو نہ سمجھے وہ اس کو نہ پہنچائے مگر یہ کہ اس کو ہو بہو لفظ سے وارد کرے اور نہ تصرف کرے بیچ اس کے اور اشارہ کیا ہے مہلب نے اس طرف کہ مناسبت قصے رجم کے وارد کرنے کی یہاں اس جہت سے ہے کہ اس نے اشارہ کیا اس طرف کہ نہیں لائق کسی کو یہ کہ قطع کرے اس چیز میں کہ نہیں ہے اس میں نص قرآن سے اور نہ سنت سے اور نہ کہے اور نہ عمل کرے اس میں اپنی رائے سے جیسا کہ قطع کیا اس شخص نے جس نے کہا تھا کہ اگر عمر مر گیا تو میں فلاں سے بیعت کروں گا جب کہ نہ پائی اس نے شرط اس شخص کی جو خلافت کے لائق ہے منصوص کتاب میں سو اس نے اس کو قیاس کیا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حال پر اور خطا کی قیاس میں واسطے وجود فاروق رضی اللہ عنہ کے اور اس پر واجب تھا کہ اہل قرآن اور سنت سے پوچھتا اور اس پر عمل کرتا سو مقدم کیا عمر رضی اللہ عنہ نے قصہ رجم کا اور قصہ نہی منہ پھیرنے کا باپوں سے اور یہ دونوں قصے قرآن متلو میں نہیں ہیں اگرچہ اس چیز میں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اتاری اور ان کا حکم بدستور رہا اور ان کی تلاوت منسوخ ہوئی لیکن یہ مخصوص ہے ساتھ اہل اس زمانے کے جن کو اس پر اطلاع تھی ورنہ اصل یہ ہے کہ جس کی تلاوت منسوخ ہے اس کا حکم بھی منسوخ ہے اور یہ جو کہا کہ میں ڈرتا ہوں کہ لوگوں پر زمانہ دراز ہو جائے تو یہ اشارہ ہے اس طرف کہ علم پرانا ہو جائے گا ساتھ گزرنے

زمانوں کے سو پائیں جاہل لوگ راہ طرف تاویل کی بغیر علم کے اور بہرحال دوسری حدیث کہ میری بے حد تعریف نہ کیا کرو تو اس میں اشارہ ہے طرف تعلیم اس چیز کی جس کی بے علمی کا ان پر خوف ہے اور اس میں اہتمام اصحاب کا ہے اور اہل قرن اول کا ساتھ قرآن کے اور منع کرنا زیادتی کرنے سے قرآن میں اور اسی طرح کم کرنا اس سے بطریق اولیٰ اور یہ مشعر ہے ساتھ اس کے کہ جو سلف سے منقول ہے مثل اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی زیادتی سے کہ نہیں قرآن میں تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ بطور تفسیر کے ہے اور مانند اس کی کے اور احتمال ہے کہ یہ اول امر میں ہو پھر قرار پایا اجماع اس چیز پر جو قرآن میں ہے اور باقی رہا منقول ہونا ان روایتوں کا یعنی مانند اور روایتوں کی بنا بر اس کے کہ وہ قرآن میں ثابت ہیں اور اس میں دلیل ہے اس پر کہ جو ڈرے کسی قوم کے فتنے سے اور یہ کہ وہ اس کا حکم بجا نہ لائیں امر حق میں ان پر متوجہ ہو اور ان سے مناظرہ کرے اور ان پر حجت کو قائم کرے اور یہ کہ جائز ہے بڑے قدر والے کے واسطے یہ کہ تواضع کرے اور جو اس سے نیچے ہو اس کو اپنے نفس پر فضیلت دے ادب کے واسطے اور واسطے بھاگنے کے تزکیہ نفس سے اور دلالت کرتا ہے اس پر یہ کہ جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہاتھ دراز کر تو وہ باز نہ رہے اور یہ کہ مسلمانوں کے واسطے ایک امام سے زیادہ نہ ہو اور اس میں بددعا کرنا ہے اس پر جس کے باقی رہنے میں فتنے وفساد کا خوف ہو کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ سعد رضی اللہ عنہ کو قتل کرے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جو امام کے پاس کسی کو تہمت کرے تو نہیں واجب ہے امام پر کہ اس پر حد کو قائم کرے یہاں تک کہ اس کو مقذوف طلب کرے اس واسطے کہ اس کو جائز ہے کہ قاذف سے معاف کرے اور تمسک کیا ہے بعض شیعہ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اس قول سے کہ میں پسند کرتا ہوں تمہارے واسطے ایک کو ان دو مردوں سے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اپنی خلافت کے واجب ہونے کا اور اس کے مستحق ہونے کا اعتقاد نہ تھا اور اس کا جواب کئی وجہ سے ہے، اول جواب یہ ہے کہ یہ قول ان سے بطورِ تواضع کے تھا، دوسرا یہ کہ وہ جائز رکھتے تھے مفضول کی امامت کو باوجود فاضل کے اور اگرچہ ان کے واسطے اس میں حق تھا تو ان کو جائز تھا کہ غیر پر احسان کریں، تیسرا یہ کہ ان کو معلوم تھا کہ دونوں میں سے کوئی ان کے آگے نہیں ہو گا سو ارادہ کیا ساتھ اس کے اشارہ کرنے کا اس طرف کہ اگر مقدر کیا گیا کہ وہ اس میں داخل نہیں ہو گا تو البتہ ہو گی خلافت بند بیچ دونوں کے اور اسی واسطے جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی موت قریب ہوئی تو عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ کیا اس واسطے کہ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ اس وقت شام کے ملک میں جہاد میں مشغول تھے اور قول عمر رضی اللہ عنہ کا کہ میں مقدم ہوں اور میری گردن ماری جائے دلالت کرتا ہے اوپر صحیح ہونے احتمال مذکور کے اور یہ کہ جائز ہے اہل رائے کے واسطے کہ امام کو مشورہ دیں ساتھ عام مصلحت کے جو نفع دے عموماً یا خصوصاً اگرچہ وہ نہ مشورہ طلب کرے اور رجوع کرنا امام کا اس کی طرف وقت واضح ہونے صواب کے اور یہ جو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک کو ان دو مردوں سے تو اس سے استدلال کیا گیا ہے اس پر کہ شرط ہے کہ خلیفہ ایک ہو اور

البتہ ثابت ہو چکی ہے نص صریح کہ جو دو خلیفوں سے بیعت کی جائے تو دونوں میں سے پچھلے کی گردن مارو۔ (فتح)

بَابُ الْبِكْرَانِ يُجْلَدَانِ وَيُنفَيَانِ اگر دونوں زنا کرنے والے کنوارے ہوں تو دونوں کو کوڑے مارے جائیں اور شہر بدر کیا جائے

فائدہ: یہ ترجمہ لفظ حدیث کا ہے کہ روایت کیا ہے اس کو ابن ابی شیبہ نے اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مثل اس کی اور اس میں اتنا زیادہ ہے کہ شادی شدہ لوگوں کو کوڑے مارے جائیں اور سنگسار کیا جائے اور مسروق سے ہے کہ کنواروں کو کوڑے مارے جائیں اور شہر بدر کیا جائے اور شادی شدہ لوگوں کو سنگسار کیا جائے اور بوڑھوں کو سنگسار کیا جائے اور کوڑے مارے جائیں اور نقل کیا ہے محمد بن نصر نے کتاب الاجماع میں اتفاق اس پر کہ زانی کنوارے کو شہر بُدر کیا جائے مگر کوفیوں سے اور ان میں سے ابن ابی لیلیٰ بھی جمہور کے موافق ہے اور دعویٰ کیا ہے طحاوی نے کہ وہ منسوخ ہے وسیاتی انشاء اللہ تعالیٰ اور جو تغریب کے قائل ہیں ان کو اختلاف ہے سو کہا شافعی اور ثوری اور طبری نے ساتھ تعمیم کے اور ایک قول شافعی کا یہ ہے کہ غلام کو شہر بدر نہ کیا جائے اور کہا اوزاعی نے کہ عورت کو شہر بدر نہ کیا جائے فقط مرد کو کیا جائے اور یہی ہے قول مالک کا اور قید کیا ہے اس کو ساتھ آزاد ہونے کے اور یہی قول ہے اسحاق کا اور جو اس میں حریت کو شرط کرتا ہے اس کی حجت یہ ہے کہ غلام کے شہر بدر کرنے میں اس کے مالک رحمۃ اللہ علیہ کے واسطے سزا ہے اور منع کرنا ہے اس کو اس کے منفعت سے بیچ مدت تغریب کے اور تصرف شرع کا تقاضا کرتا ہے کہ نہ سزا دی جائے گی مگر قصور کرنے والے کو اور اسی واسطے ساقط ہوا ہے فرض ہونا جہاد اور حج کا غلام سے اور کہا ابن منذر نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عسیف کے قصے میں قسم کھائی کہ ان کے درمیان کتاب اللہ سے حکم کریں گے پھر فرمایا کہ اس پر سو کوڑا ہے اور ایک سال شہر بدر کرنا اور خطبہ پڑھا عمر رضی اللہ عنہ نے ساتھ اس کے منبر پر عام لوگوں پر اور عمل کیا ساتھ اس کے خلفائے راشدین نے اور کسی نے اس سے انکار نہ کیا تو یہ اجماع ہو گیا اور اختلاف ہے شہر بدر کرنے کے مسافت میں سو بعض نے کہا کہ وہ امام کی رائے پر ہے اور بعض نے کہا کہ شرط ہے اس میں مسافت قصر کی اور بعض نے کہا کہ تین دن کی راہ اور بعض نے کہا کہ ایک دن رات کی راہ اور بعض نے کہ دو دن کی۔ (فتح)

﴿الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَّلَا تَأْخُذْكُمْ بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِيْنِ اللّٰهِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ الزَّانِي لَا يَنْكِحُ إِلَّا زَانِيَةً أَوْ مُشْرِكَةً وَّالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَا إِلَّا زَانٍ أَوْ

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ زانی عورت اور مرد کو سو سو کوڑے مارو اللہ تعالیٰ کے اس قول تک کہ یہ حرام ہیں مسلمانوں پر۔

مُشْرِكٌ وَّحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ﴾.

فائدہ: اور مراد ساتھ ذکر کرنے اس آیت کے یہ ہے کہ کوڑے مارنا ثابت ہے ساتھ کتاب اللہ تعالیٰ کے اور قائم ہوا ہے اس پر اجماع اُن لوگوں کا جن پر اعتماد ہے کہ یہ حکم خاص ہے ساتھ کنوارے کے جو شادی شدہ نہ ہو اور اختلاف ہے کوڑے مارنے کی کیفیت میں مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ پیٹھ میں مارے اور اس کے غیر نے کہا کہ متفرق کرے ان کو سب اعضاء پر سوائے منہ اور سر کے اور زنا اور شراب اور تعزیر میں ننگا اور کھڑا کر کے کوڑے مارے اور عورت کو بٹھا کر اور قذف میں کپڑوں سمیت اور کہا احمد رحمۃ اللہ علیہ اور اسحاق رحمۃ اللہ علیہ اور ابو ثور رحمۃ اللہ علیہ نے کہ نہ ننگا کیا جائے کوئی حد میں اور آیت میں شہر بدر کرنے کا حکم نہیں سو تمسک کیا ہے ساتھ اس کے حنفیہ نے سو کہا انہوں نے کہ نہیں زیادتی کی جاتی ہے قرآن پر جز واحد سے اور جواب یہ ہے کہ یہ حدیث مشہور ہے کثرت طرق کی وجہ سے اور واسطے بہت ہونے عمل اصحاب کے ساتھ اس کے اور البتہ عمل کیا ہے انہوں نے ساتھ مثل اس کی کے بلکہ ساتھ اس چیز کے کہ اس سے کم ہے جیسے ٹوٹنا وضوء کا قہقہہ سے اور جائز ہونا وضو کا نچوڑ کھجور سے اور سوائے اس کے جو قرآن میں نہیں ہے اور البتہ روایت کی مسلم نے عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ فرمایا سیکھو مجھ سے البتہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے واسطے راہ مقرر کر دی کنواری کو کنوارے کے ساتھ سو کوڑے اور سال بھر شہر بدر کرنا اور شادی شدہ شخص کو شادی شدہ عورت کے ساتھ سو کوڑا اور سنگسار کرنا اور روایت کی طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے کہ جب یہ آیت اتری ﴿وَاللَّاتِيْ يَأْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَيْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِي الْبُيُوْتِ حَتّٰى يَتَوَفّٰهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا﴾ تو عورتوں کو گھروں میں قید کیا جاتا تھا خواہ مریں یا زندہ رہیں یہاں تک کہ یہ آیت اُتری: ﴿اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ﴾۔ (فتح)

قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ رَأْفَةٌ فِيْ إِقَامَةِ الْحَدِّ

اور کہا ابن عیینہ نے کہ رافت سے مراد حد کا قائم کرنا ہے

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے اور نہ معطل کیا جائے حد کو یعنی نہ ترک کی جائے بالکل اور نہ کم کی جائے عدد سے۔

۶۳۲۹۔ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُ فِيْمَنْ زَنٰى وَلَمْ يُحْصَنْ جَلْدَ مِائَةٍ وَّتَغْرِيْبَ عَامٍ. قَالَ ابْنُ شِهَابٍ

۶۳۲۹۔ حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا حکم کرتے تھے اس کے حق میں جو زنا کرے اور شادی شدہ ہو سو کوڑے اور سال بھر شہر بدر کرنا، کہا ابن شہاب نے اور خبر دی مجھ کو عروہ نے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے شہر بدر کیا پھر ہمیشہ جاری رہی یہ سنت۔

وَأَخْبَرَنِیْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَیْرِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ غَرَّبَ ثُمَّ لَمْ تَزَلْ تِلْكَ السُّنَّةُ.

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے یہاں تک کہ مروان نے شہر بدر کیا پھر اہل مدینہ نے اس کو چھوڑ دیا یعنی بسبب کاہلی کے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے کوڑے مارے اور شہر بدر کیا اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بھی کوڑے مارے اور شہر بدر کیا اور اسی طرح عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اور اکثر راویوں نے اس کو موقوف روایت کیا ہے۔ (فتح)

۶۳۳۰۔ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ بُكَیْرٍ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنْ عُقَیْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَضٰی فِیْمَنْ زَنٰی وَلَمْ یُحْصَنْ بِنَفْیِ عَامٍ بِإِقَامَةِ الْحَدِّ عَلَیْهِ.

۶۳۳۰۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے حکم کیا اس کے حق میں جس نے زنا کیا اور شادی شدہ نہ تھا ساتھ برس بھر شہر بدر کرنے کے اور قائم کرنے حد کے اوپر اس کے۔

فائدہ: اور اس حدیث میں جائز ہونا جمع کا ہے درمیان حد اور تعزیر کے برخلاف حنفیہ کے اگر لیا جائے اس کے قول کو ساتھ اقامت حد کے اور یہ کہ جائز ہے جمع کرنا درمیان کوڑوں اور شہر بدر کرنے کے یعنی کوڑے بھی ماریں جائیں اور شہر بدر بھی کیا جائے اس زانی کے حق میں جو شادی شدہ نہ ہو یہ بھی ان کے خلاف ہے اگر ہم کہیں کہ سب حد ہے اور حجت پکڑی ہے بعض نے ساتھ اس کے کہ حدیث عبادہ رضی اللہ عنہ کی جس میں شہر بدر کرنا ہے منسوخ ہے ساتھ آیت نور کے اس واسطے کہ اس میں صرف کوڑے مارنے کا ذکر ہے اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ وہ محتاج ہے طرف ثبوت تاریخ کی اور ساتھ اس کے کہ اس کا عکس قریب تر ہے اس واسطے کہ آیت مطلق ہے ہر زانی میں سو خاص کیا گیا اس سے عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں شادی شدہ اور سورۂ نور کی آیت میں جو نفی کا ذکر نہیں تو اس سے اس کا نہ جائز ہونا لازم نہیں جیسا کہ اس سے سنگسار کرنے کا جائز نہ ہونا لازم نہیں آتا اور قوی حجتوں سے ہے یہ کہ قصہ عسیف کا نور کی آیت کے بعد ہے اس واسطے کہ وہ افک کے قصے میں اُتری اور وہ مقدم ہے عسیف کے قصے پر اس واسطے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس میں حاضر تھے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہجرت افک سے بہت زمانہ بعد ہے۔ (فتح)

بَابُ نَفْیِ أَهْلِ الْمَعَاصِیْ وَالْمُخَنَّثِیْنَ

گناہ کرنے والوں اور مخنثوں کا شہر بدر کرنا

فائدہ: شاید مراد اس کی رد کرنا ہے اس پر جو انکار کرتا ہے شہر بدر کرنے سے غیر محارب کے حق میں سو بیان کیا کہ وہ ثابت ہے حضرت ﷺ کے فعل سے اور جو آپ کے بعد ہیں بیچ حق غیر محارب کے اور جب ثابت ہوا اس کے حق میں جس سے کبیرہ واقع نہیں ہوا تو جو کبیرہ گناہ کرے اس کے حق میں بطریق اولیٰ ہوگا۔ (فتح)

۶۳۳۱۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُخَنَّثِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالْمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ النِّسَآءِ وَقَالَ أَخْرِجُوْهُمْ مِنْ بُيُوْتِكُمْ وَأَخْرَجَ فُلَانًا وَأَخْرَجَ عُمَرُ فُلَانًا.

۶۳۳۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ان مردوں کو جو عورتوں سے مشابہت کرتے ہیں اور ان عورتوں کو جو مردوں سے مشابہت کرتی ہیں اور فرمایا کہ ان کو گھروں سے نکال دو اور فلانے کو نکال دیا۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ وارد کرنے اس ترجمہ کے بعد ترجمہ زانی کے اس طرف کہ جب مشروع ہوا شہر بدر کرنا اس کے حق میں جو ایسا گناہ کرے جس میں حد نہیں تو جو حد والا گناہ کرے اس کے حق میں بطریق اولیٰ مشروع ہوگا پس مؤکد ہوگی سنت ثابت ساتھ قیاس کے تاکہ رد کیا جائے اس پر جو معارضہ کرتا ہے سنت کا قیاس سے اور جب دونوں قیاس معارض ہوئے تو باقی رہے گی سنت بغیر معارض کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ مراد مخنث سے وہ شخص ہے جو عورتوں سے مشابہت کرے نہ وہ شخص جس کے ساتھ اغلام کیا جائے اس واسطے کہ اس کی حد رجم ہے اور جس پر رجم واجب ہو اس پر شہر بدر کرنا نہیں اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ اس کی حد میں اختلاف ہے اکثر کے نزدیک اس کا حکم زانی کا ہے سو اگر ثابت ہو اس پر تو اس کو کوڑے مارے جائیں اور شہر بدر کیا جائے اس واسطے کہ نہیں متصور ہے اس میں احصان اور اگر مشابہت کرنے والا ہو تو اس کی حد فقط شہر بدر کرنا ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أَمَرَ غَيْرَ الْإِمَامِ بِإِقَامَةِ الْحَدِّ غَائِبًا عَنْهُ

جو حکم کرے غیر امام کو ساتھ اقامت حد کے غائب اس سے

فائدہ: کہا ابن بطال نے اس باب کا مطلب آئندہ بھی ایک باب میں آئے اور دونوں کا مطلب ایک ہے لیکن اس جہت سے فرق ہے کہ اس باب میں غائبا عنہ حال ہے مامور سے یعنی جو حد کو قائم کرے اور دوسرے باب میں حال ہے اس شخص سے جس پر حد قائم کی جائے۔ (فتح)

۶۳۳۲۔ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَعْرَابِ جَآءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۶۳۳۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک گنوار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے سو اس نے کہا یا حضرت! ہمارے درمیان کتاب اللہ سے حکم کیجیے تو اس کا خصم اٹھا سو اس نے کہا کہ یہ سچ کہتا ہے یا

وَسَلَّمَ وَهُوَ جَالِسٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اقْضِ بِكِتَابِ اللّٰهِ فَقَامَ خَصْمُهُ فَقَالَ صَدَقَ اقْضِ لَهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بِكِتَابِ اللّٰهِ إِنَّ ابْنِيْ كَانَ عَسِيْفًا عَلٰى هٰذَا فَزَنٰى بِامْرَأَتِهِ فَأَخْبَرُوْنِيْ أَنَّ عَلٰى ابْنِي الرَّجْمَ فَافْتَدَيْتُ بِمِائَةٍ مِّنَ الْغَنَمِ وَوَلِيْدَةٍ ثُمَّ سَأَلْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ فَزَعَمُوْا أَنَّ مَا عَلٰى ابْنِيْ جَلْدُ مِائَةٍ وَّتَغْرِيْبُ عَامٍ فَقَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللّٰهِ أَمَّا الْغَنَمُ وَالْوَلِيْدَةُ فَرَدٌّ عَلَيْكَ وَعَلٰى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَّتَغْرِيْبُ عَامٍ وَأَمَّا أَنْتَ يَا أُنَيْسُ فَاغْدُ عَلٰى امْرَأَةِ هٰذَا فَارْجُمْهَا فَغَدَا أُنَيْسٌ فَرَجَمَهَا.

حضرت! ہمارے درمیان حکم کیجیے اللہ تعالیٰ کی کتاب سے بے شک میرا بیٹا اس کے ہاں مزدور تھا سو اس نے اس کی بیوی سے زنا کیا سو لوگوں نے مجھ کو خبر دی کہ میرے بیٹے پر سنگسار کرنا ہے سو میں نے بدلہ دیا ۱۰۰ سو بکری اور ایک لونڈی پھر میں نے اہل علم سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ میرے بیٹے پر سو کوڑے اور سال بھر شہر بدر کرنا ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ میں تمہارے درمیان کتاب اللہ سے حکم کروں گا بہرحال بکریاں اور لونڈی سو پھیری جائیں تجھ پر اور تیرے بیٹے پر سو کوڑے اور سال بھر شہر بدر کرنا ہے اور بہرحال تو اے انیس! اس کی عورت کے پاس جا اور اس کو سنگسار کر سو انیس رضی اللہ عنہ گیا اور اس کو سنگسار کیا۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا أَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ فَمِمَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيَاتِكُمُ الْمُؤْمِنَاتِ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِإِيْمَانِكُمْ بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ فَانْكِحُوْهُنَّ بِإِذْنِ أَهْلِهِنَّ وَآتُوْهُنَّ أُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنَاتٍ غَيْرَ مُسَافِحَاتٍ وَّلَا مُتَّخِذَاتِ أَخْدَانٍ فَإِذَا أُحْصِنَّ فَإِنْ أَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنَاتِ مِنَ الْعَذَابِ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ وَأَنْ تَصْبِرُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾

باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں کہ اور جو کوئی نہ رکھتا ہو تم میں سے مقدور یہ کہ نکاح میں لائے بیوی آزاد مسلمان الخ تو چاہیے کہ نکاح کرے لونڈی ایماندار سے، الخ۔

﴿غَيْرَ مُسَافِحَاتٍ﴾ زَوَانِيْ ﴿وَلَا مُتَّخِذَاتِ أَخْدَانٍ﴾ أَخِلَّاءَ.

فائدہ: اور اختلاف ہے لونڈی کے احصان میں سو اکثر نے کہا کہ احصان اس کا نکاح کرنا ہے اور بعض نے کہا کہ آزاد کرنا ہے پس بنا بر پہلے قول کے نکاح سے پہلے اس پر حد واجب نہیں ہوگی اگر زنا کرے نکاح کرنے سے پہلے یہ قول ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ایک جماعت تابعین کا ہے اور دعویٰ کیا ہے ابن شاہین نے کہ یہ حکم منسوخ ہے ساتھ حدیث باب کے لیکن ناسخ کے تاریخ معلوم نہیں اور معارض ہے اس کو یہ حدیث کہ قائم کرو حدوں کو اپنے غلاموں پر شادی شدہ ہوں یا نہ شادی شدہ ہوں اور یہ حدیث مرفوع ہے پس تمسک کرنا ساتھ اس کے اولیٰ ہے اور جب حمل کیا جائے احصان کو حدیث میں نکاح کرنے پر اور آیت میں اسلام پر تو حاصل ہوتی ہے تطبیق اور البتہ بیان کیا سنت نے کہ اگر وہ احصان سے پہلے زنا کرے تو اس کو کوڑے ماری جائیں اور بعض نے کہا کہ قید کرنا ساتھ احصان کے فائدہ دیتا ہے اس کا کہ حکم لونڈی کے حق میں کوڑے مارنا ہے نہ سنگسار کرنا سو لیا حکم زنا کرنے اس کے کا بعد شادی کے کتاب سے اور حکم زنا اس کے کا پہلے شادی کے سنت سے اور حکمت اس میں یہ ہے کہ سنگسار کرنا آدھا ہم آدھ نہیں ہوتا پس بدستور رہا حکم کوڑوں کا اس کے حق میں اور غیر مسافحات کے معنی ہیں نہ زنا کرنے والیاں اور ﴿ولا متخذات اخدان﴾ کے معنی ہیں نہ دوست پکڑنے والیاں پوشیدہ۔

بَابٌ إِذَا زَنَتِ الْأَمَةُ

اگر لونڈی زنا کرے تو اس کا کیا حکم ہے؟

٦٣٣٣ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنِ الْأَمَةِ إِذَا زَنَتْ وَلَمْ تُحْصَنْ قَالَ إِذَا زَنَتْ فَاجْلِدُوْهَا ثُمَّ إِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوْهَا ثُمَّ إِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوْهَا ثُمَّ بِيْعُوْهَا وَلَوْ بِضَفِيْرٍ. قَالَ ابْنُ شِهَابٍ لَا أَدْرِيْ بَعْدَ الثَّالِثَةِ أَوِ الرَّابِعَةِ.

٦٣٣٣ـ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پوچھے گئے لونڈی سے جب کہ زنا کرے اور شادی شدہ نہ ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر زنا کرے تو اس کو کوڑے مارو پھر اگر زنا کرے تو پھر اس کو کوڑے مارو پھر اگر زنا کرے تو پھر بھی اس کو کوڑے مارو پھر چوتھی بار اس کو بیچ ڈالو اگرچہ بالوں کی رسی سے ہو کہا ابن شہاب نے میں نہیں جانتا کہ تیسری بار کے بعد فرمایا اس کو بیچ ڈالو یا چوتھی بار کے بعد۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اگر زنا کرے تو پھر اس کو کوڑے مارو تو بعض نے کہا کہ دوہرایا ہے زنا کو جواب میں بغیر قید شادی کے واسطے تنبیہ کرنے کے اس پر کہ اس کے واسطے کوئی اثر نہیں اور موجب حد کا لونڈی میں مطلق زنا ہے اور معنی حد

مارنے کے یہ ہیں کہ اس کو حد مارو جو اس کے لائق ہے جو بیان کی گئی ہے قرآن میں اور وہ آدھی حد ہے آزاد عورت کی یعنی جو آزاد عورت کی حد ہے اس سے لونڈی کی حد آدھی ہے اور خطاب اجلدوھا میں اس کے مالک کو ہی پس استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جائز ہے مالک رحمۃ اللہ علیہ کو قائم کرنا حد کا اس پر جس کا وہ مالک رحمۃ اللہ علیہ ہو لونڈی اور غلام سے لونڈی پر تو ساتھ نص اس حدیث کے اور غلام ملحق ہے ساتھ اس کے اور سلف کو اس میں اختلاف ہے سو کہا ایک گروہ نے کہ نہ قائم کرے حدوں کو مگر امام یا جس کو اس نے اجازت دی ہو اور یہ قول حنفیہ کا ہے اور اوزاعی اور ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے ہے کہ نہ قائم کرے مالک مگر حد زنا کو اور حجت پکڑی ہے طحاوی نے ساتھ اس چیز کے کہ روایت کی مسلم بن یسار کے طریق سے کہا کہ ابوعبداللہ ایک صحابی کہتا تھا کہ زکوٰۃ اور حد اور فی اور جمعہ بادشاہ کے اختیار میں ہے کہا طحاوی نے کہ اصحاب میں سے اس کا کوئی مخالف نہیں اور تعاقب کیا ہے اس کا ابن حزم نے کہ بارہ اصحاب نے اس کی مخالفت کی ہے اور دوسرے لوگوں نے کہا کہ قائم کرے اس کو مالک اگرچہ بادشاہ نے اس کو اجازت نہ دی ہو اور یہ قول شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور روایت کی عبدالرزاق نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ اگر لونڈی زنا کرے اور اس کا کوئی خاوند نہ ہو تو اس کا مالک اس کو حد مارے اور اگر خاوند والی ہو تو اس کو حد مارنے کا اختیار بادشاہ کو ہے اور یہ قول مالک رحمۃ اللہ علیہ کا ہے لیکن یہ کہ اگر اس کا خاوند بھی اسی کے مالک کا غلام ہو تو اس کا اختیار مالک کو ہے اور مستثنیٰ کیا ہے مالک نے کاٹنا ہاتھ کا چوری میں اور یہ ایک وجہ ہے شافعیہ کو اور نیز مستثنیٰ کیا ہے دوسری وجہ حد شراب کو اور حجت جمہور کی حدیث علی رضی اللہ عنہ کی ہے جس کی طرف پہلے اشارہ ہوا اور وہ مسلم وغیرہ میں ہے اور نزدیک شافعیہ کے خلاف ہے بیچ شرط ہونے اہلیت مالک کے اس کے واسطے یعنی یہ شرط ہے کہ مالک حد مارنے کی لیاقت رکھتا ہو اور جو نہیں شرط کرتا ہے اس کا تمسک یہ ہے کہ اس کی راہ استصلاح کی راہ ہے سو اس میں اہلیت کی حاجت نہیں اور اگر مالک کافر ہو تو وہ حد نہ مارے اور کہا ابن عربی نے کہ کہا مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اگر لونڈی خاوند والی ہو تو نہ حد مارے اس کو مگر امام لیکن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث اولیٰ ہے ساتھ پیروی کرنے کے یعنی حدیث علی رضی اللہ عنہ کی مذکور جو دلالت کرتی ہے عموم پر کہ خاوند والی ہو یا بے خاوند والی یعنی مالک کو اس پر حد قائم کرنے کا ہر وقت میں اختلاف ہے خواہ خاوند والی ہو یا نہ اور البتہ واقع ہوا ہے اس حدیث کے بعض طریقوں میں کہ جو ان میں سے شادی شدہ ہو اور جو نہ شادی شدہ ہو اور اس حدیث میں ہے کہ زنا عیب ہے رد کیا جاتا ہے ساتھ اس کے غلام واسطے امر کم کرنے قیمت اس کی کے جب کہ پایا جائے اس سے زنا اور یہ کہ جو زنا کرے اور اس پر حد قائم کی جائے پھر زنا کرے تو پھر اس پر حد قائم کی جائے برخلاف اس شخص کے جو کئی بار زنا کرے کہ اس کو فقط ایک بار حد مارنا کافی ہے راجح قول پر اور اس میں زجر ہے فاسقوں کے میل جول سے اور ان کے ساتھ گزران کرنے سے اگرچہ الزام سے ہوں جب کہ ان کو مکرر زجر کی جائے اور وہ اس سے باز نہ آئیں اور واقع ہوتی ہے زجر ساتھ قائم کرنے حد کے اس چیز میں جس میں حد مشروع ہے اور

ساتھ تعزیر کے جس میں حد نہیں اور امر ساتھ بیچ ڈالنے اس کے شرب کے واسطے نزدیک جمہور کے اور کوڑے مارنے کا اور وجوب کے واسطے ہے کہا ابن بطال نے کہ حمل کیا ہے فقہاء نے بیع کے امر کو اوپر رغبت دلانے کے اوپر دور ہونے کے اس شخص سے جس سے زنا مکرر ہوتا کہ یہ گمان نہ کیا جائے کہ مالک اس سے راضی ہے اور اس واسطے کہ یہ وسیلہ ہے اولاد زنا کے بہت ہونے کا اور کہا ابن عربی نے کہ مراد حدیث سے جلدی بیچ ڈالنا اس کا ہے اور نہ انتظار کرے اس کی جو قیمت زیادہ دے اور نہیں ہے مراد بیچنا اس کا ساتھ قیمت رسی کے حقیقۃً اور لیکن ان میں شبہ باقی ہے کہ حکم ہے کہ زنا کار غلام لونڈی کو بیچ ڈالے اور مسلمان کو حکم ہے کہ جو اپنے واسطے چاہے وہی اپنے بھائی مسلمان کے واسطے چاہے تو جواب یہ ہے کہ یہ سبب اور عیب مشتری کے نزدیک محقق الوقوع نہیں جائز ہے کہ غلام اس عیب سے باز آئے جب کہ معلوم کرے گا کہ اگر اس نے ایسا کام پھر کیا تو نکالا جائے گا اس واسطے کہ جلا وطن کرنا دشوار ہوتا ہے اور نیز جائز ہے کہ مشتری کی صحبت یا کسی اور نیک کی صحبت سے اس کو تاثیر ہو اور عفت حاصل ہو اور اس حدیث میں ہے کہ مالک قائم کرے حد کو اپنے غلام پر اگرچہ بادشاہ سے اجازت نہ لے۔ (فتح)

بَاب. لَا يُثَرَّبُ عَلَى الْأَمَةِ إِذَا زَنَتْ وَلَا تنفى

نہ ملامت کرے لونڈی کو جب کہ زنا کرے اور نہ شہر بدر کی جائے

٦٣٣٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا زَنَتِ الْأَمَةُ فَتَبَيَّنَ زِنَاهَا فَلْيَجْلِدْهَا وَلَا يُثَرِّبْ ثُمَّ إِنْ زَنَتْ فَلْيَجْلِدْهَا وَلَا يُثَرِّبْ ثُمَّ إِنْ زَنَتِ الثَّالِثَةَ فَلْيَبِعْهَا وَلَوْ بِحَبْلٍ مِّنْ شَعَرٍ. تَابَعَهُ إِسْمَاعِيْلُ بْنُ أُمَيَّةَ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۶۳۳۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب لونڈی حرام کاری کرے پھر ظاہر ہو جائے اس کی حرام کاری خواہ اس کے اقرار سے خواہ گواہوں سے تو چاہیے کہ مالک اس کو حد مارے یعنی پچاس کوڑے اور نہ ملامت کرے پھر اگر زنا کرے یعنی دوسری بار تو چاہیے کہ دوسری بار بھی اس کو حد مارے اور نہ ملامت کرے پھر اگر تیسری بار زنا کرے تو چاہیے کہ اس کو بیچ ڈالے اگرچہ بالوں کی رسی سے۔ متابعت کی ہے اس کی اسماعیل نے سعید سے اس نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یعنی متن میں۔

فائدہ: اور بہر حال نہ شہر بدر کرنا سو استنباط کیا گیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے کہ چاہیے کہ اس کو بیچ ڈالے اس واسطے کہ مقصود شہر بدر کرنے سے دور کرنا ہے وطن سے جس میں گناہ واقع ہوا اور وہ حاصل ہے ساتھ بیع کے کہا ابن بطال نے وجہ دلالت کی یہ ہے کہ فرمایا کہ اس کو کوڑے مارے اور بیچ ڈالے سو دلالت کی اس نے اوپر سقوط نفی

کے اس واسطے کہ جو شہر بدر کی جائے نہیں قادر ہوتا ہے اس پر مگر بعد مدت کے اور اس میں نظر ہے جائز ہے کہ مشتری کو مدت نفی کی منفعت مجرا دے اور کم قیمت کو دے یا مشتری اس کو اس جگہ لے جائے جہاں اس پر شہر بدر ہونا صادق آئے کہا ابن عربی نے کہ مستثنیٰ ہے لونڈی شہر بدر کرنے سے واسطے ثابت ہونے حق مالک کے سو مقدم ہوگا اللہ تعالیٰ کے حق پر اور حد اس واسطے ساقط نہیں ہوتی کہ وہ اصل ہے اور نفی فرع اور غلام میں مالک کے حق کی رعایت کی گئی ساتھ ترک کرنے رجم کے اس واسطے کہ اس میں فوت ہونا نفع کا ہے بالکل جڑھ سے برخلاف کوڑوں کے اور بدستور رہا شہر بدر کرنا غلام کا اس واسطے کہ نہیں حق ہے مالک کا صحبت کرنے میں اور اختلاف ہے بیچ نفی غلام کے صحیح یہ ہے کہ غلام کو آدھا سال شہر بدر کیا جائے اور شافعیہ کا ایک قول ضعیف یہ ہے کہ پورا سال اور اکثر کے نزدیک غلام پر شہر بدر کرنا نہیں ہے اور کہا ابن بطال نے کہ لیا جاتا ہے اس سے کہ جس پر حد قائم کی جائے اس کو ملامت اور جھڑکی کے ساتھ تعزیر نہ دی جائے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ لائق ہے یہ ساتھ اس شخص کے کہ صادر ہو اس سے یہ پہلے اس سے کہ اٹھایا جائے طرف بادشاہ کی واسطے تحذیر اور تخویف کے اور جب بادشاہ کی طرف اس کا قصہ اٹھایا جائے اور اس پر حد قائم کی جائے تو اس کو کفایت کرتی ہے اور یہ جو کہا کہ نہ ملامت کرے اس کو یعنی نہ جمع کرے اس پر سزا کو ساتھ کوڑے مارنے اور ملامت کرنے کے اور بعض نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ نہ کفایت کرے ساتھ جھڑکی کے سوائے کوڑے مارنے کے۔ (فتح)

بَابُ أَحْكَامِ أَهْلِ الذِّمَّةِ وَإِحْصَانِهِمْ إِذَا زَنَوْا وَرُفِعُوْا إِلَى الْإِمَامِ

باب ہے بیچ بیان احکام اہل ذمہ کافروں کے اور احصان ان کے جب کہ زنا کریں اور امام اسلام کی طرف پہنچائے جائیں۔

فائدہ: اہل ذمہ اُن کافروں کو کہتے ہیں جن سے حاکم اسلام نے عہد و پیمان کیا ہو اور مراد اہل ذمہ سے یہاں یہود اور نصاریٰ وغیرہ سب لوگ ہیں جن سے جزیہ لیا جاتا ہے اور محصن ہونا ان کا یعنی برخلاف اس کے جو کہتا ہے کہ احصان کی شرطوں سے اسلام ہے اور امام کی طرف پہنچائے جائیں یعنی برابر ہے کہ مسلمانوں کے حاکم کے پاس آئیں تا کہ ان میں حکم کرے یا ان کے سوائے کوئی اور لوگ زور سے ان کو اس کی طرف پہنچائیں برخلاف اس کے جس نے مقید کیا ہے اس کو ساتھ شق اول کے مانند حنفیہ کے۔ (فتح)

٦٣٣٥۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ سَأَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِيْ أَوْفٰى عَنِ الرَّجْمِ فَقَالَ رَجَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ أَقَبْلَ

٦٣٣٥۔ حضرت شیبانی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے سنگسار کرنے کا حکم پوچھا یعنی اس شخص کا سنگسار کرنا کہ ثابت ہو کہ اس نے زنا کیا ہے اور وہ شادی شدہ ہو تو اس نے کہا کہ حضرت ﷺ نے رجم کیا میں

النُّوْرِ أَمْ بَعْدَهٗ قَالَ لَا أَدْرِیْ. تَابَعَهٗ عَلِیُّ بْنُ مُسْهِرٍ وَخَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَالْمُحَارِبِیُّ وَعَبِیْدَةُ بْنُ حُمَیْدٍ عَنِ الشَّیْبَانِیِّ وَقَالَ بَعْضُهُمُ الْمَائِدَةِ وَالْأَوَّلُ أَصَحُّ.

نے کہا کہ کیا سورۂ نور سے پہلے یا پیچھے اس نے کہا کہ میں نہیں جانتا۔ متابعت کی عبدالواحد کی علی رضی اللہ عنہ اور خالد رضی اللہ عنہ اور محاربی اور عبیدہ نے شیبانی سے اور بعض نے کہا کہ مائدہ اور اول یعنی سورۂ نور کا ہونا صحیح ہے۔

فائدہ: کہا کرمانی نے کہ مطابقت حدیث کے ترجمہ سے اطلاق کی جہت سے ہے میں کہتا ہوں ظاہر یہ ہے کہ اس نے اپنی عادت کے موافق اشارہ کر دیا ہے کہ اس کے بعض طریقوں میں وہ چیز ہے جو ترجمہ کے مطابق ہے چنانچہ ایک طریق میں آیا ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک یہودی مرد اور یہودی عورت کو سنگسار کیا روایت کیا ہے اس کو احمد اور طبرانی وغیرہ نے اور یہ جو اس نے کہا کہ میں نہیں جانتا تو اس میں ہے کہ کبھی چھپا رہتا ہے صحابی جلیل پر بعض امر جو واضح ہو اور یہ کہ جو لا ادری کے ساتھ جواب دے اس پر کوئی عیب نہیں بلکہ دلالت کرتا ہے یہ اس کی کوشش اور ثابت ہونے پر پس مدح کیا جاتا ہے ساتھ اس کے۔ (فتح)

٦٣٣٦۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِیْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهٗ قَالَ إِنَّ الْیَهُوْدَ جَآءُوْا إِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرُوْا لَهٗ أَنَّ رَجُلًا مِنْهُمْ وَامْرَأَةً زَنَیَا فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا تَجِدُوْنَ فِی التَّوْرَاةِ فِیْ شَأْنِ الرَّجْمِ فَقَالُوْا نَفْضَحُهُمْ وَیُجْلَدُوْنَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ كَذَبْتُمْ إِنَّ فِیْهَا الرَّجْمَ فَأَتَوْا بِالتَّوْرَاةِ فَنَشَرُوْهَا فَوَضَعَ أَحَدُهُمْ یَدَهٗ عَلٰی آیَةِ الرَّجْمِ فَقَرَأَ مَا قَبْلَهَا وَمَا بَعْدَهَا فَقَالَ لَهٗ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ ارْفَعْ یَدَكَ فَرَفَعَ یَدَهٗ فَإِذَا فِیْهَا آیَةُ الرَّجْمِ قَالُوْا صَدَقَ یَا مُحَمَّدُ فِیْهَا آیَةُ الرَّجْمِ فَأَمَرَ بِهِمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَرُجِمَا فَرَأَیْتُ

٦٣٣٦۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہودی لوگ حضرت ﷺ کے پاس آئے تو انہوں نے آپ سے ذکر کیا کہ ان میں سے ایک مرد اور عورت نے زنا کیا ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا پاتے ہو تم توراۃ میں بیچ حال رجم کے؟ یعنی توراۃ میں سنگسار کرنے کا کیا حکم ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہم ان کو ذلیل اور رسوا کرتے ہیں اور کوڑے مارے جاتے ہیں عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم جھوٹے ہو بے شک توراۃ میں سنگسار کرنا ہے سو وہ توراۃ لائے اور اس کو کھولا تو ان میں سے ایک نے اپنا ہاتھ رجم کی آیت پر رکھا اور اس کے آگے پیچھے پڑھا تو عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اپنا ہاتھ اٹھا اس نے اپنا ہاتھ اٹھایا سو اچانک اس میں سنگسار کرنے کی آیت تھی یہودیوں نے کہا کہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سچا ہے اسے محمد توراۃ میں رجم کی آیت ہے سو حضرت ﷺ نے دونوں کے سنگسار کرنے کا حکم کیا سو دونوں سنگسار کیے گئے سو میں نے مرد کو دیکھا کہ عورت پر جھکا اس کو

الرَّجُلَ یَحْنِیْ عَلَی الْمَرْأَۃِ یَقِیْهَا الْحِجَارَۃَ. پتھروں سے بچاتا تھا یعنی یہاں تک کہ دونوں قتل ہوئے۔

فائدہ: اور ذکر کیا ہے ابوداؤد نے سبب اس قصے کا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ ایک یہودی مرد نے عورت سے زنا کیا انہوں نے کہا کہ ہم کو اس پیغمبر کے پاس لے چلو کہ وہ پیغمبر ہوا ہے ساتھ تخفیف کے سو اگر اس نے ہم کو فتویٰ دیا سوائے سنگسار کرنے کے تو ہم اس کو قبول کریں گے اور حجت پکڑیں گے ساتھ اس کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے اور ہم کہیں گے کہ تیرے ایک پیغمبر کا فتویٰ ہے سو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ مسجد میں بیٹھے تھے سو انہوں نے کہا کہ اے ابوالقاسم! کیا رائے ہے تمہاری ایک مرد اور عورت کے حق میں کہ انہوں نے زنا کیا؟ الخ اور ایک روایت میں ہے کہ وہ مرد اور عورت دونوں شادی شدہ تھے اور یہ جو فرمایا کہ تم توراۃ میں رجم کا حال کیا پاتے ہو؟ تو احتمال ہے کہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ وغیرہ کے خبر دینے سے معلوم کیا ہو اور احتمال ہے کہ اس واسطے پوچھا ہو تا کہ معلوم کریں کہ ان کے نزدیک اس میں کیا حکم ہے پھر اللہ سے اس کی صحت سیکھیں اور یہ جو کہا کہ ہم ان کو فضیحت کرتے ہیں تو یعنی ان کا منہ کالا کرتے ہیں اور ان کو ذلیل کرتے اور گدھے پر چڑھاتے ہیں اس طور سے کہ ایک کا منہ اگلی طرف اور ایک کا منہ پچھلی طرف کرتے ہیں اور ظاہر یہ ہے کہ انہوں نے ارادہ کیا تھا کہ توراۃ کے حکم میں تحریف کریں اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولیں یا تو اس امید سے کہ حکم کریں درمیان ان کے ساتھ غیر اس چیز کے کہ اللہ نے اُتاری اور یا انہوں نے قصد کیا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کرنے سے تخفیف کا دونوں زانی سے اور اعتقاد کیا کہ جو ان پر واجب ہے وہ ان کے سر سے اتر جائے گا اور یا انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آزمانے کے واسطے یہ کام کیا تھا کہ مقرر ہے کہ جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ہو وہ باطل پر قائم نہیں رہتا سو ظاہر ہوا اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کذب انکار اور سچ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور البتہ واقع ہوا ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں بیان اس چیز کا جو توراۃ میں تھی کہ شادی شدہ مرد اور شادی شدہ عورت جب زنا کریں اور ان پر گواہ قائم ہوں تو دونوں سنگسار کیے جائیں اور اگر عورت حاملہ ہو تو انتظار کیا جائے ساتھ اس کے یہاں تک کہ جنے جو اس کے پیٹ میں ہے اور ایک روایت میں ہے جب چار آدمی گواہی دیں کہ انہوں نے دیکھا اس کے ذکر کو عورت کی فرج میں جیسے سلائی سرمہ دانی میں تو سنگسار کیے جائیں اور اگر پائیں مرد کو ساتھ عورت کے ایک گھر میں یا ایک کپڑے میں یا عورت کے پیٹ پر تو اس میں شبہ ہے اور اس میں تعزیر ہے اور اس حدیث میں اور بھی فائدے ہیں واجب ہونا حد کا ہے کافر ذمی پر جب کہ زنا کرے اور یہ قول جمہور کا ہے اور اس میں خلاف ہے واسطے شافعیہ کے اور غفلت کی ہے ابن عبدالبر نے سو نقل کیا ہے اس نے اتفاق اس پر کہ شرط احصان کی جو رجم کا موجب ہے اسلام ہے اور رد کیا گیا ہے اس پر یہ ساتھ اس کے کہ شافعیہ اور احمد یہ شرط نہیں کرتے اور تائید کرتا ہے ان دونوں کے مذہب کی یہ کہ واقع ہوئی ہے تصریح ساتھ اس کے کہ دونوں یہودی جو سنگسار کیے گئے وہ شادی شدہ تھے اور کہا مالکیہ اور اکثر حنفیہ نے کہ شرط احصان کی اسلام ہے یعنی شادی شدہ زانی پر اس وقت حد آتی ہے جب کہ

مسلمان ہو اور جواب دیا ہے انہوں نے باب کی حدیث سے ساتھ اس کے کہ حضرت ﷺ نے تو ان کو فقط توراۃ کے حکم سے سنگسار کیا تھا اور نہیں ہے وہ اسلام کے حکم سے کسی چیز میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ جاری کرنا حکم کا ہے اوپر ان کے ساتھ اس چیز کے کہ ان کی کتاب میں ہے اس واسطے کہ توراۃ میں سنگسار کرنا ہے زانی پر شادی شدہ ہو یا نہ شادی شدہ ہو اور پہلے پہل حضرت ﷺ کو حکم تھا کہ توراۃ کے حکم پر عمل کریں یہاں تک کہ حضرت ﷺ کی شرع میں یہ حکم منسوخ ہو پھر منسوخ ہوا یہ حکم ساتھ اس آیت کے ﴿وَاللَّاتِي يَأْتِينَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِسَآئِكُمْ﴾ الخ اور یہ جو کہا کہ غیر محصن کو بھی سنگسار کیا جاتا تھا تو اس میں نظر ہے اور کہا ابن عربی نے کہ حدیث میں ہے کہ اسلام نہیں ہے شرط احصان میں اور بعض نے جواب دیا ہے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ سنگسار کیا حضرت ﷺ نے ان دونوں کو واسطے قائم کرنے حجت کے یہودیوں پر اس چیز میں کہ حاکم کیا انہوں نے حضرت ﷺ کو حکم توراۃ کے سے اور اس جواب میں نظر ہے اس واسطے کہ کس طرح جائز ہے قائم کرنا حجت کا اوپر ان کے ساتھ اس چیز کے جو حضرت ﷺ کی شرع میں جائز نہیں باوجود اس قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَأَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ﴾ اور جواب دیا ہے بعض حنفیہ نے ساتھ اس کے کہ یہودیوں کا سنگسار کرنا توراۃ کے حکم سے واقع ہوا تھا اور رد کیا ہے اس کو خطابی نے ساتھ اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے حکم کیا ہے کہ حکم کر ان کے درمیان ساتھ اس چیز کے کہ اللہ تعالیٰ نے اُتاری اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ تو آئے تھے کہ پوچھیں کہ آپ کے نزدیک کیا حکم ہے؟ جیسے کہ دلالت کرتی ہے اس پر آیت مذکورہ سو اشارہ کیا ان پر ساتھ اس چیز کے کہ چھپایا انہوں نے اس کو حکم توراۃ کے سے اور نہیں جائز ہے کہ حضرت ﷺ کے نزدیک اسلام کا حکم اس کے مخالف ہو اس واسطے کہ نہیں جائز ہے حکم کرنا ساتھ منسوخ کے سو دلالت کی اس نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حضرت ﷺ نے ناسخ کے ساتھ حکم کیا تھا اور یہ جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آیا ہے کہ میں حکم کرتا ہوں ساتھ اس چیز کے جو توراۃ میں ہے تو اس کی سند میں ایک راوی مبہم ہے اور باوجود اس کے اگر ثابت ہو تو اس کے معنی یہ ہوں گے واسطے قائم کرنے حجت کے اوپر ان کے اور حالانکہ وہ آپ کی شریعت کے واسطے موافق ہے، میں کہتا ہوں اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ سنگسار کرنا ناسخ ہے کوڑوں کے واسطے اور نہیں کہا کسی نے کہ رجم شروع ہوا پھر کوڑوں سے منسوخ ہوا پھر منسوخ ہوئے کوڑے رجم سے اور جب کہ حکم رجم کا باقی ہے جب سے شروع ہوا تو نہیں حکم کیا حضرت ﷺ نے ساتھ رجم کے مجرد توراۃ کے حکم سے بلکہ اپنی شرع سے کہ بدستور رہا ہے حکم توراۃ کا اوپر اس کے اور نہیں مقدر کیا گیا کہ انہوں نے اس کو بدل کیا ہو اس چیز میں جو بدل کی اور اس حدیث میں ہے کہ جب عورت پر حد قائم کی جائے تو وہ بیٹھی ہو اسی طرح استدلال کیا ہے ساتھ اس کے طحاوی نے اور اس میں اختلاف ہے کہ جس عورت کو سنگسار کیا جائے اس کے واسطے گڑھا کھودا جائے یا نہیں سو جو دیکھتا ہے کہ اس کے واسطے گڑھا کھودا جائے تو گڑھے میں غالباً بیٹھی ہو گی اور اختلاف تو ان کا اس صورت میں ہے جب کہ عورت کو کوڑے

مارے جائیں کہ بیٹھی ہو یا کھڑی سو رجم کی صورت کو کوڑے مارنے کی صورت پر قیاس کرنا مخدوش ہے اور یہ کہ جائز ہے قبول کرنا اہل ذمہ کی گواہی کا ایک دوسرے پر اور کہا قرطبی نے جمہور کا یہ مذہب ہے کہ نہیں قبول ہے گواہی کافر کی مسلمان پر اور نہ کافر پر نہ حد میں نہ غیر حد میں اور نہیں فرق ہے اس میں درمیان سفر اور حضر کے اور ایک جماعت تابعین نے ان کی گواہی کو قبول کیا ہے جب کہ کوئی مسلمان موجود نہ ہو اور مستثنیٰ کی ہے احمد نے حالت سفر کی جب کہ مسلمان موجود نہ ہو اور جواب دیا ہے قرطبی نے جمہور سے یہودیوں کے واقعہ سے کہ حضرت ﷺ نے جاری کیا اس پر جو معلوم کیا کہ وہ توراۃ کا حکم ہے اور لازم کیا ان پر عمل کرنا ساتھ اس کے واسطے ظاہر کرنے تحریف ان کی کے اپنی کتاب کو اور بدل کرنے ان کے اس کے حکم کو کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے ظاہر یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے ان کو سنگسار کیا اعتراف سے اور اگر جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث ثابت ہو تو شاید گواہ مسلمان تھے ورنہ نہیں ہے کوئی اعتبار ان کی گواہی کا، میں کہتا ہوں نہیں ثابت ہوا کہ وہ مسلمان تھے اور احتمال ہے کہ گواہوں نے باقی یہودیوں کو اس کی خبر دی ہو تو حضرت ﷺ نے ان کا کلام سنا ہو اور نہ حکم کیا ہو درمیان ان کے مگر اس چیز کی سند سے جس پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو اطلاع دی سو حکم کیا ان کے درمیان وحی سے اور لازم کی ان پر حجت درمیان ان کے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا﴾ اور یہ کہ ان کے گواہوں نے گواہی دی تھی ان کے علماء کے پاس ساتھ اس چیز کے کہ مذکور ہوئی پھر جب انہوں نے اس قصے کو حضرت ﷺ کے پاس پہنچایا تو معلوم کیا قصے کو جیسا کہ تھا سو راویوں نے جو دیکھا یاد رکھا اور نہ تھی سند حضرت ﷺ کے حکم کی اس میں مگر جس پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو اطلاع دی اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے بعض مالکیہ نے اس پر کہ مجلود کو کھڑا کر کے کوڑے مارے جائیں اور اگر عورت ہو تو بٹھا کر اس واسطے کہ اس میں ہے کہ وہ مرد اس عورت پر جھکا اس کو پتھروں سے بچاتا تھا اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ وہ ایک خاص واقعہ کا ذکر ہے پس نہیں دلالت ہے اس میں اس پر کہ مرد کا کھڑا ہونا بطریق حکم کے تھا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر سنگسار کرنے شادی شدہ کے اور اوپر اقتصار کرنے کے رجم پر سوائے کوڑے مارنے کے اور یہ کہ کافروں کے نکاح صحیح ہیں اس واسطے کہ ثابت ہونا احصان کا فرع ہے ثبوت صحت نکاح کی اور یہ کہ کفار مخاطب ہیں ساتھ فروع شریعت کے اور یہ کہ یہود منسوب کرتے تھے طرف توراۃ کی وہ چیز جو اس میں نہیں اگرچہ اس کو توراۃ میں نہ بدلا ہو اور اس میں کفایت کرنا حاکم کا ہے ساتھ ایک ترجمان کے جس کا اعتماد ہو اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ اگلے پیغمبروں کی شرع ہمارے واسطے شرع ہے جب کہ ثابت ہو ہمارے واسطے قرآن یا حدیث کی دلیل سے جب تک کہ نہ ثابت ہو نسخ اس کا ہماری شریعت سے یا ان کے پیغمبر سے یا ان کی شریعت سے اور بنا بر اس کے پس محمول ہوگا جو واقع ہوا ہے اس قصے میں اس پر کہ حضرت ﷺ نے معلوم کیا تھا کہ یہ حکم توراۃ سے بالکل منسوخ نہیں ہوا۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا رَمٰى امْرَأَتَهُ أَوِ امْرَأَةَ غَيْرِهِ بِالزِّنَا عِنْدَ الْحَاكِمِ وَالنَّاسِ هَلْ عَلَى الْحَاكِمِ أَنْ يَّبْعَثَ إِلَيْهَا فَيَسْأَلَهَا عَمَّا رُمِيَتْ بِهِ.

جب کوئی اپنی عورت یا غیر کی عورت کو زنا کا عیب لگائے حاکم کے اور لوگوں کے سامنے تو کیا حاکم پر ہے کہ کسی کو اس کی طرف بھیجے اور اس کو پوچھے اس چیز سے جس کے ساتھ اس کو تہمت کی گئی؟

٦٣٣٧۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ أَبِىْ هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ أَنَّهُمَا أَخْبَرَاهُ أَنَّ رَجُلَيْنِ اخْتَصَمَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَحَدُهُمَا اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَقَالَ الْآخَرُ وَهُوَ أَفْقَهُهُمَا أَجَلْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَأْذَنْ لِّىْ أَنْ أَتَكَلَّمَ قَالَ تَكَلَّمْ قَالَ إِنَّ ابْنِىْ كَانَ عَسِيْفًا عَلٰى هٰذَا قَالَ مَالِكٌ وَالْعَسِيْفُ الْأَجِيْرُ فَزَنٰى بِامْرَأَتِهِ فَأَخْبَرُوْنِىْ أَنَّ عَلَى ابْنِى الرَّجْمَ فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَبِجَارِيَةٍ لِّىْ ثُمَّ إِنِّىْ سَأَلْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ فَأَخْبَرُوْنِىْ أَنَّ مَا عَلَى ابْنِىْ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيْبُ عَامٍ وَإِنَّمَا الرَّجْمُ عَلَى امْرَأَتِهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهِ لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللّٰهِ أَمَّا غَنَمُكَ وَجَارِيَتُكَ فَرَدٌّ عَلَيْكَ وَجَلَدَ ابْنَهُ مِائَةً وَغَرَّبَهُ عَامًا وَأَمَرَ أُنَيْسًا الْأَسْلَمِىَّ أَنْ يَّأْتِىَ امْرَأَةَ الْآخَرِ فَإِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَهَا.

٦٣٣٧۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جھگڑتے آئے تو دونوں میں سے ایک نے کہا کہ ہمارے درمیان اللہ تعالیٰ کی کتاب سے حکم کرو اور کہا دوسرے نے اور وہ دونوں میں سے زیادہ بوجھ والا تھا ہاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان اللہ کی کتاب سے حکم کیجیے اور مجھ کو اجازت دیجیے کہ میں کلام کروں، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کلام کر اس نے کہا کہ میرا بیٹا اس کے ہاں مزدور تھا کہا مالک رحمۃ اللہ علیہ نے عسیف مزدور کو کہتے ہیں سو اس نے اس کی عورت سے زنا کیا سو لوگوں نے مجھ کو خبر دی کہ میرے بیٹے پر سنگساری ہے سو میں نے اس کا بدلہ دیا سو بکری اور اپنی ایک لونڈی پھر میں نے اہل علم سے پوچھا تو انہوں نے مجھ کو خبر دی کہ میرے بیٹے پر سو کوڑے اور سال بھر شہر بدر کرنا ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ سنگساری تو اس کی عورت پر ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خبردار ہو البتہ میں تمہارے درمیان کتاب اللہ سے حکم کروں گا بہرحال تیری بکریاں اور لونڈی تو پھیری گئی ہیں تجھ پر اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بیٹے کو سو کوڑے مارے اور سال بھر شہر بدر کیا اور حکم کیا انیس رضی اللہ عنہ کو کہ دوسرے کی عورت کے پاس جائے سو اگر وہ زنا کا اقرار کرے تو اس کو سنگسار کرے تو اس نے اقرار کیا تو اس نے اس کو سنگسار کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور حکم مذکور ظاہر ہے اس شخص کے حق میں جو غیر کی عورت کو عیب لگائے اور بہر حال اپنی عورت کو عیب لگانا سو شاید لیا ہے اس کو اس سے کہ اس کا خاوند حاضر تھا اور اس نے انکار نہ کیا اور یہ جو کہا کیا امام پر ہے تو اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے طرف اختلاف کی جو اس میں ہے اور جمہور کا یہ قول ہے کہ یہ امام کی رائے پر ہے اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ صحیح تر ہمارے نزدیک وجوب اس کا ہے اور حجت اس میں یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انیس رضی اللہ عنہ کو اس کی عورت کے پاس بھیجا اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ وہ ایک خاص واقعہ کا فعل ہے نہیں ہے اس میں دلالت وجوب پر احتمال ہے کہ ہو سبب بھیجنے اس کے کا وہ چیز جو واقع ہوئی دونوں کے درمیان جھگڑے سے اور صلح ہونے سے حد پر اور مشہور ہونے قصے کے سے یہاں تک کہ مزدور کے والد نے تصریح کی ساتھ اس کے اور نہ انکار کیا اس پر اس کے خاوند نے اور کہا ابن بطال نے کہ اجماع ہے علماء کا اس پر کہ جو اپنی عورت کو یا غیر کی عورت کو زنا کا عیب لگائے اور اس پر گواہ نہ لائے واجب ہے اس پر حد مگر یہ کہ اقرار کرے اور مان لے مقذوف پس اسی واسطے واجب ہے امام پر کہ بھیجے کسی کو عورت کی طرف جو اس سے پوچھے اور اگر عسیف کے قصے میں عورت اقرار نہ کرتی تو مزدور کے باپ پر حد قذف واجب ہوتی اور متفرع ہوتا ہے اس پر یہ مسئلہ کہ اگر کوئی مرد اقرار کرے کہ اس نے کسی خاص عورت سے زنا کیا ہے اور عورت انکار کرے تو کیا واجب ہے اس مرد پر حد زنا کی اور حد قذف کی دونوں یا فقط حد قذف کی اول قول مالک رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور دوسرا ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا اور کہا شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور صاحبین نے کہ اس پر زنا کی حد ہے اور حجت یہ ہے کہ اگر وہ درحقیقت سچا ہو تو اس پر حد قذف نہیں اور اگر وہ جھوٹا ہو تو اس پر حد زنا کی ہے اس واسطے کہ اس نے اپنے نفس پر زنا کا اقرار کیا سو اس سے پکڑا جائے گا۔ (فتح)

بَابٌ مَنْ أَدَّبَ أَهْلَهُ أَوْ غَيْرَهُ دُوْنَ السُّلْطَانِ.

جو اپنے گھر والوں کو یا ان کے سوائے غیر کو ادب سکھلائے سوائے بادشاہ کے یعنی بغیر اس کے کہ بادشاہ نے اس کو اس کی اجازت دی ہو۔

فائدہ: اور یہ باب معقود ہے واسطے بیان خلاف کے کہ کیا مالک کو جائز ہے کہ اپنے غلام پر آپ حد قائم کرے بغیر اجازت بادشاہ کے یا اس کو اپنے غلام پر حد قائم کرنا جائز نہیں۔

وَقَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى فَأَرَادَ أَحَدٌ أَنْ يَّمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلْيَدْفَعْهُ فَإِنْ أَبٰى فَلْيُقَاتِلْهُ وَفَعَلَهُ أَبُوْ سَعِيْدٍ.

اور کہا ابو سعید رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی نماز پڑھتا ہو اور کوئی چاہے کہ اس کے آگے سے گزرے تو چاہیے کہ اس کو ہٹا دے اور اگر نہ مانے تو اس سے لڑے اس واسطے کہ بے شک وہ شیطان ہے اور کیا اس کو ابو سعید رضی اللہ عنہ نے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نماز میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ ہے کہ حدیث وارد ہوئی ہے ساتھ اس کے کہ نمازی کو اجازت ہے کہ لڑے اس سے جو اس کے آگے سے گزرنا چاہے ساتھ دفع کرنے کے اور نہیں حاجت ہے اس میں بادشاہ کی اجازت کی اور کیا اس کو ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے اور نہ انکار کیا اس پر مروان نے بلکہ اس سے اس کا سبب پوچھا اور اس کو اس پر برقرار رکھا۔ (فتح الباری)

٦٣٣٨۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَآءَ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاضِعٌ رَأْسَهُ عَلٰى فَخِذِيْ فَقَالَ حَبَسْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسَ وَلَيْسُوْا عَلٰى مَآءٍ فَعَاتَبَنِيْ وَجَعَلَ يَطْعُنُ بِيَدِهٖ فِيْ خَاصِرَتِيْ وَلَا يَمْنَعُنِيْ مِنَ التَّحَرُّكِ إِلَّا مَكَانُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ آيَةَ التَّيَمُّمِ.

٦٣٣٨۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے یعنی نزول تیمم کے قصے میں اور حضرت ﷺ اپنا سر میری ران پر رکھے سوئے تھے سو کہا کہ تو نے حضرت ﷺ کو اور لوگوں کو روکا اور یہاں پانی موجود نہیں سو مجھ کو جھڑکی دی اور اپنے ہاتھ سے میری کوکھ میں چوکا اور نہ منع کرتی تھی مجھ کو ہلنے سے کوئی چیز مگر قرار پکڑنا حضرت ﷺ کا میری ران پر سو اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آیت اتاری۔

٦٣٣٩۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِيْ عَمْرٌو أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْقَاسِمِ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَقْبَلَ أَبُوْ بَكْرٍ فَلَكَزَنِيْ لَكْزَةً شَدِيْدَةً وَقَالَ حَبَسْتِ النَّاسَ فِيْ قِلَادَةٍ فَبِيَ الْمَوْتُ لِمَكَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ أَوْجَعَنِيْ نَحْوَهُ. لَكَزَ وَوَكَزَ وَاحِدٌ.

٦٣٣٩۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سامنے سے آئے سو انہوں نے مجھ کو سخت دھکا مارا اور کہا کہ تو نے ہار کی تلاش میں لوگوں کو روکا سو مجھ کو موت آئی اس واسطے کہ حضرت ﷺ کا سر میری ران پر تھا اور البتہ اس نے مجھ کو درد پہنچایا اور لکز اور وکز کے معنی ایک ہیں۔

فائدہ: اور ان دونوں حدیثوں میں دلالت ہے اس پر کہ جائز ہے واسطے مرد کے کہ ادب سکھائے اپنے گھر والوں کو اور غیر کو سامنے بادشاہ کے اگرچہ اس کو اجازت نہ دی ہو جب کہ ہو یہ حق میں اور اپنے غلام کو ادب سکھلانا بھی اپنے گھر والوں کے ادب سکھلانے میں داخل ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ رَأٰى مَعَ امْرَأَتِهٖ رَجُلًا فَقَتَلَهٗ

جو اپنی عورت کے ساتھ کسی مرد کو زنا کرتے دیکھے اور اس

کو مار ڈالے تو اس کا کیا حکم ہے؟

فائدہ: بخاری رحمہ اللہ نے اس کا حکم بیان نہیں کیا اور اس میں اختلاف ہے جمہور نے کہا کہ اس پر قصاص ہے اور کہا احمد رحمہ اللہ اور اسحاق رحمہ اللہ نے کہ اگر گواہ قائم کرے کہ اس نے اس کو اپنی عورت کے ساتھ پایا تو اس کا خون معاف ہے اور کہا شافعی رحمہ اللہ نے کہ عند اللہ اس کو قتل کرنا جائز ہے اگر شادی شدہ ہو اور ظاہر حکم میں اس پر قصاص ہے۔ (فتح)

٦٣٤٠۔ حَدَّثَنَا مُوْسٰی حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ وَرَّادٍ كَاتِبِ الْمُغِيْرَةِ عَنِ الْمُغِيْرَةِ قَالَ قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ لَوْ رَأَيْتُ رَجُلًا مَعَ امْرَأَتِيْ لَضَرَبْتُهٗ بِالسَّيْفِ غَيْرَ مُصْفَحٍ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَتَعْجَبُوْنَ مِنْ غَيْرَةِ سَعْدٍ لَاَنَا اَغْيَرُ مِنْهُ وَاللّٰهُ اَغْيَرُ مِنِّيْ.

۶۳۴۰۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر میں کسی مرد کو اپنی عورت کے ساتھ پاؤں تو البتہ اس کو تلوار سے مار ڈالوں اس حال میں کہ نہ ہوں درگزر کرنے والا یا نہ ماری گئی ہو تلوار چوڑائی سے یعنی بلکہ اپنی تیزی سے تو یہ خبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم تعجب کرتے ہو سعد رضی اللہ عنہ کی غیرت سے البتہ میں اس سے زیادہ تر غیرت دار ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھ سے زیادہ تر غیرت دار ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اس کو مارنا جائز نہیں اور اس پر قصاص آئے گا اور یہ کہ نہیں جائز ہے معارضہ کرنا احکام شرعیہ کا رائے سے۔ (فتح)

بَابُ مَا جَآءَ فِي التَّعْرِيْضِ — جو آیا ہے تعریض میں

فائدہ: تعریض اس کلام کو کہتے ہیں جس کے واسطے دو وجہ ہوں ایک ظاہر اور ایک باطن سو قائل کا مقصود اس کا باطن ہوتا ہے اور ظاہر کرتا ہے ارادہ ظاہر کا اور کتاب اللعان میں اس کا کچھ بیان ہو چکا ہے۔ (فتح)

٦٣٤١۔ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَآءَهٗ اَعْرَابِيٌّ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ امْرَاَتِيْ وَلَدَتْ غُلَامًا اَسْوَدَ فَقَالَ هَلْ لَّكَ مِنْ اِبِلٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ مَا اَلْوَانُهَا قَالَ حُمْرٌ قَالَ هَلْ فِيْهَا مِنْ اَوْرَقَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاَنّٰى كَانَ ذٰلِكَ قَالَ اُرَاهُ عِرْقٌ نَزَعَهٗ قَالَ فَلَعَلَّ ابْنَكَ هٰذَا نَزَعَهٗ عِرْقٌ.

۶۳۴۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک گنوار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے کہا یا حضرت! میری عورت نے کالا لڑکا جنا یعنی اور میں گورا ہوں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تیرے پاس کچھ اونٹ ہیں؟ اس نے کہا: ہاں، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کا رنگ کیا ہے؟ اس نے کہا: سرخ فرمایا: کیا ان میں کوئی سفید اور سیاہ مخلوط رنگ والا بھی ہے؟ اس نے کہا: ہاں، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کہاں سے آیا؟ اس نے کہا میں گمان کرتا ہوں کہ اس کو کسی رگ نے کھینچا، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سو شاید تیرے اس بیٹے کو بھی

کسی رگ نے کھینچا ہو۔

فائدہ: استدلال ہے ساتھ اس کے شافعی رحمہ اللہ نے کہ اگر تعریض سے قذف کرے تو اس کو تصریح کا حکم نہیں یعنی اس پر حد قذف نہیں آتی سو پیروی کی ہے اس کی بخاری رحمہ اللہ نے کہ وارد کیا ہے اس حدیث کو دو جگہوں میں اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو بیٹے سے جدا ہونے کی اجازت نہ دی اور حجت پکڑی ہے شافعی رحمہ اللہ نے ساتھ اس کے کہ تعریض بیچ نکاح عدت والی عورت کی جائز ہے باوجود اس کے کہ اس کو نکاح کا صریح پیغام کرنا حرام ہے سو اس نے دلالت کی اس پر کہ ان کا حکم جدا جدا ہے اور حد دفع کی جاتی ہے شبہ سے اور تعریض میں دونوں امر کا احتمال ہوتا ہے بلکہ عدم قذف اس میں ظاہر ہے نہیں تو اس کو تعریض نہ کہا جاتا اور جو لوگ تعریض میں حد کے قائل نہیں وہ قائل ہیں کہ اس میں ادب سکھلایا جائے اور تعزیر دی جائے اس واسطے کہ تعریض میں مسلمان کی ایذا ہے اور اجماع ہے اس پر کہ ادب دیا جائے اس کو جو پایا جائے اجنبی عورت کے ساتھ کسی گھر میں اور دروازہ بند ہو اور ثابت ہو چکا ہے ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے کہ تعریض میں سزا ہے اور جواب دیا ہے بعض مالکیہ نے باب کی حدیث سے ساتھ اس کے کہ وہ گنوار فتویٰ طلب کرنے کو آیا تھا اور اس کی مراد تعریض سے قذف نہ تھی اور حاصل اس کا یہ ہے کہ قذف تعریض میں سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ثابت ہوتی ہے اس شخص پر کہ پہچانا جائے کہ اس کا ارادہ قذف کا ہے اور یہ قوی کرتا ہے اس بات کو کہ تعریض میں حد نہیں واسطے مشکل ہونے اطلاع کے ارادے پر، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابٌ كَمِ التَّعْزِيْرُ وَالْأَدَبُ — کتنا ہے تعزیر دینا اور ادب سکھلانا

فائدہ: تعزیر کبھی قول سے ہوتی ہے اور کبھی فعل سے اور مراد ترجمہ میں تادیب ہے اور تعزیر بسبب گناہ کے ہوتی ہے اور تادیب عام تر ہے۔ (فتح)

٦٣٤٢ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ يَزِيْدُ بْنُ أَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يُجْلَدُ فَوْقَ عَشْرِ جَلَدَاتٍ إِلَّا فِيْ حَدٍّ مِّنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ.

٦٣٤٢ـ حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے سنا حضرت ﷺ سے فرماتے تھے کہ نہ کوئی کوڑے مارا جائے دس کوڑوں سے زیادہ مگر کسی حد میں اللہ تعالیٰ کی حدوں سے۔

٦٣٤٣ـ حَدَّثَنَا عَمْرُوْ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِيْ

٦٣٤٣ـ حضرت عبدالرحمن سے روایت ہے کہ اس نے سنا حضرت ﷺ سے فرماتے تھے کہ نہیں ہے سزا دس کوڑوں سے

مَرْيَمَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ جَابِرٍ عَمَّنْ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا عُقُوْبَةَ فَوْقَ عَشْرِ ضَرَبَاتٍ إِلَّا فِيْ حَدٍّ مِّنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ.

زیادہ مگر کسی حد میں اللہ تعالیٰ کی حدوں سے۔

٦٣٤٤۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو أَنَّ بُكَيْرًا حَدَّثَهُ قَالَ بَيْنَمَا أَنَا جَالِسٌ عِنْدَ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ إِذْ جَآءَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ جَابِرٍ فَحَدَّثَ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا سُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ فَقَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ جَابِرٍ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا بُرْدَةَ الْأَنْصَارِيَّ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تَجْلِدُوْا فَوْقَ عَشْرَةِ أَسْوَاطٍ إِلَّا فِيْ حَدٍّ مِّنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ.

۶۳۴۴۔ حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے ہوئے سنا کہ نہ کوئی کوڑے مارا جائے دس کوڑوں سے زیادہ مگر کسی حد میں اللہ تعالیٰ کی حدوں سے۔

فائدہ: ظاہر اس کا یہ ہے کہ مراد ساتھ حد کے وہ چیز ہے جو وارد ہوئی ہے اس میں شارع سے عدد معین کوڑوں سے یا ضرب مخصوص سے یا سزا مخصوص سے مانند حد زنا اور چوری اور شراب اور قذف اور قتل اور قصاص اور ارتداد کے اور ان کے سوائے اور بہت چیزوں میں اختلاف ہے کہ کیا ان کی سزا کا نام حد ہے یا نہیں اور وہ انکار کرتا ہے امانت سے اور اغلام کرنا اور چوپائے سے زنا کرنا اور زنا کروانا عورت کا چوپائے نر سے اور کھانا لہو اور مردار کا اختیار سے اور گوشت سور کا اور جادو اور کاہلی سے نماز کا ترک کرنا اور رمضان میں روزہ نہ رکھنا اور بعض کا یہ مذہب ہے کہ مراد حد سے باب کی حدیث میں اللہ تعالیٰ کا حق ہے یعنی ہو گناہ چھوٹا یا بڑا اور اختلاف ہے سلف کو اس حدیث کے معنی میں سو لیا ہے اس کے ظاہر کو لیث اور احمد نے مشہور میں اور اسحاق اور بعض شافعیہ نے اور کہا مالک رحمہ اللہ علیہ اور شافعی رحمہ اللہ علیہ اور صاحبین نے کہ جائز ہے زیادہ کرنا دس کوڑوں پر پھر کہا شافعی رحمہ اللہ علیہ نے کہ نہ پہنچے ادنیٰ حد کو اور باقی لوگوں نے کہا کہ وہ امام کی رائے پر ہے جتنے کوڑے مناسب جانے اتنے زیادہ مارے جہاں تک ہو اور یہ قول مختار ہے نزدیک ابو ثور کے اور عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ تعزیر میں بیس کوڑوں سے زیادہ نہ مارے جائیں اور ایک روایت میں ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سو کوڑے کو پہنچے اور عثمان رضی اللہ عنہ سے تیس کوڑے آئے ہیں اور اسی طرح ابن

مسعود رضی اللہ عنہ سے اور مالک رحمہ اللہ اور عطاء رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ نہ تعزیر دی جائے مگر اس کو جس سے گناہ مکرر ہوا اور اگر کسی سے ایک بار ایسا گناہ واقع ہوا جس میں حد نہیں تو اس پر تعزیر نہیں ہے اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے ہے کہ چالیس کو نہ پہنچے اس سے کم جتنے مناسب ہوں مارے اور ابن ابی لیلیٰ اور ابو یوسف سے ہے کہ پچانویں کوڑوں سے زیادہ نہ مارے اور ایک روایت مالک اور ابو یوسف سے اسی کوڑوں کی روایت آئی ہے اور باب کی حدیث سے انہوں نے کئی جواب دیے ہیں ایک یہ کہ وہ مقصور ہے کوڑوں پر اور اگر لاٹھی وغیرہ سے مارے تو دس سے زیادہ مارنا جائز ہے اور ایک یہ کہ وہ منسوخ ہے دلالت کرتا ہے اجماع اس کے منسوخ ہونے پر اور رد کیا گیا ہے یہ ساتھ اس کے کہ بعض تابعین اس کے ساتھ قائل ہیں اور وہ قول ہے لیث بن سعد کا اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ نہیں قائل ہے ساتھ اس حدیث کے کوئی اصحاب میں سے اور جمہور کا مذہب اس کے برخلاف ہے۔ (فتح)

۶۳۴۵۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوِصَالِ فَقَالَ لَهٗ رِجَالٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَإِنَّكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تُوَاصِلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّكُمْ مِّثْلِيْ إِنِّيْ أَبِيْتُ يُطْعِمُنِيْ رَبِّيْ وَيَسْقِيْنِ فَلَمَّا أَبَوْا أَنْ يَّنْتَهُوْا عَنِ الْوِصَالِ وَاصَلَ بِهِمْ يَوْمًا ثُمَّ يَوْمًا ثُمَّ رَأَوُا الْهِلَالَ فَقَالَ لَوْ تَأَخَّرَ لَزِدْتُّكُمْ كَالْمُنَكِّلِ بِهِمْ حِيْنَ أَبَوْا. تَابَعَهٗ شُعَيْبٌ وَيَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ وَيُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۶۳۴۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال کے روزے تو ایک مسلمان مرد نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ یا حضرت! آپ وصال کا روزہ رکھتے ہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کون میرے برابر ہے میں رات کاٹتا ہوں میرا رب مجھ کو کھلاتا پلاتا ہے سو جب اصحاب وصال کے روزے سے باز نہ آئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ وصال کا روزہ رکھا ایک دن پھر ایک دن یعنی لگا تار دو دن روزہ رکھا رات کو بھی کچھ نہ کھایا پیا پھر انہوں نے چاند کو دیکھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر چاند کا چڑھنا مؤخر ہوتا تو میں تم کو وصال کے روزے زیادہ کرتا گویا ان کو سزا دیتے تھے جب کہ انہوں نے کہا نہ مانا۔

فائدہ: اور غرض اس حدیث سے یہ قول اس کا ہے کہ ان کے ساتھ وصال کا روزہ رکھا گویا کہ ان کو سزا دیتے تھے کہا ابن بطال نے مہلب سے کہ اس حدیث میں ہے کہ تعزیر امام کی رائے پر موقوف ہے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا کہ اگر مہینہ دراز ہو جاتا تو میں وصال کے روزے زیادہ کرتا سو اس نے دلالت کی اس پر کہ امام کو جائز ہے کہ زیادہ کرے تعزیر میں جس قدر مناسب دیکھے لیکن نہیں معارض ہے یہ حدیث مذکور کو اس واسطے کہ وہ وارد ہوئی ہے بیچ عدد کے ضرب سے یا کوڑوں سے سو متعلق ہو گی ساتھ شے محسوس کے اور یہ متعلق ہے ساتھ چیز متروک کے اور وہ بند رہنا ہے روزہ توڑنے والی چیزوں سے اور درد اس میں راجع ہے طرف بھوک اور پیاس کی اور تاثیر ان کی اشخاص میں نہایت متفاوت ہے اور ظاہر یہ ہے کہ جن کے سمیت حضرت ﷺ نے وصال کا روزہ رکھا تھا ان کو اس پر قدرت تھی سو اشارہ کیا اس طرف کہ اگر مہینہ دراز ہو جاتا یہاں تک کہ نوبت پہنچاتا ان کے عاجز ہونے کی طرف تو البتہ وہ تاثیر کرنے والا ہوتا ان کے زجر میں اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ مراد تعزیر سے وہ چیز ہے کہ حاصل ہو ساتھ اس کے باز رہنا اور ممکن ہے دس کوڑوں میں ساتھ اس طور کے کہ مختلف ہو سال بیچ صفت جلد اور ضرب کے بطورِ تخفیف کے اور تشدید کے، واللہ اعلم ، ہاں مستفاد ہوتا ہے اس سے جواز تعزیر کا ساتھ بھوکا رکھنے کے اور مانند اس کی امور معنوی سے۔ (فتح)

۶۳۴۶۔ حَدَّثَنِیْ عَیَّاشُ بْنُ الْوَلِیْدِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰی حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهُمْ كَانُوْا يُضْرَبُوْنَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اشْتَرَوْا طَعَامًا جِزَافًا اَنْ يَّبِيْعُوْهُ فِیْ مَكَانِهِمْ حَتّٰى يُؤْوُوْهُ اِلٰى رِحَالِهِمْ.

۶۳۴۶۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بے شک وہ لوگ مارے جاتے تھے حضرت ﷺ کے زمانے میں جب کہ خریدیں اناج تخمینے سے یعنی بغیر تول اور ماپ کے یہ کہ بیچیں اس کو اپنے مکان میں جہاں خریدا یہاں تک کہ جگہ دیں اس کو اپنے مکانوں میں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب البیوع میں گزر چکی ہے اور مستفاد ہوتا ہے اس سے کہ جائز ہے تعزیر دینا اس کو جو امر شرعی کی مخالفت کرے اور عقود فاسدہ کو استعمال میں لائے ساتھ ضرب کے اور مشروع ہونا اقامت محتسب کا بازاروں میں اور ضرب مذکور محمول ہے اس پر جو مخالفت کرے امر کی اس کے بعد کہ اس کو معلوم ہو۔ (فتح)

۶۳۴۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِیِّ اَخْبَرَنِیْ عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا انْتَقَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهٖ فِیْ شَیْءٍ يُؤْتٰى اِلَيْهِ حَتّٰى يُنْتَهَكَ مِنْ حُرُمَاتِ اللّٰهِ فَيَنْتَقِمَ لِلّٰهِ.

۶۳۴۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے اپنی جان کے واسطے کسی چیز میں بدلا نہیں لیا جو آپ کی طرف لائی جاتی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی حرام کی چیزوں کی حرمت پھاڑی جاتی سو بدلہ لیتے اللہ تعالیٰ کے واسطے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح صفت النبی ﷺ میں گزر چکی ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ نہیں اختیار دیا گیا حضرت ﷺ کو دو امروں میں مگر کہ آسان تر کو اختیار کیا۔

بَابُ مَنْ أَظْهَرَ الْفَاحِشَةَ وَاللَّطْخَ وَالتُّهَمَةَ بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ

جو ظاہر کرے بے حیائی کو اور آلودگی کو اور تہمت کو بغیر گواہ کے

فائدہ: اور مراد ساتھ اظہار فاحشہ کے یہ ہے کہ لائے وہ چیز جو دلالت کرے فاحشہ پر عادۃ بغیر اس کے کہ ثابت ہو یہ گواہوں سے یا اقرار سے اور لطخ کے معنی ہیں عیب لگایا گیا ساتھ بدی کے اور آلودہ کیا گیا اور تہمت سے مراد وہ شخص ہے جو متہم ہو ساتھ اس کے بغیر اس کے کہ تحقیق ہو اس میں اگرچہ عادۃً ہو۔ (فتح)

٦٣٤٨۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ الزُّهْرِيُّ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ شَهِدْتُ الْمُتَلَاعِنَيْنِ وَأَنَا ابْنُ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً فُرِّقَ بَيْنَهُمَا فَقَالَ زَوْجُهَا كَذَبْتُ عَلَيْهَا إِنْ أَمْسَكْتُهَا. قَالَ فَحَفِظْتُ ذَاكَ مِنَ الزُّهْرِيِّ إِنْ جَاءَ تْ بِهٖ كَذَا وَكَذَا فَهُوَ وَإِنْ جَاءَ تْ بِهٖ كَذَا وَكَذَا كَأَنَّهُ وَحَرَةٌ فَهُوَ وَسَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يَقُوْلُ جَاءَ تْ بِهٖ لِلَّذِيْ يُكْرَهُ.

٦٣٤٨۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں موجود تھا پاس دو لعان کرنے والوں کے اور میں پندرہ برس کا تھا دونوں کے درمیان تفریق کی گئی تو اس کے خاوند نے کہا کہ اگر میں اس کو رکھوں تو میں نے اس پر جھوٹ بولا کہا سو میں نے یاد رکھا اس کو زہری سے کہ اگر اس عورت نے ایسا ایسا بچہ یعنی ایسی شکل وصورت کا بچا جنا تو اس کا خاوند جھوٹا ہے اور اگر اس نے ایسا ایسا بچا جنا گویا وہ بھمنی ہے تو اس کا خاوند سچا ہے اور میں نے زہری سے سنا کہتا تھا کہ اس نے بچہ جنا مگر وہ شکل کا۔

٦٣٤٩۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ ذَكَرَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْمُتَلَاعِنَيْنِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ شَدَّادٍ هِيَ الَّتِيْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتُ رَاجِمًا امْرَأَةً عَنْ غَيْرِ بَيِّنَةٍ قَالَ لَا تِلْكَ امْرَأَةٌ أَعْلَنَتْ.

٦٣٤٩۔ حضرت قاسم سے روایت ہے کہ ذکر کیا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے دو لعان کرنے والوں کو تو عبداللہ بن شداد نے کہا کہ یہ وہی عورت ہے جس کے حق میں حضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ اگر میں کسی کو بغیر گواہوں کے سنگسار کرنے والا ہوتا اس نے کہا کہ نہیں اس عورت نے زنا کو ظاہر کیا تھا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح لعان میں گزر چکی ہے۔

٦٣٥٠۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا

٦٣٥٠۔ حضرت قاسم سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے

اللَّيْثُ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ذُكِرَ التَّلَاعُنُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَاصِمُ بْنُ عَدِيٍّ فِيْ ذٰلِكَ قَوْلًا ثُمَّ انْصَرَفَ وَأَتَاهُ رَجُلٌ مِّنْ قَوْمِهٖ يَشْكُوْ أَنَّهٗ وَجَدَ مَعَ أَهْلِهٖ رَجُلًا فَقَالَ عَاصِمٌ مَا ابْتُلِيْتُ بِهٰذَا إِلَّا لِقَوْلِيْ فَذَهَبَ بِهٖ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهٗ بِالَّذِيْ وَجَدَ عَلَيْهِ امْرَأَتَهٗ وَكَانَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ مُصْفَرًّا قَلِيْلَ اللَّحْمِ سَبِطَ الشَّعَرِ وَكَانَ الَّذِي ادَّعٰى عَلَيْهِ أَنَّهٗ وَجَدَهٗ عِنْدَ أَهْلِهٖ آدَمَ خَدِلًا كَثِيْرَ اللَّحْمِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ بَيِّنْ فَوَضَعَتْ شَبِيْهًا بِالرَّجُلِ الَّذِيْ ذَكَرَ زَوْجُهَا أَنَّهٗ وَجَدَهٗ عِنْدَهَا فَلَاعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمَا فَقَالَ رَجُلٌ لِابْنِ عَبَّاسٍ فِي الْمَجْلِسِ هِيَ الَّتِيْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ رَجَمْتُ أَحَدًا بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ رَجَمْتُ هٰذِهٖ فَقَالَ لَا تِلْكَ امْرَأَةٌ كَانَتْ تُظْهِرُ فِي الْإِسْلَامِ السُّوْءَ.

پاس لعان کرنے والے کا ذکر ہوا تو عاصم بن عدی سے اس میں کوئی بات کہی پھر پھرا سو ایک مرد اس کی قوم سے اس کے پاس آیا شکایت کرتا کہ اس نے اپنی بیوی کے ساتھ ایک مرد کو پایا تو عاصم نے کہا کہ نہیں مبتلا ہوا میں ساتھ اس کے مگر اپنی بات سے سو اس کو حضرت ﷺ کے پاس لے گیا اور آپ کو خبر دی اس کی جس پر اس نے اپنی عورت کو پایا تھا یہ مرد زرد رنگ کم گوشت والا یعنی دبلا پتلا سیدھے بال والا تھا اور جس پر اس نے دعویٰ کیا تھا کہ اس کو اس نے اپنی عورت کے ساتھ پایا وہ گندم گوں موٹا بہت گوشت والا تھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ الٰہی! بیان کر سو اس عورت نے بچہ جنا مشابہ اس مرد کی کہ اس کے خاوند نے ذکر کیا کہ اس نے اس کو اپنی عورت کے پاس پایا سو حضرت ﷺ نے دونوں کے درمیان لعان کروایا تو اس مرد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا اسی مجلس میں کیا یہ وہی عورت ہے جس کے حق میں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں کسی کو بغیر گواہوں کے سنگسار کرنے والا ہوتا تو اس عورت کو سنگسار کرتا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نہیں یہ وہ عورت ہے جو اسلام میں بدی یعنی زنا کو ظاہر کرتی تھی۔

فائدہ: یعنی اس واسطے کہ ظاہر ہوا ہے شبہ اس کی بول چال میں اور شکل وصورت میں اور جو داخل ہوتا ہے اوپر اس کے اور شاید راویوں نے اس کی پردہ پوشی کے واسطے اس کا نام نہیں لیا کہا مہلب نے کہ اس حدیث میں ہے کہ حد نہیں واجب ہوتی ہے کسی پر بغیر گواہوں کے یا اقرار کے اگرچہ متہم ہو بے حیائی کے کام سے، کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے معنی تظہر السوء کے یہ ہیں کہ بدی اس سے مشہور ہوئی تھی اور پھیل گئی تھی لیکن نہ قائم ہوئے گواہ اوپر اس کے ساتھ اس کے

اور نہ اس نے اقرار کیا سو دلالت کی اس نے کہ نہیں واجب ہوتی ہے حد مشہور ہونے سے ساتھ بدی کے۔ (فتح)

بَابُ رَمْیِ الْمُحْصَنَاتِ عورتوں کو عیب لگانا اور زنا کی تہمت کرنا

فائدہ: اور مراد محصنات سے آزاد اور پاک دامن عورتیں ہیں اور نہیں خاص ہے یہ ساتھ خاوند والیوں کے بلکہ کنواری کا حکم بھی بالاجماع اسی طرح ہے۔

﴿وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوْا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمَانِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا وَّأُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ إِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَأَصْلَحُوْا فَإِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ﴾.

اور جو عیب لگاتے ہیں پرہیز گار عورتوں کو پھر نہ لائیں چار گواہ تو ان کو اسی کوڑے مارو غفور رحیم تک، جو لوگ بدکاری کی تہمت دیتے ہیں پرہیز گار غافل اور ایماندار عورتوں کو آخر آیت تک۔

فائدہ: پہلی آیت شامل ہے حد قذف کے بیان کو اور دوسری اس کو کہ وہ کبیرہ گناہ ہے اس واسطے کہ جس گناہ پر عذاب یا لعنت کا وعدہ دیا گیا ہو یا اس میں حد مشروع ہو وہ کبیرہ ہوتا ہے اور یہی معتمد ہے اور ساتھ اس کے مطابق ہو گی حدیث باب کی دونوں آیتوں کو اور البتہ اجماع ہوا ہے اس پر کہ جو حکم شادی شدہ مرد کے قذف کا ہے وہی حکم شادی شدہ عورت کے قذف کا ہے اور اختلاف ہے بیچ حکم قذف غلاموں کے۔ (فتح)

٦٣٥١۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا هُنَّ قَالَ الشِّرْكُ بِاللّٰهِ وَالسِّحْرُ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَأَكْلُ الرِّبَا وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيْمِ وَالتَّوَلِّيْ يَوْمَ الزَّحْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ.

٦٣٥١۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بچو سات کبیرے گناہوں سے جو ایمان کو ہلاک کر ڈالتے ہیں اصحاب نے کہا یا حضرت! وہ کون سے گناہ ہیں؟ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا اور جادو اور اس جان کو مارنا جس کا مارنا اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے لیکن حق پر مارنا درست ہے اور سود کھانا اور یتیم لڑکے کا مال کھانا اور لڑائی کے دن کافروں کے سامنے سے بھاگنا اور خاوند والی ایماندار عورتوں کو جو بدکاری سے واقف نہیں ان کو عیب لگانا۔

فائدہ: اس حدیث میں کبیرے گناہ فقط سات ہی فرمائے لیکن اور حدیثوں میں اور بھی ثابت ہیں اور معتمد ان سے وہ چیز ہے جو وارد ہوئی ہے مرفوع بغیر تداخل کی وجہ صحیح سے اور وہ سات تو یہ ہیں جو اس حدیث میں مذکور ہیں اور انتقال کرنا ہے ہجرت سے اور زنا اور چوری اور عقوق اور جھوٹی قسم اور الحاد کرنا حرم کعبے میں اور شراب پینا اور جھوٹی گواہی اور چغلی اور نہ بچنا پیشاب سے اور غنیمت میں خیانت کرنا اور باغی ہونا امام سے اور جدا ہونا جماعت سے سو یہ بیس کبیرے گناہ ہیں اور متفاوت ہیں مرتبے ان کے اور جو تعداد اس سے مجمع علیہ ہے وہ قوی تر ہے مختلف فیہ سے مگر جس کو قرآن نے مضبوط کیا یا اجماع نے پس ملحق ہوگا ساتھ اس چیز کے جو اوپر ہے اور جمع ہوگا مرفوع اور موقوف سے جو اس کے قریب ہے اور حاجت پڑے گی اس وقت جواب کی اس سے کہ اس حدیث میں فقط سات ہی کبیرے گناہوں کو کیوں ذکر کیا سب کبیرے گناہوں کو کیوں نہیں ذکر کیا؟ اور جواب یہ ہے کہ مفہوم عدد کا حجت نہیں اور یہ جواب ضعیف ہے اور ساتھ اس کے کہ پہلے حضرت ﷺ کو یہی سات معلوم ہوئے تھے پھر معلوم ہوئے جو زیادہ ہیں اس سے پس واجب ہے لینا زائد کو یا واقع ہوا ہے اقتصار بحسب مقام کے بہ نسبت سائل کے کہ اس وقت انہیں گناہوں کا ذکر کرنا مصلحت ہوگا اور مانند اس کی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کبیرے گناہ سات سو تک ہیں اور محمول ہے کلام اس کا مبالغہ پر بہ نسبت اس کے جو کبیرے گناہوں کو فقط سات ہی میں حصر کرتا ہے اور جب یہ قرار پایا تو معلوم ہوگیا فاسد ہونا اس شخص کے قول کا جو کبیرے گناہ کی تعریف کرتا ہے ساتھ اس کے کہ کبیرہ وہ ہے جس میں حد واجب ہو اس واسطے کہ اکثر ان گناہوں میں حد نہیں ہے اور کہا رافعی کبیر نے کہ کبیرہ وہ گناہ ہے جس میں حد واجب ہو، اور بعض نے کہا کہ کبیرہ وہ ہے کہ ملحق ہو وعید ساتھ صاحب اس کے نص کتاب سے یا سنت سے اور اکثر لوگوں نے اول تعریف کو ترجیح دی ہے لیکن دوسری تعریف موافق تر ہے واسطے اس چیز کے کہ ذکر کیا ہے انہوں نے اس کو وقت تفصیل کبیرے گناہوں کے اور بعض نے کہا کہ کبیرہ وہ گناہ ہے کہ قرین ہو ساتھ اس کے وعید یا لعنت اور یہ شامل تر ہے اس کے غیر سے اس واسطے کہ جس میں حد ثابت ہوئی ہے نہیں خالی ہے وارد ہونے وعید کے سے اس کے فعل پر اور داخل ہے اس میں ترک کرنا واجبات فوری کا مطلق اور متراخیہ کا جب کہ تنگ ہو وقت اور ابن صلاح نے کہا کہ کبیرے گناہ کے واسطے کئی علامتیں ہیں ایک واجب ہونا حد کا ہے اور ایک وعدہ دینا ہے اس پر عذاب کا ساتھ آگ کے اور مانند اس کی کے کتاب میں یا سنت میں اور ایک وصف کرنا اس کے صاحب کا ہے ساتھ فسق کے اور ایک لعنت ہے اور یہ وسیع تر ہے پہلی تعریفوں سے اور سب سے بہتر تعریف قول قرطبی کا ہے مفہم میں کہ جس گناہ پر بولا گیا ہے ساتھ نص کتاب کے یا سنت کے یا اجماع کے کہ وہ کبیرہ ہے یا عظیم ہے یا خبر دی جائے اس میں ساتھ شدت عقاب کے یا معلق کی جائے اس پر حد یا سخت ہو انکار اوپر اس کے تو وہ کبیرہ گناہ ہے بنا بر اس کے پس سزاوار ہے تلاش کرنا اس چیز کا کہ وارد ہوئی ہے اس میں وعید یا لعن یا فسق قرآن میں یا صحیح حدیثوں میں یا حسان میں اور جوڑا جائے ساتھ اس چیز کے کہ وارد ہوئی ہے اس میں نص قرآن میں

اور صحیح یا حسن حدیثوں میں اس پر کہ وہ کبیرہ ہے سو جہاں تک پہنچیں گے وہاں سے اِن کی گنتی معلوم ہو جائے گی اور کہا حلیمی نے کہ ایسا کوئی گناہ نہیں مگر کہ اس میں صغیرہ اور کبیرہ ہے اور کبھی صغیرہ پلٹ کر کبیرہ ہو جاتا ہے اور کبیرہ فاحشہ ہو جاتا ہے مگر کفر کہ اس کی کوئی قسم صغیرہ نہیں۔ (فتح)

بَابُ قَذْفِ الْعَبِيْدِ — غلاموں کو بدکاری کی تہمت کرنا

فائدہ: اور حکم لونڈی اور غلام کا اس میں برابر ہے اور ترجمہ میں اضافت طرف مفعول کی ہے بدلیل حدیث باب کے اور احتمال ہے کہ فاعل کی طرف اضافت ہو اور حکم اس کا یہ ہے کہ اگر غلام قذف کرے تو اس پر آدھی حد ہے بہ نسبت حد آزاد کے مرد ہو یا عورت اور یہ قول جمہور کا ہے اور عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اور زہری رحمۃ اللہ علیہ اور ایک تھوڑی جماعت سے ہے کہ اس کی حد اسی کوڑے ہیں۔ (فتح)

۶۳۵۲۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ فُضَيْلِ بْنِ غَزْوَانَ عَنِ ابْنِ أَبِيْ نُعْمٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ قَذَفَ مَمْلُوْكَهٗ وَهُوَ بَرِيْءٌ مِّمَّا قَالَ جُلِدَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا أَنْ يَّكُوْنَ كَمَا قَالَ.

۶۳۵۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جو اپنے غلام کو بدکاری کا عیب لگائے اور وہ پاک ہو اس سے جو اس نے کہا تو اس کو قیامت کے دن کوڑے مارے جائیں گے مگر یہ کہ حقیقت ایسا ہی ہو جیسا اس نے کہا۔

فائدہ: یعنی پس اس کو قیامت کے دن کوڑے نہ مارے جائیں گے اور ایک روایت میں ہے کہ غلام کو اختیار ہوگا کہ قیامت کے دن خواہ اس سے حد لے لے یا معاف کر دے کہا مہلب نے اجماع ہے اس پر کہ اگر آزاد مرد غلام کو قذف کرے تو اس پر حد واجب نہیں اور دلالت کرتی ہے اس پر یہ حدیث اس واسطے کہ اگر اس کے مالک پر دنیا میں حد واجب ہوتی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو ذکر کرتے جیسا ذکر کیا کہ اس کو آخرت میں کوڑے مارے جائیں گے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خاص کیا ہے اس کو ساتھ آخرت کے واسطے جدا کرنے آزاد لوگوں کے غلاموں سے سو بہر حال آخرت میں سو ملکیت ان کی ان سے دور ہو جائے گی اور برابر ہو جائے گی حدود میں اور بدلہ لیا جائے گا واسطے ہر ایک کے ان میں سے مگر یہ کہ معاف کیا جائے اور نہیں کمی بیشی ہوگی فضیلت میں مگر ساتھ تقویٰ کے اور اس کے اجماع میں جو اس نے نقل کیا ہے نظر ہے اس واسطے کہ عبدالرزاق نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ اگر ام ولد کو قذف کرے تو آزاد کو حد ماری جائے اور یہی قول ہے حسن اور اہل ظاہر کا کہا ابن منذر نے اختلاف ہے اس کے حق میں جو ام ولد کو زنا کا عیب لگائے سو مالک رحمۃ اللہ علیہ اور ایک جماعت نے کہا کہ اس میں حد واجب ہے اور قیاس قول شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے بعد موت مالک کے اور اسی طرح ہر وہ شخص جو قائل ہے ساتھ اس کے کہ وہ آزاد ہو جاتی ہے مالک

کے مرنے سے اور حسن بصری رحمہ اللہ سے ہے کہ ام ولد کے قاذف پر حد نہیں اور کہا مالک رحمہ اللہ اور شافعی رحمہ اللہ نے کہ جو آزاد مرد کو قذف کرے غلام جان کر تو واجب ہے اس پر حد۔ (فتح)۔

بَابٌ هَلْ يَأْمُرُ الْإِمَامُ رَجُلًا فَيَضْرِبُ الْحَدَّ غَائِبًا عَنْهُ وَقَدْ فَعَلَهُ عُمَرُ

کیا حکم کرے امام کسی مرد کو سو مارے حد غائب اس سے تو کیا یہ مکروہ ہے یا نہیں اور البتہ کیا ہے اس کو عمر رضی اللہ عنہ نے۔

٦٣٥٣ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ قَالَا جَآءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَنْشُدُكَ اللّٰهَ إِلَّا قَضَيْتَ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ فَقَامَ خَصْمُهُ وَكَانَ أَفْقَهَ مِنْهُ فَقَالَ صَدَقَ اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَأْذَنْ لِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْ فَقَالَ إِنَّ ابْنِيْ كَانَ عَسِيْفًا فِيْ أَهْلِ هٰذَا فَزَنٰى بِامْرَأَتِهِ فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَّخَادِمٍ وَإِنِّيْ سَأَلْتُ رِجَالًا مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ فَأَخْبَرُوْنِيْ أَنَّ عَلَى ابْنِيْ جَلْدَ مِائَةٍ وَتَغْرِيْبَ عَامٍ وَأَنَّ عَلَى امْرَأَةِ هٰذَا الرَّجْمَ فَقَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللّٰهِ الْمِائَةُ وَالْخَادِمُ رَدٌّ عَلَيْكَ وَعَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَّتَغْرِيْبُ عَامٍ وَيَا أُنَيْسُ اغْدُ عَلَى امْرَأَةِ هٰذَا فَسَلْهَا فَإِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَهَا۔

٦٣٥٣۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ میں تجھ کو اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر سوال کرتا ہوں مگر یہ کہ تو ہمارے درمیان کتاب اللہ سے حکم کرے تو اس کا خصم اٹھا اور وہ اس سے زیادہ تر سمجھ والا تھا سو اس نے کہا کہ یہ سچا ہے ہمارے درمیان اللہ تعالیٰ کی کتاب سے حکم کیجیے اور مجھ کو اجازت ہو یا حضرت! تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہہ سو اس نے کہا کہ میرا بیٹا اس کے گھر والوں میں مزدور تھا سو اس نے اس کی عورت سے زنا کیا تو میں نے بدلہ دیا اس کا سو بکری اور ایک لونڈی اور پھر میں نے بعض اہل علم سے پوچھا تو انہوں نے مجھ کو خبر دی کہ بے شک میرے بیٹے پر سو کوڑے ہیں اور سال بھر شہر بدر کرنا اور یہ کہ اس کی عورت پر سنگسار کرنا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے البتہ میں حکم کروں گا درمیان تمہارے کتاب اللہ سے سو بکری اور لونڈی تجھ پر پھیری جائے اور تیرے بیٹے پر سو کوڑے اور سال بھر شہر بدر کرنا ہے اور اے انیس! اس کی عورت پر جا اور اس سے پوچھ سو اگر اقرار کرے تو اس کو سنگسار کر سو اس نے اقرار کیا تو اس نے اس کو سنگسار کیا۔

❀......❀......❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الدِّيَاتِ

کتاب ہے دیت کے بیان میں

فائدہ: دیت اس مال کا نام ہے جو جان کے عوض دیا جاتا ہے یعنی خون بہا اور وارد کی ہے بخاری نے تحت اس ترجمہ کے وہ چیز جو متعلق ہے قصاص سے اس واسطے کہ جس چیز میں قصاص ہے اس میں مال پر عفو کرنا بھی جائز ہے سو ہو گی دیت شامل تر اور اس کے سوائے اور لوگوں نے کتاب القصاص کہا ہے اور اس کے تحت میں دیت کو داخل کیا ہے اس واسطے کہ قتل عمد اصل قصاص ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور جو قتل کرے ایمان دار کو جان بوجھ کے تو اس کا بدلہ دوزخ ہے

فائدہ: اور اس آیت میں وعید شدید ہے اس کے واسطے جو قتل کرے مسلمان کو جان بوجھ کر ناحق اور سورۂ فرقان کی تفسیر میں اس کا مفصل بیان ہو چکا ہے اور بیان اختلاف کا کہ قاتل کے واسطے توبہ ہے یا نہیں اور روایت کی ہے اسماعیل قاضی نے ساتھ سند حسن کے احکام قرآن میں کہ جب یہ آیت اتری تو اصحاب نے کہا کہ دوزخ واجب ہوئی یہاں تک کہ یہ آیت اتری ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾ میں کہتا ہوں اور اس پر اعتماد کیا ہے اہل سنت نے اس میں کہ قاتل مومن کا اللہ تعالیٰ کی مشیت میں ہے جو چاہے گا اس کے ساتھ کرے گا اور تائید کرتی ہے اس کی حدیث عبادہ رضی اللہ عنہ کی جو بخاری اور مسلم میں ہے اس کے بعد کہ ذکر کیا قتل اور زنا وغیرہ کو اور جو اس سے کسی چیز کو پہنچا تو وہ اللہ تعالیٰ کی مشیت میں ہے چاہے تو اس کو عذاب کرے چاہے اس سے معاف کرے اور تائید کرتا ہے اس کی قصہ اس شخص کا جس نے بنی اسرائیل میں سے سو آدمی کو مارا تھا۔ (فتح)

٦٣٥٤۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيْلَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَيُّ الذَّنْبِ أَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ قَالَ أَنْ تَدْعُوَ لِلّٰهِ نِدًّا وَّهُوَ خَلَقَكَ قَالَ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ ثُمَّ أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ خَشْيَةَ أَنْ

٦٣٥٤۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے کہا یا حضرت! کون سا گناہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑا ہے؟ فرمایا کہ تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرائے اور حالانکہ اس نے تجھ کو پیدا کیا ہے اس نے کہا کہ پھر کون سا؟ فرمایا کہ تو اپنی اولاد کو قتل کرے واسطے اس خوف کے کہ تیرے ساتھ کھائے اس نے کہا پھر کون سا؟ فرمایا کہ تو اپنے

يَطْعَمَ مَعَكَ قَالَ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ ثُمَّ أَنْ تُزَانِيَ بِحَلِيْلَةِ جَارِكَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ تَصْدِيْقَهَا ﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ أَثَامًا﴾ الْآيَةَ.

ہمسائے کی عورت سے زنا کرے سو اللہ تعالیٰ نے اس کی تصدیق قرآن میں اتاری اور جو نہیں پکارتے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور معبود کو اور نہیں خون کرتے کسی جان کا جو حرام کی اللہ تعالیٰ نے مگر ساتھ حق کے اور نہیں بدکاری کرتے اور جو کرے یہ کام وہ بڑے گناہ سے ہے۔

فائدہ: یہ کہ تو اپنی اولاد کو قتل کرے کہا کرمانی نے کہ اس کا کوئی مفہوم نہیں اس واسطے کہ قتل مطلق اعظم ہے، میں کہتا ہوں نہیں منع ہے کہ ہو گناہ بڑا غیر سے اور بعض فرد اس کا بعض سے بڑا ہو اور وجہ اعظم ہونے اس کے کی یہ ہے کہ اس نے جمع کیا ہے ساتھ قتل کے ضعف اعتقاد کو اس میں کہ اللہ تعالیٰ ہی ہے رزق دینے والا۔ (فتح)

٦٣٥٥۔ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سَعِيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنْ يَّزَالَ الْمُؤْمِنُ فِيْ فُسْحَةٍ مِّنْ دِيْنِهٖ مَا لَمْ يُصِبْ دَمًا حَرَامًا.

٦٣٥٥۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمیشہ مرد اپنے اپنے دین کی راہ سے کشائش اور امن وامان میں ہے جب تک کہ ناحق خون نہ کیا ہو۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے اپنے گناہ سے سو مفہوم اول کا یہ ہے کہ ناحق خون کرنے سے اس کا دین اس پر تنگ ہو جاتا ہے سو اس میں اشعار ہے ساتھ وعید کے ایمان دار کے قتل کرنے پر جان بوجھ کے ساتھ اس چیز کے کہ وعدہ دیا جاتا ہے ساتھ اس کے کافر کو اور مفہوم دوسرے کا یہ ہے کہ وہ گناہ کے سبب سے تنگ ہو جاتا ہے اور اس میں اشارہ ہے طرف بعید ہونے عفو کے اس سے واسطے ہمیشہ رہنے اس کے تنگی مذکور میں، کہا ابن عربی نے کہ کشادگی دین میں فراخ ہونا نیک عملوں کا ہے یہاں تک کہ جب قتل آتا ہے تو نیک عملوں میں تنگی ہو جاتی ہے اس واسطے کہ وہ اس کے گناہ کو دور نہیں کرتے اور کشادگی گناہ میں یہ ہے کہ وہ توبہ سے مغفرت کو قبول کرے یہاں تک کہ جب قتل آتا ہے تو قبول ہونا توبہ کا اٹھ جاتا ہے اور یہ تفسیر بنا بر رائے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ہے کہ قاتل کی توبہ قبول نہیں ہے۔ (فتح)

٦٣٥٦۔ حَدَّثَنِيْ أَحْمَدُ بْنُ يَعْقُوْبَ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سَعِيْدٍ سَمِعْتُ أَبِيْ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ إِنَّ مِنْ وَرَطَاتِ

٦٣٥٦۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہلاک کرنے والے امروں سے جس سے کوئی راہ نکلنے کی نہیں اس کے واسطے جو اپنی جان کو ان میں ڈالے بہانا خون حرام کا ہے

الْأُمُوْرِ الَّتِیْ لَا مَخْرَجَ لِمَنْ أَوْقَعَ نَفْسَهٗ فِیْهَا سَفْكَ الدَّمِ الْحَرَامِ بِغَیْرِ حِلِّهٖ. ناحق۔

فائدہ: اور مراد اس سے قتل کرنا اس کا ہے جس طور سے کہ ہو اور ورطہ اس چیز کو کہتے ہیں جس سے آدمی نجات نہ پائے اور شاید یہ قول ابن عمر رضی اللہ عنہما کا کھینچا گیا ہے حدیث مذکور سے اس واسطے کہ یہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قاتل کشائش میں نہیں ہوتا تو اس سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے سمجھا کہ اس نے اپنی جان کو ورطہ میں ڈالا اور اس کو ہلاک کیا اور ثابت ہو چکا ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ اس نے ایک مرد سے کہا جس نے ناحق ایک آدمی کو مارا تھا کہ تو بہشت میں داخل نہیں ہوگا اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ سب دنیا کا دور ہو جانا آسان تر ہے اللہ تعالیٰ پر مسلمان آدمی کے قتل کرنے سے، کہا ان تین نے کہ ثابت ہو چکی ہے نہی قتل چوپائے کے سے ناحق اور وعید اس میں سو کیا حال ہے آدمی کے قتل کرنے کا کیا حال ہے مسلمان کا پھر کیا حال ہے متقی کا۔ (فتح)

٦٣٥٧۔ حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰی عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِیْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلُ مَا یُقْضٰی بَیْنَ النَّاسِ فِی الدِّمَآءِ.

٦٣٥٧۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اول فیصلہ آدمیوں کے درمیان قیامت کے دن خونوں میں ہوگا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ناحق خون کرنا اللہ تعالیٰ کو نہایت ناپسند ہے اور ایسا سخت گناہ ہے کہ قیامت کے دن پہلے پہل خونوں کے مقدمات رجوع ہو کر فیصلہ ہوں گے یعنی معاملات میں اور عبادات میں پہلے پہل نماز سے سوال ہوگا اس سے معلوم ہوا کہ ناحق خون کرنا بڑا سخت گناہ ہے اس واسطے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوتی ہے ابتدا ساتھ اہم چیز کے۔ (فتح)

٦٣٥٨۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنَا یُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِیِّ حَدَّثَنَا عَطَآءُ بْنُ یَزِیْدَ أَنَّ عُبَیْدَ اللّٰهِ بْنَ عَدِیٍّ حَدَّثَهٗ أَنَّ الْمِقْدَادَ بْنَ عَمْرٍو الْكِنْدِیَّ حَلِیْفَ بَنِیْ زُهْرَةَ حَدَّثَهٗ وَكَانَ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهٗ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّیْ لَقِیْتُ كَافِرًا فَاقْتَتَلْنَا فَضَرَبَ یَدِیْ بِالسَّیْفِ فَقَطَعَهَا ثُمَّ لَاذَ مِنِّیْ بِشَجَرَةٍ وَقَالَ

٦٣٥٨۔ حضرت مقداد بن عمرو کندی سے روایت ہے اور وہ جنگ بدر میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھا کہ اس نے کہا یا حضرت! میں ایک کافر سے ملا سو ہم ایک دوسرے سے لڑے سو اس نے تلوار سے میرا ہاتھ کاٹ ڈالا پھر اس نے ایک درخت کی پناہ لی اور کہا کہ میں اللہ تعالیٰ کے واسطے مسلمان ہوا کیا میں اس کو قتل کروں اس کے بعد کہ اس نے یہ کلمہ کہا؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مت قتل کر اس کو کہا یا حضرت! سو بے شک اس نے میرا ایک ہاتھ کاٹ ڈالا پھر ہاتھ کاٹنے کے

أَسْلَمْتُ لِلّٰهِ أَأَقْتُلُهُ بَعْدَ أَنْ قَالَهَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقْتُلْهُ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَإِنَّهُ طَرَحَ إِحْدٰى يَدَيَّ ثُمَّ قَالَ ذٰلِكَ بَعْدَ مَا قَطَعَهَا أَأَقْتُلُهُ قَالَ لَا تَقْتُلْهُ فَإِنْ قَتَلْتَهُ فَإِنَّهُ بِمَنْزِلَتِكَ قَبْلَ أَنْ تَقْتُلَهُ وَأَنْتَ بِمَنْزِلَتِهِ قَبْلَ أَنْ يَّقُوْلَ كَلِمَتَهُ الَّتِيْ قَالَ.

بعد یہ کہا کیا میں اس کو قتل کروں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو مت قتل کر سو اگر تو اس کو مارے گا تو وہ تیرے مارنے سے پہلے بجائے تیرے ہو گیا ہے اور تو بجائے اس کے ہو جائے گا جیسے وہ کافر کلمہ پڑھنے سے پہلے تھا۔

فائدہ: کہا کرمانی نے کہ قتل نہیں ہے سبب واسطے ہونے ہر ایک کے بجائے دوسرے کے اور مراد لازم اس کا ہے مانند قول اس کے کی کہ مباح ہو جائے گا خون تیرا اگر تو نے نافرمانی کی کہا خطابی نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ کافر مباح الدم ہے ساتھ حکم دین کے اسلام لانے سے پہلے اور جب مسلمان ہو جائے تو اس کا خون حرام ہو جاتا ہے مسلمان کی طرح سو اگر مسلمان اس کے بعد اس کو قتل کرے تو اس کا خون مباح ہو جاتا ہے ساتھ حق قصاص کے مانند کافر کی ساتھ حق دین کے اور نہیں مراد ہے کہ وہ کافر ہو جاتا ہے جیسا خارجی لوگ کہتے ہیں کہ مسلمان کبیرے گناہ سے کافر ہو جاتا ہے اور حاصل اس کا اتحاد دونوں منزلوں کا ہے باوجود اختلاف ماخذ کے پس اول یہ کہ وہ مثل تیری ہے خون کے محفوظ ہونے میں اور ثانی یہ کہ تو اس کے برابر ہے خون رائیگاں ہونے میں اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ تو قاتل ہو جائے گا جیسا وہ قاتل تھا اور یہ تعریض ہے اس واسطے کہ مراد تغلیظ ہے ساتھ ظاہر لفظ کے بجز باطن اس کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد یہ ہے کہ ہر ایک دونوں میں سے قاتل ہے یہ مراد نہیں کہ وہ اس کے قتل کرنے سے کافر ہو جاتا ہے اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ تو اس کے قتل کے قصد کرنے سے گنہگار ہے جیسا کہ وہ تیرے قتل کے قصد سے گنہگار ہوا سو تم دونوں ایک حالت میں ہو گناہ سے اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ تو اس کے نزدیک حلال الدم ہے پہلے اس سے کہ تو مسلمان ہو کہ تو اس کی مثل کفر میں تھا جیسا کہ وہ تیرے نزدیک حلال الدم تھا اس سے پہلے اور بعض نے کہا کہ مغفرت کی گئی ہے اس کی ساتھ گواہی توحید کے جیسا کہ تو بخشا گیا ہے ساتھ حاضر ہونے کے بدر میں اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ تو بجائے اس کے ہے مباح الدم ہونے میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد جھڑکنا ہے اس کے قتل کرنے سے نہ یہ کہ جب کافر کہے کہ میں مسلمان ہوا تو اس کا خون حرام ہو جاتا ہے اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ کافر کا خون مباح ہے اور مسلمان جس نے اس کو قتل کیا ہے اگر جان بوجھ کے اس کو قتل نہ کیا ہو اور نہ پہچانتا ہو کہ وہ مسلمان ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ قتل کیا ہو اس کو تاویل سے تو بہ بجائے اس کے مباح الدم نہیں ہوتا اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ اس کے برابر ہے بیچ مخالفت حق کے اور ارتکاب کرنے گناہ کے اگر چہ مختلف ہے نوع کہ ایک کفر ہے اور ایک گناہ اور بعض نے کہا

کہ مراد یہ ہے کہ اگر تو اس کے قتل کو حلال جان کر اس کو قتل کرے گا تو اس کے برابر ہے کفر میں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اوپر صحت اسلام اس شخص کے جو کہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے واسطے اسلام لایا اور اس سے زیادہ نہ کہے اور اس میں نظر ہے کہ وہ کفایت کرتا ہے کف میں علاوہ اس کے بعض طریقوں میں وارد ہوا ہے کہ اس نے لا الہ الا اللہ کہا تھا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جائز ہے سوال کرنا مسئلوں کا ان کے واقع ہونے سے پہلے بنا بر اس کے کہ پہلے گزر چکی ہے ترجیح اس کی اور جو بعض سلف سے اس کی کراہت منقول ہے تو یہ محمول ہے اس پر جس کا واقع ہونا نہایت کم اور نہایت نادر ہو اور بہر حال جس کا واقع ہونا عادۃً ممکن ہو تو اس کا سوال کرنا جائز ہے تا کہ معلوم کرے۔

وَقَالَ حَبِيْبُ بْنُ أَبِيْ عَمْرَةَ عَنْ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْمِقْدَادِ إِذَا كَانَ رَجُلٌ مُؤْمِنٌ يُخْفِيْ إِيْمَانَهُ مَعَ قَوْمٍ كُفَّارٍ فَأَظْهَرَ إِيْمَانَهُ فَقَتَلْتَهُ فَكَذٰلِكَ كُنْتَ أَنْتَ تُخْفِيْ إِيْمَانَكَ بِمَكَّةَ مِنْ قَبْلُ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مقداد سے فرمایا کہ جب کہ ایک مرد ایمان دار اپنے ایمان کو قوم کفار میں چھپاتا تھا کہ اس نے اپنے ایمان کو ظاہر کیا اور مقداد رضی اللہ عنہ نے اس کو مار ڈالا سو اسی طرح تو بھی اس سے پہلے مکے میں اپنے ایمان کو چھپاتا تھا۔

فائدہ: حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چھوٹا لشکر بھیجا اس میں مقداد رضی اللہ عنہ بھی تھا کافر ان کو دیکھ کر بھاگ گئے ایک مرد ان میں بہت مال دار تھا وہ ٹھہرا رہا سو اس نے کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ مقداد رضی اللہ عنہ نے اس کو مار ڈالا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس کا ذکر ہو تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے مقداد! تو نے قتل کیا اس مرد کو جس نے لا الہ الا اللہ کہا تو اس کا جواب دے گا۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَمَنْ أَحْيَاهَا﴾ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَنْ حَرَّمَ قَتْلَهَا إِلَّا بِحَقٍّ ﴿فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا﴾.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جس نے کسی جان کو زندہ رکھا تو گویا اس نے سب لوگوں کو زندہ رکھا اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ حرام ہے قتل کرنا اس کا مگر حق سے کہ زندہ ہوں ان سے سب آدمی۔

فائدہ: اور مراد اس آیت سے ابتدا اس کی ہے اور وہ قول اللہ تعالیٰ کا ﴿مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا﴾ جو مار ڈالے کسی جان کو بغیر عوض کے اور بغیر رہزنی کرنے کے تو گویا کہ اس نے مار ڈالا سب لوگوں کو اور جس نے زندہ کیا ایک جان کو تو گویا زندہ کیا سب لوگوں کو اور اس پر تطبیق کھاتی ہے پہلی حدیث باب کی اور وہ قول اس کا ہے کہ مگر کہ آدم کے بیٹے پر اس کے خون کا حصہ پڑتا ہے اور باقی سب حدیثیں بیچ

تعظیم امر قتل کی ہیں یعنی قتل کرنے کا بڑا بھاری اور بہت بڑا سخت گناہ ہے اور مبالغہ کرنا ہے بیچ زجر کرنے کے اس سے اور اختلاف کیا ہے سلف نے اس میں کہ کیا مراد ہے اس آیت میں سب آدمیوں کے قتل کرنے اور زندہ کرنے سے سو کہا ایک گروہ نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ مسلمان کے قتل کرنے کا بڑا سخت اور بہت بھاری گناہ ہے یہ قول حسن اور مجاہد اور قتادہ کا ہے اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ سب لوگ اس کے مدعی ہوں گے اور بعض نے کہا کہ واجب ہے اس پر قصاص مسلمان کے قتل کرنے سے برابر اس کے کہ واجب ہوتا ہے اس پر اگر سب آدمیوں کو قتل کرے اور اختیار کیا ہے طبری نے کہ مراد ساتھ اس کے تعظیم عقوبت کی ہے اور شدت وعید کی اس طور سے کہ قتل ایک کا اور قتل کرنا سب کا برابر ہے بیچ واجب ہونے غضب اللہ تعالیٰ کے اور اس کے عذاب کے اور اس کے مقابل یہ ہے کہ جس نے کسی کو قتل نہ کیا تو زندہ ہوئے اس سے سب لوگ واسطے سلامت ہونے ان کے اس سے اور کہا ابن تین نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جس کے واسطے قصاص واجب ہو اور وہ اس سے معاف کر دے تو اس کو اتنا ثواب ملتا ہے جتنا سب لوگوں کے زندہ کرنے سے اور بعض نے کہا کہ واجب ہوتا ہے شکر اس کا سب لوگوں پر اور گویا اس نے سب پر احسان کیا اور کہا ابن بطال نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اختیار کیا ہے اس کو اس واسطے کہ نہیں پایا جاتا کوئی جی کہ قائم ہو قتل کرنا اس کا دنیاوی ضرر میں مقام قتل کرنے تمام نفسوں کے اور نہ زندہ کرنا ان کا دنیاوی نفع میں مقام زندہ کرنے تمام آدمیوں کے۔ (فتح)

۶۳۵۹۔ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُقْتَلُ نَفْسٌ إِلَّا كَانَ عَلَى ابْنِ آدَمَ الْأَوَّلِ كِفْلٌ مِّنْهَا.

۶۳۵۹۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں قتل کیا جاتا کوئی جی مگر کہ آدم علیہ السلام کے بیٹے پر اس کے خون کا حصہ پڑتا ہے۔

فائدہ: قاتل کا نام قابیل ہے اور مقتول کا نام ہابیل ہے اور اس کا سبب یہ ہے کہ اس وقت کوئی مسکین نہ تھا جس پر صدقہ کیا جائے فقط اس وقت قربانی کرنا تھا سو اگر قبول ہوتی تو آسمان سے آگ اترتی اور اس کو جلا ڈالتی ورنہ نہ جلاتی سو قابیل کی قربانی قبول نہ ہوئی آگ نے اس کو نہ جلایا اور ہابیل کا صدقہ قبول ہوا اس رشک سے اس نے اس کو مار ڈالا اور قابیل آدم علیہ السلام کا سب سے پہلا صلبی بیٹا ہے بہشت میں پیدا ہوا تھا اور جب قابیل نے ہابیل کو قتل کیا اس وقت قابیل پچیس برس کا تھا اور ہابیل بیس برس کا اور ہابیل کے معنی ہیں ہبۃ اللہ اور جب ہابیل قتل ہوا تو آدم علیہ السلام غمگین ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے گھر میں شیث علیہ السلام کو پیدا کیا اور اس کے معنی ہیں عطیۃ اللہ اور انہی سے آدم علیہ السلام کی اولاد پھیلی اور ذکر کیا ہے اہل علم نے کہ حضرت حوا بیس بار جنیں چالیس بیٹے ہر بار میں ایک لڑکا اور

ایک لڑکی پیدا ہوتے تھے پھر جب آدم علیہ السلام فوت ہوئے اس وقت ان کی اولاد چالیس ہزار آدمی تھے اور نہ باقی رہا طوفان میں کوئی مگر اولاد نوح علیہ السلام کی اور وہ شیث علیہ السلام کی نسل سے ہیں اور کشتی میں ان کے ساتھ اسی آدمی تھے اور باوجود اس کے پس نہ باقی رہی مگر اولاد نوح علیہ السلام کی سو بڑھے لوگ ان سے یہاں تک کہ زمین بھر گئی اور یہ جو کہا اس واسطے کہ قتل کی رسم پہلے اسی سے شروع ہوئی تو یہ اصل ہے اس میں کہ مدد کرنا اس چیز پر کہ حلال نہ ہو حرام ہے اور یہ حدیث میں ہے کہ جو بد رسم نکالے تو جتنا گناہ کرنے والے کو ہوگا اتنا گناہ اس کو ہوگا جس نے پہلے وہ رسم بد نکالی، روایت کیا ہے اس کو مسلم نے سو یہ حدیث محمول ہے اس شخص کے حق میں جس نے اس گناہ سے توبہ نہ کی ہو۔ (فتح)

٦٣٦٠۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ وَاقِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَخْبَرَنِيْ عَنْ أَبِيْهِ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ كُفَّارًا يَّضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ.

٦٣٦٠۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد پلٹ کر کافر نہ ہو جانا کہ تم میں سے بعض بعض کی گردنیں ماریں۔

فائدہ: اس حدیث کے معنی میں آٹھ قول ہیں ایک یہ کہ وہ ظاہر پر ہے دوم یہ کہ وہ حلال جاننے والوں کے حق میں ہے، تیسرا یہ کہ کفر کرنے والے ساتھ حرام ہونے خون کے اور حرمت مسلمانوں کے اور حقوق دین کے، چوتھا یہ کہ یہ فعل کافروں کا سا ہے، پانچواں ہتھیار پہننے والے، چھٹا اللہ تعالیٰ کی نعمت کا کفر کرنے والے، ساتواں یہ زجر ہے اس کے ظاہر معنی مراد نہیں ہیں، آٹھواں یہ کہ ایک دوسرے کو کافر نہ کہو۔ (فتح)

٦٣٦١۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُدْرِكٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا زُرْعَةَ بْنَ عَمْرِو بْنِ جَرِيْرٍ عَنْ جَرِيْرٍ قَالَ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ اسْتَنْصِتِ النَّاسَ لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ كُفَّارًا يَّضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ. رَوَاهُ أَبُوْ بَكْرَةَ وَابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٦٣٦١۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں فرمایا کہ لوگوں کو چپ کرا کہ نہ پلٹ جانا میرے بعد کافر ہو کر بعض بعض کی گردن مارے، روایت کیا ہے اس کو ابو بکرہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

فائدہ: چپ کرا یعنی تاکہ خطبہ سنیں۔

٦٣٦٢۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا

٦٣٦٢۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کبیرے

مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ فِرَاسٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْكَبَائِرُ الْإِشْرَاكُ بِاللهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ أَوْ قَالَ الْيَمِيْنُ الْغَمُوْسُ. شَكَّ شُعْبَةُ وَقَالَ مُعَاذٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ الْكَبَائِرُ الْإِشْرَاكُ بِاللهِ وَالْيَمِيْنُ الْغَمُوْسُ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ أَوْ قَالَ وَقَتْلُ النَّفْسِ.

گناہ یہ ہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا اور ماں باپ کی نافرمانی کرنا یا فرمایا جھوٹی قسم کھانا، شعبہ راوی کو شک ہے اور کہا معاذ رضی اللہ عنہ نے کہ حدیث بیان کی ہم سے شعبہ نے کہا کہ کبیرے گناہ شرک کرنا ہے ساتھ اللہ تعالیٰ کے اور جھوٹی قسم اور ماں باپ کی نافرمانی یا کہا اور قتل کرنا جان کا۔

فائدہ: اور غرض اس سے قتل جان کا ہے۔

٦٣٦٣۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْكَبَائِرُ ح و حَدَّثَنَا عَمْرٌو وَهُوَ ابْنُ مَرْزُوْقٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ ابْنِ أَبِيْ بَكْرٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَكْبَرُ الْكَبَائِرِ الْإِشْرَاكُ بِاللهِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ وَقَوْلُ الزُّوْرِ أَوْ قَالَ وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ.

٦٣٦٣۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کبیرے گناہوں میں بہت بڑے گناہ یہ ہیں اللہ تعالیٰ کا شریک مقرر کرنا اور جان کا قتل کرنا اور ماں باپ کی نافرمانی کرنا اور ایذاء رسانی اور جھوٹی بات یا فرمایا اور جھوٹی گواہی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح ادب میں گزر چکی ہے۔

٦٣٦٤۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ ظَبْيَانَ قَالَ سَمِعْتُ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يُحَدِّثُ قَالَ بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْحُرَقَةِ مِنَ

٦٣٦٤۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو گروہ حرقہ کی طرف بھیجا جو قوم جہینہ کی ایک شاخ ہے تو صبح ہوتے ہی ہم ان پر ٹوٹ پڑے سو ہم نے ان کو شکست دی کہا اور میں اور ایک انصاری مرد ایک مرد کو ان میں سے ملے یعنی ہم نے اس کو پایا سو جب ہم نے اس کو گھیرا تو اس

جُهَيْنَةَ قَالَ فَصَبَّحْنَا الْقَوْمَ فَهَزَمْنَاهُمْ قَالَ وَلَحِقْتُ أَنَا وَرَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ رَجُلًا مِّنْهُمْ قَالَ فَلَمَّا غَشِيْنَاهُ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ قَالَ فَكَفَّ عَنْهُ الْأَنْصَارِيُّ فَطَعَنْتُهُ بِرُمْحِيْ حَتّٰى قَتَلْتُهُ قَالَ فَلَمَّا قَدِمْنَا بَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَقَالَ لِيْ يَا أُسَامَةُ أَقَتَلْتَهُ بَعْدَ مَا قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّمَا كَانَ مُتَعَوِّذًا قَالَ أَقَتَلْتَهُ بَعْدَ مَا قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ قَالَ فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا عَلَيَّ حَتّٰى تَمَنَّيْتُ أَنِّيْ لَمْ أَكُنْ أَسْلَمْتُ قَبْلَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ.

نے زبان سے لا الہ الا اللہ کہا سو انصاری اس سے باز رہا اور میں نے اس کو اپنا نیزہ مارا یہاں تک کہ میں نے اس کو قتل کیا کہا سو جب ہم مدینے میں آئے تو یہ خبر حضرت ﷺ کو پہنچی تو حضرت ﷺ نے فرمایا: اے اُسامہ! کیا تو نے اس کو قتل کر ڈالا لا الہ الا اللہ کہنے کے بعد؟ میں نے کہا یا حضرت! اس نے تو اپنے بچاؤ کے واسطے کلمہ پڑھا تھا، یعنی وہ سچا مسلمان نہ تھا فرمایا کیا تو نے اس کو قتل کر ڈالا لا الہ الا اللہ کہنے کے بعد؟ سو ہمیشہ رہے اس کلمے کو مکرر کہتے یہاں تک کہ میں نے آرزو کی کہ میں آج سے پہلے اسلام نہ لایا ہوتا۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ کیا تو نے اس کا دل چیر کے دیکھا تھا؟ یعنی تجھ کو صرف ظاہر پر عمل کرنے کی تکلیف دی گئی ہے اور جو آدمی زبان سے بولے دل کا حال معلوم کرنے کی کوئی راہ نہیں اور نہ دل کا حال کسی طریق سے معلوم ہو سکتا ہے سو حضرت ﷺ نے اس پر انکار کیا کہ تو نے ظاہر پر عمل کیوں نہیں کیا سو فرمایا کہ تو نے اس کے دل کو نہیں چیرا تا کہ تو دیکھتا کہ اس کے دل میں ایمان تھا یا نہیں سو اس کے معنی یہ ہیں کہ جب تو دل کا حال معلوم نہیں کر سکتا تو کفایت کر ساتھ ظاہر کے اور جو زبان سے بولے اور اس میں دلیل ہے اوپر مرتب ہونے احکام کے اسباب ظاہرہ پر سوائے باطنہ کے اور اس میں حجت ہے اس کے واسطے جو ثابت کرتا ہے کلام نفسی کو اور یہ جو کہا کہ میں نے آرزو کی کہ میں آج سے پہلے مسلمان نہ ہوا ہوتا یعنی میں آج مسلمان ہوا ہوتا اس واسطے کہ اسلام پہلے گناہوں کو مٹا دیتا ہے سو اس نے آرزو کی کہ ہوتا یہ وقت اول داخل ہونے اس کے کا اسلام میں تا کہ بے خوف ہوتا ایسے فعل کی جرأت سے اور یہ مراد نہیں کہ اس نے آرزو کی کہ میں اس سے پہلے مسلمان نہ ہوتا اور گویا اُسامہ رضی اللہ عنہ نے اپنے پہلے سب نیک عملوں کو اس فعل کے مقابلے میں حقیر جانا واسطے اس چیز کے کہ سنی انکار شدید سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وارد کیا ہے اس کو بطور مبالغہ کے اور اس حدیث میں اس بات کا ذکر نہیں کہ اس کی دیت دلوائی یا نہیں اس کو اس واسطے ذکر نہیں کیا کہ سامع کو اس کا علم تھا یا یہ واقعہ دیت اُترنے سے پہلے کا ہے یا اُسامہ رضی اللہ عنہ کو اصل قتل کی اجازت دی پس نہ لازم ہو گی ضمان اس چیز کی کہ تلف ہو نفس سے اور مال سے مانند طبیب کی یا اس کا کوئی والی مسلمان نہ تھا جو اس کی دیت کا مستحق ہوتا کہا قرطبی نے کہ حضرت ﷺ نے اس کلمے کو کئی بار مکرر فرمایا اور اُسامہ رضی اللہ عنہ

کا عذر قبول نہ کیا تو اس میں سخت جھڑکی ہے ایسے فعل کے کرنے سے اور یہی قصہ اسامہ رضی اللہ عنہ کی قسم کا سبب تھا کہ میں اس کے بعد کے مسلمان سے نہیں لڑوں گا اسی واسطے جنگ جمل اور صفین میں علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ نہ ہوئے۔ (فتح)

٦٣٦٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنِ الصُّنَابِحِيِّ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ إِنِّيْ مِنَ النُّقَبَآءِ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَايَعْنَاهُ عَلٰى أَنْ لَّا نُشْرِكَ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّلَا نَسْرِقَ وَلَا نَزْنِيَ وَلَا نَقْتُلَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ وَلَا نَنْتَهِبَ وَلَا نَعْصِيَ بِالْجَنَّةِ إِنْ فَعَلْنَا ذٰلِكَ فَإِنْ غَشِيْنَا مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا كَانَ قَضَآءُ ذٰلِكَ إِلَى اللّٰهِ.

٦٣٦٥۔ حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اُن نقیبوں سے ہوں جنہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی یعنی عقبہ کی رات کو ہم نے آپ سے بیعت کی اس پر کہ نہ شریک کریں ساتھ اللہ تعالیٰ کے کسی چیز کو اور نہ زنا کریں اور نہ چوری کریں اور نہ قتل کریں اس جان کو جو اللہ تعالیٰ نے حرام کی اور نہ اچک لیں چیز کسی کی اور نہ نافرمانی کریں بدلے بہشت کے اگر ہم ان کاموں کو کریں اور اگر ہم ان چیزوں سے کسی چیز کو ڈھانکیں یعنی اگر ان سے کوئی چیز واقع ہو تو اس کا حکم اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔

فائدہ: ظاہر اس کا یہ ہے کہ یہ بیعت اس کیفیت سے عقبہ کی رات واقع ہوئی اور حالانکہ نہیں ہے اس طرح بلکہ یہ کیفیت عورتوں کی بیعت میں واقع ہوئی۔

٦٣٦٦۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا. رَوَاهُ أَبُوْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٦٣٦٦۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو ہم پر ہتھیار اٹھائے وہ ہم میں سے نہیں روایت کیا ہے اس کو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

فائدہ: یعنی ہمارے طریقے پر نہیں اور مراد اس سے زجر اور تشدید ہے نہ یہ کہ وہ مسلمان نہیں رہتا اور مراد وہ شخص ہے جو اٹھائے ہتھیار مسلمانوں پر لڑنے کے واسطے اس واسطے کہ اس میں داخل کرنا رعب کا ہے اوپر ان کے اور جو ان کی چوکیداری کے واسطے ہتھیار اٹھائے وہ مراد نہیں۔ (فتح)

٦٣٦٧۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ وَيُوْنُسُ

٦٣٦٧۔ حضرت احنف رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں گیا تا کہ علی رضی اللہ عنہ کی مدد کروں یعنی جمل میں تو ابوبکرہ رضی اللہ عنہ مجھ سے ملا تو

عَنِ الْحَسَنِ عَنِ الْأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ ذَهَبْتُ لِأَنْصُرَ هٰذَا الرَّجُلَ فَلَقِيَنِي أَبُوْ بَكْرَةَ فَقَالَ أَيْنَ تُرِيْدُ قُلْتُ أَنْصُرُ هٰذَا الرَّجُلَ قَالَ ارْجِعْ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُوْلُ فِي النَّارِ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا الْقَاتِلُ فَمَا بَالُ الْمَقْتُوْلِ قَالَ إِنَّهٗ كَانَ حَرِيْصًا عَلٰى قَتْلِ صَاحِبِهٖ.

اس نے کہا کہ کہاں کا ارادہ کرتا ہے؟ میں نے کہا کہ اس مرد کی مدد کرتا ہوں کہا پلٹ جا سو بے شک میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ جب دو مسلمان مقابلہ کریں تلواریں لے کر تو قتل کرنے والا اور جو قتل ہوا دونوں دوزخ میں ہیں میں نے کہا یا حضرت! پہلا قتل کرنے والا تو اس واسطے دوزخی ہوا کہ ظالم تھا مگر جو قتل ہوا اس کا کیا قصور تھا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ بھی اپنے ساتھی کے مارنے پر حریص اور مستعد تھا یعنی اس کا قابو نہ ہوا نہیں تو ضرور مارتا۔

فائدہ: دونوں آگ میں ہیں یعنی اگر اللہ تعالیٰ نے اس کو دونوں پر جاری کیا اس واسطے کہ دونوں نے ایسا فعل کیا ہے کہ اس کے سبب سے مستحق ہوئے عذاب کے اور کہا خطابی نے کہ یہ وعید اس شخص کے حق میں ہے جو لڑے عداوت دنیاوی سے یا طلب ملک کے واسطے مثلا اور بہرحال جو باغیوں سے لڑے یا حملہ کرنے والے کو دفع کرے اور اس کو قتل کر ڈالے تو وہ اس وعید میں داخل نہیں ہوتا اس واسطے کہ اس کو شرع نے اس حالت میں لڑنے کی اجازت دی ہے وسیاتی شرح الحدیث فی کتاب الفتن انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى الْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْأُنْثٰى بِالْأُنْثٰى فَمَنْ عُفِيَ لَهٗ مِنْ أَخِيْهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ وَأَدَاءٌ إِلَيْهِ بِإِحْسَانٍ ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ أَلِيْمٌ﴾.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ایمان والو! لکھا گیا یعنی لازم کیا گیا تم پر بدلہ برابر مارے گئے لوگوں میں آزاد بدلے آزاد کے اور غلام بدلے غلام کے اور عورت بدلے عورت کے، آخر آیت تک۔

بَابُ سُؤَالِ الْقَاتِلِ حَتّٰى يُقِرَّ وَالْإِقْرَارِ فِي الْحُدُوْدِ

سوال کرنا قاتل سے یہاں تک کہ اقرار کرے اور اقرار کرنا حد میں

فائدہ: میں کہتا ہوں اور آیت مذکور اصل ہے اس میں کہ قصاص میں مساوات اور برابری شرط ہے اور یہ قول جمہور کا

ہے اور کوفیوں نے ان کی مخالفت کی ہے سو انہوں نے کہا کہ قتل کیا جائے آزاد کو بدلے غلام کے اور مسلمان کو بدلے کافر کے اور تمسک کیا ہے انہوں نے اس آیت سے ﴿وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ﴾ یعنی لازم کیا ہم نے ان پر اس میں کہ قتل کیا جائے جان کو بدلے جان کے کہا اسماعیل قاضی نے احکام قرآن میں کہ دونوں آیتوں میں تطبیق اولیٰ ہے سو محمول ہے نفس مکافیہ پر یعنی جو اس کے برابر ہو اور تائید کرتا ہے اس کی اتفاق ان کا اس پر کہ اگر آزاد غلام کو قذف کرے تو اس پر حد قذف کی واجب نہیں اور یہ حکم خود آیت سے لیا جاتا ہے اس واسطے کہ اس کے آخر میں ﴿فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهِ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهُ﴾ اور نہیں نام رکھا جاتا ہے کافر کا صدقہ کرنے والا اور نہ مکفر عنہ کہ وہ اس کے واسطے کفارہ ہو جاتا ہے اور اسی طرح غلام اپنے زخم سے اس واسطے کہ حق اس کے مالک کا ہے اور کہا ابوثور نے کہ جب اتفاق ہے اس پر کہ نہیں قصاص ہے درمیان غلاموں کے اور آزادوں کے اس چیز میں جو جان سے کم ہے یعنی ہاتھ پاؤں وغیرہ میں تو جان میں بطریق اولیٰ قصاص نہ ہوگا کہا ابن عبدالبر نے ۔اجماع ہے اس پر کہ غلام قتل کیا جائے بدلے آزاد کے اور عورت قتل کی جائے بدلے مرد کے اور مرد اس کے بدلے قتل کیا جائے مگر یہ کہ وارد ہوا ہے بعض اصحاب سے مانند علی رضی اللہ عنہ کی اور تابعین سے مانند حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی کہ جب مرد عورت کو قتل کرے اور عورت کے وارث اس مرد کا قتل کرنا چاہیں تو واجب ہے ان پر آدھی دیت ورنہ ان کے واسطے پوری دیت ہے اور نہیں ثابت ہے علی رضی اللہ عنہ سے لیکن وہ قول بعض فقہاء بصرہ کا ہے اور دلالت کرتا ہے مکافات پر درمیان مرد اور عورت کے یہ کہ ان کا اتفاق ہے اس پر کہ ہاتھ کٹا ہوا اور کانا اگر قتل کرے اس کو ثابت جان بوجھ کے تو البتہ واجب ہے اس پر قصاص اور نہیں واجب ہے اس کے واسطے بسبب آنکھ اور ہاتھ اس کے دیت اور قول اس کا ترجمہ میں سوال کرنا قاتل سے یہاں تک کہ اقرار کرے جو متہم ہو ساتھ قتل کے اور نہ قائم ہوں اس پر گواہ۔ (فتح)

٦٣٦٨۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ يَهُودِيًّا رَضَّ رَأْسَ جَارِيَةٍ بَيْنَ حَجَرَيْنِ فَقِيْلَ لَهَا مَنْ فَعَلَ بِكِ هٰذَا أَفُلَانٌ أَوْ فُلَانٌ حَتّٰى سُمِّيَ الْيَهُوْدِيُّ فَأُتِيَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَزَلْ بِهِ حَتّٰى أَقَرَّ بِهٖ فَرُضَّ رَأْسُهٗ بِالْحِجَارَةِ.

٦٣٦٨۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے ایک لڑکی کا سر کچلا دو پتھروں میں تو اس نے کہا کہ تیرے ساتھ کس نے یہ کام کیا ہے؟ فلانے نے یا فلانے نے یہاں تک کہ نام لیا گیا یہودی کا تو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا سو ہمیشہ رہے اس سے پوچھتے یہاں تک کہ اس نے اقرار کیا سو کچلا گیا سر اس کا پتھروں سے۔

فائدہ: اس حدیث میں ہے کہ لائق ہے حاکم کو یہ کہ استدلال کرے اہل جنایت پر اور نرمی کرے ساتھ ان کے یہاں تک کہ اقرار کریں تاکہ ان کے اقرار کو لیا جائے اور برخلاف اس کے ہے جب کہ توبہ کرتے آئیں اس واسطے

کہ اعراض کرے اس شخص سے جو نہ تصریح کرے ساتھ جنایت کے اس واسطے کہ واجب ہے قائم کرنا حد کا اس پر جب کہ اقرار کے اور سیاق قصہ کا تقاضا کرتا ہے کہ یہودی پر گواہ قائم نہیں ہوئے تھے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ لیا اس کے اقرار کو اور اس میں ہے کہ واجب ہے مطالبہ ساتھ خون کے مجرد شکایت سے اور اشارہ سے اور اس میں دلیل ہے اوپر جواز وصیت غیر بالغ کے اور دعویٰ کرنا اس کا ساتھ دیت اور خون کے اور اس میں رد ہے اس شخص پر جو انکار کرتا ہے قصاص لینے سے ساتھ غیر تلوار کے یعنی جو کہتا ہے کہ تلوار کے سوائے کسی چیز سے قصاص لینا درست نہیں اور قتل کرنا مرد کا بدلے عورت کے اور یہ جو کہا کہ اس یہودی کا سر کچلا گیا پتھروں سے تو جواب دیا ہے اس سے بعض حنفیہ نے ساتھ اس کے کہ نہیں دلالت ہے اس حدیث میں اوپر مماثلت کے قصاص میں اس واسطے کہ عورت زندہ تھی اور قصاص زندہ میں نہیں ہوتا اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حکم کیا تھا حضرت ﷺ نے ساتھ قتل کرنے یہودی کے بعد مرنے اس کے اس واسطے کہ حدیث میں ہے کہ کیا تجھ کو فلانے نے قتل کیا ہے سو دلالت کی اس پر کہ وہ اسی وقت مرگئی تھی پھر جب مرگئی تو یہودی سے اس کا قصاص لیا گیا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ واجب ہے قصاص ذمی کافر پر اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ نہیں ہے اس میں تصریح ساتھ ہونے اس کے ذمی احتمال ہے کہ معاہد یا مستامن ہو۔ (فتح)

بَابُ إِذَا قَتَلَ بِحَجَرٍ أَوْ بِعَصًا — جب قتل کرے پتھر یا لاٹھی سے

فائدہ: اس میں کوئی حکم بیان نہیں کیا واسطے اشارہ کرنے کے طرف اختلاف کی لیکن وارد کرنا حدیث کا اشارہ کرتا ہے طرف ترجیح قول جمہور کے کی۔ (فتح)

۶۳۶۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيْسَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ جَدِّهٖ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ خَرَجَتْ جَارِيَةٌ عَلَيْهَا أَوْضَاحٌ بِالْمَدِيْنَةِ قَالَ فَرَمَاهَا يَهُوْدِيٌّ بِحَجَرٍ قَالَ فَجِيْءَ بِهَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِهَا رَمَقٌ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فُلَانٌ قَتَلَكِ فَرَفَعَتْ رَأْسَهَا فَأَعَادَ عَلَيْهَا قَالَ فُلَانٌ قَتَلَكِ فَرَفَعَتْ رَأْسَهَا فَقَالَ لَهَا فِي الثَّالِثَةِ فُلَانٌ قَتَلَكِ فَخَفَضَتْ رَأْسَهَا

۶۳۶۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک لڑکی نکلی مدینے میں اور اس پر چاندی کا زیور تھا سو ایک یہودی نے اس کو پتھر مارا سو وہ لڑکی حضرت ﷺ کے پاس لائی گئی اور حالانکہ اس میں کچھ زندگی باقی تھی تو حضرت ﷺ نے اس سے فرمایا کہ کیا فلاں نے تجھ قتل کیا ہے؟ تو اس نے اپنا سر اٹھایا یعنی نہیں تو حضرت ﷺ نے اس سے دوبارہ کہا تجھ کو فلاں نے قتل کیا ہے؟ اس نے اپنا سر اٹھایا یعنی نہیں سو تیسری بار اس سے کہا گیا کہ فلاں نے تجھ کو قتل کیا ہے؟ تو اس نے اپنا سر پست کیا یعنی ہاں سو حضرت ﷺ نے اس کو بلوایا اور اس کو دو پتھروں کے درمیان کچلا۔

فَدَعَا بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَتَلَهٗ بَيْنَ الْحَجَرَيْنِ.

فائدہ: اور یہ حدیث حجت ہے جمہور کے واسطے کہ قاتل کو قتل کیا جائے اس چیز سے جس سے اس نے قتل کیا اور تمسک کیا ہے انہوں نے ساتھ اس آیت کے ﴿وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ﴾ اور اس آیت کے ﴿فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ﴾ اور خلاف کیا ہے کوفیوں نے اور حجت پکڑی ہے انہوں نے اس حدیث سے لَا قَوَدَ اِلَّا بِالسَّيْفِ اور یہ حدیث ضعیف ہے روایت کیا ہے اس کو بزار اور ابن عدی نے ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اور ذکر کیا ہے بزار نے اختلاف کو باوجود ضعیف ہونے سند اس کی کے اور کہا ابن عدی نے کہ اس کے سب طریقے ضعیف ہیں اور بر تقدیر ثبوت ہونے اس کے وہ ان کے قاعدے کے برخلاف ہے اس میں کہ سنت کتاب کو منسوخ نہیں کرتی اور نہ اس کی تخصیص ہوتی ہے اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ منع ہونے کے مثلہ سے اور وہ صحیح ہے لیکن محمول ہے نزدیک جمہور کے اوپر غیر مماثلت کے قصاص میں واسطے تطبیق دینے کے دونوں دلیلوں میں کہا ابن منذر نے کہ کہا اکثر علماء نے کہ جب قتل کرے اس چیز سے جس سے غالبًا قتل کیا جاتا ہو تو وہ قتل عمد ہے یعنی جان بوجھ کے مارنا اور کہا ابن ابی لیلیٰ نے کہ اگر قتل کرے پتھر یا لاٹھی سے تو دیکھا جائے اگر اس کو مکرر مارا ہو تو وہ عمد ہے نہیں تو نہیں اور کہا عطاء اور طاؤس نے کہ شرط عمد کی یہ ہے کہ ہو ہتھیار سے اور کہا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور شعبی رحمۃ اللہ علیہ اور نخعی رحمۃ اللہ علیہ اور حکم رحمۃ اللہ علیہ اور ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اور جو ان کے تابع ہیں کہ شرط عمد کی یہ ہے کہ لوہے سے قتل کیا ہو اور اختلاف ہے اس کے حق میں جو لاٹھی سے قتل کرے پھر قصاص لیا جائے اس سے ساتھ ضرب لاٹھی کے اور وہ نہ مرے تو کیا اس کو مکرر مارا جائے سو بعض نے کہا کہ مکرر نہ مارا جائے اور بعض نے کہا کہ اگر نہ مرے تو تلوار سے قتل کیا جائے اور اسی طرح جو بھوکا رکھ کے قتل کرے اور کہا ابن عربی نے مستثنیٰ ہے مماثلت سے وہ چیز جس میں گناہ ہو مانند شراب اور اغلام اور جلانے کی اور تیسری چیز میں شافعیہ کو خلاف ہے اور پہلی دونوں میں اتفاق ہے لیکن بعض نے کہا کہ قتل کرے ساتھ اس چیز کے کہ اس کے قائم مقام ہو اور جو لوگ مانعین ہیں ان کی دلیلوں سے ہے حدیث اس عورت کی جس نے اپنی سوکن کو خیمے کی چوب ماری اور اس کو مار ڈالا اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں دیت ٹھہرائی ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَالْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ فَهُوَ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جان بدلے جان کے۔

كَفَّارَةٌ لَّهُ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ فَأُولٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُوْنَ﴾.

فائدہ: اورغرض بیان کرنے اس آیت کے سے یہ ہے کہ وہ حدیث کے لفظ کے مطابق ہے اور شاید اس نے ارادہ کیا ہے کہ بیان کرے کہ اگرچہ وہ اہل کتاب کے حق میں وارد ہوئی ہے لیکن اس کا حکم جس پر وہ دلالت کرتی ہے بدستور ہے ہماری شریعت میں یعنی اسلام میں پس وہ اصل ہے قصاص میں بیچ قتل عمد کے۔ (فتح)

٦٣٧٠۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُّسْلِمٍ يَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ إِلَّا بِإِحْدٰى ثَلَاثٍ النَّفْسُ بِالنَّفْسِ وَالثَّيِّبُ الزَّانِيْ وَالْمَارِقُ مِنَ الدِّيْنِ التَّارِكُ لِلْجَمَاعَةِ.

٦٣٧٠۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں حلال ہے خون اس مسلمان کا جو گواہی دیتا ہو اس کی کہ کوئی لائق بندگی کے نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے اور اس کے کہ میں پیغمبر ہوں اللہ تعالیٰ کا مگر ساتھ ایک چیز کے تین چیزوں سے ایک تو جان بدلے جان کے، دوسری شادی شدہ آدمی جو حرام کاری کرے، تیسرا جس نے اپنا اسلام کا دین چھوڑا مرتد ہوا اور مسلمانوں کے گروہ سے الگ ہوا۔

فائدہ: ظاہر لا یحل سے معلوم ہوتا ہے کہ ان تین صورتوں میں قتل کرنا مسلمان کا مباح ہے اور یہ بہ نسبت تحریم قتل غیر ان کی کے ہے اگرچہ ان تین صورتوں میں قتل کرنا واجب ہے حکم میں اور قول اس کا جان بدلے جان کے یعنی قتل کرے جان بوجھ کر ناحق قتل کیا جائے اس کی شرط سے اور قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور شادی شدہ زنا کار یعنی حلال ہے قتل کرنا اس کا ساتھ رجم کے اور یہ جو کہا جماعت کا چھوڑنے والا تو مراد ساتھ جماعت کے جماعت مسلمانوں کی ہے یعنی علیحدہ ہوا ان سے یا چھوڑا ان کو یعنی مرتد ہو گیا کہا ابن دقیق العید نے کہ مرتد ہونا سبب ہے واسطے مباح ہونے خون مسلمان کے بالاجماع مرد میں اور بہر حال اگر عورت ہو سو اس میں اختلاف ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے واسطے جمہور کے اس میں کہ حکم عورت کا حکم مرد کا سا ہے واسطے برابر ہونے دونوں کے زنا میں اور اس حدیث میں دلیل ہے اس کے واسطے جو گمان کرتا ہے کہ نہ قتل کیا جائے کوئی جو اسلام میں داخل ہوا سوائے ان تین چیزوں کے جو شمار ہوئیں مانند ترک نماز کے اور نہیں جواب دیا اس نے اس کا اور تابع ہوا ہے اس کا طیبی اور کہا ابن دقیق العید نے کہ لیا جاتا ہے اس کے قول سے جس نے جماعت کو چھوڑا کہ مراد اس سے وہ شخص ہے جو اجماع کا مخالف ہے سو ہو گا تمسک اس کے واسطے جو قائل ہے کہ مخالف اجماع کا کافر ہے اور منسوب ہے یہ بعض لوگوں کی طرف اور نہیں ہے یہ قول سہل اس واسطے کہ مسائل اجماعی کبھی تو صاحب شرع سے متواتر ہوتے ہیں مانند وجوب نماز

کی مثلا اور کبھی متواتر نہیں ہوتے سو اول کا منکر کافر ہے واسطے مخالفت تواتر کے نہ واسطے مخالفت اجماع کے اور دوسرے سے کافر نہیں ہوتا اور کہا ہمارے شیخ نے ترمذی کی شرح میں کہ صحیح بیچ تکفیر منکر اجماع کے مقید کرنا اس کا ہے ساتھ انکار کرنے اس چیز کے کہ اس کا واجب ہونا دین سے بداہۃً معلوم ہو مانند پانچ نمازوں کی یا انکار اس کا جس کا وجوب تواتر سے معلوم ہو اور اس قسم سے قول ساتھ حدوث عالم کے اور البتہ حکایت کی ہے عیاض وغیرہ نے کہ اجماع ہے اوپر تکفیر اس شخص کے جو قائل ہو ساتھ قدیم ہونے عالم دنیا کے اور گمان کیا ہے بعض فلسفیوں نے کہ مخالف بیچ حدوث عالم کے نہیں تکفیر کیا جاتا اس واسطے کہ وہ از قبیل مخالفت اجماع کے ہے اور تمسک کیا ہے اس نے ہمارے اس قول سے کہ منکر اجماع کا مطلق کافر نہیں یہاں تک کہ ثابت ہو نقل ساتھ اس کے متواتر صاحب شرع سے اور یہ تمسک ساقط ہے اس واسطے کہ حدوث عالم دنیا کا اس قبیل سے ہے کہ جمع ہوا ہے اس میں اجماع اور تواتر نقل اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے قول اس کا **التارك لدينه** عام ہے ہر شخص میں کہ مرتد ہو جس ردّت سے کہ ہو سو واجب ہے قتل کرنا اس کا اگر نہ رجوع کرے طرف اسلام کی اور قول اس کا **المفارق للجماعة** شامل ہے ہر خارج ہونے والے کو جماعت سے ساتھ بدعت کے یا نفی اجماع کے مانند روافض اور خوارج وغیرہ کی اور کہا قرطبی نے قول اس کا **المفارق للجماعة** ظاہر اس کا یہ ہے کہ یہ لغت ہے تارک دین کی اس واسطے کہ جب مرتد ہوا تو خارج ہوا جماعت مسلمین سے لیکن ملحق ہے ساتھ اس کے ہر شخص جو خارج ہو جماعت مسلمین سے اگرچہ نہ مرتد ہو مانند اس شخص کی کہ باز رہے قائم کرنے حد کے سے اوپر اس کے جب کہ واجب ہو اور لڑے اس پر مانند باغیوں اور رہزنوں اور محاربین کی خوارج وغیرہم سے پس شامل ہے ان کو لفظ مفارق جماعت کا بطریق عموم کے اور اگر یہ نہ ہو تو نہیں صحیح ہوگا حصر اس واسطے کہ لازم آتا ہے کہ نفی ہو ان لوگوں کی جو مذکور ہوئے اور خون ان کا حلال ہے اور اس میں شبہ ہے اس واسطے کہ اصل خصلت تیسری مرتد ہونا ہے سو ضروری ہے موجود ہونا اس کا اور جدا ہونے والا جماعت سے بغیر مرتد ہونے کے نہیں رکھا جاتا ہے نام اس کا مرتد پس لازم آئے گا خلف حصر میں اور تحقیق جواب میں یہ ہے کہ حصر اس شخص کے حق میں ہے کہ واجب ہے قتل عین اس کا اور جن کو اس نے ذکر کیا ہے ان میں سے کسی کا قتل کرنا تو صرف حالت محاربہ اور مقاتلے میں مباح ہے اس دلیل سے کہ اگر قیدی ہو تو نہیں جائز ہے قتل کرنا اس کا بند کر کے اتفاقاً غیر محاربین میں اور راجح قول پر محاربین میں بھی لیکن لازم آتا ہے اس سے قتل کرنا تارک نماز کا اور تعرض کیا ہے ابن دقیق العید نے اس کے واسطے سو کہا اس نے کہ استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ تارک نماز قتل کیا جائے نماز کے چھوڑنے سے اس واسطے کہ وہ نہیں ہے تینوں امروں سے، میں کہتا ہوں اور تارک نماز میں اختلاف ہے سو مذہب احمد رحمۃ اللہ علیہ اور اسحاق رحمۃ اللہ علیہ اور بعض مالکیہ اور شافعیہ سے ابن خذیمہ اور ابو الطیب اور منصور فقیہ اور ابو جعفر ترمذی کا یہ ہے کہ اس کو نماز کے ترک سے کافر کہا جائے اگرچہ اس کے فرض ہونے سے انکار نہ کرے اور جمہور کا یہ

مذہب ہے کہ قتل کیا جائے اس کو بطورِ حد کے اور مذہب حنفیہ کا اور موافق ہوا ہے ان کو مزنی کہ نہ قتل کیا جائے اور نہ اس کو کافر کہا جائے اور قوی دلیل جو ان کے نہ کافر ہونے پر ہے عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے مرفوع کہ پانچ نمازیں فرض کیا ہے ان کو اللہ تعالیٰ نے بندوں پر، الحدیث اور اس میں ہے کہ جو نمازیں نہ پڑھے تو نہیں اس کے واسطے نزدیک اللہ تعالیٰ کے کوئی عہد چاہے اس کو عذاب کرے اور چاہے اس کو بہشت میں داخل کرے روایت کیا ہے اس کو مالک رحمہ اللہ علیہ اور اصحاب سنن نے اور صحیح کہا ہے اس کو ابن حبان وغیرہ نے اور تمسک کیا ہے امام احمد رحمہ اللہ علیہ نے اور جو ان کے موافق ہے ساتھ ظاہر اُن حدیثوں کے کہ وارد ہوئی ہیں ساتھ تکفیر اس کی کے اور حمل کیا ہے ان کو اس شخص نے جو ان کے مخالف ہے اوپر حلال جاننے والے کے واسطے تطبیق کے درمیان حدیثوں کے اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے بعض شافعیہ نے واسطے قتل تارک نماز کے اس واسطے کہ وہ تارک ہے اپنے دین کا جو عمل ہے اور جو زکوٰۃ کا تارک ہو اس کو انہوں نے کافر نہیں کہا اس واسطے کہ ممکن ہے لینا اس کا اس سے قہر اور زبردستی سے اور نہ قتل کیا جائے تارک روزے کا اس واسطے کہ ممکن ہے کہ اس کو روزہ توڑنے والی چیزوں سے منع کیا جائے پس اس کو حاجت پڑے گی کہ روزے کی نیت کرے یعنی جب اس کو کھانے پینے کی چیزوں سے روکا جائے تو خواہ مخواہ روزے کی نیت کرے گا اس واسطے کہ وہ اس کے وجوب کا معتقد ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ آزاد نہ قتل کیا جائے بدلے غلام کے اس واسطے کہ نہیں سنگسار کیا جاتا ہے غلام کو جب کہ حرام کاری کرے اگرچہ شادی شدہ ہو حکایت کیا ہے اس کو ابن تین نے اور نہیں کسی کے واسطے یہ کہ جدا کرے جس کو اللہ تعالیٰ نے جمع کیا ہے مگر ساتھ دلیل کے کتاب سے یا سنت سے اور برخلاف تیسری خصلت کی ہے اس واسطے کہ اجماع منعقد ہے اس پر کہ غلام اور آزاد مرتد ہونے میں برابر ہیں اور کہا ہمارے شیخ نے ترمذی کی شرح میں کہ مستثنیٰ کیا ہے بعض نے تینوں سے قتل کرنا حملہ کرنے والے کا اس واسطے کہ جائز ہے قتل کرنا اس کا واسطے ہٹانے اس کے اپنے اہل اور مال سے اور کبھی جواب دیا جاتا ہے اس سے کہ وہ داخل ہے مفارق میں یا مراد یہ ہے کہ نہیں حلال ہے قتل کرنا اس کا جان بوجھ کے ان معنوں سے کہ نہیں حلال ہے قتل کرنا اس کا مگر بطور دفع کرنے کے اور معتمد جواب دوسرا ہے اور البتہ حکایت کی ہے ابن عربی نے کہ اسباب قتل کے دس ہیں اور نہیں خارج ہوتا ہے کوئی ان تینوں میں سے کسی حال میں اس واسطے کہ جو جادو کرے یا پیغمبر کو برا کہے وہ کافر ہو جاتا ہے پس وہ داخل ہے تارک دین میں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿اَلنَّفْسُ بِالنَّفْسِ﴾ اوپر برابر ہونے نفسوں کے قتل میں سو قصاص لیا جائے ہر مقتول کا اس کے قاتل سے برابر ہے کہ آزاد ہو یا غلام اور تمسک کیا ہے ساتھ اس کے حنفیہ نے اور دعویٰ کیا ہے انہوں نے کہ آیت مائدہ کی جو مذکور ہے ترجمہ میں ناسخ ہے بقرہ کی آیت کے واسطے ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى﴾ الآیۃ اور کہا جمہور نے کہ آیت بقرہ کی مفسر ہے آیت مائدہ کے واسطے سو قتل کیا جائے غلام بدلے آزاد کے اور نہ قتل کیا جائے آزاد کو بدلے غلام کے واسطے

ناقص ہونے اس کے اور کہا شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ غلام اور آزاد کے درمیان بدلہ نہیں مگر یہ کہ آزاد چاہے اور حجت جمہور کی یہ ہے کہ غلام ایک اسباب ہے سو نہیں واجب ہوگی اس میں مگر قیمت اگر قتل خطا ہو اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ عموم اس کے اس پر کہ جائز ہے قتل کرنا مسلمان کا بدلے کافر مستامن اور معاہد کے اور البتہ پہلے گزر چکی ہے شرح حدیث علی رضی اللہ عنہ کی کہ نہ قتل کیا جائے مسلمان بدلے کافر کے اور اس حدیث میں ہے کہ جائز ہے وصف کرنا شخص کا باعتبار مکان کے اگرچہ اس سے انتقال کیا ہو واسطے مستثنیٰ کرنے مرتد کے مسلمانوں سے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أَقَادَ بِالْحَجَرِ

جو حکم کرے ساتھ بدلہ لینے کے پتھر سے

فائدہ: اور یہ آپس میں ہم مثل ہوتا ہے قصاص میں۔

۶۳۷۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ يَهُودِيًّا قَتَلَ جَارِيَةً عَلٰى أَوْضَاحٍ لَهَا فَقَتَلَهَا بِحَجَرٍ فَجِيْءَ بِهَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِهَا رَمَقٌ فَقَالَ أَقَتَلَكِ فُلَانٌ فَأَشَارَتْ بِرَأْسِهَا أَنْ لَّا ثُمَّ قَالَ الثَّانِيَةَ فَأَشَارَتْ بِرَأْسِهَا أَنْ لَا ثُمَّ سَأَلَهَا الثَّالِثَةَ فَأَشَارَتْ بِرَأْسِهَا أَنْ نَعَمْ فَقَتَلَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَجَرَيْنِ.

۶۳۷۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے قتل کیا ایک لڑکی کو اس کے چاندی کے زیور پر سو قتل کیا اس کو پتھر سے سو اس لڑکی کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا اور اس میں کچھ زندگی باقی تھی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تجھ کو فلانے نے قتل کیا ہے؟ سو اس نے اپنے سر سے اشارہ کیا کہ نہیں پھر دوسری بار کہا تو اپنے سر سے اشارہ کیا کہ نہیں پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری بار اس سے پوچھا سو اس نے اپنے سر سے اشارہ کیا کہ ہاں سو قتل کیا اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو پتھروں سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور مراد یہ ہے کہ اس نے اشارہ کیا اشارہ سمجھانے والا کہ مستفاد ہو اس سے جو مستفاد ہوتا اس سے اگر بولتی اور کہتی ہاں۔ (فتح)

بَابُ مَنْ قُتِلَ لَهٗ قَتِيْلٌ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ

جس کا کوئی آدمی مارا جائے وہ دو باتوں میں سے بہتر بات میں مختار ہے

فائدہ: یعنی دو باتوں سے جو بہتر جانے سو اختیار کرے یا تو خون بہا قاتل سے لے یا خون کے بدلے خون لے اور ترجمہ باندھا ہے ساتھ لفظ حدیث کے اور اس کا ظاہر حجت ہے اس کے واسطے جو قائل ہے کہ اختیار دیت یا قصاص کے لینے کا مقتول کے وارثوں کی طرف راجع ہے یعنی ان کو اختیار ہے خواہ قاتل سے دیت لیں یا خون کے بدلے خون لیں اور نہیں شرط ہے اس میں رضامندی قاتل کی اور یہی مقصود ہے اس بات سے اور اسی واسطے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے بعد ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کو لایا جس میں تفسیر ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی ﴿فَمَنْ عُفِيَ لَهٗ مِنْ

اَخِیْهِ شَیْءٌ﴾ یعنی اس کا خون اس کے واسطے چھوڑا گیا یعنی مقتول کے وارثوں نے خون کا بدلہ نہ لیا اور خون بہا پر راضی ہوئے تو پیروی کرنا ہے موافق دستور کے یعنی بیچ مطالبہ دیت کے اور تفسیر کیا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عفو کو ساتھ دیت کے عمد میں اور قبول کرنا دیت کا راجع ہے مقتول کے ولیوں کی طرف جن کے واسطے قصاص کا طلب کرنا ہے اور نیز لازم کی گئی ہے دیت قاتل پر بغیر اس کی رضا مندی کے اس واسطے کہ وہ مامور ہے ساتھ زندہ رکھنے اپنی جان کے واسطے عموم قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَلَا تَقْتُلُوْا اَنْفُسَكُمْ﴾ سو جب راضی ہو جائیں وارث مقتول کے ساتھ لینے دیت کے تو نہیں جائز ہے قاتل کو کہ اس سے باز رہے کہا ابن بطال نے کہ یہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ذٰلِكَ تَخْفِیْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ﴾ تو اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ بنی اسرائیل میں دیت کا لینا جائز نہ تھا بلکہ قصاص لازم تھا سو اللہ تعالیٰ نے اس امت سے تخفیف کی کہ ان کے واسطے دیت کا لینا مشروع کیا جب کہ مقتول کے وارث راضی ہوں۔ (فتح)

٦٣٧٢۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَیْمٍ حَدَّثَنَا شَیْبَانُ عَنْ یَحْیٰی عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ خُزَاعَةَ قَتَلُوْا رَجُلًا وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَآءٍ حَدَّثَنَا حَرْبٌ عَنْ یَحْیٰی حَدَّثَنَا اَبُوْ سَلَمَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ هُرَیْرَةَ اَنَّهٗ عَامَ فَتْحِ مَكَّةَ قَتَلَتْ خُزَاعَةُ رَجُلًا مِّنْ بَنِیْ لَیْثٍ بِقَتِیْلٍ لَّهُمْ فِی الْجَاهِلِیَّةِ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ حَبَسَ عَنْ مَّكَّةَ الْفِیْلَ وَسَلَّطَ عَلَیْهِمْ رَسُوْلَهٗ وَالْمُؤْمِنِیْنَ اَلَا وَاِنَّهَا لَمْ تَحِلَّ لِاَحَدٍ قَبْلِیْ وَلَا تَحِلُّ لِاَحَدٍ بَعْدِیْ اَلَا وَاِنَّمَا اُحِلَّتْ لِیْ سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ اَلَا وَاِنَّهَا سَاعَتِیْ هٰذِهٖ حَرَامٌ لَا یُخْتَلٰی شَوْكُهَا وَلَا یُعْضَدُ شَجَرُهَا وَلَا یُلْتَقَطُ سَاقِطَتُهَا اِلَّا مُنْشِدٌ وَمَنْ قُتِلَ لَهٗ قَتِیْلٌ فَهُوَ بِخَیْرِ النَّظَرَیْنِ اِمَّا یُوْدٰی وَاِمَّا یُقَادُ فَقَامَ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْیَمَنِ یُقَالُ لَهٗ اَبُوْ شَاهٍ فَقَالَ اكْتُبْ لِیْ یَا رَسُوْلَ

٦٣٧٢۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک شان یہ ہے کہ فتح کے سال قوم خزاعہ نے قوم بنی لیث کے ایک مرد کو قتل کیا بدلے اپنے اس مقتول کے کہ جاہلیت کے زمانے میں قتل ہوا تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے یعنی خطبہ پڑھنے کو سو فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے مکے سے ہاتھی والوں کو روکا تھا اور اپنے رسول کو اور مسلمانوں کو اس پر غالب کیا خبردار ہو اور بے شک وہ میرے واسطے صرف ایک ساعت بھر حلال ہوا خبردار ہو اور بے شک وہ اب میری اس ساعت میں حرام ہوا اس کا کانٹا نہ اکھاڑا جائے اور اس کا درخت نہ کاٹا جائے اور اس کی گری پڑی چیز نہ اُٹھائی جائے مگر اس کو اُٹھانا اس کا جائز ہے جو ڈھونڈھ کے مالک کو پہنچائے اور جس کا کوئی آدمی مارا جائے تو وہ دو باتوں میں سے ایک بات کو جو بہتر جانے اختیار کر لے یا تو قاتل سے خون بہا لے یا خون کے بدلے خون لے سو ایک مرد ابو شاہ نامی یمن کا رہنے والا کھڑا ہوا سو اس نے کہا یا حضرت! یہ سب مجھ کو لکھوا دیجیے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لکھ دو ابو شاہ کے واسطے پھر قریش میں سے ایک مرد کھڑا ہوا یعنی عباس رضی اللہ عنہ

اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُكْتُبُوْا لِأَبِیْ شَاهٍ ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ مِّنْ قُرَيْشٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِلَّا الْإِذْخِرَ فَإِنَّمَا نَجْعَلُهُ فِیْ بُيُوْتِنَا وَقُبُوْرِنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا الْإِذْخِرَ وَتَابَعَهُ عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ شَيْبَانَ فِی الْفِيْلِ قَالَ بَعْضُهُمْ عَنْ أَبِیْ نُعَيْمٍ الْقَتْلَ وَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ إِمَّا أَنْ يُّقَادَ أَهْلُ الْقَتِيْلِ.

حضرت ﷺ کے چچا سو کہا یا حضرت! مگر اذخر گھاس کے کاٹنے کی اجازت دیجیے اس واسطے کہ ہم مکے والے لوگ اس گھاس کو اپنے گھروں کی چھتوں پر اور قبروں میں ڈالتے ہیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا مگر اذخر کا کاٹنا درست ہے، متابعت کی ہے اس کی عبیداللہ نے شیبان سے فیل میں اور کہا بعض نے ابونعیم سے ساتھ لفظ قتل کے اور کہا عبیداللہ نے یا بدلہ لیا جائے مقتول کے وارثوں کے واسطے۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے مکے سے ہاتھی والوں کو روکا تھا تو یہ اشارہ ہے طرف قصہ حبشہ کی جو مشہور ہے بیان کیا ہے اس کو ابن اسحاق نے بسط سے اور اس کا حاصل یہ ہے کہ ابرہ حبشی جب ملک یمن پر غالب ہوا اور وہ نصرانی تھا تو اس نے ایک عبادت خانہ بنایا اور لوگوں پر لازم کیا کہ اس کا حج کیا کریں اور عرب کے بعض لوگوں نے اس کے دربانوں کو غافل پا کر اس میں پاخانہ پیشاب کیا اور بھاگا تو ابرہ اس بات سے سخت غضبناک ہوا اور خانے کعبے کو ڈھانے کا قصد کیا سو اس نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا اور اپنے ساتھ ایک بڑا ہاتھی لیا سو جب مکے سے قریب ہوا تو عبدالمطلب اس کی طرف نکلا اس نے تعظیم کی اور وہ خوب شکل تھا سو اس نے ابرہ سے طلب کیا کہ اس کے اونٹ جو لوٹے گئے پھیر دیے جائیں تو ابرہ نے اس کو کم ہمت جانا اور کہا کہ البتہ مجھ کو گمان تھا کہ تو نہ سوال کرے گا مجھ سے مگر اس امر میں جس میں میں اٹھا تو عبدالمطلب نے نے کہا اس گھر کا ایک رب ہے وہ اس کو نگاہ رکھے گا اس نے اس کو اس کے اونٹ پھیر دیے اور آگے بڑھا ابرہ ساتھ لشکر اپنے کے اور ہاتھی کو آگے کیا تو ہاتھی اپنے گھٹنوں پر بیٹھا اور وہ اس میں عاجز ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے ان پر پرندے بھیجے ہر ایک کے پاس تین تین کنکریاں تھیں ایک چونچ میں اور دو دونوں پاؤں میں سو انہوں نے ان کو ان پر ڈالا سو نہ باقی رہا ان میں سے کوئی مگر کہ اس کو پتھر لگا اور ان پتھروں کا رنگ سیاہ تھا اور ان پرندوں کا رنگ سبز تھا دریا سے نکلے تھے ان کے سر درندوں کے سر کی طرح تھے اور یہ جو کہا فھو بخیر النظرین تو نہیں ممکن ہے حمل کرنا اس کا ظاہر پر اس واسطے کہ مقتول کو کچھ اختیار نہیں بلکہ اختیار تو اس کے ولی کو ہے اور ایک روایت میں عفو آیا ہے تو مراد اس سے معاف کرنا دیت پر ہے اور ایک روایت میں ہے کہ اس کے واسطے تین چیزوں میں اختیار ہے یا خون کے بدلے خون لے یا بالکل معاف کر دے یا دیت لے اور اگر قصاص یا دیت کے سوائے کوئی اور بات کرے تو اس کو روکو اور اختیار کا مستحق کون ہے قاتل یا ولی مقتول کا اس کا بیان آگے آتا ہے اور اس حدیث میں ہے کہ ولی مقتول کا مختار ہے قصاص اور دیت میں اور جب ولی مقتول کا دیت اختیار کرے تو کیا

واجب ہے قاتل پر قبول کرنا اس کا اس میں اختلاف ہے اکثر کا یہ مذہب ہے کہ واجب ہے اس پر قبول کرنا اس کا اور کہا مالک رحمہ اللہ نے کہ نہیں واجب ہے مگر قاتل کی رضامندی سے اور استدلال کیا ہے اس نے ساتھ قول حضرت ﷺ کے و من قتل له اس طور سے کہ حق متعلق ہے مقتول کے وارثوں سے سو اگر بعض وارث لڑکا ہو یا موجود نہ ہو تو نہیں ہے باقی وارثوں کے واسطے لینا قصاص کا یہاں تک کہ جو غائب ہو وہ حاضر ہو اور جو لڑکا ہو وہ بالغ ہو اور اس حدیث میں جواز واقع ہونا قصاص کا ہے حرم مکہ میں اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے مکے میں یہ خطبہ پڑھا اور نہیں مقید کیا اس کو ساتھ غیر حرم کے۔ (فتح)

۶۳۷۳۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَتْ فِيْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ قِصَاصٌ وَلَمْ تَكُنْ فِيْهِمُ الدِّيَةُ فَقَالَ اللّٰهُ لِهٰذِهِ الْأُمَّةِ ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى﴾ إِلٰى هٰذِهِ الْآيَةِ ﴿فَمَنْ عُفِيَ لَهٗ مِنْ أَخِيْهِ شَيْءٌ﴾ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَالْعَفْوُ أَنْ يَّقْبَلَ الدِّيَةَ فِي الْعَمْدِ قَالَ ﴿فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ أَنْ يَّطْلُبَ بِمَعْرُوْفٍ وَيُؤَدِّيَ بِإِحْسَانٍ.

۶۳۷۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بنی اسرائیل میں قصاص تھا یعنی خون کے بدلے خون لینا اور ان میں دیت نہ تھی سو اللہ تعالیٰ نے اس امت سے کہا کہ لازم ہوا تم پر بدلہ لینا مارے گئے لوگوں میں اس قول تک جو اس آیت میں ہے سو جس کو معاف ہوا اس کے بھائی مسلمان یعنی مقتول کے خون سے کچھ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ عفو یہ ہے کہ دیت کو قبول کرے عمد میں خون کے بدلے خون نہ لے کہا اور پیروی کرنا ہے موافق دستور کے یعنی مطالبہ کرے موافق دستور کے اور ادا کرے اچھی طرح سے۔

فائدہ: حاصل کلام ابن عباس رضی اللہ عنہما کا دلالت کرتا ہے اس پر کہ قول اللہ تعالیٰ کا ﴿وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَا﴾ یعنی لازم کیا ہم نے بنی اسرائیل پر توراۃ میں کہ جان بدلے جان کے ہے مطلق سو تخفیف کی اللہ تعالیٰ نے اس امت سے ساتھ مشروع کرنے دیت کے بدلہ قتل کا اس کے واسطے جو مقتول کے وارثوں سے قصاص معاف کر دے اور خاص کیا آزاد کو بدلے آزاد کے پس نہیں حجت ہے اس وقت مائدہ کی آیت میں اس کے واسطے جو تمسک کرتا ہے ساتھ اس کے بیچ قتل کرنے آزاد کے بدلے غلام کے اور مسلمان کے بدلے کافر کے لیے اس واسطے کہ پہلے پیغمبروں کی شریعت سے تمسک کرنا اس وقت جائز ہے جب کہ نہ وارد ہو ہماری شرع میں جو اس کے مخالف ہو اور البتہ کہا گیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں قصاص نہ تھا اس میں تو صرف دیت تھی سو ہماری شریعت میں یعنی اسلام میں دونوں امر جمع ہوئے سو یہ شریعت متوسط ہے نہ اس میں افراط ہے نہ تفریط اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ اختیار قصاص اور دیت لینے کا مقتول کے ولی کو ہے اور یہ قول جمہور کا ہے اور تقریر کی ہے اس کی خطابی نے اس طور سے کہ عفو آیت

میں محتاج ہے بیان کا اس واسطے کہ ظاہر قصاص کا یہ ہے کہ نہیں ہے کسی کا دوسرے پر حق لیکن اس کے معنی یہ ہیں کہ جس کو معاف ہوا قصاص ساتھ دیت کے تو مستحق دیت پر اتباع ہے ساتھ معروف کے یعنی مطالبہ کرنا اور قاتل پر ادا کرنا ہے دیت کا ساتھ اچھی طرح کے اور مالک رحمۃ اللہ علیہ اور ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ اختیار قصاص میں یا دیت میں قاتل کے واسطے ہے اور حجت پکڑی ہے طحاوی نے ان کے واسطے ساتھ حدیث انس رضی اللہ عنہ کے ربیع کے قصے میں کتاب اللہ القصاص کہ اس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار نہیں دیا اور نہ بیان فرمایا اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت فرمایا تھا جب کہ مقتول کے وارثوں نے قصاص چاہا تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معلوم کروایا کہ اگر مقتول کے وارث قصاص چاہیں تو قبول کیا جائے اور اس میں تاخیر بیان کی نہیں ہے اور کہا مہلب وغیرہ نے کہ مستفاد ہوتا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے فهو بخير النظرين کہ جب وارث مقتول کا سوال کیا جائے ساتھ معاف کرنے کے مال پر تو چاہے قبول کرے چاہے نہ قبول کرے اور خون کے بدلے خون لے اور ولی پر اتباع اولیٰ کا ہے اس میں اور نہیں ہے اس میں وہ چیز جو دلالت کرے اوپر اکراہ قاتل کے دیت پر اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس آیت کے اس پر کہ واجب قتل عمد میں قصاص ہے اور دیت اس کا بدل ہے اور بعض نے کہا کہ واجب خیار ہے اور یہ دو قول علماء کے ہیں اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب میں صحیح تر پہلا قول ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے اور جو تعدی کرے یعنی قتل کرے بعد قبول کرنے دیت کے تو اس کے واسطے عذاب ہے دردناک کہا جمہور نے کہ مراد اس عذاب سے عذاب آخرت کا ہے اور بہرحال دنیا میں سو اس کے واسطے ہے جس نے پہلے قتل کیا یہ قول جمہور کا ہے اور عکرمہ اور قتادہ وغیرہ سے ہے کہ لازم ہے قصاص اوپر اس کے اور نہیں قادر ہے ولی دیت لینے پر اور حدیث مرفوع میں ہے کہ میں نہیں معاف کرتا جو دیت لے کر قتل کرے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ مذہب ہے کہ یہ آیت مائدہ کی آیت سے منسوخ نہیں ﴿اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ﴾ بلکہ دونوں محکم ہیں اور شاید اس کی رائے یہ ہے کہ آیت مائدہ کی مفسر ہے بقرہ کی آیت کے واسطے اور یہ کہ مراد نفس سے اس آیت میں آزاد لوگ ہیں مرد اور عورتیں نہ غلام اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے جمہور نے اوپر جواز لینے دیت کے بیچ قتل عمد کے اگرچہ غیلہ ہو اور وہ یہ ہے کہ دغا بازی سے کسی شخص کو چھپی جگہ میں لے جائے جنگل میں یا کہیں اور وہاں اس کو مار ڈالے برخلاف مالکیہ کے اور ملحق کیا ہے اس کو مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ محارب کے کہ اس کا اختیار اس کے نزدیک بادشاہ کی طرف ہے ولی مقتول کو دیت لینے کا اختیار نہیں اور یہ بنا بر اس کے اصل کی ہے کہ حد محارب کی قتل ہے جب کہ اس کو امام مناسب دیکھے اور اوْ آیت میں تخییر کے واسطے ہے نہ تنویع کے واسطے اور اس حدیث میں ہے کہ جو تاویل سے قتل کرے اس کا حکم خطا کا ہے دیت کے واجب ہونے میں واسطے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ میں اس کی دیت دوں گا جیسا کہ اس کے دوسرے طریق میں ہے اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے بعض مالکیوں نے اوپر قتل کرنے اس شخص کے جو پناہ لے حرم مکہ میں اس کے

بعد کہ قتل کرے کسی کو جان بوجھ کر برخلاف اس کے جو کہتا ہے کہ حرم مکے میں قتل نہ کیا جائے بلکہ اس کو تنگ کیا جائے اوپر نکلنے کے حرم سے اور وجہ دلالت کی یہ ہے کہ یہ حضرت ﷺ نے فرمایا بیچ قصے مقتول خزاعہ کے جو حرم میں قتل ہوا تھا اور یہ کہ قصاص مشروع ہے اس کے حق میں جو قتل کرے عمداً اور نہیں معارض ہے اس کو وہ چیز جو مذکور ہوئی ادب حرم کے سے اس واسطے کہ مراد ساتھ اس کے تعظیم اس کی ہے ساتھ حرام کرنے اس چیز کے کہ اللہ تعالیٰ نے حرام کی اور قائم کرنا حد کا قاتل پر منجملہ تعظیم حرمتوں اللہ تعالیٰ کے ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ طَلَبَ دَمَ امْرِیءٍ بِغَیْرِ حَقٍّ

جو طلب کرے خون کسی شخص کا ناحق یعنی کیا ہے حکم اس کا؟

٦٣٧٤۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبْغَضُ النَّاسِ إِلَى اللهِ ثَلَاثَةٌ مُلْحِدٌ فِي الْحَرَمِ وَمُبْتَغٍ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَمُطَّلِبُ دَمِ امْرِیءٍ بِغَيْرِ حَقٍّ لِيُهَرِيقَ دَمَهُ.

٦٣٧٤۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سب لوگوں میں زیادہ تر دشمن اللہ تعالیٰ کے نزدیک تین شخص ہیں ایک تو حرم مکے کی زمین میں کج روی کرنے والا یعنی وہ کام کرنا جو وہاں حرام ہے، دوسرا دین اسلام میں کفر کی رسم طلب کرنے والا، تیسرا ناحق کسی شخص کا خون چاہنے والا صرف اس کی خون ریزی کے واسطے۔

فائدہ: حرم میں کج روی کرنا یعنی وہ کام کرنا جو اس میں حرام ہے جیسے قتل اور لڑائی اور شکار کرنا یا کج روی سے سب گناہ مراد ہیں چنانچہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہی مذہب ہے کہ جیسے عبادت کا حرم میں دگنا ثواب ہے ویسے ہی گناہ کا بھی دگنا عذاب ہے کہ حضور میں بے ادبی زیادہ تر بری ہوتی ہے اور کفر کی رسمیں جیسے نوحہ کرنا سر پیٹنا شگون لینا اور کہانت وغیرہ اور بعض نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ ایک شخص کا کسی پر حق ہو اور وہ اس کو اس کے غیر سے طلب کرے جو اس میں شریک نہ ہو مثل والد کی یا بیٹے کی یا قریبی کی اور بعض نے کہا کہ مراد باقی رکھنا خصلت جاہلیت کا ہے اور اس کا پھیلانا اور سنت جاہلیت کی اسم جنس ہے شامل ہے ہر چیز کو جس پر اہل جاہلیت اعتماد کرتے تھے کہ ہمسائے کو ہمسائے کے بدلے پکڑنا اور حلیف کو حلیف کے بدلے یا مراد یہ ہے کہ جاہلیت کے وقت کے خون کا بدلہ اسلام میں لینا اور مراد ساتھ الحاد کے فعل کبیرے گناہ کا ہے اور مراد مُطَّلب سے مبالغہ کرنے والا ہے طلب میں یا مراد وہ طلب ہے جس پر مطلوب مرتب ہو نہ مجرد طلب یا ذکر کیا طلب کو تاکہ لازم آئے زجر فعل میں بطریق اولیٰ اور ناحق احتراز ہے اُس خون سے جو باحق ہو جیسے قصاص۔ (فتح)

بَابُ الْعَفْوِ فِي الْخَطَإِ بَعْدَ الْمَوْتِ

عفو کرنا خطا میں موت کے بعد

فائدہ: یعنی عفو کرنا وارث مقتول کا نہ عفو کرنا مقتول کا کہ وہ محال ہے اور احتمال ہے کہ اس میں داخل ہو اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ قید کیا ہے اس کو بعد موت کے اس واسطے کہ نہیں ظاہر ہوتا ہے اثر اس کا مگر موت کے بعد اس واسطے کہ اگر معاف کیا مقتول نے پھر مر گیا تو اس کے عفو کا اثر ظاہر نہیں ہوگا اس واسطے کہ اگر وہ زندہ رہا تو ظاہر ہوگا کہ نہیں کوئی چیز اس کے واسطے جو معاف کرے کہا ابن بطال نے اجماع ہے اس پر کہ عفو ولی کا تو صرف موت مقتول کے بعد ہوتا ہے اور بہرحال مرنے سے پہلے سو معاف کرنا مقتول کے واسطے ہے یعنی وہی ہے جو معاف کرے برخلاف اہل ظاہر کے کہ انہوں نے باطل کیا ہے مقتول کے معاف کرنے کو اور حجت جمہور کی یہ ہے کہ جب ولی قائم مقام مقتول کے ہے بیچ طلب کرنے اس چیز کے جس کا وہ مستحق ہے سو جب ٹھہرایا جائے اس کے واسطے معاف کرنا تو یہ اصیل کے واسطے بطریق اولیٰ جائز ہوگا اور ابن ابی شیبہ نے روایت کی ہے کہ جب عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنی قوم کو دعوت اسلام کی دی اور کسی نے اس کو تیر مارا اور وہ اس سے قتل ہوا سو اس نے اپنے قاتل کا خون معاف کیا مرنے سے پہلے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جائز رکھا۔ (فتح)

٦٣٧٥۔ حَدَّثَنَا فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَاءِ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ هُزِمَ الْمُشْرِكُونَ يَوْمَ أُحُدٍ ح و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ يَحْيَى بْنُ أَبِي زَكَرِيَّاءَ يَعْنِي الْوَاسِطِيَّ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ صَرَخَ إِبْلِيسُ يَوْمَ أُحُدٍ فِي النَّاسِ يَا عِبَادَ اللَّهِ أُخْرَاكُمْ فَرَجَعَتْ أُولَاهُمْ عَلَى أُخْرَاهُمْ حَتَّى قَتَلُوا الْيَمَانَ فَقَالَ حُذَيْفَةُ أَبِي أَبِي فَقَتَلُوهُ فَقَالَ حُذَيْفَةُ غَفَرَ اللَّهُ لَكُمْ قَالَ وَقَدْ كَانَ انْهَزَمَ مِنْهُمْ قَوْمٌ حَتَّى لَحِقُوا بِالطَّائِفِ.

٦٣٧٥۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جنگ اُحد کے دن شیطان نے لوگوں میں پکارا اے اللہ کے بندو! لازم پکڑو اپنے اوپر پچھاڑی والوں کو تو اگلے لوگ پچھلوں پر پلٹے یہاں تک کہ قتل کیا انہوں نے یمان رضی اللہ عنہ کو تو کہا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے میرا باپ میرا باپ سو انہوں نے اس کو قتل کیا تو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تم کو بخشے کہا اور ان میں سے ایک قوم کو شکست ہوئی یہاں تک کہ طائف میں جا ملے۔

فائدہ: اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے اس نے جو کہتا ہے کہ اس کی دیت حاضرین پر واجب ہوئی تھی اس واسطے کہ معنی غفر اللہ لکم کے یہ ہیں کہ میں نے تم سے معاف کیا اور نہیں معاف کرنا مگر اس چیز سے جس کے مطالبہ کرنے کا وہ مستحق تھا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے پاس سے دیت دی سو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے

اپنی عادت کے موافق اس طریق کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی ﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا إِلَّا خَطَأً وَّمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَأً فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ إِلٰى أَهْلِهٖ إِلَّا أَنْ يَّصَّدَّقُوْا فَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ إِلٰى أَهْلِهٖ وَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا﴾.

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور نہیں کسی ایمان دار کے واسطے یہ کہ قتل کرے کسی ایمان دار کو مگر چوک سے۔

فائدہ: یہ آیت حارث بن زید رضی اللہ عنہ کے حق میں اتری اس کو عیاش بن ابی ربیعہ نے قتل کیا کافر گمان کر کے اور حالانکہ وہ مسلمان ہو چکا تھا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس آیت کے اس پر کہ قصاص مسلمان سے خاص ہے ساتھ قتل کرنے اس کے مسلمان کو اور اگر مسلمان کافر کو قتل کرے تو اس پر کوئی چیز واجب نہیں ہوتی برابر ہے کہ کافر حربی ہو یا غیر حربی اس واسطے کہ آیات نے بیان کیا ہے مقتولوں کے احکام کو قتل عمد میں پھر بیان کیا خطا کو اور حربیوں کے حق میں فرمایا کہ جہاں ان کو پاؤ مار ڈالو پھر فرمایا کہ جس نے عہد و پیان کیا ہے ان کی طرف کوئی راہ نہیں اور فرمایا اس کے حق میں جو دوبارہ محاربہ کرے کہ ان کو مار ڈالو جہاں پاؤ پھر خطا میں فرمایا کہ کسی ایمان دار کے واسطے لائق نہیں کہ کسی ایمان دار کو مارے مگر چوک سے تو اس کا مفہوم یہ ہے کہ اس کو جائز ہے کہ قتل کرے کافر کو جان بوجھ کے سو خارج ہوا ذمی کافر ساتھ اس چیز کے کہ مذکور ہوئی اور ایمان دار کے قتل خطا میں کفارہ اور خون بہا ٹھہرایا اور کافر کے قتل میں اس سے کوئی چیز نہیں ٹھہرائی تو اس سے معلوم ہوا کہ کافر کے قتل کرنے میں کوئی چیز واجب نہیں ہوتی اگرچہ ذمی ہو۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا أَقَرَّ بِالْقَتْلِ مَرَّةً قُتِلَ بِهٖ

جب قتل کے ساتھ ایک بار اقرار کرے تو اس کو قتل کیا جائے

٦٣٧٦۔ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا حَبَّانُ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ

۶۳۷۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے ایک لڑکی کا سر دو پتھروں سے کچلا تو اس سے پوچھا گیا کہ

مَالِكٍ أَنَّ يَهُوْدِيًّا رَضَّ رَأْسَ جَارِيَةٍ بَيْنَ حَجَرَيْنِ فَقِيْلَ لَهَا مَنْ فَعَلَ بِكِ هٰذَا أَفُلَانٌ أَفُلَانٌ حَتّٰى سُمِّيَ الْيَهُوْدِيُّ فَأَوْمَأَتْ بِرَأْسِهَا فَجِيْءَ بِالْيَهُوْدِيِّ فَاعْتَرَفَ فَأَمَرَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُضَّ رَأْسُهُ بِالْحِجَارَةِ وَقَدْ قَالَ هَمَّامٌ بِحَجَرَيْنِ.

یہ کام تیرے ساتھ کس نے کیا ہے؟ یعنی تجھ کو کس نے قتل کیا ہے؟ کیا فلانے نے کیا فلانے نے یہاں تک کہ نام لیا گیا یہودی کا تو اس نے اپنے سر سے اشارہ کیا کہ ہاں پھر یہودی لایا گیا اس نے اقرار کیا تو اس کا سر پتھروں سے کچلا گیا اور کہا ہمام نے دو پتھروں سے۔

فائدہ: کہا ابن منذر نے کہ اگر مسلمان مسلمان کو چوک کر قتل کرے تو اللہ تعالیٰ نے اس کے حق میں دیت کا حکم کیا ہے اور اجماع ہے اہل علم کا اس پر اور اگر کافر کو قتل کرے جس سے عہد و پیمان ہوا ہو تو اس کے عاقلہ پر دیت ہے بسبب عہد کے یہ قول ابن عباس رضی اللہ عنہما اور شعبی رحمۃ اللہ علیہ اور نخعی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کا ہے کہ مراد آیت ﴿وَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِيْثَاقٌ﴾ میں کافر ہے اور یہودی کے قصے میں حجت ہے واسطے جمہور کے کہ قتل میں ایک بار سے زیادہ اقرار شرط نہیں اور یہ ماخوذ ہے اطلاق حدیث سے کہ اس نے اقرار کیا اور نہیں ذکر کیا اس میں عدد کو اور اصل عدم اس کا ہے اور کوفیوں کا یہ مذہب ہے کہ شرط ہے مکرر ہونا اقرار قتل کا دوبارہ واسطے قیاس کرنے کے اوپر شرط ہونے تکرار زنا کے چار بار واسطے تابع ہونے عدد گواہوں کے دونوں جگہ میں۔ (فتح)

بَابُ قَتْلِ الرَّجُلِ بِالْمَرْأَةِ

قتل کرنا مرد کو بدلے عورت کے

٦٣٧٧۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَتَلَ يَهُوْدِيًّا بِجَارِيَةٍ قَتَلَهَا عَلٰى أَوْضَاحٍ لَّهَا.

٦٣٧٧۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قتل کیا ہے یہودی کو بدلے ایک لڑکی کے جس کو اس نے زیور پر مار ڈالا تھا۔

فائدہ: اور وجہ دلالت کی اس سے ظاہر ہے اور اس میں اشارہ ہے طرف رد کی اس پر جو اس کو منع کرتا ہے۔ (فتح)

بَابُ الْقِصَاصِ بَيْنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ فِي الْجِرَاحَاتِ

قصاص درمیان مردوں اور عورتوں کے زخموں میں

فائدہ: کہا ابن منذر نے اجماع ہے اس پر کہ قتل کیا جائے مرد کو بدلے عورت اور عورت کو بدلے مرد کے مگر ایک روایت علی رضی اللہ عنہ سے اور حسن رحمۃ اللہ علیہ اور عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے اور مخالفت کی ہے حنفیہ نے اس چیز میں جو جان سے کم ہے اور حجت پکڑی ہے بعض نے ساتھ اس کے کہ ہاتھ پورا نہ کاٹا جائے بدلے بیکار ہاتھ کے برخلاف نفس کے کہ قتل کیا

جائے تندرست جان کو بدلے بیمار جان کے اتفاقاً اور جواب دیا ہے ابن قصار نے کہ بیکار ہاتھ بجائے مرد کے ہے نہ کہ بدلہ لیا جائے زندہ سے بدلے مرد کے کہا ابن منذر نے جب اجماع ہے بیچ قصاص نفس کے اور اختلاف ہے اس سے کم میں تو واجب ہے رد کرنا مختلف کا طرف متفق کی۔ (فتح)

وَقَالَ أَهْلُ الْعِلْمِ يُقْتَلُ الرَّجُلُ بِالْمَرْأَةِ

اور کہا اہل علم نے کہ قتل کیا جائے مرد کو عورت کے بدلے

فائدہ: مراد ساتھ اس کے جمہور سلف ہیں یا اشارہ کیا اس کی طرف کہ جو علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ واہی ہے یا طرف اس کی کہ اس میں مخالف ہے نادر ہے۔ (فتح)

وَيُذْكَرُ عَنْ عُمَرَ تُقَادُ الْمَرْأَةُ مِنَ الرَّجُلِ فِيْ كُلِّ عَمْدٍ يَّبْلُغُ نَفْسَهُ فَمَا دُوْنَهَا مِنَ الْجِرَاحِ وَبِهِ قَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ وَإِبْرَاهِيْمُ وَأَبُو الزِّنَادِ عَنْ أَصْحَابِهِ.

اور ذکر کیا جاتا ہے عمر رضی اللہ عنہ سے کہ بدلہ لیا جائے عورت سے مرد کا ہر قصور میں جو جان بوجھ کر کرے پہنچے نفس کو اور جو اس سے کم ہے زخموں سے۔

فائدہ: یعنی اگر عورت مرد کو مار ڈالے تو اس سے بدلہ لیا جائے اور جو عضو اس نے مرد کا کاٹا ہے سو اس کا کاٹا جائے و بالعکس اور یہی قول ہے عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ اور ابراہیم رحمہ اللہ اور ابوالزناد کا اپنے ساتھیوں سے اور ایک روایت میں ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مردوں اور عورتوں کے زخم برابر ہیں اور ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ قصاص مرد اور عورت کے درمیان عمد میں برابر ہے۔ (فتح)

وَجَرَحَتْ أُخْتُ الرُّبَيِّعِ إِنْسَانًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقِصَاصُ

اور مجروح اور زخمی کیا ربیع کی بہن نے ایک آدمی کو تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لازم ہے بدلہ

۶۳۷۸۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيِّ بْنِ بَحْرٍ حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ أَبِيْ عَائِشَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَدَدْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَرَضِهِ فَقَالَ لَا تُلِدُّوْنِيْ فَقُلْنَا كَرَاهِيَةُ الْمَرِيْضِ لِلدَّوَاءِ فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ لَا يَبْقٰى أَحَدٌ مِّنْكُمْ إِلَّا لُدَّ غَيْرَ الْعَبَّاسِ فَإِنَّهُ لَمْ يَشْهَدْكُمْ.

۶۳۷۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حلق میں دوا ڈالی آپ کی بیماری میں تو فرمایا کہ میرے حلق میں دوا مت لگاؤ ہم نے کہا کہ بیمار دوا سے کراہت کرتا ہے اس واسطے منع فرماتے ہیں پھر جب ہوش میں آئے تو فرمایا کہ کوئی باقی نہ رہے گھر میں مگر کہ اس کے حلق میں دوا لگائی جائے عباس رضی اللہ عنہ کے سوائے اس واسطے کہ وہ تمہارے ساتھ موجود نہ تھے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح وفات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں گزر چکی ہے اور مراد اس سے اس جگہ یہ قول ہے کہ نہ باقی رہے

کوئی مگر کہ اس کے حلق میں دوا لگائی جائے کہ اس میں اشارہ ہے طرف مشروع ہونے قصاص کی عورت سے یعنی مشروع ہے قصاص لینا عورت سے ساتھ اس چیز کے جو اس نے مرد پر تعدی کی ہو اس واسطے کہ جنہوں نے حضرت ﷺ کو حلق میں دوا لگائی تھی وہ مرد اور عورتیں تھیں اور البتہ وارد ہوئی ہے تصریح اس کی بعض طریقوں میں ساتھ اس کے کہ انہوں نے میمونہ رضی اللہ عنہا کے حلق میں بھی دوا لگائی اور حالانکہ وہ روزہ دار تھیں بسبب عام ہونے امر کے اور اس حدیث میں ہے کہ صاحب حق کا مستثنیٰ کرے اپنے قرض داروں سے جس کو چاہے سو اس سے معاف کرے اور باقی لوگوں سے قصاص لے اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ عباس رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ موجود نہ تھے اور اس میں پکڑنا جماعت کا ہے بدلے ایک کے کہا خطابی نے اس میں حجت ہے اس کے واسطے جو دیکھتا ہے قصاص کو طمانچہ وغیرہ میں اور جو اس کا قائل نہیں وہ یہ عذر بیان کرتا ہے کہ اس کی کوئی انداز معین نہیں اور ضبط کرنا اس کو دشوار ہے اس طور سے کہ کم وبیش نہ ہو اور بہر حال حلق میں دوا لگانا سو احتمال ہے کہ قصاص کی وجہ سے ہو اور احتمال ہے کہ سزا ہو مخالفت حکم کی سو سزا دی گئی ان کو اس جنس سے جو انہوں نے قصور کیا تھا اور اس میں ہے کہ جتنے لوگ قصور میں شریک ہوں ہر ایک سے بدلہ لیا جائے جب کہ ان کے افعال متمیز نہ ہوں برخلاف قصور کرنے کے مال میں اس واسطے کہ اس کے حصے ہو سکتے ہیں اس واسطے کہ شریک ہوں ایک جماعت چوتھائی دینار کی چوری میں تو کسی کا ہاتھ نہ کاٹا جائے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أَخَذَ حَقَّهُ أَوِ اقْتَصَّ دُوْنَ السُّلْطَانِ جو اپنا حق لے یا بدلہ لے سوائے بادشاہ کے

فائدہ: اپنا حق لے یعنی قرض دار کی جہت سے بغیر حکم حاکم کے یا بدلہ لے یعنی جب واجب ہو قصاص کسی پر نفس میں یا ہاتھ پاؤں وغیرہ میں تو کیا شرط ہے کہ اس مقدمہ کو حاکم کے پاس پہنچا دے یا اس کو جائز ہے کہ اپنا حق پورا لے بغیر حکم حاکم کے اور یہی مراد ہے بادشاہ سے ترجمہ میں کہا ابن بطال نے کہ اتفاق ہے اماموں کا اس پر کہ نہیں جائز ہے واسطے کسی کے یہ کہ بدلہ لے اپنے حق سے سوائے بادشاہ کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اختلاف تو اس کے حق میں ہے جو قائم کرے حد کو اپنے غلام پر کما تقدم اور بہر حال لینا حق کا سو جائز ہے ان کے نزدیک یہ کہ مال سے خاص اپنا حق لے جب کہ وہ اس سے انکار کرے اور گواہ نہ ہوں اور جواب دیا ہے اس نے باب کی حدیث سے ساتھ اس کے کہ وہ محمول ہے تغلیظ اور زجر پر اطلاع سے لوگوں کی چھپی باتوں پر اور مراد اتفاق سے اتفاق اہل مدینہ کا ہے ابو الزناد کے زمانے میں اور بہر حال جو اس نے جواب دیا ہے سو اگر مراد یہ ہے کہ نہیں عمل کیا جاتا ساتھ ظاہر حدیث کے تو اس میں نزاع ہے۔ (فتح)

۶۳۷۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ أَنَّ الْأَعْرَجَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ إِنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ

۶۳۷۹۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم دنیا میں تو سب سے پیچھے ہیں اور آخرت میں سب سے آگے ہوں گے کہ ہمارا اول فیصلہ ہو گا سب خلق

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ نَحْنُ الْآخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

سے پہلے۔

٦٣٨٠ـ وَبِإِسْنَادِهٖ لَوِ اطَّلَعَ فِيْ بَيْتِكَ أَحَدٌ وَلَمْ تَأْذَنْ لَهٗ خَذَفْتَهٗ بِحَصَاةٍ فَفَقَأْتَ عَيْنَهٗ مَا كَانَ عَلَيْكَ مِنْ جُنَاحٍ.

۶۳۸۰۔ اور اسی سند سے روایت ہے کہ اگر کوئی تیرے گھر میں جھانکے بغیر تیری اجازت کے اور تو اس کو کنکری سے مارے اور اس کی آنکھ پھوڑ دے تو تجھ پر کچھ گناہ نہ ہوگا۔

فائدہ: اور یہی مراد ہے ترجمہ میں اور ذکر کیا ہے اول کو واسطے ہونے اس کے اول حدیث کا۔

٦٣٨١ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ حُمَيْدٍ أَنَّ رَجُلًا اطَّلَعَ فِيْ بَيْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَدَّدَ إِلَيْهِ مِشْقَصًا فَقُلْتُ مَنْ حَدَّثَكَ قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ.

۶۳۸۱۔ حضرت حمید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں جھانکا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف تیر کو سیدھا کیا یعنی تا کہ اس کی آنکھ میں ماریں یعنی یہاں تک کہ اس کا سر نکالا اس جگہ سے جہاں سے اس نے جھانکا تھا۔

بَابُ إِذَا مَاتَ فِي الزِّحَامِ أَوْ قُتِلَ

جب مر جائے ہجوم میں یا قتل کیا جائے

فائدہ: اس باب میں کوئی حکم بیان نہیں کیا اس واسطے کہ اس میں اختلاف ہے۔

٦٣٨٢ـ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ أَخْبَرَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ قَالَ هِشَامٌ أَخْبَرَنَا عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ هُزِمَ الْمُشْرِكُوْنَ فَصَاحَ إِبْلِيْسُ أَيْ عِبَادَ اللّٰهِ أُخْرَاكُمْ فَرَجَعَتْ أُوْلَاهُمْ فَاجْتَلَدَتْ هِيَ وَأُخْرَاهُمْ فَنَظَرَ حُذَيْفَةُ فَإِذَا هُوَ بِأَبِيْهِ الْيَمَانِ فَقَالَ أَيْ عِبَادَ اللّٰهِ أَبِيْ أَبِيْ قَالَتْ فَوَاللّٰهِ مَا احْتَجَزُوْا حَتّٰى قَتَلُوْهُ قَالَ حُذَيْفَةُ غَفَرَ اللّٰهُ لَكُمْ. قَالَ عُرْوَةُ فَمَا زَالَتْ فِيْ حُذَيْفَةَ مِنْهُ بَقِيَّةُ خَيْرٍ حَتّٰى لَحِقَ بِاللّٰهِ.

۶۳۸۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب جنگ اُحد کا دن ہوا تو مشرکوں کو شکست ہوئی تو شیطان نے پکارا اے اللہ تعالیٰ کے بندو! اپنے پچھاڑی والوں کی خبر لو سو اگلے لوگ پلٹ آئے تو اگلے اور پچھلے لوگ آپس میں لڑے سو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے نظر کی سو اچانک انہوں نے اپنے باپ یمان کو دیکھا سو کہا اے اللہ تعالیٰ کے بندو! میرا باپ میرا باپ کہا قسم ہے اللہ تعالیٰ کی نہ باز رہے یہاں تک کہ اس کو قتل کیا کہا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ تم کو بخشے، کہا عروہ نے سو ہمیشہ رہا حذیفہ رضی اللہ عنہ میں بسبب اس فعل کے کہ وہ عفو ہے بقیہ خیر کا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ سے جا ملے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ اختلاف کیا علی رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ نے کہ واجب ہوتی ہے اس کی دیت بیت المال میں یا نہیں اور کہا احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ واجب ہونے کے اس واسطے کہ وہ مسلمان ہے مر گیا ساتھ فعل مسلمانوں کے سو واجب

ہے اس کی دیت بیت المال مسلمانوں میں، میں کہتا ہوں اور شاید حجت اس کی وہ چیز ہے جو اس کے بعض طریقوں میں وارد ہوئی ہے حذیفہ رضی اللہ عنہ کے قصے میں کہ جنگ اُحد کے دن اس کو بعض مسلمانوں نے قتل کیا کافر گمان کر کے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی دیت دی اور اس مسئلے میں اور قول بھی ہیں ایک قول حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا ہے کہ دیت اس کی واجب ہے حاضرین پر اس واسطے کہ وہ ان کے فعل سے مرا ہے تو نہ بڑھے گا ان کے غیر کی طرف اور ایک قول شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے کہ اگر قسم کھائے تو دیت کا مستحق ہوتا ہے اور اگر انکار کرے تو مدعی علیہ قسم کھائے نفی پر اور ساقط ہو جاتا ہے مطالبہ اس واسطے کہ خون نہیں واجب ہوتا ہے مگر مطالبہ سے اور کہا مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اس کا خون مؤاخذہ نہ کیا جائے گا۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا قَتَلَ نَفْسَهُ خَطَأً فَلَا دِيَةَ لَهُ

جب قتل کرے اپنے نفس کو خطا سے تو اس کے واسطے دیت نہیں ہے

فائدہ: کہا اسماعیلی نے اور نہ جب قتل کرے اس کو جان بوجھ کے یعنی نہیں ہے کوئی مفہوم واسطے قول اس کے خطا اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مقید کیا ہے ساتھ خطا کے اس واسطے کہ اس میں اختلاف ہے کہا ابن بطال نے کہا اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ اور احمد رحمۃ اللہ علیہ اور اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے واجب ہے دیت اس کی اس کے عاقلہ پر سو اگر زندہ رہے تو دیت اس کے واسطے ہے اوپر ان کے اور اگر مر جائے تو وہ وارثوں کے واسطے ہے اور کہا جمہور نے کہ اس میں کوئی چیز واجب نہیں اور یہ قصہ عامر کا اس کے واسطے حجت ہے اس واسطے کہ نہیں منقول ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قصے میں اس کے واسطے کوئی چیز واجب کی ہو اور اگر کوئی چیز واجب ہوتی تو اس کو بیان کرتے اس واسطے کہ نہیں جائز ہے تاخیر کرنا بیان کا وقت حاجت سے اور اجماع ہے اس پر کہ اگر قطع کرے کوئی اپنے ہاتھ پاؤں وغیرہ سے تو نہیں واجب ہوتی ہے اس میں کوئی چیز برابر ہے کہ جان بوجھ کر ہو یا خطا سے۔ (فتح)

۶۳۸۳۔ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى خَيْبَرَ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْهُمْ أَسْمِعْنَا يَا عَامِرُ مِنْ هُنَيْهَاتِكَ فَحَدَا بِهِمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ السَّائِقُ قَالُوْا عَامِرٌ فَقَالَ رَحِمَهُ اللهُ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللهِ هَلَّا أَمْتَعْتَنَا بِهِ فَأُصِيبَ صَبِيحَةَ لَيْلَتِهِ فَقَالَ الْقَوْمُ حَبِطَ

۶۳۸۳۔ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر کی طرف نکلے تو ان میں سے ایک مرد نے کہا کہ اے عامر! ہم کو اپنے شعروں میں سے کچھ سنا سو وہ راگ سے ان کو ہانکنے لگا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون ہے یہ ہانکنے والا سرور سے؟ لوگوں نے کہا عامر، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے تو لوگوں نے کہا یا حضرت! کیوں نہیں فائدہ دیا آپ نے ہم کو اس کے ساتھ یعنی آپ نے اس کے مرنے کی خبر دی اگر زندہ رہتا تو

عَمَلُهُ قَتَلَ نَفْسَهُ فَلَمَّا رَجَعْتُ وَهُمْ يَتَحَدَّثُوْنَ أَنَّ عَامِرًا حَبِطَ عَمَلُهُ فَجِئْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ فَدَاكَ أَبِيْ وَأُمِّيْ زَعَمُوْا أَنَّ عَامِرًا حَبِطَ عَمَلُهُ فَقَالَ كَذَبَ مَنْ قَالَهَا إِنَّ لَهُ لَأَجْرَيْنِ اثْنَيْنِ إِنَّهُ لَجَاهِدٌ مُجَاهِدٌ وَأَيُّ قَتْلٍ يَزِيْدُهُ عَلَيْهِ.

ہم کو اس سے فائدہ ہوتا تو اسی رات کو صبح کو شہید ہوا تو لوگوں نے کہا کہ اس کا عمل اکارت ہوا اس نے اپنی جان کو آپ مارا یعنی حرام موت مرا سو جب میں پھرا اور لوگ چرچا کرتے تھے کہ عامر کا عمل اکارت ہوا تو میں حضرت ﷺ کے پاس آیا تو میں نے کہا یا حضرت! میرے ماں باپ آپ پر فدا لوگوں نے گمان کیا کہ عامر کا کیا اکارت ہوا، حضرت ﷺ نے فرمایا جھوٹ کہا جس نے وہ قول کہا بے شک اس کے واسطے تو دوہرا ثواب ہے بے شک وہ غازی تھا اور محنت کش اور کون سا قتل ہے کہ اجر کو اس پر زیادہ کرے یعنی کوئی ایسا شہید نہیں ہوا جس کا ثواب عامر کی شہادت سے زیادہ ہو۔

فائدہ: اور اس طریق میں یہ مذکور نہیں کہ عامر نے اپنے آپ کو کس طرح مارا تھا اور ادب میں گزر چکا ہے کہ عامر کی تلوار چھوٹی تھی سو اس نے ایک یہودی پر تلوار ماری سو ان کی تلوار اُلٹ کر ان کے زانو پر لگی تو وہ اسی صدمے سے مر گئے اور ایک روایت میں ہے کہ ان کی تلوار اُلٹ کر ان کو لگی اور ان کو قتل کیا اور یہی مراد ہے ترجمہ میں روایت کیا ہے اس کو اسماعیلی نے اور بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی عادت کے موافق اشارہ کر دیا ہے اس طرف کہ وارد ہوئی ہے اس کے بعض طریقوں میں وہ چیز جو ترجمہ باب کے مطابق ہے اور اعتراض کیا ہے اس پر کرمانی نے سو اس نے کہا کہ قول اس کا ترجمہ میں کہ اس کے واسطے دیت نہیں اس باب میں بے محل ہے لائق یہ تھا کہ اس کو پہلے ترجمہ میں لاتا اذا مات فی الزحام فلا دیة له علی المزاحمین اور یہ شاید اس کے ناقلوں کا تصرف ہے اور کہا ظاہریہ نے کہ جو اپنے آپ کو خود مار ڈالے اس کی دیت اس کے عاقلہ پر ہے سو شاید بخاری نے ارادہ کیا ہے اس قول کے رد کا، میں کہتا ہوں کہ ہاں بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی یہی مراد ہے لیکن اس کے قائل پر جو ظاہریہ سے پہلے ہے اور میں گمان کرتا ہوں کہ مذہب ظاہریہ کا صحیح بخاری کی تصنیف سے پیچھے ظاہر ہوا اس واسطے کہ صحیح بخاری ۲۲۰ھ میں تصنیف ہوئی اور اس وقت داؤد ظاہریہ کا پیشوا طالب علم تھا بیس سال کی عمر میں اور یہ جو کرمانی نے کہا کہ اس کے واسطے لائق پہلا باب تھا تو یہ قول اس کا صحیح ہے لیکن اس کا اس باب میں ہونا زیادہ تر لائق ہے اس واسطے کہ جو ہجوم میں مر جائے اس کے حق میں خلاف قوی ہے اسی واسطے نہیں جزم کیا اس نے ساتھ نفی کے اور یہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے تصرفات کی خوبیوں سے ہے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا عَضَّ رَجُلًا فَوَقَعَتْ ثَنَايَاهُ

جب کوئی کسی مرد کو دانتوں سے کاٹے اور اس کے دانت گر پڑیں

فائدہ: یعنی کیا اس میں کوئی چیز لازم ہے یا نہیں؟

٦٣٨٤۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ سَمِعْتُ زُرَارَةَ بْنَ أَوْفٰى عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ رَجُلًا عَضَّ يَدَ رَجُلٍ فَنَزَعَ يَدَهُ مِنْ فَمِهِ فَوَقَعَتْ ثَنِيَّتَاهُ فَاخْتَصَمُوْا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَعَضُّ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ كَمَا يَعَضُّ الْفَحْلُ لَا دِيَةَ لَكَ.

۶۳۸۴۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے ایک مرد کا ہاتھ کاٹ کھایا تو اس نے اپنا ہاتھ اس کے منہ سے کھینچا تو کاٹنے والے کا دانت گر پڑا سو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جھگڑتے آئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی چبا لیتا ہے اپنے بھائی کا ہاتھ جیسے اونٹ چبا لیتا ہے تجھ کو خون بہا نہ ملے گا یعنی اس نے اپنے بچاؤ کے واسطے اپنا ہاتھ کھینچا اگر تیرا دانت گر پڑا تو وہ کیا کرے؟۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایسی صورت میں کچھ بدلا نہیں اور یہی مذہب ہے سب اماموں کا۔

٦٣٨٥۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلٰى عَنْ أَبِيْهِ قَالَ خَرَجْتُ فِيْ غَزْوَةٍ فَعَضَّ رَجُلٌ فَانْتَزَعَ ثَنِيَّتَهُ فَأَبْطَلَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۶۳۸۵۔ حضرت یعلیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک جہاد میں نکلا تو ایک شخص نے دوسرے کا ہاتھ کاٹ کھایا تو اس کا دانت گر پڑا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو باطل کیا اور اس کا بدلہ نہ دلوایا۔

فائدہ: اور لیا ہے ساتھ اس قصے کے جمہور نے سو کہا انہوں نے کہ نہیں لازم ہے معضوض پر قصاص اور نہ دیت اس واسطے کہ وہ حملہ کرنے والے کے حکم میں ہے اور نیز حجت پکڑی ہے جمہور نے ساتھ اجماع کے کہ جو دوسرے پر ہتھیار اٹھا دے تا کہ اس کو قتل کرے اور اس نے اس کو اپنی جان سے ہٹایا اور ہتھیار اٹھانے والے کو قتل کیا تو نہیں ہے کچھ چیز اوپر اس کے پس اسی طرح نہیں ضامن ہوتا ہے اس کے دانت کا ساتھ دفع کرنے اس کے اپنے بیان سے کہا انہوں نے اور اگر معضوض کسی اور چیز میں اس کو زخمی کرے تو بھی اس پر کچھ لازم نہیں آتا اور شرط رائیگاں ہونے کی یہ ہے کہ معضوض یعنی کاٹا گیا اس سے درد پائے اور یہ کہ اس کو اپنے ہاتھ کا خلاص کرنا بغیر اس کے ممکن نہ ہو اور اگر اس کے منہ پر مارنے یا اس کی داڑھی اکھاڑنے سے ہاتھ چھوڑانا ممکن ہو تو اس کا دانت نہ اکھاڑے اور باوجود ممکن ہونے خلاصی کے اس سے ساتھ ہلکی بات کے اگر بھاری بات کو اختیار کرے تو وہ معاف نہیں اور شافعیہ کے نزدیک مطلق معاف ہے ایک وجہ میں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر دفع کرے اس کو بغیر اس کے تو اس پر ضمان ہے اور مالک سے دو روایتیں ہیں مشہور تر یہ ہے کہ واجب ہے بدلہ اور جواب دیا ہے انہوں نے اس حدیث سے کہ احتمال ہے کہ سبب معاف ہونے کا شدت کاٹنے کی ہو نہ کھینچنا ہاتھ کا تو کاٹنے والے کے دانت کا گر پڑنا خود اپنے فعل سے ہوگا نہ کاٹے گئے کے فعل سے اس واسطے کہ اگر یہ ہاتھ والے کے فعل سے ہوتا تو اس کو ممکن تھا کہ خلاص کرتا اپنے

ہاتھ کو بغیر دانت اکھاڑنے کے اور نہ جائز ہوتا دفع کرنا ساتھ اثقل کے باوجود ہلکی چیز کے اور بعض نے کہا کہ یہ ایک خاص واقعہ کا ذکر ہے اس کے واسطے عموم نہیں اور تعقب کیا گیا ہے اس کا ساتھ اس کے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اسی طرح حکم کیا جیسا کہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اجارے میں اس حدیث کے بعد نقل کیا ہے اور بعض مالکیہ نے کہا کہ کاٹنے والے کا فعل اور ہے اور اس نے اس کے عضو کا قصد کیا تھا اور معضوض کا فعل اور ہے سو واجب ہے کہ دونوں میں سے ہر ایک ضامن ہو دوسرے کے قصور کا جیسے ایک نے دوسرے کی آنکھ پھوڑی اور دوسرے نے اس کا ہاتھ کاٹا اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ یہ قیاس ہے نص کے مقابلے میں اور وہ فاسد ہے اور کہا یحییٰ بن عمر نے کہ اگر مالک کو یہ حدیث پہنچتی تو اس کا خلاف نہ کرتا اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں ڈرانا ہے غضب سے اور یہ کہ جس کو غصہ آئے جہاں تک ہو سکے اس کو مٹا دے اس واسطے کہ غصے ہی نے اس کے دانت اکھاڑنے تک نوبت پہنچائی اس واسطے کہ یہ قصہ یعلیٰ اور اس کے مزدور کا ہے اور وہ مزدور پر غصے ہوا اور غصے سے اس کا ہاتھ کاٹا جس نے اپنا ہاتھ کھینچا تو اس کا دانت گر پڑا اور اگر غصے نہ ہوتا تو یہاں تک نوبت نہ پہنچتی اور یہ کہ جائز ہے مزدور رکھنا آزاد کا خدمت کے واسطے اور کفایت محنت کے جہاد میں نہ اس واسطے کہ اس کی طرف سے لڑے کما تقدم فی الجہاد اور اس میں پہنچانا فوج داری مقدمے کا ہے طرف حاکم کی اور یہ کہ آدمی اپنے نفس کے واسطے بدلہ نہ لے اور اس میں دفع کرنا حملہ کرنے والے کا ہے اور یہ کہ جب نہ ممکن ہو خلاص مگر ساتھ قصور کرنے کے اس کے نفس میں یا بعض عضو میں اور وہ اس کو کرے تو وہ معاف ہے اور علماء کو اس میں اختلاف ہے اور یہ کہ جائز ہے تشبیہ دینا آدمی کے فعل کو چوپائے کے فعل سے جب کہ مقصود نفرت دلانا ہو اس فعل سے۔ (فتح)

بَابٌ ﴿اَلسِّنُّ بِالسِّنِّ﴾ دانت بدلے دانت کے

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ اجماع ہے اوپر اکھاڑنے دانت کے بدلے دانت کے اور باقی ہڈیوں میں اختلاف ہے سو کہا مالک نے کہ اس میں بدلہ ہے مگر جو مجوف ہو یا ہو مانند مامومہ کی اور منقلہ کی اور ہاشمہ کی اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ آیت کے اور وجہ دلالت کی اس سے یہ ہے کہ پہلے پیغمبروں کی شرح ہمارے واسطے شرع ہے جب کہ ہمارے پیغمبر کی زبان پر بغیر انکار کے وارد ہو اور البتہ دلالت کی قول اللہ تعالیٰ نے ﴿اَلسِّنُّ بِالسِّنِّ﴾ اوپر جاری ہونے قصاص کے ہڈیوں میں اس واسطے کہ دانت ہڈی ہے مگر جس پر اجماع ہے کہ اس میں قصاص نہیں یا واسطے خوف مر جانے کے یا واسطے عدم قدرت کے مماثلت پر اور کہا شافعی اور لیث اور حنفیہ نے کہ نہیں قصاص ہے ہڈی میں سوائے دانت کے اس واسطے کہ ہڈی کے آگے حائل ہے چمڑا اور گوشت اور پٹھے جس کے ساتھ ہم مثل ہونا دشوار ہے اور اگر ممکن ہوتا تو البتہ حکم کرتے ہم ساتھ قصاص کے لیکن نہیں پہنچتا ہے طرف ہڈی کی یہاں تک کہ پہنچے اس کو جو آگے اس کے ہے جس کی قدر معلوم نہیں اور کہا طحاوی نے اتفاق ہے اس پر کہ سر کی ہڈی میں قصاص نہیں سو باقی

ہڈیاں بھی اس کے ساتھ ملحق ہوں گی اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ وہ قیاس ہے بیچ مقابلے نص کے اس واسطے کہ باب کی حدیث میں ہے کہ اس نے دانت توڑا تھا سو حکم کیا ساتھ قصاص کے باوجود اس کے کہ توڑنے میں ہم مثل ہونا ایک طور سے نہیں ہے۔ (فتح)

٦٣٨٦۔ حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ ابْنَةَ النَّضْرِ لَطَمَتْ جَارِيَةً فَكَسَرَتْ ثَنِيَّتَهَا فَأَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ بِالْقِصَاصِ.

٦٣٨٦۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نضر کی بیٹی نے ایک لڑکی کو طمانچہ مارا اور اس کا دانت توڑ ڈالا اس کے مالک حضرت ﷺ کے پاس آئے حضرت ﷺ نے قصاص کا حکم کیا یعنی دانت کے بدلے دانت توڑا جائے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ کتاب اللہ کی قصاص ہے یعنی حکم اللہ کا قصاص ہے یا حکم کتاب اللہ کا قصاص ہے اور بعض نے کہا کہ یہ اشارہ ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی طرف ﴿وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ﴾ اور بعض نے کہا کہ ﴿اَلسِّنُّ بِالسِّنِّ﴾ کی طرف بنا بر اس کے کہ شرع پہلے پیغمبروں کی ہمارے واسطے شرع ہے جب تک کہ نہ وارد ہو اس میں وہ چیز جو اس کی ناسخ ہو اور ایک روایت میں ہے کہ انس رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی کہ اس کا دانت نہیں توڑا جائے گا سو اس لڑکی کے مالک دیت پر راضی ہوئے اور دیت قبول کی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بعض بندے اللہ تعالیٰ کے ایسے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر کسی کام پر قسم کھا بیٹھیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو سچا کر دے اور اگر کوئی کہے کہ انس رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ کے حکم پر انکار کیوں کیا؟ تو جواب اس کا یہ ہے کہ یہ انکار نہیں بلکہ یہ اشارہ ہے طرف تاکید کی بیچ طلب شفاعت کے یعنی ان کے مالکوں کے پاس سفارش کریں تا کہ دیت کو قبول کر لیں اور بعض نے کہا کہ مراد انکار محض نہیں بلکہ کہا اس کو انس رضی اللہ عنہ نے واسطے توقع اور اُمید کے اللہ تعالیٰ کے فضل سے کہ مدعیوں کے دل میں صلح ڈالے تا کہ وہ قصاص سے درگزر کر کے دیت قبول کر لیں اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے طیبی نے کہ مراد حکم کا رد کرنا نہیں بلکہ نفی کرنی ہے اس کے وقوع کی بسبب اس چیز کے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہے لطف سے ساتھ اس کے بیچ کاموں اس کے اور اعتماد کرنے سے اس کے فضل پر کہ نہ محروم کرے اس کو جس میں اس نے اس کی قسم کھائی اور اس حدیث میں جواز قسم کا ہے اس میں جس کے واقع ہونے کا گمان ہو اور ثنا اس پر جس کے واسطے یہ واقع ہو جب کہ فتنے سے امن ہو اور مستحب ہونا عفو کا ہے قصاص سے اور شفاعت کرنا عفو میں اور یہ کہ اختیار قصاص یا دیت کا مستحق کے واسطے ہے مستحق علیہ پر اور ثابت کرنا قصاص کا عورتوں میں زخموں میں اور دانتوں میں اور اس میں صلح کرنا ہے دیت پر اور جاری ہونا قصاص کا بیچ توڑنے دانت کے اور محل اس کا وہ ہے جب کہ ممکن ہو ہم مثل ہونا کہ سوہن کے ساتھ اس کا اتنا دانت کاٹا جائے۔ (فتح)

بَابُ دِيَةِ الْأَصَابِعِ

انگلیوں کی دیت کا بیان یعنی کیا سب برابر ہیں

یا مختلف ہیں؟۔

۶۳۸۷۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هٰذِهِ وَهٰذِهِ سَوَآءٌ يَعْنِي الْخِنْصَرَ وَالْإِبْهَامَ. حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ.

۶۳۸۷حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ اور یہ برابر ہیں چھنگلی اور انگوٹھا خون بہا میں برابر ہیں۔

فائدہ: یعنی دیت سب انگلیوں میں برابر ہے چھوٹی ہو یا بڑی ہاتھوں کی ہو یا پاؤں کی اور آدمی کا پورا خون بہا ہزار دینار یا دس ہزار درہم یا سو اونٹ ہے اور ایک انگلی کا خون بہا دسواں حصہ ہے پوری دیت کا یعنی سو دینار یا ہزار درہم یا دس اونٹ کہا ترمذی نے کہ عمل اسی پر ہے نزدیک اہل علم کے اور یہی قول ہے ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور احمد رحمۃ اللہ علیہ اور اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کا اور یہی قول ہے تمام شہروں کے فقہاء کا اور قدیم زمانہ میں اس میں اختلاف تھا اور عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انگوٹھے میں پندرہ اونٹ اور بنصر میں نو اور خنصر میں چھ اور سبابہ اور وسطی میں دس دس اور مؤطا مالک میں ہے کہ جو نامہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن حزم کے واسطے دیتوں میں لکھا تھا اس میں ہے کہ دس انگلیوں میں سو اونٹ ہیں اور ایک ہاتھ میں پچاس اونٹ ہیں اور ایک پاؤں میں پچاس اونٹ ہیں اور ہر انگلی میں دس دس اونٹ ہیں اور شعبی سے روایت ہے کہ میں شریح کے پاس تھا سو اس کے پاس ایک مرد آیا سو اس نے کہا شریح سے پوچھا شریح نے کہا کہ ہر انگلی میں دس اونٹ ہیں تو اس نے کہا سبحان اللہ کیا یہ اور یہ انگوٹھا اور چھنگلی برابر ہیں؟ تو شریح نے کہا تیری کم بختی بے شک سنت نے قیاس کو منع کر دیا ہے یعنی سنت کے ہوتے قیاس کرنے منع ہے سنت کی پیروی کر اور بدعت نہ نکال خطابی نے کہا کہ انگلیوں اور دانتوں کی دیت باعتبار اشتراک کے ہے اسم میں نہ باعتبار معنی کے اور کہا کہ یہ حدیث اصل ہے ہر قصور میں جس کی کیت اور انداز ضبط نہ ہو سکے اس واسطے کہ انگلیوں کا حال اور نفع اور قوت مختلف ہے اور ان کی دیت برابر ہے اور اسی طرح دانتوں کا حال بھی مختلف ہے اور ان کی دیت برابر ہے اور اسی طرح اُن زخموں کا حال ہے جو ہڈی کھول دیں کہ وہ مختلف ہیں اور ان کی دیت برابر ہے۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا أَصَابَ قَوْمٌ مِّنْ رَّجُلٍ هَلْ يُعَاقِبُ أَوْ يَقْتَصُّ مِنْهُمْ كُلِّهِمْ.

جب قتل کریں یا زخمی کریں ایک جماعت ایک شخص کو تو کیا واجب ہے قصاص یا سزا سب پر یا متعین ہے ایک پر تا کہ اس سے بدلہ لیا جائے اور باقی لوگوں سے جو اس

کے ساتھ شریک ہوں دیت لی جائے۔

فائدہ: اور مراد ساتھ عقاب کے اس جگہ مکافات ہے اور شاید اشارہ کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابن سیرین کے قول کی طرف کہ اگر دو آدمی کسی شخص کو ماریں تو ایک کو قتل کیا جائے اور دوسرے سے دیت لی جائے اور جب زیادہ ہوں تو باقی دیت ان پر تقسیم کی جائے مثلا اگر دس آدمی مل کر ایک شخص کو قتل کریں تو ایک کو قتل کیا جائے اور باقی نو آدمیوں سے نواں حصہ دیت کا لیا جائے اور شعبی سے ہے کہ ولی قتل کرے جس کو ان میں سے چاہے اور باقی لوگوں سے معاف کرے اور بعض سلف سے ہے کہ ساقط ہوتا ہے قصاص اور متعین ہوتی ہے دیت یہ اہل ظاہر سے محکی ہے اور معاویہ اور زہری اور ابن زبیر سے بھی ابن سیرین کے قول کے موافق آیا ہے اور جمہور کی حجت یہ ہے کہ جان حصے حصے نہیں ہو سکتی ہے سو نہیں ہوگا نابود ہونا جان کا ساتھ فعل بعض کے سوائے بعض کے اور ہر ایک ان میں سے قاتل ہوگا اور اسی طرح اگر سب مل کر پتھر اٹھا کر کسی مرد کو ماریں اور وہ اس سے مر جائے تو گویا سب نے اس کو اٹھایا برخلاف اس کے کہ روٹی کے کھانے میں شریک ہوں اس واسطے کہ روٹی ٹکڑے ٹکڑے ہو سکتی ہے ظاہر میں بھی اور باطن میں بھی۔ (فتح)

وَقَالَ مُطَرِّفٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ فِي رَجُلَيْنِ شَهِدَا عَلٰى رَجُلٍ أَنَّهُ سَرَقَ فَقَطَعَهُ عَلِيٌّ ثُمَّ جَآءَ ا بِآخَرَ وَقَالَا أَخْطَأْنَا فَأَبْطَلَ شَهَادَتَهُمَا وَأُخِذَا بِدِيَةِ الْأَوَّلِ وَقَالَ لَوْ عَلِمْتُ أَنَّكُمَا تَعَمَّدْتُمَا لَقَطَعْتُكُمَا.

اور کہا مطرف نے شعبی سے ان دو مردوں کے حق میں جنہوں نے گواہی دی ایک مرد پر کہ اس نے چوری کی تو علی رضی اللہ عنہ نے اس کا ہاتھ کاٹا پھر دونوں اور شخص کو لائے تو دونوں نے کہا کہ ہم سے خطا ہوئی گواہی دینے میں اول پر یہ ہے جس نے چوری کی تو علی رضی اللہ عنہ نے دونوں کی شہادت کو باطل کیا اور اول کی دیت لی یعنی دوسرے پر ان کی گواہی قبول نہ کی اور دونوں سے پہلے کی دیت لی اور فرمایا کہ اگر میں جانتا کہ تم نے جان بوجھ کر یہ گواہی دی ہے تو تم دونوں کے ہاتھ کاٹ ڈالتا۔

قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ لِيَ ابْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ غُلَامًا قُتِلَ غِيْلَةً فَقَالَ عُمَرُ لَوِ اشْتَرَكَ فِيْهَا أَهْلُ صَنْعَآءَ لَقَتَلْتُهُمْ وَقَالَ مُغِيْرَةُ بْنُ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک لڑکا پوشیدہ مارا گیا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر صنعا والے سب اس میں شریک ہوتے تو میں سب کو قتل کرتا اور کہا مغیرہ نے اپنے باپ سے کہ چار شخصوں نے ایک لڑکے کو قتل کیا مثل اس کی۔

حَکِیْمٍ عَنْ أَبِیْهِ إِنَّ أَرْبَعَةً قَتَلُوْا صَبِیًّا فَقَالَ عُمَرُ مِثْلَهٗ.

فائدہ: یہ واقعہ صنعا کا ہے کہ ایک عورت نے اپنے بیٹے کو چند شخصوں سے جو اس کے یار تھے قتل کروایا اور اس کا خاوند کہیں چلا گیا ہوا تھا تو یہ خبر عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو پہنچی تب انہوں نے یہ کہا۔

وَأَقَادَ أَبُوْ بَكْرٍ وَابْنُ الزُّبَيْرِ وَعَلِيٌّ وَسُوَيْدُ بْنُ مُقَرِّنٍ مِنْ لَطْمَةٍ وَأَقَادَ عُمَرُ مِنْ ضَرْبَةٍ بِالدِّرَّةِ وَأَقَادَ عَلِيٌّ مِنْ ثَلَاثَةِ أَسْوَاطٍ وَاقْتَصَّ شُرَيْحٌ مِنْ سَوْطٍ وَخُمُوْشٍ.

اور قصاص لیا ابوبکر اور ابن زبیر اور علی اور سوید نے طمانچہ کا یعنی طمانچہ کے بدلے طمانچہ مارا اور بدلہ لیا عمر نے درے کی چوٹ کا اور بدلہ لیا علی رضی اللہ عنہ نے تین کوڑوں کا اور بدلہ لیا شریح نے کوڑوں کا اور زخم کا جس میں دیت معین نہیں۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ عثمان اور خالد سے بھی ابوبکر کے قول کے موافق آیا ہے اور یہ قول شعبی کا ہے اور ایک جماعت اہل حدیث کا اور کہا لیث اور ابن قاسم نے کہ کوڑے وغیرہ کی مار کا بدلہ لیا جائے مگر جو آنکھ میں طمانچہ مارے اس میں سزا ہے واسطے خوف آنکھ کے اور اکثر کا قول یہ ہے کہ طمانچہ کا بدلہ نہیں مگر یہ کہ زخم کرے کہ اس میں حکومت ہے اور یہی مشہور قول ہے مالک کا اور سبب اس میں یہ ہے کہ طمانچہ میں مماثلت مشکل ہے اس واسطے کہ زور والے کا طمانچہ سخت ہوتا ہے اور کمزور کا نرم ہوتا ہے پس لائق ہے تعزیر جو طمانچہ مارنے والے کے لائق اور مناسب ہو اور کہا ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مبالغہ کیا ہے بعض متاخرین نے سو نقل کیا ہے انہوں نے اجماع اس پر کہ طمانچہ اور ضرب کا بدلہ نہیں اس میں تعزیر ہے اور غفلت کی ہے اس نے اس واسطے کہ بدلہ لینا اس کا ثابت ہو چکا ہے خلفائے راشدین سے۔ (فتح)

۶۳۸۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ أَبِيْ عَائِشَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ لَدَدْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَرَضِهٖ وَجَعَلَ يُشِيْرُ إِلَيْنَا لَا تَلُدُّوْنِيْ قَالَ فَقُلْنَا كَرَاهِيَةُ الْمَرِيْضِ بِالدَّوَآءِ فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ أَلَمْ أَنْهَكُمْ أَنْ تَلُدُّوْنِيْ قَالَ قُلْنَا كَرَاهِيَةٌ لِلدَّوَآءِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَبْقٰى مِنْكُمْ أَحَدٌ إِلَّا لُدَّ

۶۳۸۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حلق میں دوا لگائی آپ کی بیماری میں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری طرف اشارہ کیا کہ میرے حلق میں دوا مت لگاؤ ہم نے کہا اس واسطے منع کرتے ہیں کہ بیمار دوا سے کراہت کرتا ہے یعنی نہی تحریمی نہیں پھر جب ہوش میں آئے تو فرمایا کہ کیا میں نے تم کو منع نہیں کیا تھا کہ میرے حلق میں دوا مت ڈالو ہم نے کہا کہ بیمار تو دوا کو برا جانتا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی گھر میں باقی نہ رہے مگر کہ اس کے حلق میں دوا ڈالی جائے میرے سامنے عباس رضی اللہ عنہ کے

وَاَنَا اَنْظُرُ اِلَّا الْعَبَّاسَ فَاِنَّهٗ لَمْ يَشْهَدْكُمْ. سوائے کہ وہ تمہارے ساتھ موجود نہ تھے۔

فائدہ: یہ حدیث نہیں ظاہر ہے قصاص میں لیکن قول حضرت ﷺ کا اس کے آخر میں عباس رضی اللہ عنہ کے سوائے دلالت کرتا ہے اوپر اس کے سو تمسک کیا ہے ساتھ اس کے جو کہتا ہے کہ یہ حضرت ﷺ نے بطور قصاص کے کیا تھا نہ بطور تادیب کے اور یہ حجت ہے اس کے واسطے جو کہتا ہے کہ طمانچہ اور کوڑے کا بدلہ لیا جائے اور قصاص قتل میں یہ حدیث ظاہر نہیں اور جواب دیا ہے ابن منیر نے ساتھ اس کے کہ یہ مستفاد ہے جاری کرنے قصاص کے سے حقیر چیزوں میں اور جب ان میں قصاص سے تادیب کی طرف عدول نہیں کیا جاتا تو اسی طرح لائق ہے کہ جاری ہو قصاص سب ان لوگوں پر جو قتل میں شریک ہوں برابر ہے کہ تھوڑے ہوں یا بہت اس واسطے کہ حصہ ہر ایک کا اُن میں کبیرہ گناہ ہے پس کس طرح نہ جاری ہوگا اس میں قصاص۔ (فتح)

بَابُ الْقَسَامَةِ — باب ہے قسامت کے بیان میں

فائدہ: قسامت کے معنی ہیں قسم کھانا مقتول کے ولیوں کا جب کہ دعویٰ کریں خون کا یا جن پر خون کا دعویٰ کیا گیا۔

وَقَالَ الْاَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاهِدَاكَ اَوْ يَمِيْنُهٗ. اشعث بن قیس سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ تیرے دو گواہ چاہییں یا قسم اس کی یہ ایک ٹکڑا ہے ایک حدیث کا جو پہلے گزر چکی ہے۔

فائدہ: اور اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ ذکر کرنے اس کے اس طرف کہ سعید بن عبید کی حدیث کو باب میں ترجیح ہے کہ قسامت میں پہلے مدعا علیہم کو قسم دی جائے کما سیاتی، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ اَبِيْ مُلَيْكَةَ لَمْ يُقِدْ بِهَا مُعَاوِيَةُ اور کہا ابن ابی ملیکہ نے کہ نہیں بدلہ لیا ساتھ اس کے یعنی قسامت کے معاویہ رضی اللہ عنہ نے

فائدہ: اور عبداللہ بن زبیر نے اس کے ساتھ بدلہ لیا ہے۔ (فتح) اور ایک روایت میں ہے کہ سعید بن عاص نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے حکم سے مقتول کے وارثوں سے پچاس آدمی سے قسم لی پھر قاتل کو ان کے حوالے کر دیا۔ (فتح)

وَكَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ اِلٰى عَدِيِّ بْنِ اَرْطَاةَ وَكَانَ اَمَّرَهٗ عَلَى الْبَصْرَةِ فِيْ قَتِيْلٍ وُجِدَ عِنْدَ بَيْتٍ مِّنْ بُيُوْتِ السَّمَّانِيْنَ اِنْ وَجَدَ اَصْحَابُهٗ بَيِّنَةً وَّاِلَّا فَلَا تَظْلِمِ النَّاسَ فَاِنَّ هٰذَا لَا يُقْضٰى فِيْهِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ. اور لکھا عمر بن عبدالعزیز نے عدی کی طرف اور اس کو بصرے پر حاکم کیا تھا ایک مقتول کے حق میں جو روغن فروشوں کے ایک گھر کے پاس پایا گیا کہ اگر اس کے ساتھی یعنی اس کے وارث گواہ پائیں تو فبہا ورنہ لوگوں پر ظلم نہ کرنا اس واسطے کہ نہیں حکم کیا جاتا ہے اس میں قیامت تک۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے قسامت میں بدلہ لیا ہے اور شاید جب وہ مدینے پر حاکم تھے اس وقت نہ لیا ہوگا پھر جب خود خلیفہ ہوئے تو قسامت کا بدلہ لیا اور عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے سالم بن عبداللہ نے قسامت سے انکار کیا سو ابن منذر نے اس سے روایت کی ہے کہ وہ کہتا تھا خرابی ہے اس قوم کے واسطے جو قسم کھاتے ہیں اس چیز سے جس کو انہوں نے نہیں دیکھا اور نہ ان کے پاس موجود تھے اور اگر میرا اختیار ہوتا تو ان کو سزا دیتا اور ٹھہراتا ان کو عبرت اور نہ قبول کرتا ان کی گواہی کو اور یہ قدح کرتا ہے بیچ نقل اجماع اہل مدینہ کے اوپر قصاص کے ساتھ قسامت کے اس واسطے کہ سالم اجل فقہاء مدینے سے ہے اور نیز روایت کی ہے ابن منذر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ قسامت میں قصاص نہیں اور ابراہیم نخعی سے روایت ہے کہ قصاص ساتھ قسامت کے ظلم ہے اور حکم بن عتیبہ سے روایت ہے کہ وہ قسامت کو کچھ چیز نہیں دیکھتا تھا اور محصل خلاف کا قسامت میں یہ ہے کہ کیا عمل کیا جائے ساتھ اس کے یا نہیں اور برشق اول کے کیا وہ قصاص کو واجب کرتی ہے یا دیت کو اور کیا پہلے مدعیوں کو قسم دی جائے یا مدعا علیہم کو اور نیز اس کی شرط میں بھی اختلاف ہے۔ (فتح)

۶۳۸۹۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ زَعَمَ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ سَهْلُ بْنُ أَبِيْ حَثْمَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ نَفَرًا مِّنْ قَوْمِهِ انْطَلَقُوْا إِلٰى خَيْبَرَ فَتَفَرَّقُوْا فِيْهَا وَوَجَدُوْا أَحَدَهُمْ قَتِيْلًا وَقَالُوْا لِلَّذِيْ وُجِدَ فِيْهِمْ قَدْ قَتَلْتُمْ صَاحِبَنَا قَالُوْا مَا قَتَلْنَا وَلَا عَلِمْنَا قَاتِلًا فَانْطَلَقُوْا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ انْطَلَقْنَا إِلٰى خَيْبَرَ فَوَجَدْنَا أَحَدَنَا قَتِيْلًا فَقَالَ الْكُبْرَ الْكُبْرَ فَقَالَ لَهُمْ تَأْتُوْنَ بِالْبَيِّنَةِ عَلٰى مَنْ قَتَلَهُ قَالُوْا مَا لَنَا بَيِّنَةٌ قَالَ فَيَحْلِفُوْنَ قَالُوْا لَا نَرْضٰى بِأَيْمَانِ الْيَهُوْدِ فَكَرِهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُّبْطِلَ دَمَهُ فَوَدَاهُ مِائَةً مِّنْ إِبِلِ الصَّدَقَةِ.

۶۳۸۹۔ حضرت سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس کی قوم میں سے چند آدمی یعنی عبداللہ بن سہل اور محیصہ بن مسعود رضی اللہ عنہما خیبر کی طرف چلے اور اس میں جدا ہوئے اور انہوں نے اپنے ایک ساتھی کو مقتول پایا کسی نے اس کو قتل کیا اور کہا انہوں نے اُن لوگوں سے جن میں مقتول پایا گیا کہ تم ہی نے ہمارے ساتھی کو قتل کیا ہے انہوں نے کہا ہم نے قتل نہیں کیا اور نہ ہم کو قاتل معلوم ہے جس نے قتل کیا تو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چلے سو انہوں نے کہا یا حضرت! ہم خیبر کی طرف گئے تھے سو ہم نے اپنے ایک ساتھی کو مقتول پایا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلے بڑے کو بات کرنے دے پہلے بڑے کو بات کرنے دے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ کیا گواہ لاتے ہو اس پر جس نے اس کو قتل کیا؟ انہوں نے کہا ہمارے پاس گواہ نہیں ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سو مدعا علیہم قسم کھائیں گے انہوں نے کہا کہ ہم یہودیوں کی قسم سے راضی نہیں ہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے برا جانا کہ اس کا خون عبث جائے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

صدقہ کے اونٹوں سے سو اونٹ اس کی دیت دی۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ محیصہ رضی اللہ عنہ عبداللہ بن سہل رضی اللہ عنہ کے پاس آیا سو اس کو دیکھا کہ قتل کیا گیا ہے اپنے خون میں لوٹتا ہے سو اس نے اس کو دفنایا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم قسم کھاتے ہو کہ اپنے قاتل کے مستحق ہو اور ایک روایت میں ہے کیا تم مستحق ہوتے ہو اپنے ساتھی کے خون کے ساتھ قسم پچاس آدمیوں کے اور اس میں خلاص کرنا ہے مدعیوں کا ساتھ قسم کے اور یہ جو کہا کہ ہم یہودیوں کی قسموں سے راضی نہیں ہوتے تو یحییٰ بن سعید کی روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا سو بری کریں گے تم کو یہود ساتھ پچاس قسموں کے یعنی خلاص کریں گے تم کو قسموں سے ساتھ اس کے کہ قسم کھائیں گے اور جب انہوں نے قسم کھا لی تو ختم ہو جائے جھگڑا اور نہ واجب ہوگی ان پر کچھ چیز اور خلاص ہوئے تم قسموں سے تو انہوں نے کہا کہ ہم کافروں کی قسمیں کس طرح لیں ان کو کچھ پرواہ نہیں کہ ہم سب کو قتل کریں پھر قسمیں کھا لیں اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ نے صدقہ سے سو اونٹ اس کی دیت دی تو ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے اپنے پاس سے اس کی دیت دی اور مراد اپنے پاس سے یہ ہے کہ بیت المال سے جو جمع تھا واسطے بہتریوں مسلمانوں کے اور اس کو صدقہ کہا باعتبار انتفاع کے ساتھ اس کے مفت اس واسطے کہ اس میں قطع کرنا جھگڑے کا ہے اور اصلاح کرنا ذات البین کا اور بعض نے کہا کہ مراد زکوٰۃ کا مال ہے کہ اس کو مصالح عامہ میں خرچ کرنا جائز ہے اور استدلال کیا ہے اس نے ساتھ اس حدیث کے اور بنا بر اس کے پس مراد عندیت سے ہونا اس مال کا ہے تحت امر اور حکم حضرت ﷺ کے اور واسطے احتراز کے ٹھہرانے دیت اس کے سے یہود پر اور یہ فعل حضرت ﷺ کا بنا بر تقاضے کرم اور حسن سیاست حضرت ﷺ کے ہے اور واسطے حاصل کرنے مصلحت کے اور دفع کرنے مفسدے کے بطور تالیف کے خاص کر وقت دشوار ہونے وصول کے طرف استیفاء حق کے اور کہا عیاض نے کہ یہ حدیث ایک اصل ہے اصول شرع سے اور ایک قاعدہ ہے قواعد احکام سے اور ایک رکن ہے ارکان مصالح بندوں کے سے اور لیا ہے اس کو تمام اماموں اور سلف نے اصحاب اور تابعین اور علماء امت اور فقہاء شہروں کے سے حجاز والوں اور شام والوں اور کوفہ والوں سے اگرچہ اختلاف کیا ہے بیچ صورت اخذ اس کے اور ایک گروہ نے اس کے لینے میں توقف کیا ہے سو نہیں دیکھا انہوں نے قسامت کو اور نہیں ثابت کیا انہوں نے شرع میں ساتھ اس کے کوئی حکم اور یہ مذہب حکم بن عتیبہ اور ابی قلابہ اور سالم بن عبداللہ اور سلیمان بن عیار اور قتادہ اور مسلم اور ابراہیم بن علیہ کا ہے اور اسی کی طرف ہے مائل بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی اور گزر چکی ہے اول باب میں نقل اس شخص سے جو قسامت کو مشروع نہیں جانتا اور مختلف ہے قول مالک رحمۃ اللہ علیہ کا اس کے مشروع ہونے میں بیچ قتل خطا کے اور جو اس کے ساتھ قائل ہیں ان کو اختلاف ہے عمد میں کہ کیا واجب ہے اس کی دیت یا قصاص سو مذہب اکثر حجاز والوں کا یہ ہے کہ واجب ہے قصاص جب کہ اس کی شرطیں پوری ہوں اور یہ قول زہری اور ربیعہ اور ابوزناد اور مالک رحمۃ اللہ علیہ اور لیث

اور اوزاعی کا ہے اور ایک قول شافعی رحمہ اللہ کا اور احمد اور اسحاق اور ابوثور کا اور مروی ہے یہ بعض اصحاب سے مانند ابن زبیر کے اور اختلاف ہے عمر بن عبدالعزیز سے کہا ابوزناد نے کہ قتل کیا ہم نے ساتھ قسامت کے اور اصحاب عام تھے بے شک میں دیکھتا ہوں کہ وہ ہزار آدمی ہیں ان میں سے دو مختلف نہیں، میں کہتا ہوں اور یہ ابوزناد نے خارجہ سے نقل کیا ہے ورنہ ابوزناد کا بیس اصحاب کو دیکھنا بھی ثابت نہیں کہا قاضی نے اور حجت ان کی حدیث باب کی ہے یعنی روایت یحییٰ بن سعید کی کہ اس کا آنا صحیح طریقوں سے مدفوع نہیں ہوتا اور اس میں خلاص کرنا مدعیوں کا ہے قسم سے جب کہ انہوں نے انکار کیا اور رد کیا اس کو مدعا علیہم پر اور حجت پکڑی ہے انہوں نے حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ گواہ مدعی پر ہیں اور قسم مدعا علیہ پر مگر قسامت اور ساتھ قول مالک رحمہ اللہ کے کہ اجماع ہے اماموں کا قدیم زمانے اور پچھلے میں کہ قسامت میں پہلے مدعیوں سے شروع کیا جائے اور کہا انہوں نے سنت ہے مستقل اور اصل بسر خود واسطے زندگی لوگوں کے اور روکنے تعدی کرنے والوں کے اور مخالف ہوئی ہے قسامت مال کی دعووں کو پس بند کی گئی ہے اوپر اس چیز کے کہ وارد ہوئی بیچ اس کے اور ہر اصل کی پیروی کی جائے اور اس کے ساتھ عمل کیا جائے اور نہ چھوڑی جائے ایک سنت ساتھ دوسری سنت کے اور جواب دیا ہے انہوں نے سعید بن عبید کی روایت سے جو باب کی حدیث میں مذکور ہے ساتھ اس کے کہ وہ وہم ہے اس کے راوی سے کہ ساقط کیا ہے اس نے بری کرنا مدعیوں کا ساتھ قسم کے اس واسطے کہ اس میں قسم کے رد کرنے کا ذکر نہیں اور شامل ہے روایت یحییٰ کی اوپر زیادتی ثقہ کی پس واجب ہے قبول کرنا اس کا کہا قرطبی نے کہ اصل دعا میں یہ ہے کہ قسم مدعا علیہ پر ہے اور حکم قسامت کا اصل ہے بنفسہ واسطے مشکل ہونے اقامت گواہوں کے اوپر قتل کے اس میں غالبًا یعنی غالبًا اس میں قائم کرنا گواہوں کا قتل پر مشکل ہے اس واسطے کہ قاصد قتل کا قصد کرتا ہے تنہائی کو اور انتظار کرتا ہے مقتول کی غفلت کو اور مؤید ہے ساتھ اس کے روایت صحیحہ جو بخاری اور مسلم میں ہے اور جو قسامت کے سوائے ہے وہ باقی ہے اپنے اصل پر پھر نہیں ہے یہ نکلنا اصل سے بالکل بلکہ اس واسطے کہ مدعا علیہ کا تو قول معتبر ہوتا ہے واسطے قوی ہونے اس کی جانب کے ساتھ شہادت اصل کے اس کے واسطے ساتھ براءت کے اس چیز سے کہ اس پر دعویٰ کی گئی، اور وہ موجود ہے قسامت میں مدعی کی جانب میں واسطے قوی ہونے اس کی جانب کے ساتھ لوث کے جو اس کے دعویٰ کو قوی کرتا ہے کہا عیاض نے جو قائل ہیں ساتھ دیت کے انکار مذہب یہ ہے کہ پہلے مدعا علیہم سے قسم لی جائے مگر شافعی رحمہ اللہ اور احمد رحمہ اللہ سو وہ قائل ہیں ساتھ قول جمہور کے کہ پہلے مدعیوں کو قسم دی جائے اگر وہ قسم نہ کھائیں تو پھر مدعا علیہم سے اور قائل ہیں ساتھ عکس اس کے اہل کوفہ اور بہت اہل بصرہ سے اور بعض اہل مدینہ سے اور اوزاعی سو کہا کہ گاؤں والوں میں سے پچاس آدمی قسم کھائیں کہ ہم نے اس کو قتل نہیں کیا اور نہ ہم کو اس کا قاتل معلوم ہے سو اگر قسم کھالیں تو بری ہو جاتے ہیں اور اگر کم ہو قسامت ان کے عدد سے یا انکار کریں تو مدعی لوگ قسم کھائیں ایک مرد پر اور مستحق ہو جاتے ہیں خون کے اور اگر کم ہو قسامت ان کے

عدد سے تو اس کو اس کا بدلہ دیت دے اور کہا کوفیوں نے کہ اگر قسم کھائیں تو واجب ہے ان پر دیت اور آیا ہے یہ عمر رضی اللہ عنہ سے اور اتفاق ہے سب کا اس پر کہ نہیں واجب ہوتی ہے قسامت ساتھ مجرد دعویٰ ولیوں کے یہاں تک کہ قرین ہو ساتھ اس کے شبہ کہ غالب ہو گمان پر حکم کرنا ساتھ اس کے اور شبہ یہ ہے کہ بیمار کہے کہ میرا خون فلانے کے پاس ہے اور نہ ہو ساتھ اس کے کوئی اثر یا زخم یا گواہی دے وہ شخص جس کی گواہی سے نصاب پوری نہ ہو مثل ایک کی یا جماعت غیر عدول کے یا گواہی دیں دو عادل ساتھ ضرب کے پھر اس کے بعد چند روز زندہ رہے پھر مر جائے بغیر تخلل افاقہ کے کہ واجب ہوتی ہے اس میں قسامت نزدیک مالک رحمۃ اللہ علیہ اور لیث رحمۃ اللہ علیہ کے اور کہا شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس تیسری صورت میں کہ واجب ہے اس میں قصاص اور یا مقتول پایا جائے اور اس کے قریب وہ شخص ہو جس کے ہاتھ میں آلہ قتل کا ہو اور اس پر مثلاً خون کا نشان ہو اور نہ موجود ہو غیر اس کا کہ واجب ہے اس میں قسامت نزدیک مالک رحمۃ اللہ علیہ اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اور یا شبہ یہ کہ دو گروہ باہم لڑیں اور ان کے درمیان ایک مقتول پایا جائے کہ اس میں جمہور کے نزدیک قسامت ہے اور یا شبہ یہ کہ کسی محلے یا قبیلے میں مقتول پایا جائے سو یہ واجب کرتا ہے قسامت کو نزدیک ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ اور ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے تابعداروں کے اور نہیں واجب کرتا قسامت کو نزدیک ان کے سوائے اس صورت کے اور شرط اس کی ان کے نزدیک یہ ہے کہ مقتول میں کوئی اثر پایا جائے اور کہا داؤد نے کہ نہیں جاری ہوتی ہے قسامت مگر عمد میں شہر والوں پر یا بڑے گاؤں والوں پر اور وہ مقتول کے دشمن ہوں اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ اس میں قسامت نہیں بلکہ وہ معاف ہے اور ساتھ اس کے قائل ہے شافعی رحمۃ اللہ علیہ مگر یہ کہ ہو مثل اس قصے کی جو باب کی حدیث میں ہے واسطے موجود ہونے عداوت کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اوپر قصاص کے قسامت میں واسطے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فَتَسْتَحِقُّونَ قَاتِلَكُمْ اور دوسری روایت میں ہے دَمَ صَاحِبِكُمْ اور کہا ابن دقیق العید نے کہ استدلال ساتھ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جو دوسری روایت میں ہے فَيُدْفَعُ بِرُمَّتِهٖ قوی تر ہے اس واسطے کہ یہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مستعمل ہے اس میں کہ قاتل کو مقتول کے ولیوں کے حوالے کیا جائے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ یہ قصہ ایک ہے اور راویوں نے اس کے الفاظ میں اختلاف کیا ہے پس نہیں مستقیم ہے استدلال کرنا ساتھ کسی لفظ کے ان میں سے واسطے نہ تحقیق ہونے اس بات کے کہ یہی لفظ صادر ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور تمسک کیا ہے اس نے جو قائل ہے کہ نہیں واجب ہے مگر دیت ساتھ اس حدیث کے جو روایت کی ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی جامع میں شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے کہ پایا گیا ایک مقتول عرب کے دو گروہوں کے درمیان تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ دونوں جانب کو قیاس کرو جو گروہ اس مقتول سے قریب تر ہو ان سے پچاس قسمیں لو اور ان کو دیت لگاؤ اور اسی طرح خود عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے قریب تر گاؤں کے لوگوں سے قسم لی اس مقتول کے حق میں جو دو گاؤں کے درمیان پایا گیا ان کے پچاس آدمیوں سے قسم لی پھر ان پر دیت کا حکم کیا اور کہا کہ تمہاری قسموں نے تمہارے خونوں کو بچایا تم

سے قصاص معاف ہوا لیکن ایک مسلمان کا خون عبث نہیں جائے گا اس کی دیت پر بھر اور یہ جو کہ کہا علی رجل منهم تو اس سے استدلال کیا گیا ہے کہ قسامت سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ایک مرد پر ہوتی ہے اور یہ قول احمد رحمۃ اللہ علیہ اور مشہور قول مالک رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور کہا جمہور نے شرط ہے کہ معین پر ہو برابر ہے کہ ایک ہو یا زیادہ ایک سے اور اختلاف ہے کہ کیا سب کو قتل کیا جائے یا صرف ایک کو اور اس حدیث میں ہے کہ قسم قسامت میں نہیں ہوتی ہے مگر ساتھ جزم قاتل کے اور اس کا طریق مشاہدہ ہے اور خبر دینا معتمد آدمی کا باوجود قرینے کے جو اس پر دلالت کرے اور اس میں ہے کہ جس پر قسم متوجہ ہو اور وہ اس سے انکار کرے تو نہ حکم کیا جائے اس پر یہاں تک کہ وارد ہو قسم دوسرے پر اور یہ مشہور ہے نزدیک جمہور کے اور حنفیہ کے نزدیک حکم کیا جائے بغیر رد کرنے قسم کے اور یہ کہ قسامت کی قسمیں پچاس ہیں اور اختلاف ہے قسم کھانے والوں کے عدد میں سو کہا شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ نہیں واجب ہوتا ہے حق یہاں تک کہ وارث پچاس قسمیں کھائیں برابر ہے کہ کم ہوں یا بہت یعنی اس میں یہ ضروری ہے کہ قسمیں پچاس ہوں اور یہ ضروری نہیں کہ قسم کھانے والے بھی پچاس ہوں اور اگر اتفاقاً پچاس آدمی ہوں تو ہر ایک آدمی ایک قسم کھائے اور اگر کم ہوں یا بعض انکار کریں تو باقی لوگوں سے پچاس قسمیں لی جائیں اور اگر صرف ایک ہی مرد ہو تو پچاس بار قسم کھائے اور مستحق ہوگا اور کہا مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اس کے ساتھ عصبوں سے کوئی جوڑا جائے اور تو پچاس سے زیادہ ہوں تو ان میں سے پچاس آدمی قسم کھائیں اور کہا لیث رحمۃ اللہ علیہ نے کہ میں نے کسی سے نہیں سنا کہ وہ تین آدمیوں سے کم ہوتے ہیں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر مقدم کرنے بڑی عمر والے کے مہم امر میں جب کہ اس میں لیاقت ہو نہ اس وقت جب کہ اس میں اس کی لیاقت نہ ہو اور اسی پر محمول ہے جو باب کی حدیث میں ہے حکم مقدم کرنے بڑی عمر والے کے سے اور اس میں تانیس اور تسلی ہے مقتول کے وارثوں کے واسطے نہ یہ کہ وہ حکم ہے غائبوں پر اس واسطے کہ نہیں مقدم ہوئی صورت دعویٰ کی غائب پر اور سوائے اس کے نہیں کہ واقع ہوا ہے خبر دینا ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہوئی اور اس سے لیا جاتا ہے کہ مجرد دعویٰ نہیں واجب کرتا ہے مدعا علیہ کے حاضر کرنے کو اس واسطے کہ اس کے حاضر کرنے میں ضائع کرنا ہے ان کے وقت کا بغیر موجب کے اور بہر حال اگر ظاہر ہو وہ چیز جو قوی کرے دعویٰ کو شبہ ظاہر سے تو راجح یہ ہے کہ یہ مختلف ہے ساتھ قرب اور بعد اور شدت ضرر اور خفت اس کی کے اور یہ کہ جائز ہے کفایت کرنا ساتھ لکھنے کے اور ساتھ خبر واحد کے باوجود ممکن ہونے مشافہ کے اور یہ کہ قسم کھانا بغیر طلب کرنے حاکم کے بے فائدہ ہے اس کا کوئی اثر نہیں ہے واسطے قول یہودیوں کے ان کے جواب میں واللہ ما قتلنا اور یہ جو کہا انہوں نے کہ ہم یہودیوں کی قسم سے راضی نہیں تو اس میں بعید جاننا ہے ان کے سچ کو اس واسطے کہ ان کو معلوم تھا کہ وہ جھوٹی قسموں کے کھانے سے پرواہ نہیں کرتے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ دعویٰ قسامت میں ضروری ہے کہ عداوت یا کینہ یا اشتباہ سے ہو اور اختلاف ہے اس دعویٰ کے سننے میں اگرچہ قسامت کو واجب نہیں کرتا سو احمد رحمۃ اللہ علیہ

سے دو روایتیں ہیں اور قائل ہے ساتھ اس کے شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ مدعی اور مدعا علیہ جب قسم سے انکار کریں تو واجب ہے دیت بیت المال میں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ جو قسامت میں قسم کھائیں نہیں شرط ہے کہ ہو مرد بالغ اس واسطے کہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خمسین منکم مطلق ہے اور یہی ہے قول ربیعہ اور لیث اور ثوری اور اوزاعی اور احمد کا اور کہا مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہ عورتیں دعوی قسامت میں داخل نہیں اس واسطے کہ مقصود قسامت میں قتل ہے اور وہ عورتوں سے نہیں سنی جاتی ہے اور کہا شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ نہ قسم کھائے قسامت میں مگر عاقل بالغ اور نہیں فرق ہے اس میں درمیان مرد اور عورت کے اور کہا ابن منیر نے کہ مذہب بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ہے کہ اس نے قسامت کو ضعیف ٹھہرایا ہے اسی واسطے باب کی ابتدا میں پہلے وہ حدیثیں لایا ہے جو دلالت کرتی ہیں اس پر کہ قسم مدعا علیہ کی جانب میں ہے، میں کہتا ہوں اور جو ظاہر ہوتا ہے میرے واسطے یہ ہے کہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مطلق قسامت کو ضعیف نہیں ٹھہرایا بلکہ وہ شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے موافق ہے اس میں کہ نہیں ہے اس میں بدلہ اور مخالف ہے اس کو اس میں کہ جو اس میں قسم کھائے وہ مدعی ہے بلکہ اس کی رائے یہ ہے کہ روایات اس میں مختلف ہیں انصار اور یہود خیبر کے حصے میں پس رد ہو گا مختلف طرف متفق علیہ کی کہ قسم مدعا علیہ پر ہے اسی واسطے وارد کی ہے اس نے روایت سعید کی قسامت کے باب میں اور طریق یحییٰ کا دوسرے باب میں، واللہ اعلم۔ (فتح)

٦٣٩٠۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ بِشْرٍ إِسْمَاعِيْلُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ الْأَسَدِيُّ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ أَبِيْ عُثْمَانَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ رَجَاءٍ مِّنْ آلِ أَبِيْ قِلَابَةَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ قِلَابَةَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ أَبْرَزَ سَرِيْرَهُ يَوْمًا لِلنَّاسِ ثُمَّ أَذِنَ لَهُمْ فَدَخَلُوْا فَقَالَ مَا تَقُوْلُوْنَ فِي الْقَسَامَةِ قَالَ نَقُوْلُ الْقَسَامَةُ الْقَوَدُ بِهَا حَقٌّ وَقَدْ أَقَادَتْ بِهَا الْخُلَفَاءُ قَالَ لِيْ مَا تَقُوْلُ يَا أَبَا قِلَابَةَ وَنَصَبَنِيْ لِلنَّاسِ فَقُلْتُ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عِنْدَكَ رُؤُوْسُ الْأَجْنَادِ وَأَشْرَافُ الْعَرَبِ أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ خَمْسِيْنَ مِنْهُمْ شَهِدُوْا عَلٰى رَجُلٍ مُحْصَنٍ بِدِمَشْقَ أَنَّهُ قَدْ زَنٰى لَمْ يَرَوْهُ.

٦٣٩٠۔ حضرت ابو قلابہ سے روایت ہے کہ خلیفہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن اپنا تخت لوگوں کے واسطے ظاہر کیا یعنی اپنی خلافت میں اور وہ اس وقت شام میں تھا یعنی ظاہر کیا اس کو گھر سے باہر نہ یہ کہ شارع عام کی طرف پھر لوگوں کو آنے کی اجازت دی سو کہا کہ تم قسامت میں کیا کہتے ہو؟ لوگوں نے کہا کہ قسامت کا بدلہ حق ہے اور بدلہ لیا ہے ساتھ اس کے خلفاء نے پھر مجھ سے کہا کہ تو اے ابو قلابہ! کیا کہتا ہے؟ اور مجھ کو لوگوں کے مناظرہ کے واسطے منصوب کیا، تو میں نے کہا اے امیر المومنین! تیرے پاس نوجوانوں کے سردار اور عرب کے شریف لوگ موجود ہیں بھلا بتلا تو کہ اگر ان میں پچاس مرد گواہی دیں کسی مرد شادی شدہ پر جو دمشق میں ہو کہ اس نے زنا کیا ہے جس کو انہوں نے نہ دیکھا ہو تو کیا تو اس کو سنگسار کرے گا؟ اس نے کہا کہ نہیں میں نے کہا بھلا بتلا تو اگر

أَكُنتَ تَرْجُمُهُ قَالَ لَا قُلْتُ أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ خَمْسِينَ مِنهُمْ شَهِدُوْا عَلٰى رَجُلٍ بِحِمْصَ أَنَّهُ سَرَقَ أَكُنتَ تَقْطَعُهُ وَلَمْ يَرَوْهُ قَالَ لَا قُلْتُ فَوَاللّٰهِ مَا قَتَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدًا قَطُّ إِلَّا فِيْ إِحْدٰى ثَلَاثِ خِصَالٍ رَجُلٌ قَتَلَ بِجَرِيْرَةِ نَفْسِهٖ فَقُتِلَ أَوْ رَجُلٌ زَنٰى بَعْدَ إِحْصَانٍ أَوْ رَجُلٌ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَارْتَدَّ عَنِ الْإِسْلَامِ فَقَالَ الْقَوْمُ أَوَلَيْسَ قَدْ حَدَّثَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطَعَ فِي السَّرَقِ وَسَمَرَ الْأَعْيُنَ ثُمَّ نَبَذَهُمْ فِي الشَّمْسِ فَقُلْتُ أَنَا أُحَدِّثُكُمْ حَدِيْثَ أَنَسٍ حَدَّثَنِيْ أَنَسٌ أَنَّ نَفَرًا مِّنْ عُكْلٍ ثَمَانِيَةً قَدِمُوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَايَعُوْهُ عَلَى الْإِسْلَامِ فَاسْتَوْخَمُوا الْأَرْضَ فَسَقِمَتْ أَجْسَامُهُمْ فَشَكَوْا ذٰلِكَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَفَلَا تَخْرُجُوْنَ مَعَ رَاعِيْنَا فِيْ إِبِلِهٖ فَتُصِيْبُوْنَ مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا قَالُوْا بَلٰى فَخَرَجُوْا فَشَرِبُوْا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا فَصَحُّوْا فَقَتَلُوْا رَاعِيَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَطْرَدُوا النَّعَمَ فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَرْسَلَ فِيْ آثَارِهِمْ فَأُدْرِكُوْا فَجِيْءَ بِهِمْ فَأَمَرَ بِهِمْ فَقُطِّعَتْ أَيْدِيْهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ

پچاس آدمی گواہی دیں کسی مرد پر جو حمص میں ہو کہ اس نے چوری کی تو بھلا تو اس کا ہاتھ کاٹے گا، اور حالانکہ انہوں نے اس کو نہیں دیکھا؟ اس نے کہا نہیں میں نے کہا سو قسم ہے اللہ تعالیٰ کی نہیں قتل کیا حضرت ﷺ نے کسی (نمازی) کو کبھی مگر تین خصلتوں میں ایک تو وہ مرد جس نے اپنے نفس کی جنایت سے کسی کو قتل کیا سو اس کے عوض قتل کیا گیا دوسرا وہ مرد جس نے شادی کے بعد زنا کیا تیسرا وہ مرد جس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے لڑائی کی اور دین اسلام سے مرتد ہوا تو لوگوں نے یعنی عنبسہ نے کہا کہ کیا نہیں حدیث بیان کی انس رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت ﷺ نے چوری میں ہاتھ کاٹا اور آنکھوں میں گرم سلائی پھیر کے اندھا کیا پھر ان کو سورج کی گرمی میں ڈالا یعنی یہاں تک کہ مر گئے یعنی انس رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ گناہ میں بھی قتل کرنا جائز ہے اگرچہ نہ واقع ہو کفر تو پھر ان تین خصلتوں مذکورہ میں تو نے قتل کو کیوں بند کیا؟ اس نے کہا کہ میں تم سے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث بیان کرتا ہوں کہ قوم عکل اور عرینہ کے آٹھ شخص حضرت ﷺ کے پاس آئے تو انہوں نے حضرت ﷺ سے اسلام کی بیعت کی سو انہوں نے مدینے کی آب وہوا کو ناموافق پایا سو ان کے بدنوں میں بیماری ہوئی تو انہوں نے حضرت ﷺ سے اس کی شکایت کی تو حضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ کیا تم باہر نہیں نکلتے ہمارے چرانے والے کے ساتھ اس کے اونٹوں میں سو پاؤ ان کے دودھ اور پیشاب انہوں نے کہا کیوں نہیں، سو وہ اونٹوں کی طرف نکلے اور اونٹوں کا دودھ اور پیشاب پی کر اچھے ہوئے تو انہوں نے حضرت ﷺ کے اونٹ چرانے والے کو مار ڈالا اور اونٹوں کو

وَسَمَرَ أَعْيُنَهُمْ ثُمَّ نَبَذَهُمْ فِي الشَّمْسِ حَتّٰى مَاتُوْا قُلْتُ وَأَيُّ شَيْءٍ أَشَدُّ مِمَّا صَنَعَ هٰؤُلَاءِ ارْتَدُّوْا عَنِ الْإِسْلَامِ وَقَتَلُوْا وَسَرَقُوْا فَقَالَ عَنْبَسَةُ بْنُ سَعِيْدٍ وَاللّٰهِ إِنْ سَمِعْتُ كَالْيَوْمِ قَطُّ فَقُلْتُ أَتَرُدُّ عَلَيَّ حَدِيْثِي يَا عَنْبَسَةُ قَالَ لَا وَلٰكِنْ جِئْتَ بِالْحَدِيْثِ عَلٰى وَجْهِهٖ وَاللّٰهِ لَا يَزَالُ هٰذَا الْجُنْدُ بِخَيْرٍ مَا عَاشَ هٰذَا الشَّيْخُ بَيْنَ أَظْهُرِهِمْ قُلْتُ وَقَدْ كَانَ فِيْ هٰذَا سُنَّةٌ مِّنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهِ نَفَرٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَتَحَدَّثُوْا عِنْدَهٗ فَخَرَجَ رَجُلٌ مِّنْهُمْ بَيْنَ أَيْدِيْهِمْ فَقُتِلَ فَخَرَجُوْا بَعْدَهٗ فَإِذَا هُمْ بِصَاحِبِهِمْ يَتَشَحَّطُ فِي الدَّمِ فَرَجَعُوْا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَاحِبُنَا كَانَ تَحَدَّثَ مَعَنَا فَخَرَجَ بَيْنَ أَيْدِيْنَا فَإِذَا نَحْنُ بِهٖ يَتَشَحَّطُ فِي الدَّمِ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بِمَنْ تَظُنُّوْنَ أَوْ مَنْ تَرَوْنَ قَتَلَهٗ قَالُوْا نَرٰى أَنَّ الْيَهُوْدَ قَتَلَتْهُ فَأَرْسَلَ إِلَى الْيَهُوْدِ فَدَعَاهُمْ فَقَالَ أَأَنْتُمْ قَتَلْتُمْ هٰذَا قَالُوْا لَا قَالَ أَتَرْضَوْنَ نَفَلَ خَمْسِيْنَ مِنَ الْيَهُوْدِ مَا قَتَلُوْهُ فَقَالُوْا مَا يُبَالُوْنَ أَنْ يَقْتُلُوْنَا أَجْمَعِيْنَ ثُمَّ يَنْتَفِلُوْنَ قَالَ أَفَتَسْتَحِقُّوْنَ الدِّيَةَ بِأَيْمَانِ خَمْسِيْنَ مِنْكُمْ قَالُوْا مَا كُنَّا لِنَحْلِفَ فَوَدَاهُ

ہانک لے چلے سو حضرت ﷺ کو یہ خبر پہنچی حضرت ﷺ نے تلاش کرنے والے کو ان کے پیچھے بھیجا سو پائے گئے اور پکڑے گئے اور پکڑے آئے سو حضرت ﷺ نے حکم کیا ساتھ ان کے سو ان کے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے اور ان کی آنکھوں میں گرم سلائی پھیر کے ان کو اندھا کیا گیا پھر ان کو سورج کی گرمی میں پھینکا یہاں تک کہ مر گئے میں نے کہا اور کون سی چیز سخت تر ہے ان لوگوں کے فعل سے اسلام سے مرتد ہوئے اور قتل کیا چرواہے کو اور چوری کی تو کہا عنبسہ نے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی نہیں سنا میں نے آج کی طرح کبھی یعنی جیسا تجھ سے آج سنا تو میں نے کہا اے عنبسہ کیا تو میری حدیث سے انکار کرتا ہے اور مجھ کو متہم کرتا ہے اس نے کہا کہ نہیں لیکن تو نے حدیث بیان کی اپنے طور پر یعنی تو نے اس میں کچھ کمی بیشی نہیں کی ٹھیک بیان کی یعنی عنبسہ نے ابوقلابہ کی تعریف کی اور اس کے ضبط کا اقرار کیا اور شاید عنبسہ کا گمان یہ تھا کہ جائز ہے قتل کرنا گناہ میں اگرچہ نہ واقع ہو کفر پھر جب ابوقلابہ نے ساری حدیث بیان کی تو عنبسہ کو یاد آیا کہ یہی حدیث ہے جو انس رضی اللہ عنہ نے ان سے بیان کی تھی قسم ہے اللہ کی ہمیشہ رہے گی یہ فوج خیر میں جب تک یہ شیخ ان کے درمیان جیتا رہے گا اور البتہ اس باب میں حضرت ﷺ سے سنت وارد ہوئی ہے چند انصاری حضرت ﷺ پر داخل ہوئے اور آپ کے پاس بات چیت کی (اور شاید یہ قصہ عبداللہ بن سہل اور محیصہ کا ہے) تو ان میں سے ایک مرد ان کے آگے نکلا اور قتل کیا گیا اور باقی لوگ اس کے بعد نکلے سو اچانک انہوں نے اپنے ساتھی کو دیکھا کہ خون میں لوٹتا ہے سو وہ حضرت ﷺ کی طرف پھرے تو انہوں نے کہا یا حضرت! ہمارا ساتھی جو ہمارے ساتھ بات

مِنْ عِنْدِهٖ قُلْتُ وَقَدْ كَانَتْ هُذَيْلٌ خَلَعُوْا خَلِيْعًا لَهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَطَرَقَ أَهْلَ بَيْتٍ مِنَ الْيَمَنِ بِالْبَطْحَآءِ فَانْتَبَهَ لَهٗ رَجُلٌ مِنْهُمْ فَحَذَفَهٗ بِالسَّيْفِ فَقَتَلَهٗ فَجَآءَتْ هُذَيْلٌ فَأَخَذُوا الْيَمَانِيَّ فَرَفَعُوْهُ إِلٰى عُمَرَ بِالْمَوْسِمِ وَقَالُوْا قَتَلَ صَاحِبَنَا فَقَالَ إِنَّهُمْ قَدْ خَلَعُوْهُ فَقَالَ يُقْسِمُ خَمْسُوْنَ مِنْ هُذَيْلٍ مَا خَلَعُوْهُ قَالَ فَأَقْسَمَ مِنْهُمْ تِسْعَةٌ وَّأَرْبَعُوْنَ رَجُلًا وَقَدِمَ رَجُلٌ مِنْهُمْ مِنَ الشَّامِ فَسَأَلُوْهُ أَنْ يُقْسِمَ فَافْتَدٰى يَمِيْنَهٗ مِنْهُمْ بِأَلْفِ دِرْهَمٍ فَأَدْخَلُوْا مَكَانَهٗ رَجُلًا آخَرَ فَدَفَعَهٗ إِلٰى أَخِي الْمَقْتُوْلِ فَقُرِنَتْ يَدُهٗ بِيَدِهٖ قَالُوْا فَانْطَلَقَا وَالْخَمْسُوْنَ الَّذِيْنَ أَقْسَمُوْا حَتّٰى إِذَا كَانُوْا بِنَخْلَةَ أَخَذَتْهُمُ السَّمَآءُ فَدَخَلُوْا فِيْ غَارٍ فِي الْجَبَلِ فَانْهَجَمَ الْغَارُ عَلَى الْخَمْسِيْنَ الَّذِيْنَ أَقْسَمُوْا فَمَاتُوْا جَمِيْعًا وَأَفْلَتَ الْقَرِيْنَانِ وَاتَّبَعَهُمَا حَجَرٌ فَكَسَرَ رِجْلَ أَخِي الْمَقْتُوْلِ فَعَاشَ حَوْلًا ثُمَّ مَاتَ قُلْتُ وَقَدْ كَانَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَرْوَانَ أَقَادَ رَجُلًا بِالْقَسَامَةِ ثُمَّ نَدِمَ بَعْدَ مَا صَنَعَ فَأَمَرَ بِالْخَمْسِيْنَ الَّذِيْنَ أَقْسَمُوْا فَمُحُوْا مِنَ الدِّيْوَانِ وَسَيَّرَهُمْ إِلَى الشَّامِ.

کرتا تھا ہمارے آگے نکلا سو اچانک ہم نے اس کو دیکھا کہ خون میں لوٹتا ہے تو حضرت ﷺ باہر تشریف لائے سو فرمایا کہ کس پر تمہارا گمان ہے یا تمہارے گمان میں کس نے اس کو قتل کیا ہے سو انہوں نے کہ ہمارا گمان ہے کہ یہودیوں نے اسے قتل کیا ہے سو حضرت ﷺ نے یہود کو بلا بھیجا سو فرمایا کہ کیا تم نے اس کو قتل کیا ہے انہوں نے کہا نہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کیا تم راضی ہو یہود کی پچاس قسموں سے کہ انہوں نے اس کو قتل نہیں کیا تو مقتول کے وارثوں نے کہا کہ وہ نہیں پرواہ کرتے کہ ہم سب کو مار ڈالیں پھر قسم کھائیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم مستحق ہوتے ہو دیت کا اپنی پچاس قسموں سے انہوں نے کہا کہ ہم قسم نہیں کھائیں گے سو حضرت ﷺ نے اپنے پاس سے اس کی دیت دی، میں نے کہا اور البتہ ہذیل کے قبیلے نے جاہلیت کے زمانے میں اپنے ایک ہم قسم سے قسم توڑی تھی سو ہجوم کیا اس نے رات کو یمن کے ایک گھر والوں پر چھپ کر یعنی تا کہ ان کی کوئی چیز چرائے تو گھر والوں میں سے ایک مرد نے اس کو اچک لیا اور تلوار سے اس کو مار ڈالا پھر ہذیل کا قبیلہ آیا سو انہوں نے یمانی کو پکڑا جس نے اس کو تلوار سے مارا تھا اور اس کو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس موسم حج میں لے گئے سو انہوں نے کہا کہ اس نے ہمارے ساتھی کو قتل کیا ہے تو قاتل نے کہا کہ انہوں نے اس سے قسم توڑ ڈالی ہے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہذیل میں سے پچاس آدمی قسم کھائیں کہ انہوں نے اس سے قسم نہیں توڑی سو ان میں سے اُنتالیس آدمیوں نے جھوٹی قسم کھائی اور ایک مرد اُن میں سے شام سے آیا انہوں نے اس سے کہا کہ قسم کھا تو اس نے اپنی قسم کا بدلہ ہزار درہم دیا اور قسم نہ کھائی، اور انہوں نے اس

کی جگہ اور مرد کو داخل کیا سو عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو مقتول کے بھائی کے حوالے کیا تو اس کا ہاتھ اس کے ہاتھ سے جوڑا گیا سو ہم چلے اور وہ پچاس آدمی جنہوں نے قسم کھائی تھی یہاں تک کہ جب نخلہ (ایک جگہ کا نام ہے ایک دن مسافت پر مکے سے) میں تھے تو مینہ برسنا شروع ہوا سو وہ سب پہاڑ کی ایک غار میں گھس گئے سو اچانک گر پڑی غار اُن پچاس آدمیوں پر جنہوں نے جھوٹی قسم کھائی تھی سو سب مر گئے اور خلاص ہوئے دونوں قرین جن کے ہاتھ جوڑے گئے تھے یعنی بھائی مقتول کا اور جس نے پچاس کی گنتی پوری کی تھی سو دونوں کے پیچھے ایک پتھر لگا اور مقتول کے بھائی کا پاؤں توڑ ڈالا سو وہ ایک سال زندہ رہا پھر مر گیا اور البتہ عبدالملک بن مروان نے بدلہ لیا تھا ایک مرد سے قسامت میں پھر پچھتایا بعد اپنے کرتب کے سو حکم کیا ساتھ پچاس آدمیوں کے جنہوں نے قسم کھائی تھی سو ان کا نام دفتر سے کاٹا گیا اور ان کو شام کی طرف جلا وطن کیا۔

فائدہ: اور حاصل قصہ غار کا یہ ہے کہ قاتل نے دعویٰ کیا تھا کہ مقتول چور ہے اور اس کی قوم نے اس سے قسم توڑ ڈالی ہے تو اس کی قوم نے اس سے انکار کیا سو انہوں نے جھوٹی قسم کھائی کہ ہم نے اس سے قسم نہیں توڑی سو ہلاک کیا ان کو اللہ تعالیٰ نے ساتھ حنث قسامت کے اور خلاص ہوا مظلوم تنہا اور ظاہر مراد ابوقلابہ کی استدلال کرنا ہے ساتھ قصے عرینیوں کے واسطے اس چیز کے کہ دعویٰ کیا ہے اس کا اس کو حصر سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین خصلتوں کے سوائے کسی کو کبھی قتل نہیں کیا سو اعتراض کیا گیا ساتھ قصے عرینیوں کے اور قصد کیا معترض نے چوتھی قسم کے ثابت کرنے کا سو گمان کیا اس نے کہ عرینیوں کے قصے میں حجت ہے بیچ جواز قتل اس شخص کے جو نہیں مذکور ہے حدیث مذکور میں اور تھا تمسک کرتا ساتھ اس کے حجاج ظالم اور عنبسہ اس کا دوست تھا سو رد کیا اس پر ابو قلابہ نے ساتھ اس کے جس کا حاصل یہ ہے کہ بے شک وہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مستوجب ہوئے قتل کے ساتھ اس سبب کے کہ انہوں نے چرواہے کو قتل کیا اور دین اسلام سے مرتد ہو گئے اور یہ ظاہر ہے اس میں کچھ خفا نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ استدلال کیا ہے اس نے اوپر ترک قصاص کے قسامت میں ساتھ قصے مقتول کے نزدیک یہود کے کہ اس میں قصاص کا ذکر نہیں

قسامت میں بلکہ اور نہ اصل قصے میں قصاص کے ساتھ تصریح ہے جو عمدہ ہے باب میں پس نہیں وارد کیا ابو قلابہ نے قصہ عرنیوں کا واسطے استدلال کرنے کے ساتھ اس کے اوپر ترک قسامت کے بلکہ واسطے رد کرنے کے اس پر جو تمسک کرتا ہے ساتھ اس کے واسطے قصاص کے قسامت میں اور بہر حال قصہ غار کا سو اشارہ کیا ساتھ اس کے اس طرف کہ عادت جاری ہے ساتھ ہلاک ہونے اس شخص کے جو قسم کھائے قسامت میں بغیر حلم کے جیسا کہ واقع ہوا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں اس مقتول کے قصے میں جس کے سبب سے قسامت واقع ہوئی تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغمبر ہونے سے پہلے اور اس میں ہے کہ ایک سال نہ گزرا کہ اڑتالیس آدمی مر گئے جنہوں نے قسم کھائی تھی اور یہ معلوم نہیں کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ہذیل کے قصے میں کیا حکم کیا بدلہ لیا یا دیت کا حکم کیا اور نہیں ظاہر ہوئی میرے واسطے وجہ استدلال ابو قلابہ ساتھ کی ساتھ اس کے کہ قتل نہیں مشروع ہے مگر ان تینوں میں واسطے رد کرنے قصاص کے قسامت میں باوجود اس کے کہ قود مارنا جان کا ہے بدلے جان کے اور وہ داخل ہے ان تینوں قسم میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نزاع تو اس کے ثبوت کے طریق میں ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنِ اطَّلَعَ فِيْ بَيْتِ قَوْمٍ فَفَقَئُوْا عَيْنَهُ فَلَا دِيَةَ لَهُ

جو کسی قوم کے گھر میں جھانکے اور وہ اس کی آنکھ پھوڑ ڈالیں تو اس میں دیت نہیں

فائدہ: حدیث باب میں اس کی تصریح نہیں کہ اس کی دیت نہیں لیکن اس نے اپنی عادت کے موافق اشارہ کیا ہے طرف اس چیز کی جو اس کے بعض طریقوں میں وارد ہوئی ہے۔ (فتح)

٦٣٩١۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا اطَّلَعَ مِنْ جُحْرٍ فِيْ بَعْضِ حُجَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ إِلَيْهِ بِمِشْقَصٍ أَوْ بِمَشَاقِصَ وَجَعَلَ يَخْتِلُهُ لِيَطْعُنَهُ.

۶۳۹۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض کوٹھریوں میں سوراخ سے جھانکا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف چوڑے پھل والا تیر لے کر اٹھے اور اس کے ساتھ داؤ کرنے لگے کہ اس کو غافل پا کر زخمی کریں۔

٦٣٩٢۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَجُلًا اطَّلَعَ فِيْ جُحْرٍ فِيْ بَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۶۳۹۲۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کے دروازے میں سوراخ سے جھانکا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لوہے کی کنگھی تھی اس سے اپنے سر کو کھجلتے تھے پھر جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیکھا تو فرمایا کہ اگر میں جانتا کہ تو مجھ کو دیکھتا ہے تو اس سے تیری

مِدْرًى يَّحُكُّ بِهٖ رَأْسَهٗ فَلَمَّا رَاٰهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ أَعْلَمُ أَنَّكَ تَنْتَظِرُنِيْ لَطَعَنْتُ بِهٖ فِيْ عَيْنَيْكَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا جُعِلَ الْإِذْنُ مِنْ قِبَلِ الْبَصَرِ.

آنکھ پھوڑ ڈالتا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ آنے کی اجازت مانگنا تو صرف نظر ہی کے سبب سے ٹھہرائی گئی ہے۔

فائدہ: یعنی شرع میں جو حکم ہے گھر میں داخل ہونے کی اجازت مانگنے کا تو صرف اسی واسطے کہ آدمی کی نظر محرم پر نہ پڑے اور جب تو نے جھانکا تو اجازت مانگنے کا کیا فائدہ ہوا معلوم ہوا کہ بیگانے گھر میں جھانکنا سخت حرام ہے۔

۶۳۹۳۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ أَنَّ امْرَأً اطَّلَعَ عَلَيْكَ بِغَيْرِ إِذْنٍ فَخَذَفْتَهٗ بِعَصَاةٍ فَفَقَأْتَ عَيْنَهٗ لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ جُنَاحٌ.

۶۳۹۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی مرد تیرے گھر میں جھانکے بغیر تیری اجازت کے پھر تو اس کو کنکری سے مارے سو تو اس کی آنکھ پھوڑ ڈالے تو تجھ پر کچھ گناہ نہ ہوگا یعنی کچھ حرج نہیں۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ جو کسی قوم کے گھر میں جھانکے بغیر ان کی اجازت کے تو ان کے واسطے حلال ہے کہ اس کی آنکھ کو پھوڑ ڈالیں اور اس میں رد ہے اس شخص پر جو حمل کرتا ہے جناح کو اس جگہ گناہ پر اور مرتب کرتا ہے اس پر وجوب دیت کو اس واسطے کہ نہیں لازم آتا اس کے دور ہونے سے دور ہونا دیت کا اور وجہ دلالت کی یہ ہے کہ ثابت کرنا حلت کا منع کرتا ہے ثبوت قصاص اور دیت کو اور بیہقی وغیرہ میں اس سے صریح تر آچکا ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ جو کسی کے گھر میں جھانکے بغیر ان کی اجازت کے سو وہ اس کی آنکھ پھوڑ ڈالیں تو نہیں ہے دیت اور نہ قصاص اور وہ رائیگاں ہے اور ان حدیثوں میں بہت فائدے ہیں باقی رکھنا سر کے بالوں کا ہے اور تربیت ان کی اور رکھنا آلہ کا جس کے ساتھ اپنی جان سے موذی جانوروں کو دفع کرے اور اس کے ساتھ کھجلی واسطے دفع کرنے میل کے اور اس میں مشروع ہونا استیذان کا یعنی اجازت مانگنا اس سے جو بند دروازہ والے گھر کے اندر ہو اور منع ہے جھانکنا اس پر سوراخ کے اندر سے اور یہ کہ مشروع ہے کرنا کنگھی کا اور یہ کہ اجازت مانگنا نہیں خاص ہے ساتھ غیر محارم کے بلکہ مشروع ہے اس پر جو ننگا ہوا اگرچہ ماں ہو یا بہن اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر جواز تیر مارنے اس شخص کے جو جاسوسی کرے اور اگر خفیف سے نہ ہٹے تو جائز ہے ساتھ ثقیل کے اور یہ کہ اگر اس سے اس کا نفس یا بعض ہلاک ہو تو وہ ہدر ہے اور مالکیہ کا مذہب قصاص ہے اور یہ کہ نہیں جائز ہے قصد کرنا عین اور نہ غیر اس کے کا اور انہوں نے

علت یہ بیان کی ہے کہ گناہ نہیں دفع ہوتا ہے گناہ سے اور جواب دیا ہے جمہور نے کہ ماذون فیہ جب ثابت ہوا اذن تو نہیں نام رکھا جاتا ہے گناہ اگرچہ ہے یہ فعل کہ اگر اس سبب سے مجرد ہو تو گنا جاتا ہے گناہ اور اتفاق ہے سب کا اوپر دفع کرنے حملہ کرنے والے کے اگرچہ مدفوع کا نفس مارا جائے اور وہ بغیر سبب مذکور کے گناہ ہے پس یہ ملحق ہے ساتھ اس کے باوجود ثابت ہونے نص کے بیچ اس کے اور جواب دیا ہے انہوں نے حدیث سے ساتھ اس کے کہ وہ وارد ہوئی ہے بطور تغلیظ اور ڈرانے کے اور موافق ہوا ہے جمہور کو ان میں سے نافع اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر اعتبار قدر اس چیز کے کہ پھینکی جائے ساتھ کنکری کے جو پھینکی جاتی ہے واسطے قول حضرت ﷺ کے حدیث میں فخذفته سو اگر اس کو پتھر مارے جو قتل کرے یا تیر مثلاً تو تعلق پکڑتا ہے ساتھ اس کے قیاس اور ایک وجہ میں نہیں ہے بدلہ مطلق اور اگر نہ دفع ہو مگر ساتھ اس کے تو جائز ہے اور مستثنیٰ ہے اس سے وہ شخص کہ اس کے واسطے اس گھر میں عورت ہو یا محرم یا متاع سو ارادہ کرے اطلاع کا اوپر اس کے سو منع ہے کنکری مارنا اس کو واسطے شبہ کے اور بعض نے کہا کہ نہیں ہے اس میں کچھ فرق اور بعض نے کہا جائز ہے اگر نہ ہو گھر میں سوائے حریم اس کے اور بعض نے کہا کہ جائز ہے مطلق اس واسطے کہ بعض حالات ایسے ہیں کہ مکروہ ہے اطلاع اوپر ان کے۔ (فتح)

بَابُ الْعَاقِلَةِ — باب ہے عاقلہ کے بیان میں

فائدہ: عاقلہ جمع ہے عاقل کی اور وہ دینے والا ہے دیت کا اور دیت کا نام عقل رکھا گیا اس واسطے کہ اونٹ باندھے جاتے تھے ولی مقتول کے صحن میں پھر بہت ہوئی استعمال یہاں تک کہ عقل دیت پر بولا گیا اور مرد کے عاقلہ اس کے قرابتی ہیں باپ کی طرف سے اور وہ عصبے اس کے ہیں یعنی چچا اور بھتیجے وغیرہ اور اٹھانا عاقلہ کا دیت کو ثابت ہے ساتھ سنت کے اور اجماع ہے اہل علم کا اوپر اس کے اور وہ مخالف ہے واسطے ظاہر اس آیت کے ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی﴾ لیکن یہ حکم اٹھانے کا دیت کو مخصوص ہے اس کے عموم سے اس واسطے کہ اس میں مصلحت ہے اس واسطے کہ اگر قاتل پر دیت ڈالی جائے تو عنقریب ہے کہ آدمی اس کے تمام مال پر کہ پے در پے خطا ہونے سے اس کو امن نہیں اور اگر دیت نہ لی جائے تو البتہ رائیگاں ہوگا دم مقتول کا، میں کہتا ہوں احتمال ہے کہ راز اس میں یہ ہو کہ اگر صرف قاتل کو چٹی لگائی جائے یہاں تک کہ محتاج ہو جائے تو البتہ رجوع کرے گا امر طرف راہدار کے بعد محتاج ہونے کے سو ٹھہرائی گئی اس کے عصبوں پر اس واسطے کہ ایک کے محتاج ہونے کا احتمال اکثر ہے احتمال محتاج ہونے جماعت کے سے اور اس واسطے کہ جب یہ اس سے مکرر ہوا تو ہوگا ڈرانا اس کا عود سے ایسے فعل کی طرف جماعت سے زیادہ تر باعث طرف قبول کی ڈرانے اس کے سے نفس اپنے کو اور علم نزدیک اللہ تعالیٰ کے ہے اور عاقلة الرجل اس کا قبیلہ ہے سو پہلے پہل قریب تر شاخ سے شروع کیا جائے پھر اگر عاجز ہوں تو جوڑا جائے طرف ان کی جو قریب تر ہو طرف ان کی اور وہ آزاد بالغ مردوں پر ہے جو اُن سے مال دار ہوں۔ (فتح)

٦٣٩٤۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا مُطَرِّفٌ قَالَ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جُحَيْفَةَ قَالَ سَأَلْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ مِّمَّا لَيْسَ فِي الْقُرْآنِ وَقَالَ مَرَّةً مَا لَيْسَ عِنْدَ النَّاسِ فَقَالَ وَالَّذِيْ فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ مَا عِنْدَنَا إِلَّا مَا فِي الْقُرْآنِ إِلَّا فَهْمًا يُعْطٰى رَجُلٌ فِيْ كِتَابِهٖ وَمَا فِي الصَّحِيْفَةِ قُلْتُ وَمَا فِي الصَّحِيْفَةِ قَالَ الْعَقْلُ وَفِكَاكُ الْأَسِيْرِ وَأَنْ لَّا يُقْتَلَ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ.

۶۳۹۴۔ حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا تمہارے پاس کچھ چیز ہے جو قرآن میں نہیں اور ایک بار یوں کہا جو لوگوں کے پاس نہیں تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا قسم ہے اس کی جس نے دانے کو پھاڑا اور جان دار چیزوں کو پیدا کیا نہیں ہے ہمارے پاس کچھ مگر جو اس قرآن میں ہے مگر سمجھ اور بوجھ دیا گیا کوئی مرد اس کی کتاب میں اور جو اس کاغذ میں ہے میں نے کہا اور کیا ہے اس کاغذ میں کہا دیت کا بیان اور یہ کہ نہ قتل کیا جائے مسلمان کو بدلے کافر کے۔

فائدہ: جو قرآن میں نہیں یعنی جس کو تم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لکھا برابر ہے کہ اس کو یاد رکھا یا نہیں اور نہیں ہے مراد تعمیم ہر مکتوب اور محفوظ کے واسطے کثرت مرویات علی رضی اللہ عنہ کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو اس کاغذ میں نہ تھے اور مراد وہ چیز ہے جو سمجھی جائے فحوے لفظ قرآن سے اور استدلال کیا جائے ساتھ اس کے باطن معانی اس کے سے اور مراد علی رضی اللہ عنہ کی یہ ہے کہ جو ان کے نزدیک زائد ہے قرآن پر اس چیز سے ہے کہ لکھا گیا ہے اس سے صحیفہ مذکورہ اور جو استنباط کیا گیا ہے قرآن سے اور شاید علی رضی اللہ عنہ لکھتے تھے جو واقع ہوتا ان کے واسطے اس سے تا کہ نہ بھول جائیں برخلاف اس چیز کے کہ یاد رکھا اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے احکام سے اس واسطے کہ خبر گیری کرتے تھے اس کے ساتھ فعل کے اور فتوے دینے کے سو نہ ڈرے اس پر بھول سے۔ (فتح)

بَابُ جَنِيْنِ الْمَرْأَةِ

عورت کے پیٹ کا بچہ یعنی کچا

فائدہ: جنین اس بچے کو کہتے ہیں جو عورت کے پیٹ میں ہو جننے سے پہلے۔

٦٣٩٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ وَحَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ امْرَأَتَيْنِ مِنْ هُذَيْلٍ رَمَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرٰى فَطَرَحَتْ جَنِيْنَهَا فَقَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

۶۳۹۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قوم ہذیل کی دو عورتیں آپس میں لڑیں اور ایک نے دوسری کو پتھر مارا سو اس کے پیٹ کے بچے کو گرایا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں ایک بردے کا حکم کیا غلام یا لونڈی۔

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهَا بِغُرَّةٍ عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ.

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ وہ عورت مرگئی تو حضرت ﷺ نے حکم کیا کہ اس کی میراث اس کے بیٹوں اور خاوند کے واسطے ہے اور یہ کہ دیت اس کے عصبوں پر ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ فرمایا دس اونٹ یا سو بکری دے اور ایک روایت میں ہے کہ ایک غرہ دے غلام ہو یا لونڈی یا گھوڑا یا خچر اور نقل کیا ہے ابن منذر نے طاؤس اور مجاہد اور عروہ سے کہ مراد غرہ سے غلام ہے یا لونڈی یا گھوڑا اور کہا اہل ظاہر نے کہ کفایت کرتی ہے وہ چیز کہ واقع ہو اس پر اسم غرہ کا اور غرہ دراصل کہتے ہیں اس سفیدی کو جو گھوڑے کی پیشانی میں ہوتی ہے اور حدیث میں آدمی کے واسطے بھی استعمال کی گئی ہے اور غرہ بولا جاتا ہے نفیس چیز پر آدمی ہو یا کچھ اور چیز ہو مرد ہو یا عورت اور کہا مالک رحمہ اللہ نے کہ کالا لونڈی غلام جنین کی دیت میں کافی نہیں یعنی بلکہ گورے رنگ کا ہے اس واسطے کہ اگر غرہ میں معنی زائد نہ ہوتے تو اس کو ذکر نہ کرتے اور کہا جاتا ہے کہ وہ اکیلا ہوا ہے ساتھ اس کے اور تمام فقہاء کہتے ہیں کہ اگر کالا غلام نکالے تو بھی جائز ہے اور جواب دیا ہے انہوں نے ساتھ اس وجہ کہ کہ مراد معنی زائد سے یہ ہیں کہ نفیس اور قیمتی ہو اسی واسطے تفسیر کیا ہے اس کو لونڈی یا غلام سے اس واسطے کہ آدمی سب جاندار چیزوں سے اشرف ہے بنا براس کے جمہور کے قول پر کم تر وہ چیز جو کافی ہے غلام یا لونڈی سے وہ چیز ہے جو سالم ہو عیبوں سے کہ ثابت ہوتا ہے ساتھ ان کے پھیر دینا بیع میں اس واسطے کہ عیب دار چیز نہیں ہے خیار سے یعنی بہتر یعنی راجح یہ ہے کہ کفایت کرتا ہے غلام اگرچہ پہنچے ساٹھ برس کی عمر کو یا زیادہ کو جب تک کہ نہ پہنچے طرف عدم استقلال کے ساتھ بڑھاپے کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر نہ واجب ہونے قصاص کے جب کہ بھاری چیز سے قتل کرے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس میں قصاص کا حکم نہیں کیا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حکم کیا ہے ساتھ دیت کے اور جو قتل بالمثقل میں قصاص کا قائل ہے اس نے جواب دیا ہے ساتھ اس کے کہ چوب خیمے کی مختلف ہوتی ہے کبھی بڑی ہوتی ہے کبھی چھوٹی اور بعض غالبًا قتل کر ڈالتی ہیں اور بعض غالبًا قتل نہیں کرتی اور مطرد ہونا مماثلت کا قصاص میں تو صرف اس وقت مشروع ہے جب کہ واقع ہو قتل ساتھ اس چیز کے کہ غالبًا قتل کر ڈالے اور اس جواب میں نظر ہے اس واسطے کہ ظاہر یہ ہے کہ اس میں قصاص کو تو صرف اس واسطے واجب نہیں کیا کہ ایسی چیز میں قصد قتل کا نہیں ہوتا اور شرط قصاص کی عمد اور قصد ہے اور یہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ شبہ عمد ہے پس نہیں ہے حجت بیچ اس کے واسطے قتل بالمثقل کے اور عکس اس کے کی۔ (فتح)

٦٣٩٦۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ اسْتَشَارَهُمْ فِي إِمْلَاصِ الْمَرْأَةِ فَقَالَ

٦٣٩٦۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان سے مشورہ طلب کیا بیچ حکم اس عورت کے جس کے پیٹ میں مارا جائے اور اس کے پیٹ سے کچا بچہ گر پڑے سو مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حکم کیا ہے اس میں حضرت ﷺ

الْمُغِيْرَةُ قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْغُرَّةِ عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ. فَشَهِدَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ أَنَّهُ شَهِدَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى بِهٖ.

نے ساتھ ایک بردے کے غلام ہو یا لونڈی سو گواہی دی محمد بن مسلمہ نے کہ حضرت ﷺ نے اس کی موجودگی میں اس کے ساتھ حکم کیا ہے۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لا جو تیرے ساتھ گواہی دے تو محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ آیا سو اس نے اس کی گواہی دی۔ (فتح)۔

۶۳۹۷۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ عُمَرَ نَشَدَ النَّاسَ مَنْ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى فِي السِّقْطِ فَقَالَ الْمُغِيْرَةُ أَنَا سَمِعْتُهُ قَضٰى فِيْهِ بِغُرَّةٍ عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ. قَالَ ائْتِ مَنْ يَّشْهَدُ مَعَكَ عَلٰى هٰذَا فَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ أَنَا أَشْهَدُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ هٰذَا.

۶۳۹۷۔ حضرت عروہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے قسم کے ساتھ پوچھا کہ کون ہے؟ جس نے سنا ہو کہ حضرت ﷺ نے حکم کیا کچے بچے میں جو عورت کے پیٹ سے گرے تو کہا مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کہ میں نے سنا حضرت ﷺ سے حکم کیا اس میں ساتھ ایک بردے کے غلام ہو یا لونڈی عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لا جو گواہی دے ساتھ تیرے اوپر اس کے تو محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں حضرت ﷺ پر ساتھ ایسے حکم کے۔

حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ سَمِعَ الْمُغِيْرَةَ بْنَ شُعْبَةَ يُحَدِّثُ عَنْ عُمَرَ أَنَّهُ اسْتَشَارَهُمْ فِيْ إِمْلَاصِ الْمَرْأَةِ مِثْلَهُ.

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مشورہ لیا اُن سے بیچ حکم اس عورت کے کہ کوئی اس کو مارے اور اس کے پیٹ سے کچا بچہ گر پڑے مثل اس کی۔

فائدہ: کہا ابن دقیق العید نے کہ یہ حدیث اصل ہے بیچ ثابت کرنے دیت عورت کے پیٹ کے بچے کے اور یہ کہ واجب اس میں ایک بردہ ہے غلام ہو یا لونڈی اور یہ اس وقت ہے جب کہ اس کے پیٹ سے بچہ مرا ہوا گرے بسبب مار کے اور تصرف کیا ہے فقہاء نے ساتھ قصد کرنے کے بردے کی عمر میں اور یہ حدیث کے مقتضیٰ سے نہیں ہے اور مشورہ طلب کرنا عمر رضی اللہ عنہ کا اصل ہے بیچ سوال امام کے حکم سے جب کہ اس کو معلوم نہ ہو یا اس کو شک ہو یا ثبوت کا ارادہ ہو اور اس میں ہے کہ بعض خاص واقعی اکابر پر پوشیدہ رہتے ہیں اور جانتے ہیں ان کو جو ان سے کم ہوں اور اس میں رد ہے مقلد پر جب کہ استدلال کیا جائے اس پر ساتھ اس حدیث کے جو اس کے مخالف ہو اور

جواب دے کہ اگر یہ صحیح ہوتی تو مثلاً میرا امام اس کو جانتا اس واسطے کہ جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ جیسے شخص سے اس کا پوشیدہ رہنا جائز ہے تو پھر اس سے پیچھے ہے اس سے پوشیدہ رہنا اس کا زیادہ تر جائز ہوگا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ قول عمر رضی اللہ عنہ کے کہ اس پر گواہ لا اس شخص نے جو دیکھتا ہے اعتبار عدد کو روایت میں اور شرط کرتا ہے کہ نہیں قبول ہے روایت میں کم تر دو سے جیسا کہ اکثر گواہیوں میں ہے اور یہ استدلال ضعیف ہے جیسا کہ کہا ابن دقیق العید نے کہ اس واسطے کہ بے شک ثابت ہو چکا ہے قبول کرنا ایک کی خبر کا چند جگہوں میں اور طلب کرنا عدد کا خاص جزی صورت میں نہیں دلالت کرتا ہے اوپر معتبر ہونے اس کے ہر واقعہ میں واسطے جواز مانع خاص کے اس صورت میں باوجود سبب کے جو تقاضا کرے ثابت کرنے کو اور زیادتی استظہار کو خاص کر جب کہ قائم ہو قرینہ اور البتہ تصریح کی عمر رضی اللہ عنہ نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے قصے میں کہ ارادہ کیا ہے اس نے زیادہ ثبوت کا اور یہ جو کہا املاص المرء ۃ تو یہ صریح تر ہے اس میں کہ ضرور ہے منفصل ہونا بچے کا مردہ اور البتہ شرط کی ہے فقہاء نے بیچ واجب ہونے بردے کے جدا ہونا بچے کا پیٹ سے مر کر بسبب مار کے اور اگر جدا ہو زندہ پھر مر جائے تو واجب ہے اس میں قصاص یا دیت پوری اور اگر اس کی ماں مر گئی اور وہ جدا نہ ہو تو نہیں واجب ہے اس پر کوئی چیز نزدیک شافعیہ کے واسطے نہ ہونے یقین وجود بچے کے کہ ہے یا نہیں اور بنا بر اس کے کیا معتبر نفس انفصال ہے یا تحقق حصول بچے کا پیٹ میں اس میں دو قول ہیں اور ظاہر ہوتا ہے اثر اس کا جب کہ اس کا پیٹ چیرا جائے اور اس کے پیٹ میں بچہ نظر آئے اور اس وقت جب کہ مثلاً بچے کا سر نکلے بعد مار کے اور ماں مر جائے اور وہ جدا نہ ہوا اور ابوداؤد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ **فالقت غلاما قد نبت شعرہ** یعنی اس نے لڑکا ڈالا جس کے بال اُگے تھے سو یہ حدیث صریح ہے بیچ انفصال کے یعنی لڑکا اس کے پیٹ سے باہر گر پڑا تھا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے کہ حکم مذکور خاص ہے ساتھ لڑکے آزاد عورت کے اس واسطے کہ یہ قصہ اس کے حق میں وارد ہوا ہے اور البتہ تصرف کیا ہے اس میں فقہاء نے سو کہا شافعیہ نے کہ واجب بیچ بچے لونڈی کے دسواں حصہ ہے اس کی ماں کی قیمت کا جیسا کہ آزاد عورت کے بچے میں دسواں حصہ ہے اس کی ماں کی دیت کا اور اس پر کہ حکم مذکور خاص ہے ساتھ اس کے جس پر اسلام کے ساتھ حکم کیا جائے یعنی مسلمان کہا جائے اور نہیں تعرض کیا واسطے اس بچے کہ جو یہودی ہو یا نصرانی اور یہ کہ قتل مذکور نہیں جاری ہے بجائے عمد کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر ذم تک بندی کی کلام میں اور محل مکروہ ہونے کا وہ ہے جو ظاہر تکلف ہو یا ہو ساتھ انسجام کے لیکن جب کہ ہو بیچ باطل کرنے حق کے یا حق کرنے باطل کے اور بہر حال اگر ہو ساتھ انجسام کے اور وہ حق باب میں ہو یا مباح میں تو اس میں کراہت نہیں ہے بلکہ کبھی مستحب ہوتا ہے جیسا کہ ہو اس میں اذعان مخالف کا واسطے فرمانبرداری کے اور جو بعض اوقات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صادر ہوا ہے تو وہ اتفاق سے واقع ہوا ہے واسطے بڑے ہونے بلاغت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نہ قصداً ۔ (فتح)

بَابُ جَنِينِ الْمَرْأَةِ وَأَنَّ الْعَقْلَ عَلَى الْوَالِدِ وَعَصَبَةِ الْوَالِدِ لَا عَلَى الْوَلَدِ

عورت کے پیٹ کا بچہ اور یہ کہ اس کی دیت والد پر ہے اور والد کے عصبوں پر نہ ولد پر

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ مراد یہ ہے کہ قتل کی گئی عورت کی دیت قتل کرنے والی عورت کے والد پر ہے اور اس کے عصبوں پر، میں کہتا ہوں اور قاتلہ کا باپ اور اس کے باپ کے عصبے اس عورت قاتلہ کے عصبے ہیں سو یہ مطابق ہے باب کی پہلی حدیث کے لفظ کو اور یہ کہ دیت اس عورت کے عصبات پر ہے اور نیز بیان کیا ہے اس کو دوسری حدیث کے لفظ نے کہ حکم کیا کہ اس کی دیت اس کے عاقلہ پر ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ذکر کیا ہے اس کو ساتھ لفظ والد کے واسطے اشارہ کرنے کے طرف اس چیز کی کہ وارد ہوئی ہے قصے کے بعض طریقوں میں اور یہ جو کہا نہ ولد پر تو مراد یہ ہے کہ لڑکا عورت کا جب کہ نہ ہو اس کے عصبوں سے تو نہیں ہے اس پر دیت اس کی اس واسطے کہ دیت تو عصبوں پر ہے سوائے ذوی الارحام کے اور اسی واسطے نہیں دیت لی جاتی ہے اُن بھائیوں سے جو ماں کی طرف سے ہوں اور حدیث اس کو چاہتی ہے کہ جو عورت کا وارث ہوتا ہے اس پر اس کی دیت نہیں آتی اور اس پر سب علماء کا اتفاق ہے۔ (فتح)

۶۳۹۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى فِي جَنِينِ امْرَأَةٍ مِّنْ بَنِي لَحْيَانَ بِغُرَّةٍ عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ ثُمَّ إِنَّ الْمَرْأَةَ الَّتِي قَضَى عَلَيْهَا بِالْغُرَّةِ تُوُفِّيَتْ فَقَضَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ مِيرَاثَهَا لِبَنِيهَا وَزَوْجِهَا وَأَنَّ الْعَقْلَ عَلَى عَصَبَتِهَا.

۶۳۹۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا ایک عورت کے پیٹ کے بچے میں جو قوم بنی لحیان سے تھی ساتھ ایک بردے کے غلام ہو یا لونڈی پھر جس عورت پر ایک بردے کا حکم کیا تھا وہ مر گئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا کہ اس کی میراث اس کے بیٹوں اور خاوند کے واسطے ہے اور یہ کہ دیت اس کے عصبوں پر ہے۔

فائدہ: اور اُسامہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ اس عورت کے باپ نے کہا کہ اس عورت کے بیٹے اس کی دیت دیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی دیت اس کے عصبوں پر ہے۔

۶۳۹۹۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ

۶۳۹۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قوم ہذیل کی دو عورتیں آپس میں لڑیں سو ایک نے دوسرے کو پتھر مارا سو قتل کیا اس کو اور اس کے پیٹ کے بچے کو سو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جھگڑتی آئی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا کہ اس کے پیٹ

اقْتَتَلَتِ امْرَأَتَانِ مِنْ هُذَيْلٍ فَرَمَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَى بِحَجَرٍ فَقَتَلَتْهَا وَمَا فِي بَطْنِهَا فَاخْتَصَمُوْا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَضَى أَنَّ دِيَةَ جَنِيْنِهَا غُرَّةٌ عَبْدٌ أَوْ وَلِيْدَةٌ وَقَضَى أَنَّ دِيَةَ الْمَرْأَةِ عَلَى عَاقِلَتِهَا.

کے بچے کی دیت ایک بردہ ہے غلام ہو یا لونڈی اور حضرت ﷺ نے حکم کیا کہ اس کی دیت عصبوں پر ہے۔

بَابُ مَنِ اسْتَعَارَ عَبْدًا أَوْ صَبِيًّا

جو عاریت لے غلام یا لڑکا

فائدہ: اور مناسبت اس باب کی کتاب سے یہ ہے کہ اگر ہلاک ہو جائے تو واجب ہے اس میں قیمت غلام کی یا دیت آزاد کی۔ (فتح)

وَيُذْكَرُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ بَعَثَتْ إِلَى مُعَلِّمِ الْكُتَّابِ ابْعَثْ إِلَيَّ غِلْمَانًا يَنْفُشُوْنَ صُوْفًا وَلَا تَبْعَثْ إِلَيَّ حُرًّا

اور ذکر کیا جاتا ہے کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے معلم کتاب کو کہلا بھیجا کہ لڑکوں کو میرے پاس بھیج کہ صوف یعنی ان کو دُھنیں اور نہ بھیج میری طرف کسی آزاد کو۔

۶۴۰۰۔ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ أَخَذَ أَبُوْ طَلْحَةَ بِيَدِيْ فَانْطَلَقَ بِيْ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ أَنَسًا غُلَامٌ كَيِّسٌ فَلْيَخْدُمْكَ قَالَ فَخَدَمْتُهُ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ فَوَاللّٰهِ مَا قَالَ لِيْ لِشَيْءٍ صَنَعْتُهُ لِمَ صَنَعْتَ هٰذَا هٰكَذَا وَلَا لِشَيْءٍ لَمْ أَصْنَعْهُ لِمَ لَمْ تَصْنَعْ هٰذَا هٰكَذَا.

۶۴۰۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ مدینے میں تشریف لائے یعنی ہجرت کر کے تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھ کو حضرت ﷺ کے پاس لے گیا سو کہا یا حضرت! بے شک انس رضی اللہ عنہ دانا لڑکا ہے سو چاہیے کہ آپ کی خدمت کیا کرے؟ کہا انس رضی اللہ عنہ نے سو میں نے حضرت ﷺ کی خدمت کی حضر میں اور سفر میں سو قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ نہیں کہا مجھ سے حضرت ﷺ نے کسی چیز کے واسطے جو میں نے کی کہ تو نے یہ اس طرح کیوں کی اور نہ کسی چیز کے واسطے جو میں نے نہ کی کہ تو نے یہ اس طرح نہ کی۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے آزاد کی شرط کی اس واسطے کہ جمہور علماء کہتے ہیں کہ جو نابالغ آزاد سے یا غلام سے بغیر اجازت اس کے مالک کے مدد لے کسی کام میں اور وہ دونوں اس کام سے ہلاک ہو جائیں تو وہ ضامن ہے غلام کی قیمت کا اور بہر حال دیت آزاد کی سو وہ اس کے عصبوں پر ہے اور اس فرق میں نظر ہے اور بعض نے کہا کہ یہ فعل محمول ہے اس پر کہ وہ سب کی ماں ہیں بنا بر اس کے پس نہیں فرق ہے درمیان

آزاد اور غلام کے اور کہا کرمانی نے شاید غرض ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی آزاد کے منع کرنے سے اکرام ہے آزاد کا اور پہنچانا عوض کا اس واسطے کہ وہ بر تقدیر ہلاک ہونے اس کے اس عمل میں نہیں ضامن ہوتے ہیں اس کو برخلاف غلام کے کہ اس کا بدلہ اس پر ہے اگر ہلاک ہو اور اس میں دلیل ہے اس پر کہ جائز ہے خدمت لینا آزاد آدمی سے اور ہمسایوں کی اولاد سے جس میں بڑی مشقت نہ ہو اور نہ اس سے تلف کا خوف ہو اور مناسبت اثر ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی انس رضی اللہ عنہ کے قصے سے یہ ہے کہ دونوں میں خدمت لینا ہے چھوٹے لڑکے سے اس کے ولی کی اجازت سے اور وہ جاری ہے اوپر عرف کے جائز ہے بیچ اس کے اور خاص کیا ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے غلاموں کو اس واسطے کہ عرف جاری ہے اوپر راضی ہونے مالکوں کے ساتھ خدمت لینے کے ان کے غلاموں سے ہلکے کام میں جس میں مشقت نہ ہو برخلاف آزادوں کے کہ نہیں جاری عادت ساتھ تصرف کرنے کے بیچ ان کے ساتھ خدمت کے جیسا کہ تصرف کیا جاتا ہے غلاموں میں اور بہرحال قصہ انس رضی اللہ عنہ کا سو وہ یہ ہے کہ وہ ماں کی پرورش میں تھا سو اس کی ماں یعنی ام سلیم رضی اللہ عنہا نے مصلحت دیکھی کہ انس رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرے اس واسطے کہ اس میں دنیا اور آخرت دونوں کا نفع ہے اور اس کا خاوند بھی اس کے ساتھ تھا سو کبھی حاضر کرنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی طرف نسبت کیا گیا اور کبھی ام سلیم رضی اللہ عنہا کی طرف اور کہا کرمانی نے کہ مناسبت حدیث کی ترجمہ سے یہ ہے کہ خدمت مستلزم ہے اعانت کو۔ (فتح)

بَابُ الْمَعْدِنُ جُبَارٌ وَالْبِئْرُ جُبَارٌ

کان کا بدلہ نہیں اور کنوئیں کا بدلہ نہیں

٦٤٠١۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعَجْمَاءُ جَرْحُهَا جُبَارٌ وَالْبِئْرُ جُبَارٌ وَالْمَعْدِنُ جُبَارٌ وَفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ.

٦٤٠١۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جانور کے زخم کا بدلہ نہیں یعنی اگر کسی کا جانور بلا تعدی مالک کے کسی کو مار ڈالے یا زخمی کرے تو اس کے مالک پر جرمانہ نہیں اور اگر مزدور کنواں کھودنے میں مر جائے تو بدلہ نہیں اور اسی طرح اگر مزدور کان کھودنے میں مر جائے تو بدلہ نہیں یعنی کھدوانے والے پر کچھ عوض اور جرمانہ نہیں اور دفن شدہ خزانے کے پانے میں پانچواں حصہ ہے بیت المال کا۔

فائدہ: مراد جانور سے وہ جانور ہے جو اپنے مالک سے چھوٹ جائے سو جو اس حالت میں نقصان کرے اس کا جرم اس کے مالک پر نہیں اور مراد کنوئیں سے قدیمی کنواں ہے جس کا کوئی مالک معلوم نہ ہو کہ اگر کوئی آدمی یا جانور اس میں گر کر مر جائے تو کسی پر کچھ چیز نہیں اور اسی طرح اگر کنواں کھودے اپنے ملک میں یا بے آباد زمین میں اور اس میں کوئی آدمی وغیرہ گر کر مر جائے تو اس پر کچھ بدلہ نہیں جب کہ وہ اس کا سبب نہ ہو اور اسی طرح اگر کسی کو کنواں کھودنے کے واسطے یا کان کھودنے کے واسطے مزدور رکھے اور کنواں یا کان پھٹ پڑے اور مزدور دب کر مر جائے تو

کھدوانے والے پر کچھ بدلہ اور جرمانہ نہیں اور جو مسلمانوں کے راہ میں یا غیر کے ملک میں کنواں کھودے اور اس میں کوئی گر کر مر جائے تو واجب ہے بدلہ اس کا کھدوانے والے کے عصبوں پر اور کفارہ اس کے مال میں اور اگر آدمی کے سوائے کوئی اور چیز اس میں مر جائے تو واجب ہے بدلہ اس کا کھدوانے والے کے مال میں اور ملحق ہے ساتھ کنوئیں کے ہر گڑھا بنا بر تفصیل مذکور کے اور مراد زخم سے ہر چیز ہے جو تلف ہو خاص زخم ہی مراد نہیں بلکہ شامل ہے حکم ہر تلف اور نقصان کو نفس میں ہو یا مال میں حنفیہ نے اس میں مخالفت کی ہے سو کہا انہوں نے کہ کنواں کھدوانے والا ضامن ہے مطلق واسطے قیاس کرنے کے اس پر جو چوپائے پر سوار ہو اور نہیں جائز ہے اقتباس کرنا ساتھ نص کے اور اسی طرح اگر مزدور رکھے کسی کو کھجور پر چڑھنے کے واسطے اور وہ کھجور سے گر کر مر جائے تو اس کا بھی یہی حکم ہے کہ چڑھانے والے پر کچھ بدلہ اور جرمانہ نہیں۔ (فتح)

بَابٌ الْعَجْمَآءُ جُبَارٌ — جانور کے مارنے کا بدلہ نہیں

فائدہ: اس کے واسطے جدا باب باندھا ہے اس واسطے کہ اس میں وہ تفریعات ہیں جو زیادہ ہیں کنوئیں اور کان پر۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ سِيرِينَ كَانُوْا لَا يُضَمِّنُوْنَ مِنَ النَّفْحَةِ وَيُضَمِّنُوْنَ مِنْ رَدِّ الْعِنَانِ

اور کہا ابن سیرین نے کہ نہ بدلہ لیتے تھے لوگ چوپائے کے لات مارنے سے یعنی اگر چوپایہ کسی کو لات مارے تو اس کے مالک پر اس کا تاوان نہیں اور بدلہ لیتے تھے لگام کے پھیرنے سے یعنی اگر آدمی چوپائے پر سوار ہو اور اس کی لگام کو مروڑے اور وہ اپنے پاؤں سے کوئی چیز تلف کر ڈالے تو لازم ہے اس پر بدلہ اور جرمانہ اس کا۔

فائدہ: اور اگر وہ بغیر اس کے چھیڑنے کے کسی چیز کو تلف کرے تو اس پر کچھ بدلہ نہیں۔ (فتح)

وَقَالَ حَمَّادٌ لَا تُضْمَنُ النَّفْحَةُ إِلَّا أَنْ يَّنْخُسَ إِنْسَانٌ الدَّابَّةَ

اور کہا حماد نے کہ نہیں بدلہ ہے اس پر لات مارنے سے مگر یہ کہ کوئی آدمی چوپائے کو چوکے اور چھیڑے لکڑی وغیرہ سے۔

وَقَالَ شُرَيْحٌ لَا تُضْمَنُ مَا عَاقَبَتْ أَنْ يَّضْرِبَهَا فَتَضْرِبَ بِرِجْلِهَا.

اور کہا شریح نے نہیں جرمانہ ہے مالک پر چوپائے کے دولتی مارنے کا یعنی کوئی شخص چوپائے کو مارے اور چوپایہ اس کو دولتی مارے۔

وَقَالَ الْحَكَمُ وَحَمَّادٌ إِذَا سَاقَ

اور حکم اور حماد نے کہا کہ جب ہانکے کرایہ کرنے والا

الْمُكَارِیْ حِمَارًا عَلَيْهِ امْرَأَةٌ فَتَخِرُّ لَا شَيْءَ عَلَيْهِ.

گدھے کو جس پر عورت سوار ہو اور عورت گر پڑے تو اس پر کچھ چیز نہیں یعنی اس پر بدلہ اور جرمانہ نہیں۔

وَقَالَ الشَّعْبِيُّ إِذَا سَاقَ دَابَّةً فَأَتْعَبَهَا فَهُوَ ضَامِنٌ لِمَا أَصَابَتْ وَإِنْ كَانَ خَلْفَهَا مُتَرَسِّلًا لَمْ يَضْمَنْ.

اور کہا شعبی نے جب چوپائے کو ہانکے سو اس کو مشقت میں ڈالے یعنی اور وہ تنگ ہو کر کسی آدمی کو تلف کرے تو وہ ضامن ہے یعنی واجب ہے اس پر تاوان اس کا جو اس نے تلف کیا اور اگر اس کے پیچھے آرام سے معتدلی چال سے چلتا ہو تو اس پر تاوان نہیں۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ فرق کیا ہے حنفیہ نے اس چیز میں کہ تلف کرے چوپایہ اپنے ہاتھ پاؤں سے سو کہا انہوں نے کہ اگر چوپایہ اپنے ہاتھ اور منہ سے کوئی چیز تلف کرے تو اس کا بدلہ واجب ہے اور اگر اپنے پاؤں اور دم سے کوئی چیز تلف کرے تو اس کا بدلہ نہیں سو بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے اس طرف کہ یہ قول ان کا مردود ہے ساتھ اس چیز کے کہ نقل کیا ہے اس کو کوفے کے اماموں سے جو اس کے مخالف ہے اور حجت پکڑی ہے طحاوی نے ان کے واسطے ساتھ اس کے کہ نہیں ممکن نگہبانی پاؤں اور دم کی برخلاف ہاتھ اور منہ کے اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ روایت سفیان بن حسین کے الرجل جبار یعنی پاؤں کا بدلہ نہیں اور کہا حفاظ نے کہ یہ روایت غلط ہے اور اگر صحیح ہو تو ہاتھ بھی معاف ہے ساتھ قیاس کے پاؤں پر اور ہر ایک دونوں سے مقید ہے ساتھ اس کے جب کہ اس کے ساتھ والے کے واسطے چھیڑنا نہ ہو اور نہ سبب ہونا اور احتمال ہے کہ کہا جائے کہ حدیث الرجل جبار مختصر ہے اس حدیث سے العجماء جبار اس واسطے کہ وہ ایک فرد ہے عجماء کے فرد سے اور وہ لوگ نہیں قائل ہیں ساتھ تخصیص عموم کے مفہوم سے سو نہیں ہے حجت ان کے واسطے بیچ اس کے اور کہا بیہقی نے کہ یہ زیادتی وہم ہے اور نزدیک حنفیہ کے خلاف ہے سو کہا اکثر نے کہ نہیں ضامن ہے سوار اور کھینچنے والا آگے سے پاؤں اور دم میں مگر یہ کہ اس کو راہ میں کھڑا کرے اور بہر حال ہانکنے والا پیچھے سے سو بعض نے کہا کہ ضامن ہے اس کا جو تلف کرے اپنے ہاتھ اور پاؤں سے اس واسطے کہ لات مارنا اس کے سامنے ہے سو ممکن ہے احتراز اس سے اور راجح نزدیک ان کے یہ ہے کہ وہ لات مارنے سے ضامن نہیں اگرچہ اس کو دیکھتا ہو اس واسطے کہ نہیں اس کے پاؤں پر وہ چیز جس سے اس کو منع کرے سو نہیں ممکن ہے بچنا اس سے برخلاف منہ کے کہ منع کرتا ہے اس کو لگام سے۔ (فتح)

٦٤٠٢۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

٦٤٠٢۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چوپائے کی دیت معاف ہے یعنی اس کے تلف کا بدلہ نہیں اور جو تلف کرے اس کی دیت اور چٹی نہیں اور اگر

الْعَجْمَآءُ عَقْلُهَا جُبَارٌ وَالْبِئْرُ جُبَارٌ وَالْمَعْدِنُ جُبَارٌ وَفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ.

مزدور کنواں کھودنے میں مر جائے تو کھدوانے والے پر بدلہ نہیں اور اگر مزدور کان کھودنے میں مر جائے تو کھدوانے والے پر بدلہ نہیں اور دفن شدہ مال میں پانچواں حصہ بیت المال کا ہے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ جانور کے زخم کا بدلہ نہیں تو ذکر جرح کا نہیں بلکہ مراد ساتھ اس کے تلف کرنا اس کا ہے جس وجہ سے کہ ہو برابر ہے کہ زخم سے ہو یا کسی اور وجہ سے اور البتہ استدلال کیا ہے ساتھ اطلاق اس کے اس نے جو کہتا ہے کہ نہیں بدلہ ہے اس کا جو چوپایہ تلف اور نقصان کرے برابر ہے کہ تنہا ہو یا اس کے ساتھ کوئی ہو اور برابر ہے کہ اس پر سوار ہو یا ہانکنے والا یا کھینچنے والا اور یہ قول ظاہر یہ کا ہے لیکن اگر اس کو چھیڑے یا لگام مروڑے یا اور کسی طرح سے اس کو باعث ہو اور بھڑکائے اور وہ اس کو تلف کر ڈالے تو اس پر بدلہ ہے اور کہا شافعیہ نے کہ اگر چوپائے کے ساتھ کوئی آدمی ہو تو واجب ہے اس پر جرمانہ جو تلف کرے چوپایہ اپنے ہاتھ پاؤں سے مطلق ہر صورت میں اور ہر حال میں اور حکایت کیا ہے اس کو ابن عبدالبر نے جمہور سے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ نہیں فرق ہے بیچ تلف کرنے چوپائے کے کھیتی وغیرہ کو رات میں اور دن میں اور یہ قول حنفیہ کا ہے اور کہا جمہور نے کہ اگر دن میں کھیتی وغیرہ کو تلف کرے تو بدلہ نہیں اور اگر رات کو اس کے قصور سے چھوٹ جائے اور کسی کا کچھ نقصان کرے تو وہ اس کا ضامن ہے اس واسطے کہ ابوداؤد اور نسائی وغیرہ میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر کسی کا جانور رات کو کسی کا نقصان کرے تو واجب ہے بدلہ اس کا چوپائے کے مالک پر اور واجب ہے باغ والوں پر نگہبانی ان کی دن کو اور مویشی والوں پر نگہبانی ان کی رات کو اور اشارہ کیا ہے طحاوی نے کہ یہ حدیث منسوخ ہے ساتھ حدیث باب کے اور تعقب کیا ہے اس کا علماء نے کہ نسخ احتمال سے ثابت نہیں ہوتا باوجود نہ معلوم ہونے تاریخ کے بلکہ حدیث باب کی عام ہے اور مراد اس سے خاص ہے یعنی ایک حال میں جانور کے تلف کا بدلہ نہیں اور ایک حال میں ہے۔ (فتح)

بَابُ إِثْمِ مَنْ قَتَلَ ذِمِّيًّا بِغَيْرِ جُرْمٍ

جو عہد و پیمان والے کافر کو مار ڈالے بغیر قصور کے اس کا گناہ

فائدہ: یہ قید اگرچہ حدیث میں مذکور نہیں لیکن معلوم ہے شرع کے قاعدے سے اور ذمی منسوب ہے طرف ذمہ کے اور ذمہ کے معنی ہیں عہد و پیمان۔

٦٤٠٣۔ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ حَدَّثَنَا مُجَاهِدٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ

٦٤٠٣۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو قول و قرار والی جان کو مار ڈالے گا وہ بہشت کی بو نہ سونگھے گا اور بے شک بہشت کی خوشبو

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا مُعَاهَدًا لَمْ يَرِحْ رَآئِحَةَ الْجَنَّةِ وَإِنَّ رِيحَهَا لَيُوجَدُ مِنْ مَّسِيْرَةِ أَرْبَعِيْنَ عَامًا.

چالیس برس کی راہ سے معلوم ہوتی ہے۔

فائدہ: معاہد اور ذمی اس کافر کو کہتے ہیں جو مطیع اہل اسلام ہو اور امام نے اس کو پناہ دی ہو اور مراد ساتھ اس کے وہ شخص ہے جس سے مسلمانوں نے عہد و پیمان کیا ہو برابر ہے کہ عقد جزیہ پر ہو یا صلح پر بادشاہ سے یا کسی مسلمان نے اس کو امان اور پناہ دی ہو اور یہ جو کہا کہ بہشت کی خوشبو نہ پائے گا تو مراد ساتھ اس نفی کے اگرچہ عام ہے لیکن مراد اس سے تخصیص کرنا ہے ساتھ کسی وقت خاص کے یعنی ایک وقت خاص میں وہ بہشت کی بو نہ پائے گا اس واسطے کہ دلائل عقلیہ اور نقلیہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ جو مر جائے مسلمانی کی حالت میں یعنی با ایمان مر جائے اگرچہ کبیرے گناہوں والوں میں سے ہو تو اس کو مسلمان کہا جاتا ہے اور وہ دوزخ میں ہمیشہ نہیں رہے گا بلکہ انجام اس کا بہشت ہے آخر میں بہشت میں داخل ہو گا اگرچہ اس کو اس سے پہلے عذاب کیا جائے اور یہ جو فرمایا کہ چالیس برس کی راہ سے تو ایک روایت میں ہے کہ ستر سال کی راہ سے اور ایک روایت میں ہے کہ پانچ سو برس کی راہ سے اور ایک روایت میں ہے کہ ہزار برس کی راہ سے تو کہا کرمانی نے کہ مقصود مبالغہ کرنا ہے کثرت میں اور جو ظاہر ہوتا ہے میرے واسطے بیچ تطبیق کے یہ ہے کہ کہا جائے کہ چالیس سال اکثر زمانہ ہے جو پائے گا ساتھ اس کے خوشبو بہشت کی وہ شخص جو موقف میں ہے اور ستر سال اس سے زیادہ ہے یا ذکر کیا گیا ہے واسطے مبالغہ کے اور پانچ سو پھر ہزار سال اکثر ہے اس سے اور مختلف ہے ساتھ اختلاف اشخاص اور اعمال کے سو جو پائے گا اس کو دور مسافت سے وہ افضل ہے اس سے جو پائے گا اس کو قریب مسافت سے اس واسطے کہ جو اس کو دور سے پائے گا اس کا ادراک زیادہ ہو گا اس سے جو اس کو قریب سے پائے گا اور اس کی قوت سونگھنے کی نہایت تیز ہو گی پس یہ مختلف ہے باعتبار اختلاف مراتب اور درجات کے اور کہا ابن عربی نے کہ بہشت کی خوشبو نہیں پائی جاتی ہے طبیعت سے اور نہ عادت سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ پائی جاتی ہے ساتھ اس چیز کے کہ پیدا کرے گا اللہ تعالیٰ ادراک اس کے سے سو جس کو اللہ تعالیٰ چاہے گا کبھی تو وہ اس کو ستر برس کی راہ سے پائے گا اور کبھی پانچ سو برس کی راہ سے اور استدلال کیا ہے مہلب نے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ مسلمان جب معاہد اور ذمی کافر کو مار ڈالے تو اس کو ان کے بدلے قتل نہ کیا جائے اس واسطے کہ حدیث میں صرف اُخروی سزا کو ذکر کیا ہے دنیاوی سزا کو ذکر نہیں کیا۔ (فتح)

بَابٌ لَا يُقْتَلُ الْمُسْلِمُ بِالْكَافِرِ

نہ قتل کیا جائے مسلمان کو بدلے کافر کے

فائدہ: اس باب میں اشارہ ہے اس طرف کہ نہیں لازم آتا ہے وعید شدید سے اوپر قتل کرنے ذمی کے جو اس سے پہلے باب میں مذکور ہے یہ کہ ہر مسلمان کو اس کے بدلے اور قصاص میں مارا جائے جب کہ قتل کرے اس کو مسلمان

جان بوجھ کے اور یا اشارہ ہے اس طرف کہ جب کہ نہیں قتل کیا جاتا ہے مسلمان کو بدلے کافر کے تو نہیں جائز ہے اس کے واسطے قتل کرنا ہر کافر کا بلکہ حرام ہے اس پر قتل کرنا ذمی اور معاہد کا بغیر استحقاق کے۔ (فتح)

٦٤٠٤۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا مُطَرِّفٌ أَنَّ عَامِرًا حَدَّثَهُمْ عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ قُلْتُ لِعَلِيٍّ ح حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا مُطَرِّفٌ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ يُحَدِّثُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جُحَيْفَةَ قَالَ سَأَلْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ مِمَّا لَيْسَ فِي الْقُرْآنِ وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ مَرَّةً مَا لَيْسَ عِنْدَ النَّاسِ فَقَالَ وَالَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ مَا عِنْدَنَا إِلَّا مَا فِي الْقُرْآنِ إِلَّا فَهْمًا يُعْطَى رَجُلٌ فِي كِتَابِهِ وَمَا فِي الصَّحِيفَةِ قُلْتُ وَمَا فِي الصَّحِيفَةِ قَالَ الْعَقْلُ وَفِكَاكُ الْأَسِيرِ وَأَنْ لَا يُقْتَلَ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ.

٦٤٠٤۔ حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا تمہارے پاس کچھ چیز ہے جو قرآن میں نہیں کہا کہ بیان دیت کا اور چھوڑانا قیدی کا اور یہ کہ نہ قتل کیا جائے مسلمان کو بدلے کافر کے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ نہ قتل کیا جائے مسلمان کو بدلے کافر کے تو لیا ہے اس کو جمہور نے کہ مسلمان کو کافر کے بدلے مارنا جائز نہیں مگر یہ کہ لازم آتا ہے مالک رحمہ اللہ کے قول سے رہزن میں اور جو اس کے معنی میں ہے کہ جب قتل کو وے کسی سے چھپ کر یہ کہ قتل کیا جائے اگرچہ مقتول ذمی ہو مستثنیٰ ہونا اس صورت کا عموم منع قتل مسلم کے سے بدلے کافر کے اور نہیں مستثنیٰ ہے حقیقت میں اس واسطے کہ اس میں معنی ہیں اور وہ فساد ہے زمین میں اور مخالفت کی حنفیہ نے سو کہا انہوں نے کہ قتل کیا جائے مسلمان کو بدلے ذمی کافر کے جب کہ قتل کرے اس کو ناحق اور نہ قتل کیا جائے مسلمان کو بدلے متامن کے یعنی جو بادشاہ اسلام سے امان لے کر دار الاسلام میں تجارت وغیرہ کے واسطے آئے اور عشر دینا قبول کرے اور شعبی اور نخعی سے روایت کیا ہے کہ قتل کیا جائے مسلمان کو بدلے یہودی اور نصرانی کے سوائے مجوسی کے اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ اس کے کہ مراد کافر سے اس حدیث میں وہ کافر ہے جو حربی ہو اس واسطے کہ دوسری روایت میں اتنا زیادہ ہے **ولا ذو عهد فی عهده** پس تقدیر کلام کی یہ ہے کہ نہ قتل کیا جائے مسلمان کو اور نہ عہد والے کو بدلے کافر کے اس واسطے کہ یہ عطف خاص کا ہے عام پر پس یہ تقاضا کرتا ہے اس کی تخصیص کو اس واسطے

کہ جس کافر کے بدلے عہد والے کو قتل کیا جاتا ہے وہ حربی ہے نہ مساوی اس کا اور نہ اعلیٰ پس نہ باقی رہے گا جو قتل کیا جائے بدلے عہد والے کے مگر حربی پس واجب ہے کہ جس کافر کے بدلے مسلمان کو قتل نہیں کیا جاتا وہ حربی ہوتا کہ عطف معطوف برابر ہو جائے اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ یہ حدیث کل طریقوں سے ضعیف ہے اور نیز اصل عدم تقدیر ہے اور کلام مستقیم ہے بغیر اس کے جب کہ جملہ کو مستانفہ ٹھہرایا جائے اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ حدیث صحیح میں صرف پہلے جملے کو ذکر کیا ہے اور بر تقدیر تسلیم عطف کے پس مشارکت اصل نفی میں ہے نہ ہر وجہ سے اور کہا سمعانی نے کہ نہیں صحیح ہے حمل کرنا اس کا مستامن پر اس واسطے کہ عبرت ساتھ عموم لفظ کے ہے یہاں تک کہ قائم ہو دلیل تخصیص پر اور کہا شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ قتل کیا جائے مسلمان کو بدلے کافر کے قصاص میں اور نہ قتل کیا جائے عہد والے کو جب تک کہ اس کا عہد باقی ہو اور کہا کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو معلوم کروایا کہ ان کے اور کافروں کے درمیان قصاص نہیں تو ان کو معلوم کروایا کہ اہل ذمہ اور عہد والوں کے خون ان پر حرام ہیں ناحق سو فرمایا کہ نہ قتل کیا جائے مسلمان کو بدلے کافر کے اور نہ عہد والے کو اس کے عہد میں اور نیز حجت پکڑی ہے حنفیہ نے ساتھ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قتل کیا مسلمان کو بدلے کافر کے کہا دارقطنی نے کہ اس کا راوی ابراہیم ضعیف ہے اور کہا بیہقی نے کہ اس کے راوی نے اس میں خطا کی ہے پس نہیں حجت پکڑی جائے گی ساتھ اس چیز کے جس کے ساتھ منفرد ہو چہ جائیکہ مرسل ہو اور چہ جائیکہ مخالف ہو اور بر تقدیر تسلیم منسوخ ہے اس واسطے کہ حدیث باب کی لا يقتل مسلم بكافر فتح مکہ کے دن کی ہے۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا لَطَمَ الْمُسْلِمُ يَهُودِيًّا عِنْدَ الْغَضَبِ رَوَاهُ أَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

جب مسلمان یہودی کو غصے کے وقت طمانچہ مارے، روایت کیا ہے اس کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بعض (جیسا کہ احادیث انبیاء میں گزر چکا ہے موسیٰ علیہ السلام کے قصے میں کہ یہودی نے کہا کہ میرے واسطے عہد و پیمان ہے)۔

فائدہ: یعنی نہیں واجب ہے اس میں قصاص جیسا کہ اہل ذمہ سے ہو اور شاید اس نے اشارہ کیا ہے اس طرف کہ مخالف کی رائے یہ ہے کہ طمانچہ میں قصاص ہے سو جب نہ قصاص لیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے ذمی کے مسلمان سے تو اس نے دلالت کی اس پر کہ نہیں جاری ہے قصاص لیکن سارے کوفے والے طمانچہ میں قصاص کو نہیں دیکھتے تو یہ اعتراض خاص ہے ساتھ اس کے جو ان میں سے اس کا قائل ہے۔ (فتح)

٦٤٠٥۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا

٦٤٠٥۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب پیغمبروں سے مجھ کو بہتر نہ کہو۔

تُخَيِّرُوْا بَيْنَ الْأَنْبِيَآءِ.

٦٤٠٦ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ لُطِمَ وَجْهُهُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ رَجُلًا مِّنْ أَصْحَابِكَ مِنَ الْأَنْصَارِ قَدْ لَطَمَ فِيْ وَجْهِيْ قَالَ ادْعُوْهُ فَدَعَوْهُ قَالَ لِمَ لَطَمْتَ وَجْهَهُ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ مَرَرْتُ بِالْيَهُوْدِ فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ وَالَّذِي اصْطَفٰى مُوْسٰى عَلَى الْبَشَرِ قَالَ قُلْتُ وَعَلٰى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَأَخَذَتْنِيْ غَضْبَةٌ فَلَطَمْتُهُ قَالَ لَا تُخَيِّرُوْنِيْ مِنْ بَيْنِ الْأَنْبِيَآءِ فَإِنَّ النَّاسَ يَصْعَقُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَكُوْنُ أَوَّلَ مَنْ يُّفِيْقُ فَإِذَا أَنَا بِمُوْسٰى آخِذٌ بِقَآئِمَةٍ مِّنْ قَوَآئِمِ الْعَرْشِ فَلَا أَدْرِيْ أَفَاقَ قَبْلِيْ أَمْ جُوْزِيَ بِصَعْقَةِ الطُّوْرِ.

٦٤٠٦ـ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا کہ البتہ اس کے منہ پر طمانچہ مارا گیا تھا سو اس نے کہا اے محمد! تیرے اصحاب سے ایک انصاری مرد نے میرے منہ پر طمانچہ مارا ہے، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو بلاؤ لوگوں نے اس کو بلایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے اس کے منہ پر طمانچہ کیوں مارا؟ اس نے کہا یا حضرت! میں یہودی پر گزرا تھا سو میں نے اس سے سنا کہتا تھا قسم ہے اس کی جس نے موسیٰ علیہ السلام کو سب آدمیوں سے برگزیدہ کیا، یعنی موسیٰ علیہ السلام سب عالم سے بہتر ہیں تو میں نے کہا کہ کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بہتر ہیں؟ سو مجھ کو غصہ آیا تو میں نے اس کو طمانچہ مارا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو سب پیغمبروں سے بہتر اور افضل نہ کہو اس واسطے کہ لوگ قیامت کے دن بیہوش ہو جائیں گے یعنی صور کی آواز سے تو اول اول میں ہوش میں آؤں گا تو اچانک میں موسیٰ علیہ السلام کو اس طرح پھر دیکھوں گا کہ عرش کا پایہ پکڑے ہیں سو میں نہیں جانتا کہ موسیٰ علیہ السلام مجھ سے پہلے ہوش میں آئے یا کوہِ طور کی بیہوشی ان کی مجرا ہوگئی۔

فائدہ: اور اس حدیث میں طلب تعدی ذمی کی ہے مسلمان پر اور اُٹھانا اس کا طرف حاکم کی اور سننا حاکم کا اس کے دعوے کو اور سیکھنا اس شخص کا جو نہ پہچانتا ہو حکم جو پوشیدہ ہو اوپر اس کے اس سے اور کفایت کرنا ساتھ اس کے مسلمان کے حق میں اور یہ کہ ذمی جب ایسی بات کہے جس کا اس کو علم نہ ہو تو جائز ہے واسطے مسلمان کے کہ اس کو اُس پر تعزیر دے۔ (فتح)

❀......❀......❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ اِسْتِتَابَةِ الْمُعَانِدِيْنَ وَالْمُرْتَدِّيْنَ وَقِتَالِهِمْ
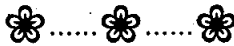
کتاب ہے توبہ طلب کرانا معاندوں اور مرتدوں سے اور اورلڑنا ان سے

بَابُ إِثْمِ مَنْ أَشْرَكَ بِاللّٰهِ وَعُقُوْبَتِهٖ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ﴾ ﴿لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ﴾.

باب ہے بیچ گناہ اس شخص کے جو شرک کرے ساتھ اللہ تعالیٰ کے اور سزا اس کی دنیا اور آخرت میں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بے شک شرک بڑا ظلم ہے اور اگر تو نے شرک کیا تو تیرا کیا اکارت ہوگا اور البتہ تو خسارہ پانے والوں سے ہوگا۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ پہلی آیت دلالت کرتی ہے اس پر کہ شرک سے بڑا کوئی گناہ نہیں اور اصل ظلم رکھنا چیز کا ہے بیچ غیر جگہ اس کی کے یعنی چیز کا بے جا رکھنا اور شرط اصل ہے اس کی جس نے رکھا چیز کو اپنی غیر جگہ میں اس واسطے کہ ٹھہرایا ہے اس نے اس کے واسطے جس نے اس کو عدم سے وجود کی طرف نکالا مساوی اور برابر سو نسبت کیا نعمت کو طرف غیر اس شخص کی جس نے نعمت عطا کی اور دوسری آیت میں خطاب حضرت ﷺ کو ہے اور مراد اس سے آپ کی امت ہے اور حبط مذکور مقید ہے ساتھ مرنے کے شرک پر واسطے دلیل اس آیت کے ﴿فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَأُولٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ﴾۔ (فتح)

٦٤٠٧۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ ﴿الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْا إِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ﴾ شَقَّ ذٰلِكَ عَلٰى أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالُوْا أَيُّنَا لَمْ يَلْبِسْ إِيْمَانَهٗ بِظُلْمٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهٗ لَيْسَ

٦٤٠٧۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری کہ جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان میں ظلم کو نہ ملایا ان کو قیامت میں امن و امان ہے تو یہ بات حضرت ﷺ کے اصحاب پر بہت بھاری پڑی اور انہوں نے کہا کہ ہم لوگوں میں سے کون ایسا ہے جو اپنی جان پر کچھ ظلم اور گناہ نہیں کرتا؟ تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کا مطلب یوں نہیں کیا تم نے لقمان علیہ السلام کا قول نہیں سنا کہ بے شک شرک کرنا بڑا ظلم ہے۔

بِذَاكَ أَلَا تَسْمَعُوْنَ إِلٰى قَوْلِ لُقْمَانَ ﴿إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ﴾.

فائدہ: ظلم بے جا چیز رکھنے کا نام ہے اور کفر بھی بے جا کام ہے تو اصحاب نے ظلم کے معنی کو عام سمجھا تھا اس واسطے گھبرائے کہ آدمی اگر کفر اور کبیرے گناہوں سے بچے تو ہر ایک صغیرے گناہ سے نہیں بچ سکتا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس آیت میں ظلم سے مراد شرک ہے گناہ مراد نہیں جو تم گھبراتے ہو چنانچہ حدیث کے بعض طریقوں میں ظلم کی تفسیر موجود ہے کہ مراد اس سے شرک ہے اور اسی طرح مروی ہے ایک جماعت اصحاب اور تابعین سے اور عکرمہ سے روایت ہے کہ وہ خاص ہے اس کے ساتھ جس نے ہجرت نہیں کی اور کہا طبری نے ٹھیک بات یہ ہے کہ وہ سارے مسلمانوں کے واسطے ہے اور کہا طیبی نے واسطے رد کرنے کے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ لبس کا لفظ اس بات سے انکار کرتا ہے کہ ظلم کو اس جگہ شرک کے ساتھ تفسیر کیا جائے اس علت سے کہ لبس کے معنی ہیں خلط اور وہ نہیں صحیح ہے اس جگہ اس واسطے کہ کفر اور ایمان جمع نہیں ہوتے اور جواب دیا ہے اس نے ساتھ اس کے کہ مراد ساتھ ﴿الَّذِيْنَ آمَنُوْا﴾ کے عام تر ہے مومن خالص وغیرہ سے اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ اس کے کہ اسم اشارہ ساتھ صلہ اپنے کے تقاضا کرتا ہے کہ اس کا ما بعد من قبلہ کے واسطے ثابت ہو پس واجب ہے کہ ہو ظلم عین شرک کا اس واسطے کہ اس سے پہلی آیت میں شرک کا ذکر ہے اور بہر حال معنی لبس کے سو لبس ایمان کا ساتھ ظلم کے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے وجود کی تصدیق کرے اور اس کے ساتھ اس کے غیر کی عبادت کو ملا دے اور تائید کرتا ہے اس کی یہ قول اللہ تعالیٰ کا ﴿وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُوْنَ﴾ اور پہچانی گئی ساتھ اس کے مناسبت اس آیت کے ذکر کرنے کی مرتد کے باب میں اور اسی طرح وہ آیت جس کے ساتھ باب کو شروع کیا اور بہر حال آیت دوسری تو کہا انہوں نے کہ وہ قضیہ شرطیہ ہے نہیں مستلزم ہے وقوع کو اور بعضوں نے کہا کہ خطاب حضرت ﷺ کو ہے اور مراد امت ہے۔ (فتح)

٦٤٠٨۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا الْجُرَيْرِيُّ ح وَحَدَّثَنِيْ قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ أَخْبَرَنَا سَعِيْدُ الْجُرَيْرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِيْ بَكْرَةَ عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْبَرُ الْكَبَائِرِ الْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ وَشَهَادَةُ

حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کبیرے گناہوں میں بہت بڑے گناہ یہ ہیں اللہ تعالیٰ کا شریک مقرر کرنا اور ماں باپ کی نافرمانی اور جھوٹی گواہی اور جھوٹی گواہی تین بار فرمایا یا فرمایا جھوٹی بات پھر حضرت ﷺ ہمیشہ اس کو مکرر کہتے رہے یہاں کہ ہم نے کہا کہ کاش حضرت ﷺ چپ ہوتے۔

الزُّوْرِ ثَلاثًا أَوْ قَوْلُ الزُّوْرِ فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا حَتّٰى قُلْنَا لَيْتَهٗ سَكَتَ۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح اذب میں گزر چکی ہے۔

٦٤٠٩۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا شَيْبَانُ عَنْ فِرَاسٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ جَآءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْكَبَآئِرُ قَالَ الْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ قَالَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ ثُمَّ عُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ قَالَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ الْيَمِيْنُ الْغَمُوْسُ قُلْتُ وَمَا الْيَمِيْنُ الْغَمُوْسُ قَالَ الَّذِيْ يَقْتَطِعُ مَالَ امْرِئٍ مُّسْلِمٍ هُوَ فِيْهَا كَاذِبٌ۔

۶۴۰۹۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک گنوار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے کہا یا حضرت! کبیرے گناہ کیا ہیں؟ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا شریک مقرر کرنا اس نے کہا پھر کیا؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر ماں باپ کی نافرمانی اس نے کہا پھر کیا؟ فرمایا جھوٹی قسم میں نے کہا اور کیا ہے جھوٹی قسم فرمایا جو چھین لے مال کسی مسلمان کا جھوٹی قسم کھا کر۔

٦٤١٠۔ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ وَالْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ وَآئِلٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنُؤَاخَذُ بِمَا عَمِلْنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ قَالَ مَنْ أَحْسَنَ فِي الْإِسْلَامِ لَمْ يُؤَاخَذْ بِمَا عَمِلَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَمَنْ أَسَآءَ فِي الْإِسْلَامِ أُخِذَ بِالْأَوَّلِ وَالْآخِرِ۔

۶۴۱۰۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے کہا یا حضرت! کیا ہم کو مؤاخذہ ہوگا اس عمل کا جو ہم نے جاہلیت کے وقت میں کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اسلام میں نیکی کی اس کو جاہلیت کے عمل کا مؤاخذہ نہیں ہوگا اور جس نے اسلام میں بدی کی تو اس کو پہلے پچھلے دونوں کا مؤاخذہ ہوگا یعنی جو بدی اسلام سے پہلے کی اور جو بدی پیچھے کی۔

فائدہ: کہا خطابی نے کہ ظاہر اس کا خلاف ہے اس چیز کا جس پر امت کا اجماع ہے کہ اسلام پہلے سب گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کہہ کافروں سے کہ اگر باز رہیں تو ان کی مغفرت ہوگی پہلے گناہوں سے اور معنی اس حدیث کے یہ ہیں کہ کافر جب اسلام لائے تو اس کو مؤاخذہ نہیں ہوتا اس کے گزرے گناہوں کا پھر اگر مسلمان ہو کے نہایت بدی کرے اور سخت گناہوں پر سوار ہو اور حالانکہ وہ اسلام پر بدستور ہو تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس کو مؤاخذہ ہوگا اس گناہ پر جو اس نے اسلام میں کیا اور جھڑکی دی جائے گی اس کو اس پر جو اس نے کفر کی حالت میں

بدی کی اور اس کا حاصل یہ ہے کہ اس نے تاویل کیا ہے اول مؤاخذہ کو ساتھ تکبیت اور رُلانے کے اور آخر کو ساتھ عقوبت کے اور اولیٰ قول خطابی کے غیر کا ہے کہ مراد ساتھ اساءت کے حدیث میں کفر ہے اس واسطے کہ وہ نہایت ہے بدی کی اور اشد ہے گناہوں میں پھر جب مرتد ہو جائے اور کفر پر مر جائے تو ہوگا وہ مثل اس شخص کی جو مسلمان نہیں ہوا سو اس کو سب اگلے گناہوں کا عذاب ہوگا اور اسی کی طرف اشارہ کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ وارد کرنے اس حدیث کے بعد حدیث اکبر الکبائر الشرك کے اور وارد کیا ہے ہر ایک کو ابواب المرتدین میں اور نقل کیا ہے ابن بطال نے مہلب سے کہ معنی اس حدیث باب کے یہ ہیں کہ جو نیکی کرے اسلام میں ساتھ تمادی اور ہمیشگی کرنے کی اس کی محافظت پر اور قائم ہونے کے ساتھ شرطوں اس کی کے تو نہیں مؤاخذہ ہوگا اس کو اس عمل کا جو کفر کی حالت میں کیا اور جس نے بدی کی اسلام میں یعنی اس کے عقد میں ساتھ ترک توحید کے تو پکڑا جائے گا ساتھ ہر گناہ کے جو پہلے کیا اور نہیں ہے اساءت اس جگہ مگر کفر واسطے اجماع کے اس پر کہ نہیں مؤاخذہ ہے مسلمان پر اس عمل کا جو اس نے کفر کی حالت میں کیا اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے محب طبری نے اور بعضوں نے کہا کہ معنی احسان کے اخلاص ہیں جب کہ داخل ہو اس میں اور ہمیشہ رہنا اوپر اس کے موت تک اور اساءت بدکاری اس کے برخلاف ہے اس واسطے کہ اگر اس کا اسلام خالص نہ ہو تو منافق ہوگا سو نہ مٹے گا اس سے جو عمل کیا اس نے جاہلیت میں پس جوڑا جائے گا نفاق متاخر اس کا ساتھ اگلے کفر اس کے اور عذاب ہوگا اس کو سب پر اور حاصل اس کا یہ ہے کہ حمل کیا ہے خطابی نے قول اس کے کو فی الاسلام اس صفت پر جو خارج ہے اسلام کی ماہیت سے اور حمل کیا ہے اس کو اس کے غیر نے اس صفت پر جو نفس اسلام میں ہے اور یہ باوجہ ہے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ جو گناہ اسلام سے پہلے کیا کرتا تھا اگر اسلام میں بھی ان کو بدستور کرتا رہا تو اس کو ان گناہوں پر مؤاخذہ ہوگا اس واسطے کہ جب اس نے اصرار کیا تو اس نے توبہ نہ کی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ توبہ تو اس نے کفر سے کی ہے پس نہ ساقط ہوگا اس سے گناہ اس نافرمانی کا واسطے اصرار کرنے اس کے اوپر اس کے اور یہ نقل قدح کرتی ہے خطابی وغیرہ کی اجماع میں اور اختلاف اس مسئلے میں مبنی ہے اس پر کہ توبہ پچھتانا ہے گناہ پر ساتھ الگ ہونے کے اس سے اور نیت کرنے کے کہ پھر نہ کروں گا اور کافر جب کفر سے توبہ کرے اور نہ نیت کرے کہ پھر گناہ نہ کروں گا تو نہیں ہوتا ہے اس سے تائب سو نہیں ساقط ہوتا ہے اس سے مطالبہ اس کا اور جواب جمہور کی طرف سے یہ ہے کہ یہ حکم خاص ہے ساتھ مسلمانوں کے اور بہرحال کافر سو وہ ہوتا ہے اسلام سے اس دن کی طرح کہ اس کی ماں نے اس کو جنا اور حدیثیں دلالت کرتی ہیں اوپر اس کے مانند حدیث اُسامہ رضی اللہ عنہ کی کہ اس نے کہا کہ یہاں تک کہ میں نے آرزو کی کہ آج مسلمان ہوا ہوتا۔ (فتح)

بَابُ حُكْمِ الْمُرْتَدِّ وَالْمُرْتَدَّةِ وَاسْتِتَابَتِهِمْ.

مرتد مرد اور عورت کا حکم یعنی کیا دونوں برابر ہیں یا نہیں واستتابتھم اور اُن سے توبہ طلب کرنا

فائدہ: کہا ابن منذر نے کہ کہا جمہور نے کہ قتل کیا جائے مرتد عورت کو اور کہا علی رضی اللہ عنہ نے کہ غلام بنائی جائے عورت اور کہا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے کہ دوسری زمین میں بھیجی جائے اور کہا ثوری رحمہ اللہ نے کہ قید کی جائے اور قتل نہ کی جائے اور یہ قول عطاء رحمہ اللہ کا ہے اور کہا ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کہ قید کیا جائے آزاد عورت کو اور لونڈی کے مالک کو حکم کیا جائے کہ اس کو جبر کرے۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ وَالزُّهْرِيُّ وَإِبْرَاهِيْمُ تُقْتَلُ الْمُرْتَدَّةُ.

اور کہا ابن عمر رضی اللہ عنہما اور زہری رحمہ اللہ اور ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے کہ قتل کیا جائے مرتد عورت کو۔

فائدہ: ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اگر مرد اور عورت مرتد ہو جائیں تو ان سے توبہ طلب کی جائے اگر توبہ کریں تو فبہا ورنہ دونوں کو قتل کیا جائے اور دار قطنی نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت مرتد ہوگئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قتل کرنے کا حکم کیا اور یہ رد کرتا ہے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول نہیں کہ آپ نے مرتد ہونے کو قتل کیا ہو۔ (فتح)

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ إِيْمَانِهِمْ وَشَهِدُوْا أَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّجَآءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِيْنَ، أُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ أَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَالْمَلَآئِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ، خَالِدِيْنَ فِيْهَا لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ، إِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَأَصْلَحُوْا فَإِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ، إِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْدَ إِيْمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ وَأُولٰٓئِكَ هُمُ الضَّآلُّوْنَ﴾.

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کس طرح ہدایت کرے گا اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو جو کافر ہوئے بعد ایمان اپنے کے یعنی مرتد ہوئے اس قول تک اور یہی لوگ ہیں گمراہ۔

فائدہ: نسائی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ ایک انصاری مرد مسلمان ہوا پھر مرتد ہوا پھر پچھتایا سو اس نے اپنی قوم کو کہلا بھیجا تو انہوں نے عرض کیا کہ یا حضرت! کیا اس کے واسطے توبہ ہے؟ تو یہ آیت اتری اس قول تک ﴿إِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا﴾ تو وہ پھر مسلمان ہوگیا۔

وَقَالَ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا إِنْ تُطِيْعُوْا

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر تم کہنا مانو ایک گروہ کا اُن

فَرِيقًا مِّنَ الَّذِيْنَ أُوْتُوا الْكِتَابَ يَرُدُّوكُمْ بَعْدَ إِيْمَانِكُمْ كَافِرِيْنَ﴾.

لوگوں سے جو دیے گئے کتاب تو تم کو ایمان کے بعد پھر کافر کر دیں گے۔

فائدہ: کہا عکرمہ رضی اللہ عنہ نے کہ یہ آیت شماس بن قیس یہودی کے حق میں اُتری کہ اس نے انصاریوں کو پرانی لڑائیاں جو ان کے درمیان ہوئی تھیں یاد دلا کر بھڑکایا یہاں تک کہ قریب تھا کہ ان کے درمیان کشت وخون ہو تو حضرت ﷺ نے آ کر ان کو نصیحت کی سو انہوں نے پہچان لیا کہ یہ شیطان کا وسوسہ ہے پھر آپس میں معانقہ کیا اور پھرے اس حال میں کہ سننے والے اور اطاعت کرنے والے تھے اور اس آیت میں اشارہ ہے طرف تحذیر کے اہل کتاب کی دوستی سے اس واسطے کہ ان کی دوستی میں خوف ہے دین ایمان کے فتنے کا۔ (فتح)

وَقَالَ ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ آمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ آمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيْلًا﴾.

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بے شک جو لوگ ایمان لائے پھر کافر ہوئے پھر ایمان لائے پھر کافر ہوئے پھر زیادہ ہوئے کفر میں تو ان کو اللہ تعالیٰ ہرگز نہیں بخشے گا اور نہ ان کو راہ دکھلائے گا۔

فائدہ: اور البتہ استدلال کیا ہے ساتھ اس آیت کے جو قائل ہے کہ زندیق کی توبہ نہ قبول کی جائے گی۔

وَقَالَ ﴿مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَأْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِيْنَ﴾ وَقَالَ ﴿وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ، ذٰلِكَ بِأَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا عَلَى الْآخِرَةِ وَأَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِيْنَ، أُولٰئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَأَبْصَارِهِمْ وَأُولٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُوْنَ﴾ ﴿لَا جَرَمَ﴾ يَقُوْلُ حَقًّا ﴿أَنَّهُمْ فِي الْآخِرَةِ هُمُ الْخَاسِرُوْنَ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا

یعنی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو مرتد ہو تم میں اپنے دین سے سو عنقریب اللہ تعالیٰ ایک قوم لائے گا جن کو وہ چاہے گا اور وہ اس کو چاہیں گے اور فرمایا لیکن جس نے کشادہ کیا ساتھ کفر کے سینہ تو ان پر غضب ہے اللہ تعالیٰ کا اور ان کے واسطے عذاب ہے بڑا یہ اس سبب سے کہ انہوں نے چاہا اور مقدم کیا دنیا کی زندگی کو آخرت پر ضرور وہ آخرت میں خسارہ پانے والے ہیں، اللہ تعالیٰ کے اس قول تک پھر تیرا رب اُن لوگوں کے واسطے جنہوں نے ہجرت کے بعد مبتلا ہونے کے پھر جہاد کیا اور صبر کیا بے شک تیرا رب اس کے بعد البتہ بخشنے والا ہے رحم کرنے والا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور ہمیشہ تم سے لڑتے رہیں گے یہاں تک کہ پھیر دیں تم کو اپنے دین سے اگر ان سے ہو سکے اور جو مرتد ہو جائے تم میں اپنے

لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ وَقَالَ ﴿وَلَا يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ إِنِ اسْتَطَاعُوْا وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَأُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَأُولٰٓئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خَالِدُوْنَ﴾.

دین سے اور مر جائے کفر کی حالت میں تو یہی لوگ ہیں کہ اکارت ہوئے عمل ان کے دنیا اور آخرت میں اور یہی لوگ ہیں رہنے والے دوزخ کے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

فائدہ: اور غرض ان سب آیتوں سے یہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿إِنِ اسْتَطَاعُوْا وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ﴾ اس واسطے کہ وہ مقید کرتا ہے یہ مطلق اس چیز کو جو پہلی آیت میں ﴿وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ﴾ ہے کہا ابن بطال نے کہ اختلاف ہے مرتد کی توبہ میں کہ اس سے توبہ طلب کی جائے پھر اگر توبہ کرے تو بہتر ورنہ قتل کیا جائے اور یہ قول جمہور کا ہے اور بعضوں نے کہا کہ واجب ہے قتل کرنا اس کا فی الحال یہ قول حسن اور طاؤس کا ہے اور یہی قول ہے اہل ظاہر کا اور اس پر دلالت کرتا ہے تصرف بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا اس واسطے کہ اس نے مدد لی ہے اُن آیتوں سے جن میں توبہ طلب کرنے کا ذکر نہیں اور ساتھ اس آیت کے جس میں ہے کہ توبہ فائدہ نہیں دیتی اور ساتھ عموم اس حدیث کے کہ جو اپنا دین بدل ڈالے یعنی اسلام سے مرتد ہو جائے اس کو مار ڈالو اور ساتھ قصے معاذ رضی اللہ عنہ کے جو اس کے بعد ہے اور نہیں ذکر کیا اس کے سوائے کچھ اور کہا طحاوی نے کہ مذہب ان لوگوں کا یہ ہے کہ جو اسلام سے مرتد ہو جائے اس کا حکم حربی کافر کا ہے جس کو دعوت اسلام پہنچ چکی ہو کہ اس کو قتل کیا جائے دعوت سے پہلے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ توبہ طلب کرنا تو اس شخص سے مشروع ہے جو بغیر بصیرت کے اسلام سے مرتد ہو جائے اور جو اسلام سے بصیرت کے ساتھ مرتد ہو تو اس کے واسطے توبہ نہیں ہے لیکن اگر جلدی توبہ کر لے تو اس کی راہ چھوڑی جائے اور اس کے کام کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کیا جائے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے ہے کہ اگر دراصل مسلمان ہو تو اس سے توبہ طلب نہ کیا جائے ورنہ توبہ طلب کی جائے اور استدلال کیا ہے ابن قصار نے جمہور کے قول کے واسطے ساتھ اجماع سکوتی کے اس واسطے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مرتد کے حق میں لکھا کہ کیوں نہیں قید کیا تم نے اس کو تین دن اور کھلائی اس کو ہر دن ایک روٹی شاید وہ توبہ طلب کرتا اور اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرتا اور کسی صحابی نے اس سے انکار نہ کیا تو گویا کہ انہوں نے سمجھا کہ قتل کرنے کا حکم اس وقت ہے جب کہ رجوع نہ کرے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر توبہ کریں اور نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں تو ان کو چھوڑ دو اور اختلاف ہے کہ توبہ ایک بار کافی ہے یا تین بار ہونا ضروری ہے اور کیا ایک مجلس میں یا ایک دن میں یا تین دن میں اور علی رضی اللہ عنہ سے ہے کہ ایک مہینہ۔ (فتح)

۶۴۱۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ مُحَمَّدُ بْنُ

۶۴۱۱۔ حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ علی رضی اللہ عنہ کے پاس

الْفَضْلِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ أُتِيَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِزَنَادِقَةٍ فَأَحْرَقَهُمْ فَبَلَغَ ذٰلِكَ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ لَوْ كُنْتُ أَنَا لَمْ أُحْرِقْهُمْ لِنَهْيِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُعَذِّبُوْا بِعَذَابِ اللّٰهِ وَلَقَتَلْتُهُمْ لِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ بَدَّلَ دِيْنَهُ فَاقْتُلُوْهُ.

زندیق یعنی بے دین لوگ لائے گئے تو علی رضی اللہ عنہ نے ان کو جلا ڈالا سو یہ خبر ابن عباس رضی اللہ عنہما کو پہنچی تو کہا کہ اگر میں ہوتا تو ان کو نہ جلاتا اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے کہ نہ عذاب کرو اللہ تعالیٰ کے خاص عذاب سے یعنی آگ سے کسی کو نہ جلاؤ بلکہ میں ان کو قتل کرتا اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو اسلام چھوڑ کر اپنا دین بدلے اس کو مار ڈالو۔

فائدہ: اور طبرانی نے اوسط میں روایت کی ہے علی رضی اللہ عنہ کو خبر پہنچی کہ ایک قوم دین اسلام سے مرتد ہو گئی سو ان کو بلا بھیجا اور ان کو کھانا کھلایا پھر ان کو اسلام کی طرف بلایا انہوں نے نہ مانا سو علی رضی اللہ عنہ نے ایک گڑھا کھدوایا اور ان کی گردنیں کٹوا کر ان کو اس گڑھے میں ڈلوایا پھر ان پر لکڑیاں ڈال کر ان کو جلایا اور ایک روایت میں ہے کہ کسی نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ایک قوم مسجد کے دروازے پر ہے وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ تو ان کا اللہ ہے علی رضی اللہ عنہ نے ان کو بلایا سو کہا کہ تم کو خرابی تم کیا کہتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ تو ہمارا رب ہے اور ہمارا خالق ہے اور رازق ہے تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا تم کو خرابی میں تو ایک بندہ ہوں جیسے تم ہو کھانا کھاتا ہوں جیسا تم کھاتے ہو اور پانی پیتا ہوں جیسا تم پیتے ہو سو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور توبہ کرو انہوں نے نہ مانا اسی طرح تین دن کیا انہوں نے نہ مانا پھر ان کو جلوا ڈالا۔

فائدہ: اور زندیق اصل میں اس شخص کو کہتے ہیں جو زمانے کو قدیمی جانے اور زمانے کے ہمیشہ ہونے کا قائل ہو اور تحقیق یہ ہے کہ اصل زندیق ان لوگوں کو کہا جاتا ہے جو دیصان اور مانی اور مزدک کے تابعدار ہیں اور حاصل ان کے قول کا یہ ہے کہ روشنی اور اندھیرا دونوں قدیمی چیزیں ہیں اور یہ کہ وہ دونوں آپس میں مل گئے تو سارا جہان دونوں سے پیدا ہوا سو جو بد ہے اندھیرے سے ہے اور جو نیک ہے روشنی سے ہے پھر بولا گیا ہے زندیق ہر اس شخص پر جو ظاہر میں مسلمان ہو اور دل میں کافر ہو ظاہر میں کہے کہ میں مسلمان ہوں اور باطن میں کافر ہو اور یہ حدیث عام ہے خاص کیا گیا ہے اس سے وہ شخص جو بدل ڈالے دین کو باطن میں اور نہ ثابت ہو یہ اس پر ظاہر میں اس واسطے کہ جاری ہوں گے احکام اس پر ظاہر کے اور اسی طرح مخصوص ہے اس سے جو بدل ڈالے اپنے دین کو ظاہر میں لیکن ساتھ اکراہ کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر قتل کرنے مرتد عورت کے مانند مرتد مرد کے اور خاص کیا ہے اس کو حنفیہ نے ساتھ مرد کے اور تمسک کیا ہے انہوں نے ساتھ حدیث نہی کے عورت کے قتل کرنے سے اور حمل کیا ہے جمہور نے نہی کو اس عورت پر جو دراصل کافر ہو جب کہ نہ مباشر ہو لڑائی میں اور نہ قتل میں اس واسطے کہ حدیث نہی کی

بعض طریقوں میں ہے کہ جب حضرت ﷺ نے ایک لڑائی میں عورت قتل ہوئی دیکھی تو فرمایا کہ یہ تو نہ لڑتی تھی پھر منع کیا عورتوں کے قتل کرنے سے اور قتل کیا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں مرتد عورت کو اور اصحاب عام موجود تھے سو کسی نے انکار نہ کیا اور حجت پکڑی ہے جمہور نے ساتھ قیاس کے کہ اصلی کافرہ عورت غلام بنائی جاتی ہے سو وہ مجاہدین کے واسطے غنیمت ہوتی ہے اور مرتدہ غلام نہیں بنائی جاتی نزدیک ان کے پس نہیں ہے غنیمت بیچ اس کے پس نہ ترک کیا جائے گا قتل کرنا اس کا اور واقع ہوا ہے معاذ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جب کہ حضرت ﷺ نے ان کو یمن کی طرف حاکم بنا کر بھیجا کہ جو عورت اسلام سے مرتد ہو جائے سو اس کو دعوت دینا سو اگر توبہ کرے تو بہتر ورنہ اس کو مار ڈالنا اور اس کی سند حسن ہے اور یہ حدیث نص ہے بیچ محل نزاع کے پس واجب ہے رجوع کرنا اس کی طرف اور تائید کرتا ہے یہ کہ حرام کاری اور چوری اور شراب خوری وغیرہ حدود میں مرد اور عورتیں سب شریک ہیں اور زنا کی صورتوں سے ہے سنگسار کرنا شادی شدے کا یہاں تک کہ مر جائے خواہ مرد ہو یا عورت سو یہ صورت مخصوص ہے اس حدیث کے عموم سے جس میں عورتوں کا قتل کرنا منع آیا ہے پس اسی طرح مرتد عورت کا قتل کرنا بھی اس سے مستثنیٰ ہے اور تمسک کیا ہے ساتھ اس کے بعض شافعیہ نے بیچ قتل کرنے ہر اس شخص کے جو کفر کے ایک دین سے دوسرے دین کی طرف انتقال کرے برابر ہے کہ اس دین والے جزیہ دیتے ہو یا نہ اور جواب دیا ہے بعض حنفیہ نے ساتھ اس کے کہ عموم حدیث کا مبتدل میں ہے نہ تبدیل میں بہرحال تبدیل سو وہ مطلق ہے اس میں عموم نہیں اور برتقدیر تسلیم کے وہ بالاتفاق متروک الظاہر ہے کافر کے حق میں اگرچہ اسلام لائے اس واسطے کہ وہ داخل ہے بیچ عموم حدیث کے اور حالانکہ نہیں ہے مراد اور نیز انہوں نے حجت پکڑی ہے ساتھ اس کے کہ کفر ایک مذہب ہے سو اگر یہودی نصرانی ہو جائے یا بت پرست یہودی ہو جائے تو وہ کفر کے دین سے نہیں نکلتا بلکہ کافر کا کافر ہی رہتا ہے پس ظاہر ہوا کہ مراد یہ ہے کہ جو بدل ڈالے دین اسلام کو اور دین ہے تو اس کو قتل کر ڈالو اس واسطے کہ دین درحقیقت اسلام ہی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ﴾ اور جو دین کہ اس کے سوائے ہے وہ مدعی کے زعم میں ہے اور یہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ﴾ تو حجت پکڑی ہے اس سے بعض شافعیہ نے سو کہا کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ دین اسلام کے سوائے اور کسی دین پر کافر کو برقرار نہ رکھا جائے اور جواب یہ ہے کہ یہ ظاہر ہے اس شخص کے حق میں جو دین اسلام سے مرتد ہو جائے کہ اس کو اس پر برقرار نہ رکھا جائے لیکن نہ قبول کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ نہ برقرار رکھا جائے ساتھ جزیہ کے بلکہ عدم قبول اور خسران تو صرف آخرت میں ہے ہم نے مانا کہ مستفاد ہوتا ہے عدم قبول سے نہ برقرار رکھنا دنیا میں لیکن مستفاد یہ ہے کہ نہ برقرار رکھا جائے اوپر اس کے پس اگر رجوع کرے اس دین کی طرف جس پر پہلے تھا اور اس میں جزیہ کے ساتھ برقرار رکھا گیا تھا تو وہ قتل کیا جائے اگر اسلام نہ لائے باوجود ممکن ہونے امساک کے ساتھ اس کے کہ نہ ہم اس کو قبول کریں اور نہ اس کو قتل کریں

اور تائید کرتا ہے اس کی کہ اس کے بعض طریقوں میں اسلام کی تخصیص آ چکی ہے اخرجہ الطبرانی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ جو دین اسلام کو اور کسی دین سے بدل ڈالے تو اس کی گردن مارو اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جائز ہے قتل کرنا زندیق کا بغیر توبہ طلب کرنے کے اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ حدیث کے بعض طریقوں میں ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے اُن سے توبہ طلب کی اور نص کی ہے شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اوپر قبول کے مطلق اور کہا کہ توبہ طلب کی جائے زندیق سے جیسے توبہ طلب کی جاتی ہے مرتد سے اور احمد اور ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے دو روایتیں ہیں ایک یہ کہ توبہ نہ طلب کی جائے دوسری یہ کہ اگر اس سے مکرر ہو تو اس کی توبہ قبول نہیں اور یہ قول اسحاق اور لیث کا ہے اور حجت جمہور کی بیچ طلب کرنے توبہ ان کی کے یہ آیت ہے: ﴿اِتَّخَذُوْا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً﴾ سو اس نے دلالت کی کہ ظاہر کرنا ایمان کا بچاتا ہے قتل سے اور سب کا اجماع ہے اس پر کہ احکام دنیا کے ظاہر پر ہیں اور دل کے راز کا مالک اللہ تعالیٰ ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسامہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ کیا تو نے اس کے دل کو چیر کر دیکھا تھا اور حدیثیں اس باب میں بہت ہیں۔ (فتح)

٦٤١٢ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ قُرَّةَ بْنِ خَالِدٍ حَدَّثَنِيْ حُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ اَقْبَلْتُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعِيَ رَجُلَانِ مِنَ الْاَشْعَرِيِّيْنَ اَحَدُهُمَا عَنْ يَمِيْنِيْ وَالْاٰخَرُ عَنْ يَسَارِيْ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَاكُ فَكِلَاهُمَا سَاَلَ فَقَالَ يَا اَبَا مُوْسٰى اَوْ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ قَيْسٍ قَالَ قُلْتُ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا اَطْلَعَانِيْ عَلٰى مَا فِيْ اَنْفُسِهِمَا وَمَا شَعَرْتُ اَنَّهُمَا يَطْلُبَانِ الْعَمَلَ فَكَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى سِوَاكِهٖ تَحْتَ شَفَتِهٖ قَلَصَتْ فَقَالَ لَنْ اَوْ لَا نَسْتَعْمِلُ عَلٰى عَمَلِنَا مَنْ اَرَادَهٗ وَلٰكِنِ اذْهَبْ اَنْتَ يَا اَبَا مُوْسٰى اَوْ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ قَيْسٍ اِلَى الْيَمَنِ ثُمَّ اتْبَعَهٗ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ فَلَمَّا قَدِمَ عَلَيْهِ اَلْقٰى لَهٗ وِسَادَةً قَالَ انْزِلْ

٦٤١٢ـ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہوا اور میرے ساتھ دو اشعری مرد تھے ایک میری دائیں طرف تھا اور دوسرا بائیں طرف اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسواک کرتے تھے سو دونوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حکومت کا سوال کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو موسیٰ! یا فرمایا اے عبداللہ بن قیس! تو کیا کہتا ہے؟ میں نے کہا قسم ہے اس کی جس نے آپ کو سچا پیغمبر کیا نہیں اطلاع دی دونوں نے مجھ کو اپنے دل کی بات پر اور میں نے معلوم نہیں کیا کہ وہ حکومت طلب کرتے ہیں سو جیسے میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسواک کی طرف دیکھتا ہوں آپ کے ہونٹ کے نیچے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ہم نہیں حاکم کرتے اپنے عمل پر جو اس کو چاہے لیکن تو اے ابو موسیٰ! یا فرمایا اے عبداللہ بن قیس! یمن کی طرف جا پھر اس کے پیچھے معاذ رضی اللہ عنہ کو بھیجا سو جب معاذ رضی اللہ عنہ ان کے پاس پہنچے تو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے ان کے واسطے تکیہ ڈالا کہا اترو اور اچانک دیکھا کہ اس کے پاس مرد ہے بندھا ہوا معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا یہ کیا ہے؟ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ

وَإِذَا رَجُلٌ عِنْدَهٗ مُوْثَقٌ قَالَ مَا هٰذَا قَالَ كَانَ يَهُوْدِيًّا فَأَسْلَمَ ثُمَّ تَهَوَّدَ قَالَ اجْلِسْ قَالَ لَا أَجْلِسُ حَتّٰى يُقْتَلَ قَضَآءُ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَأَمَرَ بِهٖ فَقُتِلَ ثُمَّ تَذَاكَرَا قِيَامَ اللَّيْلِ فَقَالَ أَحَدُهُمَا أَمَّا أَنَا فَأَقُوْمُ وَأَنَامُ وَأَرْجُوْ فِيْ نَوْمَتِيْ مَا أَرْجُوْ فِيْ قَوْمَتِيْ.

یہ یہودی تھا سو مسلمان ہوا پھر یہودی ہو گیا کہا بیٹھ معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نہیں بیٹھوں گا یہاں تک کہ قتل کیا جائے یہ حکم اللہ اور اس کے رسول کا ہے تین بار کہا سو حکم کیا اس کے قتل کرنے کا سو قتل کیا گیا پھر دونوں نے ذکر کیا تہجد کی نماز کا سو ایک نے کہا کہ میں تو کچھ رات تہجد کی نماز پڑھتا ہوں اور کچھ رات سوتا ہوں اور میں اُمید رکھتا ہوں اپنے سونے میں ثواب کی جو اُمید رکھتا ہوں اپنے قیام میں۔

فائدہ: اور مراد تکیہ سے وہ ہے جو سونے والے کے سر کے نیچے رکھا جاتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ پھر دونوں نے اس کو لکڑیوں میں جلا دیا سو اس سے لیا جاتا ہے کہ معاذ رضی اللہ عنہ اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی رائے یہ تھی کہ جائز ہے عذاب کرنا آگ سے اور جائز ہے جلانا مردے کا آگ سے واسطے مبالغہ کرنے کے اس کی اہانت میں اور ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ اس سے پہلے اس سے توبہ طلب کی گئی تھی پس نہیں حجت ہے اس میں اس کے واسطے جو کہتا ہے کہ قتل کیا جائے مرتد کو بغیر طلب کرنے توبہ کے اس واسطے کہ معاذ رضی اللہ عنہ نے اکتفا کیا ساتھ اس چیز کے جو پہلے گزری کہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے اس سے توبہ طلب کی تھی اور روایت کی معاذ رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا ساتھ طلب کرنے توبہ مرتد کے اور اس حدیث میں اور فائدے بھی ہیں حاکم کرنا دو سرداروں کو ایک شہر پر اور تقسیم کرنا ایک شہر کو دو حاکموں کے درمیان اور یہ کہ مکروہ ہے سوال کرنا حکومت کا اور حرص کرنا اوپر اس کے اور منع کرنا حریص کو اس سے اور ملاقات کرنا بھائیوں کا اور علماء کا اور حاکموں کا اور اکرام کرنا مہمان کا اور جلدی کرنا طرف انکار منکر کے اور قائم کرنا حد کا جس پر واجب ہو اور مباح چیزوں پر نیت سے ثواب ملتا ہے جب کہ ہوں وسائل واسطے مقاصد واجبہ یا مندوبہ کے واسطے کامل کرنے کسی چیز کے دونوں سے اور مقصود اس جگہ قصہ اس یہودی کا ہے جو مسلمان ہوا تھا پھر مرتد ہو گیا تھا۔ (فتح)

بَابُ قَتْلِ مَنْ أَبٰى قَبُوْلَ الْفَرَآئِضِ وَمَا نُسِبُوْا إِلَى الرِّدَّةِ

قتل کرنا اس شخص کا جو انکار کرے فرضوں سے اور منسوب ہونا ان کا طرف مرتد ہونے کی

فائدہ: یعنی جائز ہے قتل کرنا اس شخص کو جو باز رہے التزام احکام واجبہ سے اور ان کے ساتھ عمل کرنے سے کہا مہلب نے جو باز رہے فرائض کے قبول کرنے سے اس میں دیکھا جائے اگر مثلاً زکوٰۃ کے واجب ہونے کے ساتھ اقرار کرے تو اس سے جبراً لی جائے اور اگر مع ذلک لڑے تو اس سے لڑائی کی جائے یہاں تک کہ رجوع کرے اور کہا مالک رحمہ اللہ نے مؤطا میں کہ امر ہمارے نزدیک یہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے کسی فرض سے باز رہے اور مسلمان اس سے نہ لے سکیں تو واجب ہے اُن پر جہاد کرنا ساتھ اس کے اور مراد اس کی یہ ہے جب کہ اقرار کرے اس کے فرض ہونے کا

نہیں ہے خلاف بیچ اس کے اور منسوب ہونا ان کا طرف ردت کی یعنی بولا گیا ان پر نام مرتدوں کا اور ما مصدر یہ ہے یعنی منسوب ہونا ان کا طرف ردت کی اور یہ تین گروہ ہو گئے تھے ایک گروہ تو پھر بت پرست ہو گئے تھے اور ایک گروہ مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی کی تابع ہو گئے تھے اور وہ اہل یمامہ اور اہل صنعاء وغیرہ ایک جماعت تھی اور ان دونوں نے پیغمبری کا دعویٰ کیا تھا حضرت ﷺ کے انتقال کے پہلے پھر اسود تو حضرت ﷺ کی زندگی میں مارا گیا اور مسیلمہ کذاب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے مارا گیا اور ایک گروہ بدستور مسلمان رہے لیکن انہوں نے زکوٰۃ سے انکار کیا اور انہوں نے کہا کہ زکوٰۃ حضرت ﷺ کے زمانے کے ساتھ خاص تھی اور ایک گروہ بدستور اسلام اور احکام اسلام پر قائم رہا اور وہ جمہور اہل اسلام تھے اور کہا ابو محمد بن حزم نے علل والنحل میں کہ حضرت ﷺ کے انتقال کے بعد عرب کے لوگ چار قسم پر ہو گئے تھے ایک گروہ تو بدستور باقی رہا اس چیز پر کہ حضرت ﷺ کی زندگی میں تھے یعنی بدستور اسلام پر رہے اور وہ جمہور اہل اسلام تھے اور دوسرا گروہ بھی اسلام پر باقی رہا لیکن انہوں نے کہا کہ ہم قائم کرتے ہیں احکام اسلام کو سوائے زکوٰۃ کے اور وہ لوگ بھی بہت تھے لیکن وہ بہ نسبت پہلے گروہ کے قلیل تھے اور تیسرا گروہ وہ لوگ ہیں جو کھلم کھلا مرتد ہو گئے تھے جیسے طلیحہ اور سجاح کے ساتھی اور ان دونوں نے بھی پیغمبری کا دعویٰ کیا تھا اور وہ لوگ کم تھے بہ نسبت پہلوں کے لیکن ہر قبیلے میں وہ شخص تھا جو مرتد کا مقابلہ کرے اور ایک گروہ نے توقف کیا سو انہوں نے تینوں فرقوں میں سے کسی کی فرمانبرداری نہ کی اور انتظار کیا انہوں نے کہ کس کا غلبہ ہو سو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف لشکر بھیجے اور فیروز اور اس کے ساتھی اسود کے شہروں پر غالب ہوئے اور اس کو قتل کیا اور مسیلمہ یمامہ میں قتل ہوا اور طلیحہ اور سجاح پھر مسلمان ہوئے اور اکثر لوگوں نے جو مرتد ہوئے تھے اسلام کی طرف پھر رجوع کیا سو ایک سال نہ گزرا تھا کہ سب اسلام کی طرف پھر آئے اور واسطے اللہ تعالیٰ کے ہے حمد۔ (فتح)

٦٤١٣۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتُخْلِفَ أَبُو بَكْرٍ وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ قَالَ عُمَرُ يَا أَبَا بَكْرٍ كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ

٦٤١٣۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ فوت ہوئے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے اور کافر ہوا جو کافر ہوا عرب سے تو کہا عمر رضی اللہ عنہ نے اے ابوبکر! کس طرح لڑے گا تو لوگوں سے اور حالانکہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھ کو لوگوں سے لڑنے کا حکم ہوا یہاں تک کہ لا الہ الا اللہ کہیں سو جس نے لا الہ الا اللہ کہا اس نے مجھ سے اپنا مال اور جان بچایا مگر دین کی حق تلفی کا بدلہ ہے اور اس کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ پر ہے؟ تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم

حَتّٰی یَقُوْلُوْا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَمَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَقَدْ عَصَمَ مِنِّیْ مَالَهٗ وَنَفْسَهٗ إِلَّا بِحَقِّهٖ وَحِسَابُهٗ عَلَی اللّٰهِ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ وَاللّٰهِ لَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَیْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ فَإِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ وَاللّٰهِ لَوْ مَنَعُوْنِیْ عَنَاقًا كَانُوْا یُؤَدُّوْنَهَا إِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلٰی مَنْعِهَا قَالَ عُمَرُ فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ رَّأَیْتُ أَنْ قَدْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَ أَبِیْ بَكْرٍ لِلْقِتَالِ فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ.

ہے اللہ تعالیٰ کی البتہ میں لڑوں گا اس شخص سے جس نے نماز اور زکوٰۃ کے درمیان فرق کیا اس واسطے کہ زکوٰۃ مال کا حق ہے (اور نماز جان کا حق ہے) قسم ہے اللہ تعالیٰ کی اگر انہوں نے مجھ سے بکری کا بچہ روکا جس کو حضرت ﷺ کے پاس ادا کرتے تھے تو البتہ میں اُن سے لڑوں گا اس کے روکنے پر کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی نہ تھا وہ مگر یہ کہ میں نے دیکھا کہ البتہ اللہ تعالیٰ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا سینہ لڑنے کے واسطے کھولا سو میں نے پہچانا کہ وہی حق ہے۔

فائدہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہاں تک کہ گواہی دیں اس کی کہ کوئی لائق بندگی کے نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور قائم کریں نماز کو اور دیں زکوٰۃ کو اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ہمارے قبلے کی طرف منہ کریں اور ہمارا ذبیحہ کھائیں اور ایمان لائیں ساتھ میرے اور جو میں لایا ہوں کہا خطابی نے کہ گمان کیا ہے رافضیوں نے کہ حدیث باب کی متناقض ہے اس واسطے کہ اس کے اول میں ہے کہ وہ کافر ہو گئے تھے اور اس کے آخر میں ہے کہ وہ اسلام پر ثابت تھے لیکن انہوں نے زکوٰۃ سے انکار کیا تھا سو اگر وہ مسلمان تھے تو ان سے لڑنا اور ان کی اولاد کو قید کرنا حلال نہ تھا اور اگر کافر تھے تو نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرنے کے کوئی معنی نہیں اور جواب یہ ہے کہ جو لوگ مرتد ہونے کی طرف منسوب تھے وہ دو قسم پر تھے ایک گروہ تو پھر بت پرست ہو گئے تھے اور ایک گروہ نے زکوٰۃ سے منع کیا تھا اور انہوں نے گمان کیا تھا کہ دفع کرنا زکوٰۃ کا حضرت ﷺ کے ساتھ خاص تھا اس واسطے کہ حضرت ﷺ کا غیر ان کو پاک نہیں کرتا جیسا کہ حضرت ﷺ کے حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّیْهِمْ بِهَا﴾ اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اپنے اس قول تقاتل الناس سے دوسری قسم ہے اس واسطے کہ نہیں تردد تھا ان کو اول قسم کے قتل کے جائز ہونے میں اور کہا عیاض نے کہ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی نص ہے بیچ لڑنے کے اس شخص سے جو نماز پڑھے نہ زکوٰۃ دے مثل اس شخص کی جو نہ اقرار کرے ساتھ شہادتین کے اور حجت پکڑنا عمر رضی اللہ عنہ کا ابوبکر رضی اللہ عنہ پر اور جواب ابوبکر رضی اللہ عنہ کا دلالت کرتا ہے اس پر کہ نہیں سنا دونوں نے حدیث میں نماز اور زکوٰۃ کو اس واسطے کہ اگر سنا ہوتا اس کو عمر رضی اللہ عنہ نے تو نہ حجت پکڑتے ابوبکر رضی اللہ عنہ پر اور اگر سنا ہوتا اس کو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تو رد کرتے ساتھ اس کے عمر رضی اللہ عنہ پر اور نہ محتاج ہوتے طرف احتجاج

کی ساتھ عموم قول اس کے الا بحقہ میں کہتا ہوں کہ اگر ضمیر اسلام کی طرف ہے تو جو ثابت ہوگا کہ وہ حق اسلام سے ہے اس میں لڑنا جائز ہوگا اسی واسطے اتفاق کیا ہے اصحاب نے اوپر لڑنے کے اس شخص سے جو زکوٰۃ سے انکار کرے اور مراد ساتھ فرق کرنے کے یہ ہے کہ نماز کا اقرار کرے اور زکوٰۃ سے انکار کرے بطور انکار اس کی فرضیت کے ہو یا مانع ہو ساتھ اعتراف فرضیت اس کی کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اول حدیث میں کفر کا لفظ بولا تا کہ شامل ہو دونوں قسموں کو سو جو انکار کرے اس کے فرض ہونے سے اس کے حق میں تو باعتبار حقیقت کے ہے اور دوسروں کے حق میں بطور مجاز اور تغلیب کے ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ لڑے اُن سے صدیق اور نہ معذور کیا ان کو ساتھ جہالت کے اس واسطے کہ انہوں نے لڑائی کو قائم کیا تھا سو تیار کر کے بھیجا ان کی طرف اس شخص کو جو ان کو بلائے طرف رجوع کی سو جب انہوں نے اصرار کیا تو ان سے لڑائی کی کہا مازری نے کہ ظاہر سیاق کا یہ ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ موافق تھے اوپر قتال اس شخص کے جو نماز سے انکار کرے سو الزام دیا ان کو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ساتھ زکوٰۃ کے واسطے وارد ہونے دونوں کے بیچ کتاب اور سنت کے ایک جگہ اور یہ جو کہا کہ زکوٰۃ حق مال کا ہے تو یہ اشارہ ہے طرف اس دلیل کی جو فرق کو منع کرے کہ حق جان کا نماز ہے اور حق مال کا زکوٰۃ ہے سو جس نے نماز پڑھی اس نے اپنی جان کو بچایا اور جس نے زکوٰۃ دی اس نے اپنے مال کو بچایا اور اگر نماز نہ پڑھی تو لڑائی کی جائے اس سے ترک نماز پر اور جو زکوٰۃ نہ دے اس سے قہراً لی جائے اور اگر لڑے تو اس سے لڑائی کی جائے اور یہ جو کہا بکری کا بچہ تو کہا نووی رحمہ اللہ نے مراد یہ ہے کہ وہ چھوٹے تھے سو ان کی ماں مرگئی بعض سال میں سو زکوٰۃ لی جائے گی ان سے ساتھ سال ماں کے اگرچہ ان کے پاؤں سے کوئی چیز باقی نہ رہی ہو یا اکثر بڑی بکریاں مر جائیں اور چھوٹی پیدا ہوں پھر سال بھر گزرے جاتی بڑی بکریوں پر اور چھوٹیوں پر اور کہا بعض مالکیہ نے کہ عناق اور جذعہ کفایت کرتا ہے قلیل اونٹوں کی زکوٰۃ میں جن کی زکوٰۃ بکریوں کے ساتھ دی جاتی ہے اور بکریوں میں بھی جب کہ جذعہ ہو اور ایک روایت میں عناق کے بدلے رسی کا ذکر آیا ہے جس سے اونٹ کا گھٹنا باندھا جاتا ہے یعنی واجب ہے لینا ڈھنگے کا ساتھ اونٹوں زکوٰۃ کے اس واسطے کہ زکوٰۃ تحصیل کرنے والے کی عادت تھی کہ رسی لے اور دو اونٹوں کو جوڑ کر اس کے ساتھ باندھے تا کہ جدا جدا نہ ہوں سو فرمایا کہ اگر یہ رسی نہ دیں گے تو بھی ان سے لڑوں گا اور بعضوں نے کہا کہ مراد چیز واجب ہے اگرچہ تھوڑی اور قلیل ہو اور یہ جو کہا کہ میں نے پہچانا کہ وہ حق ہے یعنی ظاہر ہوا ان کے واسطے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا احتجاج صحیح ہے نہ یہ کہ عمر رضی اللہ عنہ نے تقلید کی اور اس حدیث میں اور بھی فائدہ ہیں اجتہاد کرنا نوازل میں اور رد کرنا ان کا طرف اصول کی اور مناظرہ اس پر اور رجوع کرنا طرف راجح قول کی اور ادب مناظرہ میں ساتھ اس طور کے کہ کسی کو صریح نہ کہا جائے کہ تو خطا پر ہے اور رجوع کرنا طرف مہربانی کی اور شروع کرنا بیچ قائم کرنے حجت کے یہاں تک کہ ظاہر ہو واسطے مناظرہ کرنے والے کے سو اگر اعتماد کرے بعد ظاہر ہونے حجت کے سو اس وقت

مستحق ہے اور اغلاظ اور سخت گوئی کا بحسب اس کے حال کے اور اس میں قسم کھانا ہے چیز پر واسطے تاکید اس کی کے اور یہ کہ منع ہے لڑنا اس شخص سے جو لا الہ الا اللہ کہے اگرچہ اس سے زیادہ نہ کہے اور وہ اسی طرح ہے لیکن کیا اس کے ساتھ مسلمان ہو جاتا ہے یا نہیں راجح یہ ہے کہ نہیں ہوتا بلکہ واجب ہے باز رہنا اس کی لڑائی سے یہاں تک کہ آزمایا جائے پھر اگر رسالت کی گواہی دے اور احکام اسلام کا التزام کرے تو حکم کیا جائے ساتھ اسلام اس کی کے اور اسی کی طرف اشارہ ہے ساتھ قول اس کے الا بحق الاسلام کہا بغوی نے کہ کافر جب ہو وثنی یا ثنوی نہ اقرار کرتا ساتھ توحید اللہ تعالیٰ کے پھر جب لا الہ الا اللہ کہے تو حکم کیا جائے ساتھ اسلام اس کے پھر جبر کیا جائے اس پر اوپر قبول کرنے جمیع احکام اسلام کے اور بیزار ہو ہر دین سے جو دین اسلام کے مخالف ہو اور بہر حال جو اللہ تعالیٰ کی توحید کا قائل ہو اور پیغمبری کا منکر ہو تو نہ حکم کیا جائے ساتھ اسلام اس کے یہاں تک کہ محمد رسول اللہ ﷺ کہے اور اگر اس کا یہ اعتقاد ہو کہ حضرت ﷺ فقط عرب کے واسطے پیغمبر تھے تو ضروری ہے کہ کہے کہ سب خلق کی طرف پیغمبر ہیں اور اگر کافر ہو ساتھ انکار کرنے واجب کے یا مباح جاننے حرام کے سو محتاج ہے کہ اس اعتقاد سے رجوع کرے اور احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ قول حضرت ﷺ کے لا الہ الا اللہ اس جگہ بولنا ساتھ شہادتین کے اس واسطے کہ وہ اس پر علم ہو گیا ہے اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ اس حدیث کے دوسرے طریقوں میں صریح آ چکا ہے یہاں تک کہ گواہی دیں اس کی کہ کوئی لائق عبادت کے نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے اور محمد ﷺ رسول ہیں اللہ کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ زکوٰۃ نہیں ساقط ہوتی ہے مرتد سے اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ مرتد کافر ہے اور کافر سے زکوٰۃ کا مطالبہ نہیں ہوتا اس سے تو فقط ایمان کا مطالبہ ہوتا ہے اور نہیں ہے صدیق کے فعل میں حجت واسطے اس چیز کے جو مذکور ہوئی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس میں تو قتال ہے اس شخص سے جو زکوٰۃ سے انکار کرے جو لوگ اصل اسلام کے ساتھ قائل تھے اور شبہ سے زکوٰۃ کو منع کیا تھا ان کو کفر کا حکم نہیں دیا گیا حجت کے قائم کرنے سے پہلے اور البتہ اختلاف کیا اصحاب نے ان میں بعد غالب ہونے کے اوپر ان کے کیا ان کے مال لوٹے جائیں اور ان کی بیوی لڑکوں کو قید کیا جائے مانند کافروں کی یا نہ مانند باغیوں کی سو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رائے یہ تھی کہ کافروں کی طرح ان کا مال لوٹا جائے اور ان کی بیوی لڑکوں کو قید کیا جائے اور عمل کیا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ساتھ اس کے اور مناظرہ کیا ان سے عمر رضی اللہ عنہ نے بیچ اس کے کما سیاتی انشاء اللہ تعالیٰ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا مذہب دوسرا قول ہے اور ان کی خلافت میں اور لوگ بھی ان کے ساتھ موافق ہو گئے تھے اور قرار پایا اجماع اوپر اس کے اس شخص کے حق میں جو انکار کرے کسی فرض سے ساتھ شبہ کے پس مطالبہ کیا جائے اس سے ساتھ رجوع کے پھر اگر لڑے تو اس کے ساتھ لڑائی کی جائے اور اس پر حجت قائم کی جائے سو اگر رجوع کرے تو فبہا ورنہ معاملہ کیا جائے ساتھ اس کے کافر کا کہا عیاض نے مستفاد ہوتا ہے اس قصے سے کہ اگر حاکم کسی امر میں اجتہاد کرے جس میں نص نہ ہو تو واجب ہے

فرمانبرداری اس کی بیچ اس کے اگرچہ بعض مجتہد اس کی خلاف کے معتقد ہوں پھر اگر یہ مجتہد ہو اس کے مخالف ہے حاکم ہو جائے تو واجب ہے اس پر عمل کرنا ساتھ اس چیز کے جس کا خود معتقد ہو اور اس کو پہلے حاکم مجتہد کی مخالفت کرنی جائز ہے اس واسطے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی رائے کی فرمانبرداری کی پھر جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ خود خلیفہ ہوئے تو اپنے اجتہاد پر عمل کیا اور اصحاب وغیرہ سب اہل عصر ان کے نے ان کی موافقت کی اور یہ اجماع سکوتی ہے پس شرط ہے اس کی احتجاج میں دور ہونا موانع کا اور کہا خطابی نے کہ اس حدیث میں ہے کہ جو اسلام کو ظاہر کرے اس پر اسلام کے احکام جاری کیے جائیں اگرچہ نفس الامر میں کافر ہو اور محل خلاف کا تو وہ ہے جب کہ اطلاع ہو اس کے اعتقاد فاسد پر اور ظاہر کرے رجوع کو کہ کیا اس سے قبول کیا جائے یا نہیں اور جس کی باطن حال کی خبر نہ ہو تو نہیں خلاف ہے بیچ جاری کرنے احکام ظاہرہ کے اوپر اس کے۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا عَرَّضَ الذِّمِّيُّ وَغَيْرُهُ بِسَبِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يُصَرِّحْ نَحْوَ قَوْلِهِ السَّامُ عَلَيْكَ.

جب تعریض کرے ذمی وغیرہ یعنی معاہد اور جو اسلام ظاہر کرے ساتھ سب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور نہ تصریح کرے مانند قول اس کے کی تم پر موت پڑے یعنی اور ساتھ تنقیص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تو اس کا کیا حکم ہے. اور مراد تعریض سب سے یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو برا کہے ساتھ لفظ غیر صریح کے۔

٦٤١٤ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدِ بْنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ مَرَّ يَهُوْدِيٌّ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ السَّامُ عَلَيْكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَدْرُوْنَ مَا يَقُوْلُ قَالَ السَّامُ عَلَيْكَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَلَا نَقْتُلُهُ قَالَ لَا إِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ أَهْلُ الْكِتَابِ فَقُوْلُوْا وَعَلَيْكُمْ.

٦٤١٤ـ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر گزرا تو اس نے کہا کہ تجھ کو موت پڑے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور تجھ پر یعنی جس کا تو مستحق ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کیا کہتا ہے؟ کہا ہے اس نے السام علیک یعنی تجھ پر موت پڑے اصحاب نے کہا یا حضرت! کیا ہم اس کو قتل نہ کر ڈالیں فرمایا نہ جب اہل کتاب تم کو سلام کریں تو ان کے جواب میں کہا کرو وعلیکم۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح استیذان میں گزری اور اعتراض کیا گیا ہے کہ اس لفظ میں گالی کے ساتھ تعریض نہیں اور جواب یہ ہے کہ مراد اس کی تعریض سے وہ چیز ہے جو تصریح کے مخالف ہو اور نہیں مراد ہے تعریض اصطلاحی اور وہ استعمال کرنا لفظ کا ہے اس کی حقیقت میں اشارہ کرے ساتھ اس کے طرف اور معنیٰ کی جو اس کا مقصود ہو۔ (فتح)

٦٤١٥۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتِ اسْتَأْذَنَ رَهْطٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا السَّامُ عَلَيْكَ فَقُلْتُ بَلْ عَلَيْكُمُ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ إِنَّ اللّٰهَ رَفِيْقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْأَمْرِ كُلِّهِ قُلْتُ أَوَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوْا قَالَ قُلْتُ وَعَلَيْكُمْ.

۶۴۱۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ یہودیوں کی ایک جماعت نے حضرت ﷺ سے اندر آنے کی اجازت مانگی سو انہوں نے کہا السام علیکم یعنی تم پر موت پڑے تو میں نے کہا بلکہ تم پر موت اور لعنت اللہ تعالیٰ کی تو حضرت ﷺ نے فرمایا اے عائشہ! بے شک اللہ تعالیٰ نرمی کرنے والا ہے اور ہر کام میں نرمی کو پسند رکھتا ہے میں نے کہا کیا آپ نے نہیں سنا جو انہوں نے کہا فرمایا میں نے ان کے جواب میں کہا وعلیکم۔

فائدہ: کہا ابن منیر نے کہ حدیث باب کی مطابق ہے ترجمہ کو بطریق اولیٰ اس واسطے کہ جرح اشد ہے گالی سے اور شاید بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلے میں کوفیوں کا مذہب اختیار کیا ہے اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ اس نے کوئی حکم بیان نہیں کیا اور نہیں لازم آتا ترک قتل اس شخص کی سے جو یہ کہے واسطے مصلحت تالیف کی یہ کہ نہ واجب ہو قتل اس کا جہاں کوئی مصلحت نہ ہو اور البتہ نقل کیا ہے ابن منذر نے اتفاق اس پر کہ جو حضرت ﷺ کو صریح گالی دے واجب ہے قتل کرنا اس کا اور نقل کیا ہے ابوبکر فارسی نے جو شافعیہ میں سے ایک امام ہے کہ جو حضرت ﷺ کو گالی دے ساتھ اس چیز کے جو صریح قذف ہو تو کافر ہو جاتا ہے ساتھ اتفاق علماء کے پھر اگر توبہ کرے تو نہیں ساقط ہوتا اس سے قتل اس واسطے کہ اس کی قذف کی حد قتل ہے اور حد قذف کی توبہ سے ساقط نہیں ہوتی اور مخالفت کی ہے اس کی قفال نے سو کہا کہ گالی دینے سے کافر ہو جاتا ہے اور ساقط ہو جاتا ہے قتل اسلام سے اور اگر تعریض کرے تو کہا خطابی نے کہ نہیں جانتا میں خلاف بیچ واجب ہونے اس کے قتل کے جب کہ ہو مسلمان یعنی اتفاق ہے اس پر کہ اس کا قتل کرنا واجب ہے کہا ابن بطال نے اختلاف ہے علماء کا اس شخص کے حق میں جو حضرت ﷺ کو گالی دے سو بہر حال اہل عہد اور اہل ذمہ مثل یہود کے تو کہا ابن قاسم نے مالک سے کہ قتل کیا جائے مگر یہ کہ اسلام لائے اور اگر مسلمان ہو تو اس کو قتل کیا جائے بغیر طلب کرنے توبہ کے اور نقل کیا ہے ابن منذر نے لیث اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور احمد رحمۃ اللہ علیہ اور اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے مثل اس کی یہود کے حق میں اور جو اس کی مانند ہو اور اوزاعی اور مالک سے ہے کہ مسلمان ہو تو مرتد ہو جاتا ہے اس سے توبہ طلب کی جائے اور کوفیوں سے ہے کہ اگر ذمی ہو تو اس کو تعزیر دی جائے اور اگر مسلمان ہو تو

مرتد ہو جاتا ہے اور کہا عیاض نے اس میں خلاف ہے کہ حضرت ﷺ نے یہودیوں کو اس قصے میں کیوں نہ قتل کیا عدم تصریح کے واسطے یا مصلحت تالیف کے واسطے اور نقل کیا گیا ہے بعض مالکیہ سے کہ حضرت ﷺ نے یہودیوں کو اس قصے میں تو اس واسطے قتل نہیں کیا تھا کہ ان پر اس کے ساتھ گواہ قائم نہیں ہوئے تھے اور نہ انہوں نے اس کا اقرار کیا تھا سو نہ حکم کیا ان کے حق میں اپنے علم سے اور بعضوں نے کہا اس واسطے کہ انہوں نے گالی کو ظاہر نہیں کیا تھا بلکہ اپنی زبان کو پھیرا تھا اور بعضوں نے کہا کہ حضرت ﷺ نے اس کو گالی پر محمول نہیں کیا بلکہ موت کی دعا پر جس سے کسی کو چارہ نہیں اسی واسطے ان کے جواب میں کہا وعلیکم یعنی موت سے اُترنے والی ہے ہم پر اور تم پر پس یہ بد دعا نہیں اور ظاہر یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے یہودیوں کو مصلحت تالیف کے واسطے قتل نہ کیا اور یا اس واسطے کہ انہوں نے کھلم کھلا حضرت ﷺ کو برا نہیں کہا تھا یا دونوں کے واسطے اور حجت پکڑی ہے طحاوی نے اپنے ساتھیوں کے واسطے باب کی حدیث سے اور تائید کی ہے اس کی ساتھ اس کے کہ اگر یہ کلام کسی مسلمان سے صادر ہو تو مرتد ہو جاتا ہے اور بہر حال صادر ہونا اس کا یہودی سے سو جس کفر پر کہ وہ ہیں وہ سخت تر ہے اس سب سے پس اسی واسطے حضرت ﷺ نے ان کو قتل نہ کیا اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ نہیں محفوظ ہیں خون ان کے مگر ساتھ عہد کے اور نہیں ہے عہد میں یہ شرط کہ وہ حضرت ﷺ کو گالی دیں سو جس نے ان میں سے حضرت ﷺ کو گالی دی تو اس کا عہد ٹوٹ گیا سو ہو گیا کافر بغیر عہد کے سو معاف ہوگا خون اس کا مگر یہ کہ اسلام لائے اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ اگر فرض کیا جائے کہ جو چیز ان کے اعتقاد میں حلال ہے اس پر ان کو مؤاخذہ نہیں تو پھر کہا جائے گا کہ اس سے لازم آتا ہے کہ اگر وہ کسی مسلمان کو قتل کر ڈالیں تو اس پر بھی ان کو مؤاخذہ نہ ہو اس واسطے کہ ان کے اعتقاد میں مسلمانوں کے خون حلال ہیں اور باوجود اس کے اگر کوئی ان میں سے کسی مسلمان کو مار ڈالے تو اس کے بدلے قتل کیا جاتا ہے۔ (فتح)

٦٤١٦ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ سُفْيَانَ وَمَالِكِ بْنِ أَنَسٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْيَهُوْدَ إِذَا سَلَّمُوْا عَلَى أَحَدِكُمْ إِنَّمَا يَقُوْلُوْنَ سَامٌ عَلَيْكَ فَقُلْ عَلَيْكَ.

٦٤١٦ـ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب یہودی کسی کو تم میں سے سلام کریں تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کہتے ہیں تم پر موت پڑے سو ان کے جواب میں کہا کر علیک یعنی تم پر بھی پڑے۔

بَابٌ

یہ باب ہے

فائدہ: یہ باب ترجمہ سے خالی ہے اور یہ بجائے فصل کے ہے پہلے باب سے اور اس کو پہلے باب سے تعلق ہے بایں

وجہ کہ ظاہر یہ ہے کہ اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ وارد کرنے اس کے طرف ترجیح اس قول کے کہ ترک کرنا قتل یہودیوں کا مصلحت تالیف کے واسطے تھا کہ جب نہ مؤاخذہ کیا پیغمبر ﷺ نے اس کو جس نے اس کو مارا یہاں تک کہ زخمی کیا ساتھ بددعا کرنے کے اوپر اس کے تاکہ ہلاک ہو بلکہ اس کی تکلیف پر صبر کیا بلکہ اس کے حق میں دعائے خیر کی تو جو تکلیف کہ زبان سے گالی وغیرہ کے ساتھ دے اس پر صبر کرنا بطریق اولیٰ ہے اور لیا جاتا ہے اس سے ترک کرنا قتل کا تعریض سے بطریق اولیٰ۔ (فتح)

٦٤١٧- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي شَقِيقٌ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللهِ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْكِي نَبِيًّا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ ضَرَبَهُ قَوْمُهُ فَأَدْمَوْهُ فَهُوَ يَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهِ وَيَقُولُ رَبِّ اغْفِرْ لِقَوْمِي فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ.

٦٤١٧۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جیسے میں حضرت ﷺ کی طرف دیکھتا ہوں ایک پیغمبر کی حکایت کرتے تھے کہ ان کی قوم نے ان کو مارا اور ان کو زخمی اور خون آلودہ کیا سو وہ خون کو اپنے چہرے سے صاف کرتے تھے اور کہتے تھے الٰہی! میری قوم کو بخش دے اس واسطے کہ وہ نہیں جانتے نادان ہیں۔

فائدہ: اور مراد اس سے نوح علیہ السلام ہیں جیسا کہ دوسری روایت میں آیا ہے اور پہلے گزر چکا ہے احادیث الانبیاء میں کہ جنگ اُحد کے دن حضرت ﷺ کے چہرے پر زخم لگا اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کس طرح بھلا ہوگا اس قوم کا جنہوں نے اپنے پیغمبر کو زخمی کیا اور یہ بھی فرمایا کہ الٰہی! میری قوم کو بخش دے اس واسطے کہ وہ نہیں جانتے۔ (فتح)

بَابُ قَتْلِ الْخَوَارِجِ وَالْمُلْحِدِيْنَ بَعْدَ إِقَامَةِ الْحُجَّةِ عَلَيْهِمْ وَقَوْلِ اللهِ تَعَالٰى ﴿وَمَا كَانَ اللهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ إِذْ هَدَاهُمْ حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَا يَتَّقُوْنَ﴾.

لڑنا خارجیوں اور ملحدوں سے بعد قائم کرنے حجت کے اوپر ان کے اور نہیں ہے اللہ تعالیٰ کہ گمراہ کرے کسی قوم کو بعد اس کے کہ ان کو ہدایت کی یہاں تک کہ بیان کرے ان کے واسطے جس سے بچیں۔

فائدہ: خارجی لوگ ایک گروہ ہے بدعتیوں کا اور نام رکھا گیا ان کا خارجی واسطے نکلنے ان کے دین سے اور نکلنے ان کے مسلمانوں کے بہتر شخص پر اور اتفاق ہے اہل اخبار کا اس پر کہ خارجیوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کا خون طلب نہیں کیا بلکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی کئی باتوں کو برا جانتے تھے اور آپ کو اس سے زیادہ تر پاک جانتے تھے اور اصل ان کی یہ ہے کہ بعض عراق والوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعض قرابتیوں کی خصلت اور چال چلن سے انکار کیا جن کو عثمان رضی اللہ عنہ نے بعض شہروں پر حاکم کیا ہوا تھا سو انہوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کے حق میں اس وجہ سے طعنہ دیا اور یہی لوگ جنہوں نے عثمان رضی اللہ عنہ پر اس وجہ سے طعن کیا ان کو قراء یعنی قاری لوگ کہا جاتا تھا اس واسطے کہ وہ قرآن کی تلاوت اور عبادت میں سخت کوشش کرتے تھے لیکن وہ قرآن کو اور وجہ پر تاویل کرتے یعنی اصل مطلب کو چھوڑ کر کچھ اور معنی اس سے مراد

لیتے تھے اور تنہا ہوتے تھے اپنی رائے سے اور زیادتی کرتے تھے زہد اور خشوع وغیرہ میں سو جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قتل ہوئے تو وہ لوگ علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہو کر لڑتے رہے اور ان کا اعتقاد یہ تھا کہ عثمان رضی اللہ عنہ اور اس کے تابعدار کافر ہیں اور ان کا اعتقاد یہ بھی تھا کہ امام بحق علی رضی اللہ عنہ ہیں اور کافر ہے جو ان سے لڑا اہل جنگ جمل سے جن کے رئیس طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما تھے یعنی طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ وغیرہ ان کے ساتھ والوں کو کافر جانتے تھے اس واسطے کہ دونوں نے پہلے علی رضی اللہ عنہ سے بیعت کی پھر مکے کی طرف نکلے اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے ملاقات ہوئی عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی اس سال حج کیا تھا سو سب نے اتفاق کیا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کو طلب کیا جائے اور ان سے قصاص لیا جائے اور سارے لوگ اتفاق کر کے بصرے کی طرف نکلے اور لوگوں کو اس کی طرف بلایا سو یہ خبر علی رضی اللہ عنہ کو پہنچی وہ بھی ان کی طرف لشکر سمیت گئے سو واقع ہوئی درمیان ان کے لڑائی جو مشہور ہے ساتھ جنگ جمل کے اور فتح یاب ہوئے علی رضی اللہ عنہ اور قتل ہوئے طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ بیچ اس لڑائی کے پس یہی گروہ ہے جو عثمان رضی اللہ عنہ کا قصاص چاہتے تھے یعنی طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا اور ان کے ساتھ والے بالاتفاق اور اسی طرح معاویہ رضی اللہ عنہ بھی ملک شام میں قائم ہوا اور وہ اس وقت شام کا حاکم تھا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے علی رضی اللہ عنہ نے اس کو کہلا بھیجا کہ اہل شام ان کی بیعت کریں تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ بہانہ بنا کر کہ عثمان رضی اللہ عنہ مظلوم مارے گئے سو واجب ہے کہ اول جلدی ان کے قاتلوں سے قصاص لیا جائے اور علی رضی اللہ عنہ کو سب سے زیادہ تر قوت ہے قصاص لینے کی اور التماس کی علی رضی اللہ عنہ سے کہ اس کو ان پر قابو دیں اور علی رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ اول میری بیعت کر جیسے اور لوگوں نے کی پھر میرے آگے یہ مقدمہ فیصل کروانے کو رجوع کر میں حکم کروں گا ان میں ساتھ حق کے سو جب دراز ہوا معاملہ تو علی رضی اللہ عنہ لشکر لے کر نکلے شام والوں سے لڑنے کو اور معاویہ رضی اللہ عنہ شام سے لشکر لے کر نکلا علی رضی اللہ عنہ سے لڑنے کو سو دونوں لشکر مقام صفین میں ملے اور دونوں میں مقابلہ ہوا سو دونوں کے درمیان ایک مہینہ لڑائی ہوتی رہی اور قریب تھا کہ شام والے یعنی معاویہ رضی اللہ عنہ کا لشکر مغلوب ہو جائیں اور شکست کھائیں سو انہوں نے قرآن کو اٹھایا نیزوں پر اور پکارا کہ ہم تم کو قرآن کی طرف بلاتے ہیں یعنی جو قرآن ہمارے اور تمہارے درمیان فیصلہ کرے وہ ہم کو منظور ہے اور یہ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے ہوا اور وہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا سو علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ والوں میں سے بہت لوگوں نے لڑائی چھوڑ دی دیندار ہونے کے سبب سے خاص کر قاریوں نے اور حجت پکڑی انہوں نے ساتھ اس آیت کے ﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِّنَ الْكِتَابِ يُدْعَوْنَ إِلَىٰ كِتَابِ اللَّهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ﴾ الآیۃ سو علی رضی اللہ عنہ اور اس کے ساتھ والوں نے شام والوں کو کہلا بھیجا سو انہوں نے کہا کہ ایک منصف تم بھیجو اور ایک ہم بھیجتے ہیں اور حاضر ہو ساتھ ان دونوں کے جو لڑائی کے ساتھ مباشر نہیں ہوا سو ان کی رائے میں جس کے ساتھ حق ہو سب لوگ اس کی فرمانبرداری کریں سو علی رضی اللہ عنہ اور اس کے ساتھ والوں نے اس کو قبول کیا اور انکار کیا اس سے اس گروہ نے جو خارجی ہو گئے تھے اور لکھا علی رضی اللہ عنہ نے درمیان

اپنے اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے نوشتہ منصفی کا عراق اور شام والوں میں هذا ما قضى عليه امير المؤمنين على معاوية یعنی یہ ہے وہ نوشتہ جس پر امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے فیصلہ کیا تو اہل شام نے کہا کہ امیر المؤمنین نہ لکھو علی رضی اللہ عنہ نے یہ بھی مان لیا اور خارجیوں نے اس سے بھی انکار کیا پھر فیصلہ ہوا اس پر کہ دونوں منصف اور ان کے ساتھی ایک مدت معین کے بعد یعنی آئندہ سال کو ایک مکان معین میں آئیں جو شام اور عراق کے درمیان ہے اور دونوں لشکر اپنے اپنے شہروں کی طرف پلٹ جائیں یہاں تک کہ واقع ہو حکم منصفی کا سو معاویہ رضی اللہ عنہ شام کی طرف پلٹ گیا اور علی رضی اللہ عنہ کوفہ پلٹ آئے بغیر کسی فیصلے کے سو جدا ہوئے علی رضی اللہ عنہ سے خارجی اور وہ آٹھ ہزار سے زیادہ تھے اور ایک مکان میں اُترے جس کو حرورا کہا جاتا ہے اور ان کا سردار عبداللہ بن کوّاء تھا تو علی رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف ابن عباس رضی اللہ عنہما کو بھیجا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اُن سے مناظرہ کیا سو بہت لوگوں نے ان میں سے توبہ کی پھر علی رضی اللہ عنہ ان کی طرف نکلے انہوں نے علی رضی اللہ عنہ کی اطاعت کی اور ان کے ساتھ کوفے میں داخل ہوئے پھر انہوں نے مشہور کیا کہ علی رضی اللہ عنہ نے منصفی سے توبہ کی تو علی رضی اللہ عنہ نے خطبہ پڑھا اور اس سے انکار کیا تو انہوں نے مسجد کی طرف سے پکارا لا حکم الا للہ یعنی نہیں حکم ہے مگر اللہ کا تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ کلمہ حق ہے اور مراد اس سے باطل ہے پھر انہوں نے آہستہ آہستہ وہاں سے نکلنا شروع کیا یہاں تک کہ مدائن میں جمع ہوئے علی رضی اللہ عنہ نے ان کو کہلا بھیجا کہ توبہ کریں انہوں نے اس پر اصرار کیا اور باز رہے توبہ کرنے سے اور کہا کہ ہم باز نہیں رہیں گے یہاں تک کہ علی رضی اللہ عنہ اپنے نفس کو کافر کہیں اس سبب سے کہ وہ منصفی پر راضی ہوئے اور توبہ کریں منصفی سے پھر انہوں نے اجماع کیا اس پر کہ جو ان کے عقیدہ کے مخالف ہو وہ کافر ہے اور اس کا مال اور جان مباح ہے سو جو مسلمان ان پر گزرتا اس کو مار ڈالتے تھے علی رضی اللہ عنہ کو یہ خبر پہنچی سو علی رضی اللہ عنہ لشکر لے کر ان کی طرف نکلے اور نہروان میں ان پر جا پڑے اور نہ باقی رہا ان میں سے کوئی مگر کم دس آدمی سے اور علی رضی اللہ عنہ کے لشکر سے صرف دس آدمی قتل ہوئے تھے یہ خلاصہ ہے اول حال ان کے کا پھر باقی چھپے رہے یہاں تک کہ ان میں سے عبدالرحمن بن ملجم نے علی رضی اللہ عنہ کو شہید کیا بعد اس کے کہ صبح کی نماز میں داخل ہوئے پھر ہمیشہ ان سے کچھ نہ کچھ لوگ باقی چلے آئے اور کہا ابوبکر بن عربی نے کہ خارجی لوگ دو قسم پر ہیں ایک وہ لوگ ہیں جو گمان کرتے ہیں کہ عثمان رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ اور جو لوگ کہ جنگ جمل اور صفین میں تھے اور سب لوگ جو منصفی پر راضی ہوئے تھے وہ سب کے سب کافر ہیں اور دوسرا گروہ گمان کرتا ہے کہ جو کبیرہ گناہ کرے وہ کافر ہے ہمیشہ دوزخ میں رہے گا اور بعضوں نے کہا کہ جو صغیرے گناہ پر اصرار کرے وہ مانند اس کی ہے جو کبیرے گناہ کرے کہ وہ بھی ہمیشہ دوزخ میں رہے گا اور بعضوں نے انکار کیا ہے پانچ نمازوں سے اور کہا کہ فقط صبح اور عشاء کی نماز فرض ہے اور جائز ہے نکاح کرنا پوتی سے اور بھانجی اور بھتیجی سے اور بعضوں نے کہا کہ سورۂ یوسف قرآن سے نہیں اور بعضوں نے کہا کہ جو لا الہ الا اللہ کہے وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مومن ہے اگرچہ دل سے کافر ہو اور کہا انہوں نے

کہ واجب ہے نماز عورت پر حیض کی حالت میں اور جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرے وہ کافر ہے اور ان کا یہ اعتقاد ہے کہ واجب ہے لڑنا مسلمانوں سے یعنی عام مسلمانوں سے جو ان کے اعتقاد کے مخالف ہیں اور جائز ہے قتل کرنا ان کا اور لوٹنا ان کے مال کا اور قید کرنا اور لونڈی غلام بنانا ان کے بیوی لڑکوں کا وغیر ذلک اور کہا غزالی نے وسیط میں کہ خارجیوں کے حکم میں دو وجہ ہیں ایک یہ کہ وہ مرتدوں کی طرح ہیں دوسری یہ کہ وہ باغیوں کی طرح ہیں اور ترجیح دی ہے رافعی نے اول وجہ کو اور نہیں ہے یہ کہ جاری ہو ہر خارجی میں سو بے شک وہ دو قسم پر ہیں ایک وہ قسم ہے جس کا ذکر پہلے گزرا اور دوسرا گروہ وہ ہے جو طلب ملک کے واسطے نکلا نہ واسطے بلانے کے طرف اعتقاد اپنے کی اور یہ بھی دو قسم پر ہیں ایک وہ لوگ ہیں جو نکلے واسطے غصے دین کی بسبب ظلم حاکموں کے اور ترک کرنے ان کے عمل کو ساتھ سنت نبویہ کے سو یہ لوگ اہل حق ہیں اور ان میں سے ہیں حسن بن علی رضی اللہ عنہ اور اہل مدینہ جنگ حرہ میں اور دوسرا گروہ ہے جو فقط طلب ملک کے واسطے نکلے برابر ہے کہ اُن میں شبہ ہو یا نہ اور وہ باغی لوگ ہیں وسیاتی حکمهم فی کتاب الفتن وباللہ التوفیق۔ (فتح)

وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَرَاهُمْ شِرَارَ خَلْقِ اللّٰهِ وَقَالَ إِنَّهُمُ انْطَلَقُوْا إِلٰى آيَاتٍ نَزَلَتْ فِي الْكُفَّارِ فَجَعَلُوْهَا عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ.

اور تھے ابن عمر رضی اللہ عنہما دیکھتے ان کو بدتر سب خلق اللہ سے اور کہا کہ وہ چلے اُن آیتوں کی طرف جو کافروں کے حق میں اتریں سو ٹھہرایا انہوں نے ان کو مسلمانوں پر۔

فائدہ: اور صحیح مسلم میں ابوذر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ وہ بدتر ہیں سب خلق سے۔

۶۴۱۸۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا خَيْثَمَةُ حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ غَفَلَةَ قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِذَا حَدَّثْتُكُمْ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثًا فَوَاللّٰهِ لَأَنْ أَخِرَّ مِنَ السَّمَآءِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَكْذِبَ عَلَيْهِ وَإِذَا حَدَّثْتُكُمْ فِيْمَا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ فَإِنَّ الْحَرْبَ خِدْعَةٌ وَإِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ سَيَخْرُجُ قَوْمٌ فِيْ آخِرِ الزَّمَانِ أَحْدَاثُ الْأَسْنَانِ سُفَهَآءُ الْأَحْلَامِ يَقُوْلُوْنَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ لَا

۶۴۱۸۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ جب میں تم سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث بیان کروں سو قسم ہے اللہ تعالیٰ کی البتہ میرا آسمان سے گر پڑنا مجھ کو زیادہ تر محبوب ہے اس سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولوں یعنی وہ سچ ہے اور جب میں تم سے حدیث بیان کروں اس چیز میں جو میرے اور تمہارے درمیان ہے یعنی اپنے نفس سے سو لڑائی فریب ہے اور دغا اور البتہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ عنقریب ایک قوم پیدا ہو گی آخر زمانے میں کم عمر ناقص عقل کلام کریں گے بہتر لوگوں کا سا کلام ان کا ایمان نہ اترے گا ان کے نرخروں سے نیچے یعنی ان کے دل میں ایمان کا کچھ اثر نہ ہو گا نکل جائیں گے دین سے جیسے تیر نکل جاتا ہے شکار سے

يُجَاوِزُ إِيْمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ فَأَيْنَمَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ فَإِنَّ فِيْ قَتْلِهِمْ أَجْرًا لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

سو جہاں کہیں تم ان کو ملو تو ان کو قتل کرو سو البتہ ان کے قتل کرنے میں قتل کرنے والوں کو ثواب ہے قیامت کے دن۔

فائدہ: یہ جو کہا جب کہ میں تم سے بیان کروں یعنی جب میں تم سے حضرت ﷺ کی حدیث بیان کروں تو اس کو صریح بیان کرتا ہوں اس میں کوئی تعریض اور توریہ نہیں کرتا اور جب میں حضرت ﷺ سے بیان نہ کروں بلکہ اپنی طرف سے بیان کروں تو توریہ کرتا ہوں تا کہ دغا کروں ساتھ اس کے جس سے لڑوں اور ایک روایت میں ہے کہ علی رضی اللہ عنہ کی عادت تھی کہ جب کسی نہر یا نالے پر گزرتے تو کہتے صدق اللہ ورسولہ تو لوگوں نے کہا اے امیر المؤمنین! تم ہمیشہ یہ کلمہ کہتے ہو تو کہا کہ جب میں تم کو حضرت ﷺ کی حدیث بیان کروں، الخ اور علی رضی اللہ عنہ یہ لڑائی کی حالت میں کہتے تھے اور جب واقع ہوتا ان کے واسطے کوئی امر وہم دلاتے کہ ان کے پاس کوئی اثر ہے سو خوف کیا انہوں نے اس واقعہ میں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ لوگ گمان کریں کہ قصہ پستان والے کا اسی قبیل سے ہے تو ان کو واضح کر دیا کہ اس امر میں ان کے پاس نص صریح ہے اور بیان کیا ان کے واسطے کہ جب وہ حضرت ﷺ سے حدیث بیان کریں تو اس میں توریہ اور تعریض نہیں کرتے اور جب حضرت ﷺ سے حدیث بیان نہ کریں بلکہ اپنی طرف سے بیان کریں اور صدق اللہ ورسولہ کہیں تو یہ اس واسطے کرتے ہیں تا کہ دھوکا اور فریب دیں اس کو جس سے لڑتے ہوں اسی واسطے استدلال کیا ساتھ اس حدیث کے الحرب خدعة پس یہ سبب ہے اس کلام کا اور یہ جو کہا بہتر لوگوں کا سا کلام یعنی قرآن اور بعضوں نے کہا احتمال ہے کہ مراد اس سے وہ بات ہو جو ظاہر میں اچھی ہو اور باطن میں برخلاف ہو جیسے قول ان کا لا حکم الا للہ اور مراد یہ ہے کہ زبان سے ایمان لائیں گے دل سے نہ لائیں گے اور ایک روایت میں ہے کہ عبیدہ نے تین بار قسم دے کر علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا تو نے یہ حدیث حضرت ﷺ سے سنی ہے؟ علی رضی اللہ عنہ نے تین بار قسم کھا کر کہا کہ ہاں، کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حلف کی اس نے تا کہ سو کہ ہو امر نزدیک سامع کے تا کہ ظاہر ہو معجزہ حضرت ﷺ کا اور یہ کہ علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی حق پر ہیں اور تا کہ قسم لینے والے کو اطمینان ہو واسطے مدد کرنے تو ہم اس چیز کے کہ اشارہ کیا اس کی طرف علی رضی اللہ عنہ نے کہ لڑائی دغا ہے سو وہ ڈرا کہ اس نے حضرت ﷺ سے اس میں کوئی چیز منصوص نہ سنی ہو۔ (فتح)

٦٤١٩ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيْدٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ أَبِيْ

٦٤١٩۔ حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ اور عطاء سے روایت ہے کہ دونوں نے آ کر ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے پوچھا خارجیوں کے حال سے کیا تو نے کچھ حضرت ﷺ سے سنا ہے؟ اس نے کہا

سَلَمَةَ وَعَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُمَا أَتَيَا أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ فَسَأَلَاهُ عَنِ الْحَرُورِيَّةِ أَسَمِعْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا أَدْرِيْ مَا الْحَرُورِيَّةُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَخْرُجُ فِيْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ وَلَمْ يَقُلْ مِنْهَا قَوْمٌ تَحْقِرُوْنَ صَلَاتَكُمْ مَعَ صَلَاتِهِمْ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حُلُوْقَهُمْ أَوْ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ مُرُوْقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ فَيَنْظُرُ الرَّامِيْ إِلٰى سَهْمِهِ إِلٰى نَصْلِهِ إِلٰى رِصَافِهِ فَيَتَمَارٰى فِي الْفُوْقَةِ هَلْ عَلِقَ بِهَا مِنَ الدَّمِ شَيْءٌ.

میں نہیں جانتا کہ حروریہ کیا ہیں اور کون ہیں؟ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ نکلے گی اس امت میں اورنہیں کہا اس سے ایک قوم کہ تم اپنی نماز کو ان کی نماز کے ساتھ حقیر جانو گے یعنی بہ نسبت اس کی پڑھیں گے قرآن کو اُن کے حلق یا نرخروں سے نیچے نہ اترے گا نکل جائیں گے دین سے جیسے نکل جاتا ہے تیر نشانے سے سو تیر مارنے والا تیر کی طرف دیکھے اور اس کے پھل کی طرف دیکھے اور اس کے باڑ کی طرف دیکھے سو شک کرے تیر کے سر میں کہ کیا کوئی چیز خون سے اس کے ساتھ لگی ہے یا نہیں یعنی دین اسلام سے صاف نکل جائیں گے کوئی لگائی نہیں رہے گا۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ اپنے روزے کو ان کے روزے کے ساتھ حقیر جانوں گے اور اس حدیث میں اشارہ ہے ابوسعید رضی اللہ عنہ سے اس طرف کہ خارجی لوگ کافر ہیں اور وہ غیر اس امت سے ہیں اور فوقہ جگہ تانت کی ہے تیر سے۔

٦٤٢٠۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُمَرُ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَذَكَرَ الْحَرُورِيَّةَ فَقَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الْإِسْلَامِ مُرُوْقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ.

٦٤٢٠۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اور ذکر کیا حروریہ کو سو کہا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نکل جائیں گے دین سے جیسے نکل جاتا ہے تیر شکار سے۔

فائدہ: بخاری رحمہ اللہ اس حدیث کو ابوسعید رضی اللہ عنہ کی حدیث کے پیچھے لایا تو اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ توقف ابوسعید رضی اللہ عنہ کا جو مذکور ہے محمول ہے اس پر کہ جس کی طرف میں نے اشارہ کیا کہ نہیں نص کی حدیث مرفوع میں اوپر نام ان کے ساتھ اس اسم کے یعنی خارجیوں کو حروریہ کہنا نص حدیث میں نہیں ہے نہ یہ کہ حدیث ان کے حق میں وارد نہیں ہوئی۔ (فتح)

بَابُ مَنْ تَرَكَ قِتَالَ الْخَوَارِجِ لِلتَّأَلُّفِ وَأَنْ لَا يَنْفِرَ النَّاسُ عَنْهُ

جو نہ لڑے خارجیوں سے واسطے الفت کے اور یہ کہ لوگ اس سے نفرت نہ پکڑیں

٦٤٢١۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ قَالَ بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْسِمُ جَاءَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ ذِي الْخُوَيْصِرَةِ التَّمِيْمِيُّ فَقَالَ اعْدِلْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ وَيْلَكَ وَمَنْ يَّعْدِلُ إِذَا لَمْ أَعْدِلْ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ دَعْنِي أَضْرِبْ عُنُقَهُ قَالَ دَعْهُ فَإِنَّ لَهُ أَصْحَابًا يَحْقِرُ أَحَدُكُمْ صَلَاتَهُ مَعَ صَلَاتِهِ وَصِيَامَهُ مَعَ صِيَامِهِ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ يُنْظَرُ فِي قُذَذِهِ فَلَا يُوْجَدُ فِيْهِ شَيْءٌ ثُمَّ يُنْظَرُ فِي نَصْلِهِ فَلَا يُوْجَدُ فِيْهِ شَيْءٌ ثُمَّ يُنْظَرُ فِي رِصَافِهِ فَلَا يُوْجَدُ فِيْهِ شَيْءٌ ثُمَّ يُنْظَرُ فِي نَضِيِّهِ فَلَا يُوْجَدُ فِيْهِ شَيْءٌ قَدْ سَبَقَ الْفَرْثَ وَالدَّمَ آيَتُهُمْ رَجُلٌ إِحْدٰى يَدَيْهِ أَوْ قَالَ ثَدْيَيْهِ مِثْلُ ثَدْيِ الْمَرْأَةِ أَوْ قَالَ مِثْلُ الْبَضْعَةِ تَدَرْدَرُ يَخْرُجُوْنَ عَلٰى حِيْنِ فُرْقَةٍ مِّنَ النَّاسِ قَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ أَشْهَدُ سَمِعْتُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَشْهَدُ أَنَّ عَلِيًّا قَتَلَهُمْ وَأَنَا مَعَهُ جِيْءَ بِالرَّجُلِ عَلَى النَّعْتِ الَّذِي نَعَتَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَنَزَلَتْ فِيْهِ ﴿وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّلْمِزُكَ فِي الصَّدَقَاتِ﴾.

۶۴۲۱۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کچھ مال تقسیم کرتے تھے تو عبداللہ ذوالخویصرہ سے آیا سو اس نے کہا اے پیغمبر! عدل کر برابر بانٹ ہم کو بھی دے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے کم بخت! اگر میں عدل نہ کروں گا تو پھر دنیا میں کون عادل پیدا ہوگا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت! اگر حکم ہو تو اس کی گردن کاٹ ڈالوں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو چھوڑ اور مت مارو سو بے شک اس کے چند ساتھی ہوں گے یعنی اس کی نسل سے ایک قوم پیدا ہوگی کہ تم میں سے ہر ایک آدمی اپنی نماز کو ان کی نماز کے ساتھ حقیر جانے گا اور اپنے روزے کو ان کے روزے کے ساتھ حقیر جانے گا وہ لوگ دین اسلام سے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے پار ہو جاتا ہے سو تیر مارنے والا تیر کے پر کو دیکھے تو اس میں کچھ خون کا اثر نہ پائے پھر اس کے پھل کو دیکھے تو کچھ اثر نہ پائے پھر اس کی باڑہ کو دیکھے تو کچھ اثر نہ پائے تیر پار نکل گیا پیٹ کے گوبر اور خون سے یعنی جیسے پار ہوئے تیر میں جانور کا کچھ اثر نہیں لگا رہتا اسی طرح اس قوم میں اسلام کا کچھ اثر باقی نہ رہے گا اس قوم کی پہچان یہ ہے کہ ان میں ایک مرد ہوگا جس کا ایک ہاتھ یا فرمایا ایک پستان جیسے عورت کا پستان یا فرمایا جیسے گوشت کا لوتھڑا جنبش کیا کرے گا آدمیوں کے عمدہ تر گروہ پر خروج کریں گے علی رضی اللہ عنہ سے باغی ہوں گے وہ لوگ اختلاف اور پھوٹ کے زمانے میں ظاہر ہوں گے ابو سعید رضی اللہ عنہ اس حدیث کے راوی نے کہا البتہ میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ حدیث میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی اور میں گواہی دیتا ہوں کہ خارجی لوگ پیدا ہوئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو قتل کیا اور میں بھی اس لڑائی میں ان

کے ساتھ موجود تھا لایا گیا وہ مرد اُس صفت پر جو حضرت ﷺ نے بیان فرمائی یعنی جس نشانی کا مرد حضرت ﷺ نے فرمایا تھا اسی نشانی کا آدمی اس قوم میں موجود تھا سو یہ آیت اتری کہ ان میں سے بعض طعن کرتے ہیں تجھ کو تقسیم صدقات میں۔

فائدہ: یہ جو فرمایا اس کو چھوڑ دو مت مارو تو اس کا ظاہر یہ ہے کہ اس کے نہ مارنے کا سبب یہ ہے کہ اس کے چند ساتھی ہوں گے صفت مذکور پر اور یہ نہیں چاہتا ہے اس کے نہ مارنے کو باوجود اس کے کہ اس نے حضرت ﷺ کی خدمت میں ایسی بے ادبی کی اور آپ کے سامنے ایسا سخت کلام کیا سو احتمال ہے کہ مصلحت تالیف کے واسطے اس کو قتل نہ کیا ہو جیسا کہ بخاری رحمہ اللہ نے اس کو سمجھا اس واسطے کہ وصف کی ان کی ساتھ عبادت کے باوجود ظاہر کرنے اسلام کے سو اگر حضرت ﷺ ان کے قتل کی اجازت دیتے تو یہ ان کے سوائے اور لوگوں کے اسلام میں داخل ہونے کی نفرت کا سبب ہوتا لوگ اسلام میں داخل ہونے سے نفرت کرتے اور یہ جو کہا کہ ان کے حلق سے نیچے نہ اترے گا تو اس کے معنی یہ نہیں کہ ان کی قراءت کو اللہ نہیں بلند کرے گا اور نہیں قبول کرے گا اور بعضوں نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ قرآن کے ساتھ عمل نہ کریں گے سو ان کو اس کے پڑھنے کا ثواب نہ ملے گا اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ ان کو قرآن میں کچھ حصہ نہیں مگر گزرنا اس کا ان کی زبان پر ان کے حلق تک نہ پہنچے گا چہ جائیکہ ان کے دل میں پہنچے اس واسطے کہ مطلوب سمجھنا اس کا ہے ساتھ واقع ہونے اس کے دل میں اور یہ مثل قول ان کے کی ہے کہ ان کا ایمان ان کے نرخرے سے نیچے نہ اترے گا یعنی زبان سے کلمہ پڑھیں گے اور اس کو دل سے نہ پہچانیں گے اور ایک روایت میں ہے کہ مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے اور ایک روایت میں ہے کہ اس کا بازو ہوگا اور ہاتھ نہ ہوگا اس کے بازو پر جیسے عورت کا پستان اس پر سفید بال ہیں اور حضرت ﷺ نے دوسری صف ان کی یہ فرمائی کہ ان کے سر منڈے ہوں گے اور ایک روایت میں ہے کہ قتل کرے گا ان کو وہ گروہ جو حق سے قریب تر ہوگا اور اس میں ہے کہ ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ تم ہو اے عراق والو! جنہوں نے خارجیوں کو قتل کیا یعنی علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی اور اسحاق بن راہویہ نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے حبیب بن ابی ثابت سے کہ میں ابووائل کے پاس آیا سو میں نے کہا کہ خبر دے مجھ کو ان لوگوں کے حال سے جن کو علی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا کس بات میں وہ علی رضی اللہ عنہ سے جدا ہوئے اور کس سبب سے ان کا لڑنا جائز ہوا تو اس نے کہا کہ جب ہم صفین میں تھے تو سخت ہوئی لڑائی اہل شام میں سو انہوں نے قرآن کو اٹھایا سو ذکر کیا اس نے قصہ منصفی کا سو کہا خارجیوں نے جو کہا اور اُترے حرورا میں سو علی رضی اللہ عنہ نے ان کو کہلا بھیجا تو انہوں نے رجوع کیا سو انہوں نے کہا کہ اگر اس نے قضیہ کو قبول کیا تو ہم اس سے لڑیں گے اور اگر اس نے اس کو توڑ ڈالا تو ہم اس کے ساتھ شامل ہوں گے پھر ان میں سے ایک فرقہ پھوٹ نکلا لوگوں کو قتل کرنے

لگے سو علی رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے بارے میں حدیث بیان کی اور حاکم اور طبرانی وغیرہ نے عبداللہ بن شداد کے طریق سے روایت کی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے جب معاویہ رضی اللہ عنہ سے خط وکتابت کی اور دونوں نے دو منصفوں کو مقرر کیا تو آٹھ ہزار آدمی نے قراء سے اُن سے بغاوت کی اور حرورا میں اترے کوفے کی جانب میں اور علی رضی اللہ عنہ کو اس پر جھڑکی دی سو کہا انہوں نے کہ تو نے پیراہن اتار ڈالا جو اللہ تعالیٰ نے تجھ کو پہنایا تھا اور تو الگ ہوا اس نام سے جو اللہ تعالیٰ نے تیرا نام رکھا تھا پھر اس نے منصف ٹھہرایا مردوں کو اللہ تعالیٰ کے حکم میں اور حالانکہ نہیں ہے حکم کسی کا سوائے اللہ کے تو یہ خبر علی رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو جمع کیا اور ایک بڑا قرآن منگوایا سو اس کو ہاتھ مارنے لگے اور کہنے لگے اے قرآن! لوگوں سے بات کر تو لوگوں نے کہا کہ وہ آدمی نہیں وہ تو صرف سیاہی اور کاغذ ہے اور ہم کلام کرتے ہیں ساتھ اس کے جو اس سے ہم نے روایت کی سو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے اور لوگوں کے درمیان اللہ تعالیٰ کی کتاب منصف ہے اللہ تعالیٰ ایک مرد کے عورت کے حق میں فرماتا ہے ﴿فَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِنْ أَهْلِهِ﴾ الآیۃ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت بہت بڑی قدر والی ہے ایک مرد کی عورت سے اور انہوں نے عیب کیا مجھ پر اس میں کہ میں نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے خط وکتابت کی اور حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سہیل بن عمرو سے خط وکتابت کی اور البتہ تمہارے واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بہتر چال چلنی ہے پھر ابن عباس رضی اللہ عنہما کو ان کی طرف بھیجا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان سے مناظرہ کیا تو چار ہزار نے ان میں سے رجوع کیا اور علی رضی اللہ عنہ نے باقی لوگوں کو کہلا بھیجا کہ توبہ کریں انہوں نے نہ مانا تو ان کو کہلا بھیجا کہ تم جہاں چاہو رہو اور ہمارے اور تمہارے درمیان یہ عہد و پیمان ہے کہ نہ قتل کرو کسی کو ناحق اور نہ رہزنی کرو اور نہ ظلم کرو اور اگر تم نے کیا تو جاری ہوگی تمہاری طرف لڑائی اور ایک روایت میں ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے لڑائی کے بعد کہا کہ جس نشانی کا مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا تھا اس نشانی کا مرد لاشوں میں تلاش کرو سو لوگوں نے اس کو لاشوں میں تلاش کیا سو نہ پایا پھر علی رضی اللہ عنہ خود اٹھے یہاں تک کہ آئے اُن لاشوں پر جو ایک دوسری پر پڑی تھیں سو کہا کہ ان کو الگ کرو سو انہوں نے اس کو لاش کے نیچے پایا زمین سے لگا ہوا۔

تنبیہ: ابو سعید رضی اللہ عنہ سے اسی طرح ایک اور قصہ بھی خارجیوں کے حق میں آیا ہے جو اس قصے کے مخالف ہے اور اس میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ جا اس کو قتل کر ڈال سو علی رضی اللہ عنہ گئے اور اس کو نہ پایا وہ ان کے جانے سے پہلے کہیں چلا گیا اور ممکن ہے کہ یہ وہی پہلا مرد ہو اور یہی قصہ پہلے قصے سے متراخی ہو اول اس کے مارنے سے منع کیا پھر اس کے مارنے کی اجازت دی واسطے دور ہونے علت منع کے اور وہ تالیف ہے اور شاید اسلام کے پھیل جانے کے بعد تالیف کی حاجت نہ رہی ہوگی اور اس حدیث میں اور بھی بہت فائدے ہیں اس میں بڑی فضیلت ہے علی رضی اللہ عنہ کے واسطے اور یہ کہ وہی تھے امام حق اور یہ کہ وہی تھے حق پر ان لوگوں کی لڑائی میں جن سے لڑے جنگ جمل اور صفین وغیرہ میں اور یہ کہ مراد ساتھ حصر کے کاغذ میں ان کے اس قول میں ما عندنا الا القرآن والصحیفة مقید

ہے ساتھ کتابت کے نہ یہ کہ نہیں پاس ان کے حضرت ﷺ سے کوئی چیز اس چیز سے جس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت ﷺ کو اطلاع دی آئندہ زمانے کے حالات سے مگر جو اس کاغذ میں ہے سو البتہ شامل ہیں طریقے اس حدیث کے بہت چیزوں پر جن کا علم علی رضی اللہ عنہ کو حضرت ﷺ کی طرف سے تھا اس قسم سے کہ متعلق ہے ساتھ خوارج وغیرہ کے اور ثابت ہو چکا ہے علی رضی اللہ عنہ سے کہ وہ خبر دیتے تھے کہ ان کو بدلوگوں کا قتل کرے گا اور احتمال ہے کہ ہو نفی مقید ساتھ مختص ہونے ان کے ساتھ اس کے یعنی اس میں اور کوئی ان کے ساتھ شریک نہیں سو نہ وارد ہوگی حدیث باب کی اس واسطے کہ اس میں اور لوگ بھی ان کو شریک ہیں اگرچہ ان کے پاس زیادتی ہے اوپر ان کے اس واسطے کہ وہ صاحب قصہ ہیں سو ان کی کوشش اس کے ساتھ غیر سے زیادہ ہوگی اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس کے اعتقاد میں امام سے بغاوت جائز ہو اس سے لڑائی نہ کی جائے جب تک کہ اس کے واسطے لڑائی کو قائم نہ کرے یا اس کے واسطے مستعد نہ ہو اور حکایت کیا ہے طبری نے اس پر اجماع کو اس کے حق میں کہ نہ تکفیر کی جائے اس کی اعتقاد اس کے سے اور عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اس نے لکھا بیچ باز رہنے کے خارجیوں کے لڑنے سے جب تک کہ ناحق خون ریزی نہ کریں یا مال لیں سو اگر کریں تو ان سے لڑو اگرچہ میری اولاد ہوں اور عطاء سے ہے جب کہ رہزنی کریں اور ڈاکہ ماریں اور اس میں ہے کہ نہیں جائز ہے قتال خوارج کا اور قتل کرنا ان کا مگر بعد قائم کرنے حجت کے اوپر ان کے بایں طور کہ ان کو بلایا جائے کہ حق کی طرف رجوع کریں اور اسی کی طرف اشارہ کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمہ میں ساتھ آیت کے جو اس میں مذکور ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس شخص کے واسطے جو قائل ہے ساتھ تکفیر خوارج کے یعنی خارجی لوگ کافر ہیں اور یہی معلوم ہوتا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی کاریگری سے کہ ان کو ملحدوں کے ساتھ جوڑا اور تاویل کرنے والوں کو ان سے الگ جدا باب میں بیان کیا اور ساتھ اس کے تصریح کی ہے ابوبکر بن عربی نے ترمذی کی شرح میں سو کہا صحیح یہ ہے کہ وہ کافر ہیں اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ لوگ نکل جائیں گے اسلام سے اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ میں ان کو قتل کروں گا قوم عاد کا سا قتل کرنا اور قوم عاد کی کفر سے ہلاک ہوئی اور اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ بدتر ہیں سب خلقت میں اور نہیں وصف کیے جاتے ساتھ اس کے مگر کافر لوگ اور اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب خلق سے زیادہ دشمن ہیں اور اس واسطے کہ جو ان کے اعتقاد کے مخالف ہو اس کو کافر جانتے ہیں اور مخلد فی النار شمار کرتے ہیں سو وہ بطریق اولیٰ کافر ہوں گے اور اسی کی طرف میل کی ہے تقی الدین سبکی نے سو اس نے کہا کہ جو شخص خارجیوں کو کافر کہتا ہے اس کی حجت یہ ہے کہ وہ لوگ بڑے بڑے اصحاب کو کافر جانتے ہیں اور یہ بغل گیر ہے حضرت ﷺ کی تکذیب کو کہ حضرت ﷺ نے ان کے واسطے بہشت کے ساتھ گواہی دی اور یہ حجت میرے نزدیک صحیح ہے اور جو ان کو کافر نہیں کہتا اس کی حجت یہ ہے کہ اس کو کافر کہنا چاہتا ہے کہ ان کو اس شہادت مذکور کا قطعی علم حاصل ہو اور اس

میں نظر ہے اس واسطے کہ ہم قطعی جانتے ہیں کہ جن کو وہ کافر کہتے ہیں وہ پاک ہیں مرتے دم تک اور یہ کافی ہے ان کی تکفیر میں ہمارے اعتقاد میں اور تائید کرتی ہے اس کی یہ حدیث کہ جو اپنے بھائی مسلمان کو کافر کہے تو دونوں سے ایک اس کے ساتھ پھرتا ہے اور البتہ تحقیق ہو چکا ہے کہ وہ لوگ ایک جماعت اصحاب کو کافر جانتے ہیں جن کے ایمان کا ہم کو قطعی علم حاصل ہو چکا ہے سو واجب ہے کہ ان کو کافر کہا جائے ساتھ مقتضی حدیث حضرت ﷺ کے اور اس کی نظیر وہ شخص ہے جو بت کو سجدہ کرے اور مجمل طور سے اسلام کا معتقد ہو اور فرائض کو ادا کرے کہ یہ اعتقاد اسلام کا اس کو بت کے سجدہ کرنے سے نجات نہیں دیتا اور نہ عمل کرنا ساتھ واجبات کے اور اکثر اہل سنت کا یہ مذہب ہے کہ خارجی لوگ فاسق ہیں اور حکم اسلام کا جاری ہے اوپر ان کے اس واسطے کہ وہ کلمہ گو ہیں اور ارکان اسلام پر ہمیشگی کرتے ہیں اور مسلمانوں کو جو کافر کہتے ہیں تو تاویل سے کہتے ہیں کہا خطابی نے اجماع ہے مسلمانوں کا اس پر کہ خارجی لوگ باوجود گمراہ ہونے کے ایک فرقہ ہے مسلمانوں سے جائز ہے نکاح کرنا ان سے اور کھانا ان کے ذبح کیے جانور کا اور نہ کافر کہا جائے ان کو جب تک کہ اصل اسلام کے ساتھ تمسک کرتے ہوں اور کہا ابن بطال نے کہ جمہور علماء کا یہ مذہب ہے اور کہا قرطبی نے کہ ان کو کافر کہنا ظاہر تر ہے حدیث میں پھر جو لوگ خارجیوں کو کافر جانتے ہیں ان کے قول پر ان سے لڑنا اور ان کے بیوی بچوں کو قید کرنا جائز ہے اور یہ قول ایک گروہ اہل حدیث کا ہے خارجیوں کے اماموں میں اور جو لوگ ان کو کافر نہیں کہتے ان کے قول پر ان کا حکم باغیوں کا حکم ہے اگر لڑائی کو قائم کریں تو ان سے لڑائی کی جائے ورنہ نہ اور اس حدیث میں نشانی ہے پیغمبری کی نشانیوں سے کہ جس طرح حضرت ﷺ نے فرمایا تھا اسی طرح واقع ہوا اور یہ اس واسطے کہ جب خارجیوں نے اپنے مخالفوں کو کافر کہا تو ان کے خونوں کو حلال جانا اور مشرکوں سے لڑنا چھوڑ دیا اور اس حدیث میں ہے کہ لڑنا خارجیوں سے اولیٰ ہے مشرکوں کے قتال سے اس واسطے کہ ان کے لڑنے میں حفظ راس المال اسلام کا ہے اور مشرکوں کی لڑائی میں طلب کرنا نفع کا ہے اور حفظ رأس المال کا اولیٰ ہے اور اس میں زجر ہے عمل کرنے سے ساتھ ظاہر جمیع آیات کے جو تاویل کے قابل ہیں جن کے ظاہر پر عمل کرنے سے اجماع سلف کی مخالفت لازم آتی ہے اور اس میں ڈرانا ہے غلو اور مبالغہ کرنے سے بیچ دیانت کے اور شدت کرنے سے عبادت میں جس کی شارع نے اجازت نہیں دی اور حضرت ﷺ نے شریعت کی تعریف کی ہے ساتھ اس کے کہ وہ سہل اور آسان ہے اور رغبت دی مسلمانوں کو کہ مسلمانوں کے ساتھ نرمی کریں اور اور کافروں کے ساتھ سختی کریں اور خارجیوں نے اس کا عکس کیا اور یہ کہ جائز ہے لڑنا اس شخص سے جو امام پر خروج کرے اور امام عادل کی طاقت سے نکلے اور جو قائم کرے لڑائی کو اور لڑے اعتقاد فاسد پر اور جو راہزنی کرے اور راہ میں ڈرائے اور زمین میں فساد کرے اور جو حاکم ظالم کی فرمانبرداری سے نکلے اور جو ارادہ کرے غالب ہونے کا اس کے مال پر یا اہل پر یا نفس پر تو وہ معذور ہے اس سے لڑنا جائز نہیں اور اس کو جائز ہے کہ اپنے اہل اور جان اور مال سے اس کو ہٹا

دے بقدر طاقت اپنی کے اور اس میں جواز قتال خوارج کا ہے ساتھ پہلی شرطوں کے اور ثابت ہونا اجر کا اس کے واسطے جو ان کو قتل کرے اور یہ کہ بعض مسلمان دین سے نکلتے ہیں بغیر قصد کرنے کے اور بغیر اس کے کہ اسلام کے سوائے کوئی اور دین اختیار کریں اور اس میں ہے کہ خارجی لوگ امت محمدی کے سب بدعتی فرقوں سے بدتر ہیں بلکہ یہود اور نصاریٰ سے بھی بدتر ہیں اور یہ مبنی ہے ان کے کفر پر کہ خارجی لوگ مطلب کافر ہیں۔ (فتح)

٦٤٢٢۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ حَدَّثَنَا يُسَيْرُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ قُلْتُ لِسَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ هَلْ سَمِعْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي الْخَوَارِجِ شَيْئًا قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ وَأَهْوَى بِيَدِهِ قِبَلَ الْعِرَاقِ يَخْرُجُ مِنْهُ قَوْمٌ يَقْرَؤُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ مُرُوْقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ.

٦٤٢٢۔ حضرت یسیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سہل رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا تو نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے خارجیوں کے حق میں کچھ فرماتے تھے؟ اس نے کہا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے اور اپنے ہاتھ سے عراق کی طرف اشارہ کیا کہ اس سے ایک قوم نکلے گی قرآن کو پڑھیں گے ان کے ہنسلیوں سے نیچے نہ اترے گا وہ لوگ اسلام سے نکل جائیں گے جیسے نکل جاتا ہے تیر شکار سے۔

فائدہ: اور اس حدیث میں ہے کہ سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ نے تصریح کی کہ حروریہ ہی مراد ہیں ساتھ اس قوم کے جو ان دونوں بابوں کی حدیثوں میں مذکور ہیں سو یہ قوی کرتا ہے اس چیز کو جو پہلے گزری کہ توقف کیا ابو سعید رضی اللہ عنہ نے ان کے نام اور نسبت میں نہ بیچ ہونے ان کے مرد اور روایت کیا ہے اس حدیث کو پچیس اصحاب نے سوائے علی رضی اللہ عنہ کے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَقْتَتِلَ فِئَتَانِ دَعْوَتُهُمَا وَاحِدَةٌ.

باب ہے بیچ بیان قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ ہرگز نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ آپس میں لڑیں گے دو گروہ دعویٰ دونوں کا ایک ہی ہوگا۔

٦٤٢٣۔ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَقْتَتِلَ فِئَتَانِ دَعْوَاهُمَا وَاحِدَةٌ.

٦٤٢٣۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ آپس میں لڑیں گے دو گروہ دعویٰ دونوں کا ایک ہی ہوگا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الفتن میں آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ اور اس میں اتنا زیادہ ہے کہ دونوں کے درمیان بڑی لڑائی ہوگی اور مراد اس حدیث میں دو گروہ سے گروہ علی رضی اللہ عنہ اور گروہ معاویہ رضی اللہ عنہ کا ہے اور مراد ساتھ

دعویٰ کے اسلام ہے راجح قول پر یعنی دونوں اسلام پر لڑیں گے اور بعضوں نے کہا مراد یہ ہے کہ دونوں میں سے ہر ایک کا اعتقاد یہ ہوگا کہ وہ حق پر ہے اور وارد کیا ہے اس کو اس جگہ واسطے اشارہ کرنے کے اس چیز کی طرف کہ اس کے بعض طریقوں میں واقع ہوئی ہے جیسے کہ روایت کی طبرانی نے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مثل حدیث باب کے اور زیادہ کیا اس کے اخیر میں کہ وہ اسی حالت میں ہوں گے کہ ایک گروہ نکلے گا قتل کرے گا ان کو وہ گروہ جو حق سے قریب تر ہوگا اور ساتھ اس کے ظاہر ہوگی مناسبت اس کی واسطے ماقبل کے۔ (فتح)

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْمُتَأَوِّلِيْنَ — جو آیا ہے تاویل کرنے والوں کے بیان میں

فائدہ: اس کا بیان کتاب الادب میں ہو چکا ہے اور اس کا حاصل یہ ہے کہ جو مسلمان کو کافر کہے دیکھا جائے سو اگر بغیر تاویل کے ہو تو مستحق ہے مذمت کا اور اکثر اوقات کہنے والا ہی کافر ہو جاتا ہے اور اگر تاویل سے ہو تو اس میں دیکھا جائے اگر تاویل ناجائز ہو تو بھی مذمت کا مستحق ہے اور نہیں پہنچتا طرف کفر کی بلکہ اس کی خطا کی وجہ اس کے واسطے بیان کی جائے اور جھڑکی دی جائے اس کو جو اس کے لائق ہو اور نہیں لاحق ساتھ اول کے نزدیک جمہور کے اور اگر جائز تاویل کے ساتھ ہو تو نہیں مستحق ہے ذم کا بلکہ قائم کی جائے اس پر حجت یہاں تک کہ رجوع کرے طرف صواب کی کہا علماء نے ہر تاویل کرنے والا معذور ہے گنہگار نہیں جب کہ اس کی تاویل جائز ہو عرب کی زبان میں اور علم میں اس کے واسطے کوئی وجہ ہو۔ (فتح)

قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَبْدٍ الْقَارِيَّ أَخْبَرَاهُ أَنَّهُمَا سَمِعَا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيْمٍ يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْفُرْقَانِ فِيْ حَيَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَمَعْتُ لِقِرَآئَتِهِ فَإِذَا هُوَ يَقْرَؤُهَا عَلٰى حُرُوْفٍ كَثِيْرَةٍ لَمْ يُقْرِئْنِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذٰلِكَ فَكِدْتُ أُسَاوِرُهُ فِي الصَّلَاةِ فَانْتَظَرْتُهُ حَتّٰى سَلَّمَ ثُمَّ لَبَّبْتُهُ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ہشام بن حکیم کو سورۂ فرقان پڑھتے ہوئے سنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں سو میں نے اس کی قراءت کی طرف کان لگایا سو اچانک وہ اس کو پڑھتا ہے اس قراءت پر جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اس طرح نہیں پڑھائی یعنی دوسری طرح پڑھتا تھا اور مجھ کو اور طرح سے یاد تھا سو میں قریب تھا کہ نماز میں اس کو لپیٹوں سو میں نے اس کو مہلت دی یہاں تک کہ اس نے سلام پھیرا سو جب اس نے سلام پھیرا تو میں نے اپنی یا اس کی چادر اس کے گلے میں ڈالی سو میں نے کہا کہ کس نے یہ سورت تجھ کو پڑھائی ہے؟ اس نے کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو یہ سورت پڑھائی ہے میں نے

بِرِدَآئِهٖ أَوْ بِرِدَآئِيْ فَقُلْتُ مَنْ أَقْرَأَكَ هٰذِهِ السُّوْرَةَ قَالَ أَقْرَأَنِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ لَهٗ كَذَبْتَ فَوَاللّٰهِ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْرَأَنِيْ هٰذِهِ السُّوْرَةَ الَّتِيْ سَمِعْتُكَ تَقْرَؤُهَا فَانْطَلَقْتُ أَقُوْدُهٗ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ سَمِعْتُ هٰذَا يَقْرَأُ بِسُوْرَةِ الْفُرْقَانِ عَلٰى حُرُوْفٍ لَمْ تُقْرِئْنِيْهَا وَأَنْتَ أَقْرَأْتَنِيْ سُوْرَةَ الْفُرْقَانِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسِلْهُ يَا عُمَرُ اقْرَأْ يَا هِشَامُ فَقَرَأَ عَلَيْهِ الْقِرَآئَةَ الَّتِيْ سَمِعْتُهٗ يَقْرَؤُهَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰكَذَا أُنْزِلَتْ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْرَأْ يَا عُمَرُ فَقَرَأْتُ فَقَالَ هٰكَذَا أُنْزِلَتْ ثُمَّ قَالَ إِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ فَاقْرَؤُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ.

اس سے کہا کہ تو جھوٹا ہے سو قسم ہے اللہ تعالیٰ کی بے شک حضرت ﷺ نے مجھ کو یہ سورت پڑھائی جو میں نے تجھ کو پڑھتے سنا سو میں اس کو کھینچتا ہوا حضرت ﷺ کی طرف چلا سو میں نے کہا یا حضرت! میں نے اس کو سورۂ فرقان پڑھتے ہوئے سنا اس قراءت سے جو حضرت ﷺ نے مجھ کو نہیں پڑھائی اور آپ ہی نے مجھ کو سورۂ فرقان پڑھائی ہے حضرت ﷺ نے فرمایا چھوڑ دے اس کو اے عمر! اے ہشام! پڑھ سو اس نے اس کو حضرت ﷺ پر پڑھا اس قراءت سے جس طرح میں نے اس کو پڑھتے سنا تھا حضرت ﷺ نے فرمایا اسی طرح اتری ہے پھر حضرت ﷺ نے فرمایا اے عمر تو پڑھ سو میں نے پڑھا حضرت ﷺ نے فرمایا اسی طرح اتری پھر فرمایا کہ یہ قرآن اُتارا گیا ہے عرب کی سات بولیوں میں سو اس میں سے پڑھو جو تم کو آسان معلوم ہو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب فضائل القرآن میں گزر چکی ہے اور مناسبت اس کی ساتھ ترجمہ کے اس وجہ سے ہے کہ حضرت ﷺ نے نہ مؤاخذہ کیا عمر رضی اللہ عنہ کو ساتھ تکذیب ہشام کے اور نہ اس کے گلے میں چادر ڈالنے سے اور نہ اس سے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے ارادہ کیا ایقاع کا ساتھ اس کے بلکہ سچا کہا ہشام کو اس چیز میں جو اس نے نقل کی اور معذور رکھا عمر رضی اللہ عنہ کو انکار میں اور نہ زیادہ کیا اس کو اوپر بیان کرنے حجت کے بیچ جائز ہونے دونوں قراءتوں کے۔ (فتح)

٦٤٢٤۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ أَخْبَرَنَا وَكِيْعٌ ح وَحَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا

۶۴۲۴۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری کہ جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان

وَكِيْعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ ﴿الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْا إِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ﴾ شَقَّ ذٰلِكَ عَلٰى أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالُوْا أَيُّنَا لَمْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ كَمَا تَظُنُّوْنَ إِنَّمَا هُوَ كَمَا قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ ﴿يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ﴾.

کو ظلم سے نہ ملایا تو یہ بات حضرت ﷺ کے اصحاب پر بہت بھاری پڑی اور کہا کہ ہم لوگوں میں کون ایسا ہے جو اپنی جان پر کچھ ظلم اور گناہ نہیں کرتا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کا مطلب یوں نہیں جیسا تم نے گمان کیا وہ مطلب تو یوں ہے جیسا لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے کہا تھا اے بیٹا! اللہ تعالیٰ کا شریک نہ ٹھہرانا بے شک شرک کرنا بڑا ظلم ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور وجہ داخل ہونے اس کے کی ترجمہ میں اس جہت سے ہے کہ نہ مؤاخذہ کیا حضرت ﷺ نے اصحاب کو اس پر کہ انہوں نے آیت میں ظلم کے معنی عام سمجھے کہ ظلم گناہ کو بھی شامل ہے بلکہ ان کو معذور رکھا اس واسطے کہ وہ ظاہر ہے تاویل میں پھر ان کے واسطے بیان کیا کہ ظلم سے مراد شرک ہے گناہ مراد نہیں۔ (فتح)

٦٤٢٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِيْ مَحْمُوْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ قَالَ سَمِعْتُ عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ غَدَا عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَجُلٌ أَيْنَ مَالِكُ بْنُ الدُّخْشُنِ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَّا ذٰلِكَ مُنَافِقٌ لَا يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا تَقُوْلُوْهُ يَقُوْلُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ يَبْتَغِيْ بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ قَالَ بَلٰى قَالَ فَإِنَّهُ لَا يُوَافِيْ عَبْدٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِهِ إِلَّا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ النَّارَ.

٦٤٢٥۔ حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ اول دن میں میرے پاس تشریف لائے تو ایک مرد نے کہا کہاں ہے مالک بن دخشن؟ تو ہم میں سے ایک مرد نے کہا کہ وہ منافق ہے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت نہیں رکھتا حضرت ﷺ نے فرمایا کیا تم نے اس کو نہیں سنا لا الہ الا اللہ کہتا اس حال میں کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی رضا مندی چاہتا ہے؟ کہا کیوں نہیں، حضرت ﷺ نے فرمایا سو بے شک شان یہ ہے کہ نہیں لائے گا کوئی بندہ قیامت کے دن مگر کہ اللہ تعالیٰ آگ کو اس پر حرام کرے گا۔ ا

فائدہ: اس حدیث کی شرح ابواب المساجد میں گزر چکی ہے اور مناسبت اس کی اس جہت سے ہے کہ حضرت ﷺ نے نہ مؤاخذہ کیا ان لوگوں پر جنہوں نے مالک بن دخشن کے حق میں کہا جو کہا بلکہ ان کے واسطے بیان کیا کہ احکام

اسلام کے ظاہر پر جاری ہیں باطن پر نہیں کہ اس کو اللہ تعالیٰ سمجھ لے گا۔

٦٤٢٦۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ فُلَانٍ قَالَ تَنَازَعَ أَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَحِبَّانُ بْنُ عَطِيَّةَ فَقَالَ أَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ لِحِبَّانَ لَقَدْ عَلِمْتُ مَا الَّذِيْ جَرَّأَ صَاحِبَكَ عَلَى الدِّمَآءِ يَعْنِيْ عَلِيًّا قَالَ مَا هُوَ لَا أَبَا لَكَ قَالَ شَيْءٌ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُهُ قَالَ مَا هُوَ قَالَ بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالزُّبَيْرَ وَأَبَا مَرْثَدٍ وَكُلُّنَا فَارِسٌ قَالَ انْطَلِقُوْا حَتّٰى تَأْتُوْا رَوْضَةَ حَاجٍ قَالَ أَبُوْ سَلَمَةَ هٰكَذَا قَالَ أَبُوْ عَوَانَةَ حَاجٍ فَإِنَّ فِيْهَا امْرَأَةً مَعَهَا صَحِيْفَةٌ مِنْ حَاطِبِ بْنِ أَبِيْ بَلْتَعَةَ إِلَى الْمُشْرِكِيْنَ فَأْتُوْنِيْ بِهَا فَانْطَلَقْنَا عَلٰى أَفْرَاسِنَا حَتّٰى أَدْرَكْنَاهَا حَيْثُ قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسِيْرُ عَلٰى بَعِيْرٍ لَهَا وَقَدْ كَانَ كَتَبَ إِلٰى أَهْلِ مَكَّةَ بِمَسِيْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِمْ فَقُلْنَا أَيْنَ الْكِتَابُ الَّذِيْ مَعَكِ قَالَتْ مَا مَعِيْ كِتَابٌ فَأَنَخْنَا بِهَا بَعِيْرَهَا فَابْتَغَيْنَا فِيْ رَحْلِهَا فَمَا وَجَدْنَا شَيْئًا فَقَالَ صَاحِبَايَ مَا نَرٰى مَعَهَا كِتَابًا قَالَ فَقُلْتُ لَقَدْ عَلِمْنَا مَا كَذَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ حَلَفَ عَلِيٌّ وَالَّذِيْ يُحْلَفُ بِهٖ لَتُخْرِجِنَّ الْكِتَابَ أَوْ لَأُجَرِّدَنَّكِ فَأَهْوَتْ إِلٰى

٦٤٢٦۔ حضرت فلان سے روایت ہے کہ جھگڑا کیا ابو عبدالرحمٰن اور حبان نے سوا ابو عبدالرحمٰن نے حبان سے کہا البتہ میں نے معلوم کی وہ چیز جس نے تیرے ساتھی یعنی علی رضی اللہ عنہ کو خون ریزی پر دلیر کیا حبان نے کہا وہ کیا ہے؟ تیرا باپ نہ ہو ابو عبدالرحمٰن نے کہا کہ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اور زبیر رضی اللہ عنہ اور ابو مرثد رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور ہم سب سوار تھے سو فرمایا چلو یہاں تک کہ روضہ حاج میں جس کو کہا ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے اسی طرح کہا ابو عوانہ نے سو وہاں ایک عورت ہے اس کے پاس خط ہے حاطب رضی اللہ عنہ کا مشرکین مکہ کی طرف سو اس کو میرے پاس لے آؤ سو ہم اپنے گھوڑوں پر چلے یہاں تک کہ ہم نے اس کو پایا جہاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو فرمایا اپنے اونٹ پر چلتی تھی اور حاطب رضی اللہ عنہ نے مکے والوں کو لکھا تھا حال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چلنے کا ان کی طرف یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری طرف چلنے کا ارادہ رکھتے ہیں ہم نے کہا کہاں ہے وہ خط جو تیرے پاس ہے؟ اس نے کہا کہ میرے پاس کوئی خط نہیں سو ہم نے اس کو اونٹ کے ساتھ بٹھلایا پھر ہم نے اس کے کجاوے میں خط ڈھونڈا تو ہم نے کچھ چیز نہ پائی تو میرے دونوں ساتھیوں نے کہا کہ ہم اس کے پاس خط نہیں دیکھتے تو میں نے کہا البتہ ہم کو معلوم ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جھوٹ نہیں بولا پھر قسم کھائی علی رضی اللہ عنہ نے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی البتہ خط نکال یا میں تجھ کو ننگا کروں گا سو وہ اپنے تہ بند باندھنے کی جگہ کی طرف جھکی اور وہ کمر میں چادر باندھے تھی سو اس نے خط نکالا تو ہم اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا یا حضرت! البتہ اس نے اللہ اور اس

حُجْزَتِهَا وَهِيَ مُحْتَجِزَةٌ بِكِسَاءٍ فَأَخْرَجَتِ الصَّحِيفَةَ فَأَتَوْا بِهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ خَانَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ وَالْمُؤْمِنِيْنَ دَعْنِيْ فَأَضْرِبَ عُنُقَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا حَاطِبُ مَا حَمَلَكَ عَلٰى مَا صَنَعْتَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا لِيْ أَنْ لَّا أَكُوْنَ مُؤْمِنًا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَلٰكِنِّيْ أَرَدْتُ أَنْ يَّكُوْنَ لِيْ عِنْدَ الْقَوْمِ يَدٌ يُدْفَعُ بِهَا عَنْ أَهْلِيْ وَمَالِيْ وَلَيْسَ مِنْ أَصْحَابِكَ أَحَدٌ إِلَّا لَهُ هُنَالِكَ مِنْ قَوْمِهِ مَنْ يَّدْفَعُ اللّٰهُ بِهِ عَنْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ قَالَ صَدَقَ لَا تَقُوْلُوْا لَهُ إِلَّا خَيْرًا قَالَ فَعَادَ عُمَرُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ خَانَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ وَالْمُؤْمِنِيْنَ دَعْنِيْ فَلَأَضْرِبْ عُنُقَهُ قَالَ أَوَلَيْسَ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ اللّٰهَ اطَّلَعَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ اعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ أَوْجَبْتُ لَكُمُ الْجَنَّةَ فَاغْرَوْرَقَتْ عَيْنَاهُ فَقَالَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ. قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ خَاخٍ أَصَحُّ وَلٰكِنْ كَذَا قَالَ أَبُوْ عَوَانَةَ حَاجٍ وَحَاجٍ تَصْحِيْفٌ وَهُوَ مَوْضِعٌ وَهُشَيْمٌ يَقُوْلُ خَاخٍ.

کے رسول اور مسلمانوں کی خیانت کی ہے حکم ہو تو اس کی گردن ماروں تو حضرت ﷺ نے فرمایا اے حاطب! کیا چیز باعث ہوئی تجھ کو اس پر جو تو نے کیا تو اس نے کہا یا حضرت! مجھ کو کیا ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ ایمان دار نہ ہوں لیکن میں نے ارادہ کیا کہ کفار مکہ پر کچھ احسان اور منت رکھوں کہ دفع اور دور کی جائے تکلیف ساتھ اس کے میرے اہل اور مال سے اور آپ کے اصحاب میں سے کوئی ایسا نہیں مگر کہ اس کے واسطے وہاں اس کی قوم میں سے وہ شخص ہے جس کے سبب سے اللہ تعالیٰ اس کے اہل اور مال سے تکلیف دور کرے حضرت ﷺ نے فرمایا اس نے سچ کہا سو نہ کہو اس کو مگر نیک کہا سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پھر پہلی بات دوہرائی سو کہا یا حضرت! البتہ اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اور مسلمانوں کی خیانت کی مجھ کو حکم ہو تو اس کی گردن ماروں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کیا یہ جنگ بدر والے اصحاب میں سے نہیں ہے اور تجھ کو کیا معلوم ہے کہ شاید اللہ تعالیٰ اس جنگ بدر والے گروہ پر البتہ آگاہ ہو چکا سو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کرو جو تمہارا جی چاہے سو البتہ میں نے تمہارے واسطے بہشت کو واجب کیا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی دونوں آنکھوں سے بہت آنسو جاری ہوئے یعنی بہت روئے یعنی بہ سبب اس خطا کے کہ حاطب رضی اللہ عنہ کو واجب القتل جان کر اس کے مارنے کا ارادہ کیا سو کہا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول زیادہ تر دانا ہے۔ کہا ابو عبداللہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ خاخ صحیح تر ہے لیکن کہا ابو عوانہ نے حاج اور حاج تصحیف ہے اور وہ ایک جگہ ہے درمیان مکہ اور مدینے کے اور کہا ہشیم نے خاخ۔

فائدہ: خون ریزی پر یعنی مسلمانوں کی خون ریزی پر اس واسطے کہ مشرکوں کے خون تو بالاتفاق مندوب ہیں جب

حضرت ﷺ نے مکے کے جہاد کا ارادہ کیا تو بعض اصحاب سے چھپ کر کہا اور لوگوں میں مشہور ہوا کہ حضرت ﷺ غیر مکے کا ارادہ رکھتے ہیں یہ بات حاطب رضی اللہ عنہ نے سنی اور اہل مکہ کو چھپ کر لکھا اور ایک عورت کو خط دیا حضرت ﷺ کو وحی سے معلوم ہوا حضرت ﷺ نے وہ خط راہ سے پکڑ منگوایا پھر حاطب رضی اللہ عنہ کو بلوایا اور فرمایا کہ یہ خط تو نے لکھا تھا؟ اس نے کہا ہاں، اور ایک روایت میں ہے کہ حاطب رضی اللہ عنہ نے کہا یا حضرت! قسم ہے اللہ تعالیٰ کی میں نے شک نہیں کیا جس دن سے میں مسلمان ہوا اور یہ جو فرمایا کہ اس نے سچ کہا تو احتمال ہے کہ معلوم کیا ہو حضرت ﷺ نے صدق اس کا اس چیز سے کہ اس نے ذکر کی عذر سے اور احتمال ہے کہ حضرت ﷺ کو وحی سے معلوم ہوا ہو اور یہ جو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پھر پہلی بات دوہرائی تو یہ صریح ہے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ دوبار کہا سو پہلی بار میں تو معذور تھے اس واسطے کہ اس میں اس کا عذر نہیں ظاہر ہوا تھا اور دوسری بار میں تو اس کا عذر واضح ہو چکا تھا کہ اس نے اپنے اہل اور مال کی حفاظت کے واسطے یہ کام کیا تھا اور حضرت ﷺ نے بھی اس کی تصدیق کی تھی اور منع فرمایا کہ اس کو نہ کہو مگر نیک تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بات دوہرانے میں اشکال ہے اور جواب یہ ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے گمان کیا تھا کہ اس کا سچا ہونا اپنے عذر میں نہیں دفع کرتا جو واجب ہے اس پر قتل سے اور مراد اعملوا ما شئتم سے یہ ہے کہ بے شک گناہ ان کے واقع ہوں گے بخشے گئے یہاں تک کہ اگر مثلاً کوئی فرض ترک کریں تو ان کو اس کا مؤاخذہ نہیں ہوگا اور اس میں اشعار ہے ساتھ اس کے کہ جو مباشر ہو بعض اعمال صالحہ کا تو اس کے بدلے اس کو بہت ثواب ملتا ہے جو مقابل ہو گناہوں کو جو حاصل ہوں بہت فرضوں کے ترک کرنے سے اور اس حدیث میں اور بھی فائدے ہیں سوائے اس کے جو پہلے گزرے یہ کہ ایمان دار اگرچہ پہنچے ساتھ نیک عمل کے اس رتبے کو کہ اس کے واسطے بہشت واجب ہو جائے لیکن تاہم گناہ میں واقع ہونے سے معصوم نہیں اس واسطے کہ حاطب رضی اللہ عنہ داخل ہوا ان لوگوں میں جن کے واسطے اللہ تعالیٰ نے بہشت کو واجب کیا اور باوجود اس کے واقع ہوا اس سے جو واقع ہوا اور اس میں تعقب ہے اس پر جو تاویل کرتا ہے کہ مراد ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے اعملوا ما شئتم یہ ہے کہ وہ محفوظ ہیں گناہ میں واقع ہونے سے اور اس میں رد ہے اس شخص پر جو کافر کہتا ہے مسلمان کو ساتھ ارتکاب گناہ کے اور اس پر جو یقین کرتا ہے ساتھ اس کے کہ وہ ہمیشہ آگ میں رہے گا اور اس پر جو یقین کرتا ہے کہ ضروری ہے کہ اس کو عذاب ہو اور یہ کہ جس سے خطا واقع ہو اس کو لائق نہیں کہ اس سے انکار کرے بلکہ اس کا اقرار کرے اور عذر کرے تاکہ دو گناہ جمع نہ ہوں اور یہ کہ جائز ہے تشدید بیچ طلب خلاص حق کے اور تہدید ساتھ اس چیز کے کہ نہ کرے اس کو تہدید کیا گیا واسطے ڈرانے اس شخص کے کہ اس سے حق نکالنا چاہے اور یہ کہ جائز ہے پھاڑنا جاسوس کے پردہ کا اور البتہ استدلال کیا ہے ساتھ اس کے جو جائز رکھتا ہے اس کے قتل کرنے کو مالکیہ سے اس واسطے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کے قتل کی اجازت مانگی اور حضرت ﷺ نے اس کو رد نہ کیا مگر اس واسطے کہ وہ بدر والوں میں سے تھا اور بعضوں نے مقید کیا ہے اس کو ساتھ اس

کے کہ یہ اس سے مکرر واقع ہو اور معروف مالک رحمہ اللہ سے یہ ہے کہ امام اس میں اجتہاد کرے اور نقل کیا طحاوی نے اجماع کہ مسلمان جاسوس کا خون مباح نہیں اور کہا شافعیہ اور اکثر نے کہ اس کو تعزیر دی جائے اور اگر باعزت آدمی ہو تو اس سے معاف کیا جائے اور اسی طرح کہا اوزاعی رحمہ اللہ اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کہ اس کو درد پہنچایا جائے ساتھ سزا کے اور وارد کیا جائے حبس اس کا اور یہ کہ معاف کی جائے ذلت شریف آدمی کی اور کہا بعضوں نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اس واسطے درگزر کی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وحی سے اطلاع دی کہ وہ اپنے عذر میں سچا ہے سو اس کا غیر اس کی مانند نہ ہوگا تو جواب دیا ہے قرطبی نے کہ یہ گمان خطا ہے اس واسطے کہ احکام اللہ تعالیٰ کے اس کے بندوں میں جاری ہوتے ہیں ان کے ظاہر پر اور اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو منافقوں کے حال سے خبر دی جو آپ کی خدمت میں حاضر تھے اور نہ حلال کیا آپ کے واسطے قتل کرنا ان کا باوجود اس کے واسطے ظاہر کرنے ان کے اسلام کو اور یہی حکم ہے ہر اس شخص کا جو ظاہر کرے اسلام کو بظاہر مسلمان ہو کہ اس پر احکام اسلام کے جاری ہوں گے اور اس حدیث میں نشانی ہے پیغمبری کی نشانیوں سے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بذریعہ وحی کے حاطب رضی اللہ عنہ کے قصے سے خبر دی اور اس میں مشورہ دینا ہے بڑے آدمی کا امام کو ساتھ اس چیز کے کہ ظاہر ہو اس کے واسطے رائے سے جس کا نفع مسلمانوں پر عائد ہو اور امام کو اس میں اختیار ہے چاہے مانے چاہے نہ مانے اور یہ کہ جائز ہے معاف کرنا گنہگار سے اور یہ کہ گنہگار کا کوئی ادب نہیں عزت نہیں اور اجماع ہے اس پر کہ اجنبی عورت کی طرف دیکھنا حرام ہے برابر ہے کہ مسلمان ہو یا کافر اور اگر اس کی نافرمانی کے سبب سے اس کی حرمت ساقط نہ ہوتی تو اس کو ننگا کرنے کے ساتھ تہدید نہ کرتے اور یہ کہ جائز ہے بخشنا تمام گناہوں کا جو جائز الوقوع ہوں اس شخص سے کہ اللہ تعالیٰ چاہے برخلاف اہل بدعت کے جو اس سے انکار کرتے ہیں لیکن محل معاف کا برائے صحابی سے وہ گناہ ہے جس میں حد نہ ہو جیسے کہ زنا وغیرہ میں ہے اور یہ کہ جائز ہے بخشنا ان گناہوں کا جو مؤخر ہوں اور دلالت کرتا ہے اس پر دعا کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چند حدیثوں میں اور البتہ وارد ہوئے ہیں چند حدیثوں میں وہ عمل جن کے کرنے والوں کو وعدہ دیا گیا ہے کہ اس کے اگلے پچھلے سب گناہ بخشے جائیں گے اور یہ کہ نہیں لائق ہے قائم کرنا حد اور تادیب کا حاکم کے سامنے مگر اس کی اجازت سے اور اس میں فضیلت ہے عمر رضی اللہ عنہ کی اور سب اہل بدر کی۔ (فتح)

❀......❀......❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْإِكْرَاهِ کتاب ہے زبردستی کے بیان میں

فائدہ: وہ لازم کرنا ہے غیر پر وہ چیز جس کو وہ نہ چاہے یعنی زبردستی اور اکراہ کی شرطیں چار ہیں اول یہ کہ ہو فاعل اس کا قادر اوپر واقع کرنے اس چیز کے کہ ڈرایا جاتا ہے ساتھ اس کے اور مامور عاجز ہو اس کے دفع کرنے سے اگرچہ ساتھ بھاگنے کے ہو، دوسری یہ کہ غالب ہو اس کے گمان پر کہ اگر وہ باز رہا تو واقع کرے گا یہ ساتھ اس کے، تیسری یہ کہ جس چیز کے ساتھ ڈراتا ہے وہ فوری ہو یعنی اسی وقت واقع ہونے والی ہو اور اگر کہے کہ اگر تو نے ایسا نہ کیا تو میں تجھ کو کل ماروں گا تو وہ مکرہ نہیں گنا جاتا، چوتھی یہ کہ نہ ہو ظاہر امور سے وہ چیز جو دلالت کرے اس کے اختیار پر مثل اس شخص کی جو زبردستی کیا گیا زنا کرنے پر سو اپنا ذکر داخل کیا اور ممکن ہو اس کو کھینچ لینا سو تمادی کرے یہاں تک کہ انزال ہو اور مثل اس شخص کی کہ اس سے کہا گیا کہ تین طلاقیں دے اور اس نے ایک طلاق دی اور اسی طرح عکس اس کا اور نہیں فرق ہے درمیان اکراہ کے قول میں اور فعل میں نزدیک جمہور کے اور مستثنیٰ ہے فعل سے جو ہمیشہ حرام ہے جیسا کسی کو ناحق قتل کرنا اور اختلاف ہے مکرہ میں کہ کیا تکلیف دیا جائے ساتھ ترک فعل اس چیز کے کہ اکراہ کیا گیا ہے اوپر اس کے یا نہ سو کہا شیخ ابو اسحاق شیرازی نے کہ اجماع ہے اس پر کہ جو قتل کرنے پر زبردستی کیا جائے وہ مامور ہے ساتھ بچنے کے قتل کرنے سے اور دفع کرنے کے اپنے نفس سے اور یہ کہ وہ گنہگار ہوتا ہے اگر قتل کرے اس کو جس کے قتل کرنے پر زبردستی کیا گیا اور یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ وہ مکلف ہے بیچ حالت اکراہ کے اور اسی طرح واقع ہوا ہے غزالی وغیرہ کی کلام میں اور ان کا کلام تقاضا کرتا ہے تخصیص خلاف کو ساتھ اس چیز کے کہ موافق ہو باعث اکراہ کا باعث شرع کو مانند اکراہ کی قتل کافر پر اور اکراہ کی اسلام پر اور بہر حال جس چیز میں باعث اکراہ کا باعث شرع کے مخالف ہو مانند اکراہ کی قتل پر تو نہیں خلاف ہے بیچ جائز ہونے تکلیف کے بیچ اس کے اور جس فعل سے کوئی چارہ نہ ہو اس میں اختلاف ہے جیسا کہ کوئی پہاڑ سے گرایا جائے اور وہ کسی شخص پر پڑے اس کو قتل کرے اس واسطے کہ نہیں ہے اس کے واسطے کوئی اختیار نہ گرنے میں اور وہ تو اس حالت میں صرف آلہ ہے اور نہیں نزاع ہے اس میں کہ وہ غیر مکلف ہے اور اختلاف ہے اس چیز میں کہ ڈرایا جاتا ہے ساتھ اس کے سو اتفاق ہے قتل پر اور تلف عضو پر اور سخت مار پر اور حبس طویل پر۔ (فتح)

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ﴾ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مگر جو زبردستی کیا گیا اور حالانکہ

مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيْمَانِ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴾.

تسکین پکڑنے والا ہو اس کا دل ساتھ ایمان کے لیکن جو کھولے ساتھ کفر کے سینہ یعنی واسطے قبول کرنے کفر کے تو ان پر غضب ہے اللہ تعالیٰ کا۔

فائدہ: یہ استثناء ہے مقدم ہے گویا کہ کہا گیا کہ ان پر غضب ہے اللہ تعالیٰ کا مگر جو زبردستی کیا گیا اس واسطے کہ کفر ہوتا ہے ساتھ قول اور فعل کے بغیر اعتقاد کے اور کبھی ہوتا ہے ساتھ اعتقاد کے پس استثناء کیا گیا اول اور وہ مکرہ ہے اور یہ وعید شدید ہے اس کے حق میں جو مرتد ہو اختیار سے اور بہر حال جو زبردستی کیا جائے اوپر اس کے تو وہ معذور ہے ساتھ آیت کے اس واسطے کہ استثناء اثبات سے نفی ہے سو یہ تقاضا کرتا ہے اس کو کہ نہ داخل ہو جو زبردستی کیا گیا کفر پر تحت وعید کے اور مشہور یہ ہے کہ یہ آیت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے حق میں اتری کہ ان کو مشرکین مکہ نے پکڑا اور سخت عذاب کیا تو عمار رضی اللہ عنہ نے زبان سے کہا کہ میں نے کفر کیا ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اور جو لائے یہ بات کافروں کو خوش لگی انہوں نے ان کو چھوڑ دیا پھر عمار رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کو خبر دی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو اپنے دل کو کس طرح پاتا ہے؟ کہا کہ آرام پکڑنے والا ساتھ ایمان کے، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر پھر کریں تو تو بھی اسی کر اور طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی اس آیت کی تفسیر میں کہا کہ خبر دی اللہ تعالیٰ نے کہ جو ایمان کے بعد مرتد ہو جائے اس پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہے اور بہر حال جو زبان سے زبردستی کیا جائے اور دل سے مخالف ہو یعنی اس کے دل میں ایمان ہو تا کہ اس کے ساتھ کافر سے نجات پائے تو اس پر کوئی حرج نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ بندوں کو مؤاخذہ ہوتا ہے اس کا جو ان کے دل میں اعتقاد ہو۔ (فتح)

وَقَالَ ﴿إِلَّا أَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقَاةً﴾ وَهِيَ تَقِيَّةٌ

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا مگر یہ کہ تم پکڑو ان سے بچاؤ اور یہ تقیہ ہے

فائدہ: اور معنی آیت کے یہ ہیں کہ نہ پکڑے مسلمان کافر کو رفیق نہ باطن میں نہ ظاہر میں مگر واسطے تقیہ کے ظاہر میں کہ اس کے واسطے جائز ہے کہ اس کو ظاہر میں دوستی پکڑے اور دل سے اس کے ساتھ دشمنی رکھے۔

وَقَالَ ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ أَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْأَرْضِ قَالُوْٓا أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا إِلٰى قَوْلِهٖ عَفُوًّا غَفُوْرًا﴾ وَقَالَ ﴿إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جن لوگوں کی فرشتوں نے جان قبض کی اس حال میں کہ اپنی جان پر ظلم کرنے والا ہے تو فرشتوں نے کہا کہ کس چیز میں تھے تم؟ انہوں نے کہا کہ تھے ہم عاجز کیے گئے زمین میں، تو انہوں نے کہا کیا اللہ تعالیٰ کی زمین کشادہ نہ تھی تا کہ تم اس میں ہجرت کرتے آخر آیت تک، اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مگر جو

وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ أَهْلُهَا وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا﴾ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ فَعَذَرَ اللّٰهُ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ الَّذِيْنَ لَا يَمْتَنِعُوْنَ مِنْ تَرْكِ مَا أَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ وَالْمُكْرَهُ لَا يَكُوْنُ إِلَّا مُسْتَضْعَفًا غَيْرَ مُمْتَنِعٍ مِّنْ فِعْلِ مَا أُمِرَ بِهٖ.

بے بس ہیں مردوں اور عورتوں سے اور لڑکوں سے جو کہتے ہیں، آخر آیت تک ۔ کہا ابو عبداللہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے سو معذور رکھا اللہ تعالیٰ نے عاجز کیے گئوں کو جو نہیں باز رہتے ترک اس چیز کی سے جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم کیا یعنی مگر جب کہ مغلوب ہوں اور جو زبردستی کیا گیا ہو نہیں ہوتا ہے مگر بیچارہ نہ باز رہنے والا فعل اس چیز کے سے کہ حکم کیا گیا ہے ساتھ اس کے ۔

فائدہ: یعنی جو حکم کرے ساتھ اس کے وہ شخص جس کو قدرت ہو اوپر واقع کرنے بدی کے ساتھ اس کے یعنی اس واسطے کہ نہیں قادر ہے اوپر باز رہنے کے ترک امر اللہ تعالیٰ سے جیسا کہ نہیں قادر ہے مکرہ اوپر باز رہنے کے فعل حکم اکراہ کرنے والے سے سو وہ مکرہ کے حکم میں ہے پہلی آیت سورہ میں پیچھے ہے پچھلی آیت سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اول اس کو نقل کیا واسطے اشارہ کرنے کے طرف اس چیز کی جو مجاہد سے مروی ہے کہ یہ آیت مکے کے چند آدمیوں کے حق میں اتری جو ایمان لائے تھے تو مدینے سے مسلمانوں نے ان کو لکھا کہ تم ہجرت کرو ورنہ تم مسلمان نہیں ہو سو نکلے تو ان کے لوگوں نے ان کو راہ میں پکڑ لیا اور ان پر جبر کیا یہاں تک کہ مجبور ہو کر کافر ہوئے ۔ (فتح)

وَقَالَ الْحَسَنُ التَّقِيَّةُ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

یعنی اور کہا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ تقیہ جائز ہے مسلمان کے واسطے قیامت تک لیکن اگر کسی کے قتل کرنے پر زبردستی کیا جائے تو اس میں معذور نہیں ۔

فائدہ: اور معنی تقیہ کے ڈرنا ہے ظاہر کرنے اس چیز کے سے کہ دل میں ہو اعتقاد وغیرہ سے اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ تقیہ زبان سے ہے اور دل قرار پکڑنے والا ہے ساتھ ایمان کے ۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِيْمَنْ يُّكْرِهُهُ اللُّصُوْصُ فَيُطَلِّقُ لَيْسَ بِشَيْءٍ وَبِهٖ قَالَ ابْنُ عُمَرَ وَابْنُ الزُّبَيْرِ وَالشَّعْبِيُّ وَالْحَسَنُ.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کے حق میں جس پر چور زبردستی کریں سو وہ طلاق دے کہ نہیں ہے کچھ چیز یعنی طلاق واقع نہیں ہوتی اور یہی قول ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ اور شعبی رحمۃ اللہ علیہ اور حسن رحمۃ اللہ علیہ کا ۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ اجماع ہے اس پر کہ جو زبردستی کیا جائے کفر پر یہاں تک کہ اس کو خوف ہو اپنی جان کے قتل ہونے کا اور وہ کفر کرے اور اس کا دل آرام پکڑنے والا ہو ساتھ ایمان کے تو اس پر کفر کا حکم نہیں کیا جاتا اور نہیں جدا ہوتی ہے اس سے عورت اس کی مگر محمد بن حسن نے کہا کہ وہ مرتد ہو جاتا ہے اور اس کی عورت اس سے جدا

ہو جاتی ہے اور اس قول کے رد کرنے کی کچھ حاجت نہیں اس واسطے کہ وہ نصوص کے مخالف ہے اور کہا ایک قوم نے کہ محل رخصت کا قول میں ہے نہ فعل میں سوا گر بت کو سجدہ کرے یا کسی مسلمان کو ناحق قتل کرے یا سور کھا جائے یا زنا کرے تو وہ اس میں معذور نہیں ہے اور یہ قول اوزاعی کا ہے اور ایک قوم نے کہا کہ اکراہ قول اور فعل میں برابر ہے اور اختلاف ہے اکراہ کی حد میں سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہیں ہے مرد امین اپنے نفس پر جب کہ قید کیا جائے یا زنجیروں میں باندھا جائے یا عذاب کیا جائے اور کہا شریح نے کہ چار چیزیں اکراہ ہیں قید اور مار اور وعید اور بیڑی اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہیں کوئی ایسا کلام جو مجھ سے دو کوڑے ہٹا دے مگر کہ میں اس کو کہوں گا یعنی پس شامل ہے یہ کلمہ کفر کو بھی اور یہ قول جمہور کا ہے اور کوفیوں کے نزدیک اس میں تفصیل ہے اور اختلاف ہے مکرہ کی طلاق میں سو جمہور کا یہ مذہب ہے کہ واقع نہیں ہوتی اور نقل کیا ہے اس میں ابن بطال نے اجماع اصحاب کا اور کوفیوں کے نزدیک واقع ہوتی ہے۔ (فتح)

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ

یعنی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عملوں کا اعتبار نیتوں سے ہے

فائدہ: یہ حدیث پوری کتاب الایمان میں گزر چکی ہے اور شاید اشارہ کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ وارد کرنے اس کے اس جگہ طرف رد کی اس شخص پر جو فرق کرتا ہے اکراہ میں درمیان قول اور فعل کے اس واسطے کہ عمل فعل ہے اور جب کہ نہیں اعتبار ہے اس کا بغیر نیت کے جیسے کہ دلالت کرتی ہے اس پر حدیث تو مکرہ کی کوئی نیت نہیں بلکہ اس کی نیت نہ کرنا فعل کا ہے جس پر اکراہ کیا گیا اور ترک کرنا کسی چیز کا فعل ہے صحیح قول پر اور مستثنیٰ ہے اس سے قتل پس نہیں ساقط ہوتا ہے قصاص قاتل سے اگر زبردستی کیا جائے قتل کرنے پر اس واسطے کہ اس نے مقدم کیا ہے اپنے نفس کو مقتول کے نفس پر اور نہیں جائز ہے کسی کے واسطے کہ اپنی جان کو بچائے قتل سے ساتھ اس طور کے کہ اپنے غیر کو قتل کرے۔ (فتح)

٦٤٢٧۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ هِلَالٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ أُسَامَةَ أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُوْ فِي الصَّلَاةِ اللّٰهُمَّ أَنْجِ عَيَّاشَ بْنَ أَبِيْ رَبِيْعَةَ وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ وَالْوَلِيْدَ بْنَ الْوَلِيْدِ اللّٰهُمَّ أَنْجِ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ

٦٤٢٧۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں دعا کرتے تھے الٰہی! نجات دے عیاش بن ابی ربیعہ کو اور سلمہ بن ہشام کو اور ولید بن ولید کو، الٰہی! نجات دے دبے ہوئے بے زور مسلمانوں کو، الٰہی! اپنا سخت عذاب ڈال مضر کی قوم پر اور ان پر سات برس کا قحط ڈال جیسے یوسف علیہ السلام کے وقت میں قحط پڑا تھا۔

الْمُؤْمِنِيْنَ اللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلٰى مُضَرَ وَابْعَثْ عَلَيْهِمْ سِنِيْنَ كَسِنِيْ يُوْسُفَ.

فائدہ: یہ دعا حضرت ﷺ عشاء کی نماز میں کرتے تھے یا ہر نماز میں رکوع کے بعد قومے میں اور پہلے گزر چکی ہے سورۂ آل عمران کی تفسیر میں جو متعلق ہے ساتھ مشروع ہونے قنوت کے نماز میں اور تعلق حدیث کا ساتھ اکراہ کے اس وجہ سے ہے کہ وہ لوگ زبردستی کیے گئے تھے اوپر رہنے کے ساتھ مشرکوں کے یعنی مشرک لوگ ان کو نکلنے نہیں دیتے تھے اس واسطے کہ دبا ہوا کمزور نہیں ہوتا ہے مگر مکرہ کما تقدم اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ اکراہ کفر پر اگر کفر ہوتا تو ان کے واسطے حضرت ﷺ دعا نہ کرتے اور ان نام مومن نہ رکھتے۔ (فتح)

بَابُ مَنِ اخْتَارَ الضَّرْبَ وَالْقَتْلَ وَالْهَوَانَ عَلَى الْكُفْرِ

جو اختیار کرتا ہے مار کو اور قتل کو اور خواری کو اوپر کفر کے

فائدہ: اختیار کیا بلال وغیرہ نے مار اور ذلت کو اوپر کفر کے یعنی کلمہ کفر زبان سے نہ کہا مار منظور کی اور چونکہ یہ حدیث اس کی شرط پر نہیں تھی اس واسطے کفایت کی مصنف نے ساتھ اس چیز کے کہ دلالت کرتا ہے اوپر اس کے۔

٦٤٢٨۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَوْشَبٍ الطَّآئِفِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْإِيْمَانِ أَنْ يَكُوْنَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا وَأَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلّٰهِ وَأَنْ يَكْرَهَ أَنْ يَعُوْدَ فِي الْكُفْرِ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُقْذَفَ فِي النَّارِ.

٦٤٢٨۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تین خصلتیں ہیں جس میں وہ ہوں گی وہ ایمان کی شیرینی کا مزہ پائے گا ایک یہ کہ اس کے نزدیک اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ تمام عالم سے زیادہ تر محبوب ہوا اور یہ کہ محبت کرے آدمی سے اس طرح کہ نہ چاہتا ہو اس کو مگر اللہ تعالیٰ ہی کے واسطے یعنی محبت میں دنیا کا کچھ لگاؤ نہ ہو اور یہ کہ برا جانے کفر میں پھر پلٹ جانے کو جیسے اس کو برا لگتا ہے آگ میں ڈالا جانا۔

فائدہ: اور وجہ لینے ترجمہ کی اس حدیث سے یہ ہے کہ برابر کیا ہے اس کو اس میں بیچ برا جاننے اس کے کفر کو اور بیچ برا جاننے اس کے آگ میں داخل ہونے کو اور قتل اور مار اور خواری آسان تر ہے نزدیک مومن کے داخل ہونے آگ کے سے پس ہوگا آسان تر کفر سے اگر اختیار کرے شدت کو ذکر کیا ہے اس کو ابن بطال نے اور تعاقب کیا ہے اس کا ابن تین نے ساتھ اس کے کہ علماء کا اتفاق ہے کہ اختیار کیا جائے قتل کو اوپر کفر کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہوگی حجت اس شخص پر جو قائل ہے کہ کلمہ کفر کا اولیٰ ہے صبر کرنے سے قتل پر اور ایک قوم نے اس سے منع کیا ہے

اور اجماع ہے اس پر کہ جائز ہے داخل ہونا ہلاک کی جگہوں میں جہاد میں۔ (فتح)

٦٤٢٩۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا عَبَّادٌ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ سَمِعْتُ قَيْسًا سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ زَيْدٍ يَقُوْلُ لَقَدْ رَأَيْتُنِيْ وَإِنَّ عُمَرَ مُوْثِقِيْ عَلَى الْإِسْلَامِ وَلَوِ انْقَضَّ أُحُدٌ مِّمَّا فَعَلْتُمْ بِعُثْمَانَ كَانَ مَحْقُوْقًا أَنْ يَّنْقَضَّ.

٦٤٢٩۔ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے البتہ آپ کو دیکھا اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مجھ کو اسلام پر باندھا ہوا تھا یعنی اسلام لانے پر اس واسطے کہ اس وقت عمر رضی اللہ عنہ اسلام نہ لائے تھے اور اگر جدا ہوتا اُحد کا پہاڑ اس چیز سے کہ تم نے عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ کی یعنی ظلم سے تو لائق ہی تھا کہ جدا ہوتا۔

فائدہ: یعنی عثمان رضی اللہ عنہ نے اختیار کیا قتل کو اوپر لانے اس چیز کے کہ راضی تھے اور گزر چکی ہے یہ حدیث بیچ باب اسلام سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے اور وہ ظاہر ہے ترجمہ باب میں اس واسطے کہ سعید رضی اللہ عنہ اور اس کی بیوی عمر رضی اللہ عنہ کی بہن نے اختیار کی خواری کفر پر اور ساتھ اس کے ظاہر ہوگی مناسبت حدیث کے ترجمہ سے اور کہا کرمانی نے کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے اختیار کیا قتل کو اس چیز پر کہ ان کے قاتل راضی تھے تو اختیار کرنا ان کا قتل کو کفر پر بطریق اولیٰ ہوگا۔ (فتح)

٦٤٣٠۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا قَيْسٌ عَنْ خَبَّابِ بْنِ الْأَرَتِّ قَالَ شَكَوْنَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً لَّهٗ فِيْ ظِلِّ الْكَعْبَةِ فَقُلْنَا أَلَا تَسْتَنْصِرُ لَنَا أَلَا تَدْعُوْ لَنَا فَقَالَ قَدْ كَانَ مَنْ قَبْلَكُمْ يُؤْخَذُ الرَّجُلُ فَيُحْفَرُ لَهٗ فِي الْأَرْضِ فَيُجْعَلُ فِيْهَا فَيُجَآءُ بِالْمِنْشَارِ فَيُوْضَعُ عَلٰى رَأْسِهٖ فَيُجْعَلُ نِصْفَيْنِ وَيُمْشَطُ بِأَمْشَاطِ الْحَدِيْدِ مَا دُوْنَ لَحْمِهٖ وَعَظْمِهٖ فَمَا يَصُدُّهٗ ذٰلِكَ عَنْ دِيْنِهٖ وَاللّٰهِ لَيَتِمَّنَّ هٰذَا الْأَمْرُ حَتّٰى يَسِيْرَ الرَّاكِبُ مِنْ صَنْعَآءَ إِلٰى حَضْرَمَوْتَ لَا يَخَافُ إِلَّا اللّٰهَ وَالذِّئْبَ عَلٰى غَنَمِهٖ وَلٰكِنَّكُمْ تَسْتَعْجِلُوْنَ.

٦٤٣٠۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شکایت کی کہ ہم نے مشرکین مکہ سے بہت تکلیف پائی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چادر سے تکیہ کیے تھے کعبے کے سائے میں تو ہم نے کہا کیا آپ مدد نہیں مانگتے کیا ہمارے واسطے دعا نہیں کرتے؟ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ تم سے آگے وہ لوگ تھے کہ ایک مرد پکڑا جاتا اور اس کے واسطے زمین میں گڑھا کھودا جاتا پھر اس میں ڈالا جاتا پھر آرہ لایا جاتا اور اس کے سر پر رکھا جاتا سو اس کا بدن چیر کر دو ٹکڑے کر دیا جاتا اور اس کا گوشت ہڈی یا پٹھے تک لوہے کی کنگھی سے نوچا جاتا تھا ایسی سختی بھی اس کو اپنے دین سے نہ پھیرتی تھی اور قسم ہے اللہ تعالیٰ کی بے شک اللہ اپنے دین کو پورا اور کامل کرے گا یہاں تک کہ سوار چلے گا شہر صنعاء سے حضرموت کے شہر تک سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی سے نہ ڈرے گا اور نہ خوف کرے گا اپنی بکری پر مگر بھیڑیئے سے لیکن تم تو جلدی کرتے ہو۔

فائدہ: یعنی کیوں بے صبری اور جلدی کرتے ہو تم سے اگلے دینداروں پر تو ایسی ایسی مصیبتیں گزریں کہ وہ چیر ڈالے گئے تم پر تو ایسی سختی کبھی نہیں گزری باقی دین کا غلبہ سو اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے موافق کرے گا ملک میں ایسا امن ہو گا کہ آدمی دور تک اکیلا چلا جائے گا چنانچہ یہ وعدہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خلافت میں پورا ہوا اور اس حدیث کی شرح سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں گزر چکی ہے اور داخل ہونا اس کا ترجمہ میں اس وجہ سے ہے کہ طلب کرنا خباب رضی اللہ عنہ کا دعا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کافروں پر دلالت کرتا ہے اس پر کہ کفار نے ان پر بڑا ظلم کیا تھا اور طرح طرح سے تکلیف دی تھی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خباب رضی اللہ عنہ کے سوال سے کافروں پر بد دعا اس واسطے نہ کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم تھا کہ تقدیر میں لکھا گیا ہے کہ وہ سخت مصیبتوں میں مبتلا ہوں گے اور کفار کے ہاتھ سے نہایت تکلیفیں پائیں گے پھر آخرش ان کو دھوگی اور بہت اجر ملے گا اور بہرحال جو لوگ کہ پیغمبروں کے سوائے ہیں سو واجب ہے ان پر دعا کرنی وقت ہر حادثے کے اس واسطے کہ ان کو اطلاع نہیں جس پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی گئی اور یہیں حدیث میں تصریح ساتھ اس کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے واسطے دعا نہ کی تھی بلکہ احتمال ہے کہ دعا کی ہو اور یہ جو کہا کہ تم سے آگے وہ لوگ، الخ تو اس میں تسلی ہے ان کے واسطے اور اشارہ ہے اس طرف کہ صبر کریں یہاں تک کہ مدت مقررہ گزری اور اسی کی طرف اشارہ ہے ساتھ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخر حدیث میں لیکن تم تو جلدی کرتے ہو اور کہا ابن بطال نے اجماع ہے اس پر کہ جو زبردستی کیا جائے کفر پر اور اختیار کرے قتل کو تو اس کو اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑا ثواب ہے بہ نسبت اس کے جو رخصت کو اختیار کرے اور اگر کفر کے سوائے کسی اور چیز پر اکراہ کیا جائے جیسے مثلاً سور کا کھانا یا شراب پینا تو فعل اولیٰ ہے یعنی اس کا کھانا اولیٰ ہے اور کہا بعض مالکیہ نے کہ بلکہ گنہگار ہوتا ہے نہ کھانے سے اگر اس کے سوائے اور چیز سے منع کیا جائے اس واسطے کہ وہ مثل مضطر کے ہو جاتا ہے کہ اس کو مردار کا کھانا حلال ہے جب کہ اس کو خوف ہو کہ مر جائے گا۔ (فتح)

بَابٌ فِي بَيْعِ الْمُكْرَهِ وَنَحْوِهِ فِي الْحَقِّ وَغَيْرِهِ

بیع مکرہ کی اور مانند اس کی کے حق میں اور اس کے غیر میں۔

فائدہ: کہا خطابی نے کہ استدلال کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے جو باب میں مذکور ہے اوپر جائز ہونے بیع مکرہ کے اور حدیث ساتھ بیع مضطر کے اشبہ ہے اس واسطے کہ مکرہ بیع پر وہ شخص ہے جو چیز کے بیچنے پر مجبور کیا جائے خواہ مخواہ اور یہود اگر اپنی زمینوں کو نہ بیچتے تو ان پر بیچنا لازم نہیں تھا بلکہ مضطر ہو کے بیچ گئے تھے، میں کہتا ہوں بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمہ میں صرف مکرہ ہی کو بیان نہیں کیا بلکہ اس کے ساتھ ونحوہ بھی کہا سو مضطر بھی داخل ہو گا اور شاید یہ اشارہ ہے طرف رد کرنے کے اس پر جو نہیں صحیح جانتا مضطر کی بیع کو اور کہا ابن منیر نے ترجمہ باندھا ہے ساتھ حق وغیرہ کے اور نہیں ذکر کیا مگر پہلے شق کو اور جواب یہ ہے کہ مراد اس کی ساتھ حق کے دین ہے اور مراد غیرہ

سے وہ چیز ہے جو اس کے سوائے ہے جس کی بیع لازم ہوتی ہے اس واسطے کہ یہود مجبور کیے گئے تھے اپنے مال کے بیچنے پر نہ واسطے دین کے کہ ان پر تھا اور جواب دیا ہے کرمانی نے کہ مراد حق سے جلا وطن کرنا ہے اور مراد غیرہ سے جنایات ہیں یا حق سے مراد مالی چیزیں ہیں اور غیرہ سے مراد جلا ہے، میں کہتا ہوں احتمال ہے کہ مراد غیرہ سے دین ہو پس ہوگا یہ خاص بعد عام کے اور جب صحیح ہے بیع صورت مذکورہ میں اور وہ سبب غیر مالی ہے تو بیع دین میں اور وہ سبب مالی ہے بطریق اولیٰ ہے۔ (فتح)

٦٤٣١۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ إِذْ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ انْطَلِقُوْا إِلٰى يَهُوْدَ فَخَرَجْنَا مَعَهُ حَتّٰى جِئْنَا بَيْتَ الْمِدْرَاسِ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَادَاهُمْ يَا مَعْشَرَ يَهُوْدَ أَسْلِمُوْا تَسْلَمُوْا فَقَالُوْا قَدْ بَلَّغْتَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ فَقَالَ ذٰلِكَ أُرِيْدُ ثُمَّ قَالَهَا الثَّانِيَةَ فَقَالُوْا قَدْ بَلَّغْتَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ ثُمَّ قَالَ الثَّالِثَةَ فَقَالَ اعْلَمُوْا أَنَّ الْأَرْضَ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَإِنِّيْ أُرِيْدُ أَنْ أُجْلِيَكُمْ فَمَنْ وَجَدَ مِنْكُمْ بِمَالِهٖ شَيْئًا فَلْيَبِعْهُ وَإِلَّا فَاعْلَمُوْا أَنَّمَا الْأَرْضُ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ.

٦٤٣١۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ ہم مسجد میں بیٹھے تھے کہ اچانک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم پر نکلے سو فرمایا کہ چلو یہود کی طرف سو ہم آپ کے ساتھ نکلے یہاں تک کہ ہم ان کے مدرسے میں پہنچے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور ان کو پکارا اے یہود کے گروہ! اسلام لاؤ تا کہ دین دنیا میں سلامت رہو تو انہوں نے جواب میں کہا کہ البتہ آپ نے اللہ تعالیٰ کا حکم پہنچایا اے ابوالقاسم! حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری یہی مراد ہے اپنے اس قول سے کہ اسلام لاؤ کہ اگر تم اقرار کرو کہ میں نے تم کو اللہ تعالیٰ کا حکم پہنچایا تو مجھ سے حرج ساقط ہو پھر دوسری بار یہ کلمہ کہا تو انہوں نے کہا کہ البتہ تم نے اللہ تعالیٰ کا حکم پہنچایا اے ابوالقاسم! پھر تیسری بار کہا سو فرمایا کہ جان لو کہ تمہاری زمین اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ تم کو وطن سے نکالوں سو جو شخص کہ تم لوگوں میں سے اپنا کچھ مال پائے تو چاہیے کہ اس کو بیچ ڈالے اور نہیں تو جان رکھو کہ زمین تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی ہے۔

فائدہ: شاید یہ یہود کا گروہ خیبر کے یہودیوں سے تھا مدینے میں رہتے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نکال دیا اور مرتے وقت وصیت کی کہ عرب کے ٹاپو سے مشرکوں کو نکال دیا جائے سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں یہود کو شام کے ملک کی طرف جلا وطن کیا اور یہ جو کہا کہ زمین تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے یعنی بے شک اس میں حکم اللہ تعالیٰ کا ہے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اس واسطے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا حکم پہنچانے والے ہیں۔ (فتح)

بَابٌ لَا يَجُوزُ نِكَاحُ الْمُكْرَهِ

نہیں جائز ہے نکاح مکرہ کا

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ إِنْ أَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَمَنْ يُّكْرِهْهُنَّ فَإِنَّ اللّٰهَ مِنْ بَعْدِ إِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾.

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور نہ مجبور کرو اپنی لونڈیوں کو زنا پر جب کہ ارادہ کریں زنا سے بچنے کا

فائدہ: اور حکمت بیچ قید تحصن کے یہ ہے کہ اکراہ نہیں حاصل ہوتا ہے مگر ساتھ ارادے نست کے اس واسطے کہ جو اطاعت کرے اس کا نام مکرہ نہیں رکھا جاتا اور کہا بعضوں نے کہ مناسبت آیت کی ترجمہ سے مشکل ہے اور جائز ہے کہ اشارہ کیا ہو اس طرف کہ مستفاد ہوتا ہے مطلوب ترجمہ کا بطریق اولیٰ اس واسطے کہ جب منع کیا اکراہ سے اس چیز میں جو حلال نہیں تو نہی اکراہ سے حلال چیز میں بطریق اولیٰ ہوگی اور کہا ابن بطال نے کہ مذہب جمہور کا یہ ہے کہ نکاح مکرہ کا باطل ہے اور کہا کوفیوں نے کہ جائز ہے اور کہا انہوں نے کہ اگر زبردستی کیا جائے کوئی مرد اوپر نکاح کرنے کے کسی عورت سے دس ہزار مہر پر اور اس کا مہر مثل ہزار ہو تو صحیح ہو جاتا ہے نکاح اور لازم ہوتا ہے اس پر ہزار اور باطل ہوتا ہے زائد سو جب باطل کیا ہے انہوں نے زائد کو ساتھ اکراہ کے تو اصل نکاح بھی اکراہ سے باطل ہوگا اور اگر نکاح سے راضی ہو اور مہر پر مجبور کیا جائے تو مسئلہ اتفاقی ہوگا نکاح صحیح ہوگا اور دخول سے مہر معین لازم ہوگا اور اگر مجبور کیا جائے اوپر نکاح اور وطی کے تو نہ حد مارا جائے اور نہیں لازم ہے اس پر کوئی چیز اور اگر وطی کرے اختیار سے بغیر رضا نکاح کے تو حد مارا جائے۔ (فتح)

۶۴۳۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَمُجَمِّعٍ ابْنَيْ يَزِيْدَ بْنِ جَارِيَةَ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ خَنْسَآءَ بِنْتِ خِذَامٍ الْأَنْصَارِيَّةِ أَنَّ أَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهِيَ ثَيِّبٌ فَكَرِهَتْ ذٰلِكَ فَأَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَدَّ نِكَاحَهَا.

۶۴۳۲۔ حضرت خنساء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اس کے باپ نے اس کا نکاح کیا اور وہ شوہر دیدہ تھی سو اس نے نکاح کو برا جانا یعنی اس کا نکاح اس کے باپ نے جبراً کر دیا سو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نکاح باطل کر دیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نکاح میں گزر چکی ہے۔

۶۴۳۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ

۶۴۳۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے کہا یا حضرت! حکم طلب کیا جائے عورتوں سے ان کے نکاح میں؟

عَنْ أَبِیْ عَمْرٍو هُوَ ذَکْوَانُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ یُسْتَأْمَرُ النِّسَآءُ فِیْ أَبْضَاعِهِنَّ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ فَإِنَّ الْبِکْرَ تُسْتَأْمَرُ فَتَسْتَحْیِیْ فَتَسْکُتُ قَالَ سُکَاتُهَا إِذْنُهَا.

حضرت ﷺ نے فرمایا ہاں ، میں نے کہا کہ کنواری سے اجازت مانگی جاتی ہے سو وہ شرماتی ہے اور چپ رہتی ہے حضرت ﷺ نے فرمایا اس کا چپ رہنا اس کی اجازت ہے۔

فائدہ: اور اس حدیث میں تقویت ہے پہلی حدیث کے مضمون کو اور ارشاد ہے طرف سلامتی کی عقد کے باطل کرنے سے اور نہیں خلاف ہے بیچ صحت جبر کرنے ولی کے چھوٹی نابالغ لڑکی پر یعنی اس کے ولی کو جائز ہے کہ جبرًا اس کا عقد کر دے اور اگر کنواری بالغ ہو تو اس میں خلاف ہے **کما تقدم بیانه فی النکاح.**

بَابٌ إِذَا أُکْرِهَ حَتّٰی وَهَبَ عَبْدًا أَوْ بَاعَهُ لَمْ یَجُزْ وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ فَإِنْ نَذَرَ الْمُشْتَرِیْ فِیْهِ نَذْرًا فَهُوَ جَائِزٌ بِزَعْمِهٖ وَکَذٰلِكَ إِنْ دَبَّرَهٗ.

جب مجبور کیا جائے تا کہ غلام کو ہبہ کرے یا اس کو بیچے تو نہیں جائز ہے اور یہی قول ہے بعض لوگوں کا کہا اور اگر مشتری اس میں کوئی نذر کرے تو وہ جائز ہے اس کے گمان میں اور اسی طرح اگر مدبر کرے۔

فائدہ: نہیں جائز ہے یعنی یہ ہبہ اور بیع اور غلام باقی ہے اس کے ملک میں اور یہ جو کہا کہ اگر نذر مانے تو جائز ہے یعنی گزرنے والی ہے اس پر اور صحیح ہے بیع جو صادر ہونے والی ہے ساتھ اکراہ کے اور اسی طرح ہبہ بھی اور اس کے گمان میں یعنی ان کے نزدیک اور اسی طرح اگر مدبر کرے یعنی صحیح ہوتا ہے مدبر کرنا کہا ابن بطال نے کہ کوفے والے جمہور کے موافق ہیں کہ بیع مکرہ کی باطل ہے اور یہ تقاضا کرتا ہے کہ بیع ساتھ اکراہ کے نہیں نقل کرتی ہے ملک کو سو اگر اس کو تسلیم کریں تو باطل ہوگا قول ان کا کہ نذر مشتری کی اور بدر کرنا اس کا منع کرتا ہے اول کے تصرف کو بیچ اس کے اور اگر کہیں کہ وہ ملک کو نقل کرنے والا ہے تو پھر انہوں نے کیوں خاص کیا ہے اس کو ساتھ آزاد کرنے اور ہبہ کے سوائے غیر ان دونوں کے تصرفات سے کہا کرمانی نے کہ ذکر کیا ہے مشائخ نے کہ مراد ساتھ قول بخاری رحمہ اللہ کے ان بابوں میں بعض الناس سے حنفیہ ہیں اور اس کی غرض یہ ہے کہ انہوں نے تناقض کیا ہے اس واسطے کہ اگر بیع اکراہ کی نقل کرنے والی ہے ملک کی طرف مشتری کی تو صحیح ہوں گے سب تصرفات اس کے پس نہ خاص ہوگا تصرف ساتھ نذر اور تدبیر کے اور اگر کہیں کہ وہ ملک کو نقل نہیں کرتی تو نذر اور مدبر کرنا بھی صحیح نہ ہوگا اور اس میں تحکم ہے اور تخصیص بغیر تخصص کے کہا مہلب نے اجماع ہے علماء کا اس پر کہ بیع اور ہبہ اکراہ سے جائز نہیں اور ذکر کیا جاتا ہے ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے کہ اگر آزاد کرے اس کو مشتری یا مدبر کرے تو جائز ہے اور اسی طرح موہوب لہ اور شاید اس نے اس کو بیع فاسد پر قیاس کیا ہے اس واسطے کہ انہوں نے کہا کہ تصرف مشتری کا بیع فاسد میں نافذ ہے۔ (فتح)

٦٤٣٤۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ دَبَّرَ مَمْلُوْكًا وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ مَالٌ غَيْرُهُ فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ يَّشْتَرِيْهِ مِنِّيْ فَاشْتَرَاهُ نُعَيْمُ بْنُ النَّحَّامِ بِثَمَانِ مِائَةِ دِرْهَمٍ قَالَ فَسَمِعْتُ جَابِرًا يَقُوْلُ عَبْدًا قِبْطِيًّا مَاتَ عَامَ أَوَّلَ.

۶۴۳۴۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری مرد نے اپنے غلام کو مدبر کیا اور اس کے سوائے اس کے پاس اور کچھ مال نہ تھا تو یہ خبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی سو فرمایا کون ہے جو اس کو مجھ سے خریدے؟ تو نعیم نے اس کو آٹھ سو درہم سے خریدا کہا سو میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے سنا کہتا تھا کہ وہ قبطی غلام تھا اول سال میں میرا۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے اور وجہ رد کی ساتھ اس کے قول مذکور پر یہ ہے کہ جب کہ اس غلام مدبر کے سوائے اس کے پاس کچھ مال نہ تھا تو اس کا مدبر کرنا حماقت اور سفاہت ہوگی اس کے فعل سے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے اس فعل کو اس پر رد کیا اگرچہ ملک اس کی غلام کے واسطے صحیح تھی تو جو اس کو شرائے فاسد سے خریدے اور غلام کا اس کی ملک ہونا صحیح نہ ہو جب اس کو مدبر کرے یا آزاد کرے تو اولیٰ تر ہے کہ اس کے فعل کو رد کیا جائے اس سبب سے کہ اس کی ملک غلام کے واسطے صحیح نہیں ہوئی۔ (فتح)

بَابٌ مِنَ الْإِكْرَاهِ ﴿كُرْهًا﴾ وَ ﴿كَرْهًا﴾ وَاحِدٌ

باب ہے اکراہ سے کُرھا اور کَرھا ایک ہے

فائدہ: یعنی منجملہ اس چیز کے کہ وارد ہوئی ہے بیچ کراہیت اکراہ کے وہ چیز ہے جس کو آیت بغل گیر ہے اور وہ مذکور ہے اس میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیچ شان نزول آیت یاایھا الذین آمنوا، الخ کے۔

٦٤٣٥۔ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مَنْصُوْرٍ حَدَّثَنَا أَسْبَاطُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ سُلَيْمَانُ بْنُ فَيْرُوْزٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ الشَّيْبَانِيُّ وَحَدَّثَنِيْ عَطَآءٌ أَبُو الْحَسَنِ السُّوَآئِيُّ وَلَا أَظُنُّهُ إِلَّا ذَكَرَهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا﴾ الْآيَةَ قَالَ كَانُوْا إِذَا مَاتَ الرَّجُلُ

۶۴۳۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس آیت کی تفسیر میں اے ایمان والو! نہیں حلال ہے تم کو یہ کہ وارث بنو عورتوں کے زبردستی آخر آیت تک، کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے دستور تھا کہ جب مرد مر جاتا تو اس کے وارث اس کی عورت کے زیادہ حق دار ہوتے اگر ان میں سے بعض چاہتا تو اس سے نکاح کرتا اور اگر چاہتے تو اس کو کسی کے نکاح میں دیتے اور اگر چاہتے تو اس کو کسی کے نکاح میں نہ دیتے تو وہ اس کے زیادہ تر حق دار ہوتے اس کے گھر والوں سے سو یہ آیت اس

كَانَ أَوْلِيَآؤُهُ أَحَقَّ بِامْرَأَتِهِ إِنْ شَآءَ بَعْضُهُمْ تَزَوَّجَهَا وَإِنْ شَآءُوْا زَوَّجُهَا وَإِنْ شَآءُوْا لَمْ يُزَوِّجُهَا فَهُمْ أَحَقُّ بِهَا مِنْ أَهْلِهَا فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ فِيْ ذٰلِكَ.

بارے میں اُتری کہا مہلب نے اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ جو کوئی بند رکھے عورت کو اس اُمید پر کہ مر جائے اور اس کا وارث بنے تو یہ اس کے واسطے حلال نہیں ساتھ نص قرآن کے اور نہیں لازم آتا نص سے اس کے نہ حلال ہونے پر یہ کہ نہ صحیح ہو میراث مرد کی اس عورت سے حکم ظاہر میں۔

بَابٌ إِذَا اسْتُكْرِهَتِ الْمَرْأَةُ عَلَى الزِّنَا فَلَا حَدَّ عَلَيْهَا فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿وَمَنْ يُّكْرِهْهُنَّ فَإِنَّ اللّٰهَ مِنْ بَعْدِ إِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾.

جب مجبور کی جائے عورت زنا پر تو نہیں ہے اس پر کوئی حد واسطے قول اللہ تعالیٰ کے اور جو ان کو مجبور کرے یعنی بدکاری پر تو بے شک اللہ تعالیٰ بعد مجبور ہونے ان کے بخشنے والا ہے مہربان۔

فائدہ: یعنی ان عورتوں واسطے اور اشکال کیا گیا ہے معلق کرنا مغفرت کا ان کے واسطے اس واسطے کہ جو مجبور کی جائے زنا پر وہ گنہگار نہیں اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ احتمال ہے کہ ہو اکراہ مذکور کم اس چیز سے کہ اعتبار کیا گیا ہے شرعاً سو بہت وقت کم ہوتا ہے اس حد سے جس کے ساتھ معذور رکھی جاتی ہے پس مناسب ہوا متعلق کرنا مغفرت کا کہا بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اکراہ نہیں منافی ہے مؤاخذہ کو میں کہتا ہوں یا ذکر مغفرت اور رحمت کا نہیں مستلزم ہے گناہ کے مقدم ہونے کو جیسا فرمایا: ﴿فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ إِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ کہا طیبی نے مستفاد ہوتی ہے اس سے وعید شدید اس کے واسطے جو ان کو مجبور کرے اور بیچ ذکر کرنے رحمت اور مغفرت کے تعریض ہے یعنی باز آؤ اے زبردستی کرنے والو! اس واسطے کہ جب وہ باوجود مجبور ہونے کے ماخوذ ہیں اگر اللہ تعالیٰ کی رحمت نہ ہوئی تو پھر تمہارا کیا حال ہوگا اور مناسبت اس کی واسطے ترجمہ کے یہ ہے کہ آیت میں دلالت ہے اس پر کہ جو عورت زنا پر مجبور کی جائے اس پر کچھ گناہ نہیں پس لازم آتا ہے اس سے کہ نہ واجب ہو اس پر حد۔ (فتح)

وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ أَنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ أَبِيْ عُبَيْدٍ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ عَبْدًا مِنْ رَّقِيْقِ الْإِمَارَةِ وَقَعَ عَلٰى وَلِيْدَةٍ مِّنَ الْخُمُسِ فَاسْتَكْرَهَهَا حَتّٰى اقْتَضَّهَا فَجَلَدَهُ عُمَرُ الْحَدَّ وَنَفَاهُ وَلَمْ يَجْلِدِ الْوَلِيْدَةَ مِنْ أَجْلِ أَنَّهُ اسْتَكْرَهَهَا قَالَ الزُّهْرِيُّ فِي الْأَمَةِ الْبِكْرِ يَفْتَرِعُهَا الْحُرُّ

حضرت صفیہ بنت ابی عبید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک غلام مال خلیفے کے غلاموں میں سے ایک لونڈی پر پڑا یعنی زنا کیا اس نے ایک لونڈی سے جو مال خمس غنیمت میں تھی جو متعلق ہوتا ہے ساتھ تصرف امام کے سو اس غلام نے اس لونڈی کو مجبور کیا یہاں تک کہ اس کی بکارت کو توڑا سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کو حد میں کوڑے مارے اور شہر بدر کیا اور لونڈی کو کوڑے نہ مارے اس

يُقِيمُ ذٰلِكَ الْحَكَمُ مِنَ الْأَمَةِ الْعَذْرَآءِ بِقَدْرِ قِيمَتِهَا وَيُجْلَدُ وَلَيْسَ فِي الْأَمَةِ الثَّيِّبِ فِيْ قَضَاءِ الْأَئِمَّةِ غُرْمٌ وَلٰكِنْ عَلَيْهِ الْحَدُّ.

سبب سے کہ اس نے اس سے جبراً زنا کیا یعنی اس کو پچاس کوڑے مارے اور آدھا سال شہر بدر کیا اس واسطے کہ غلام کی حد آدھی ہے آزاد کی حد سے اور کہا زہری نے کنواری لونڈی میں کہ آزاد مرد اس کی بکارت کو دور کرے قیمت ڈالے منصف ثالث ازالہ بکارت کی لونڈی کنواری سے بقدر اس کی قیمت کے یعنی اس پر جو اس کی بکارت کو دور کرے یعنی لے حاکم زنا کرنے والے سے چٹی اس کی بکارت کی بہ نسبت اس کی قیمت کے یعنی تاوان اس کے نقص اور کمی کا اور وہ تفاوت ہے درمیان ہونے اس کے کنواری اور اس کو کوڑے مارے جائیں یعنی تاکہ نہ وہم کرے کوئی کہ تاوان بے پرواہ کرتا ہے حد سے اور نہیں ہے لونڈی شوہر دیدہ میں اماموں کے حکم میں جرمانہ لیکن مرد پر حد ہے۔

٦٤٣٦۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَاجَرَ إِبْرَاهِيْمُ بِسَارَةَ دَخَلَ بِهَا قَرْيَةً فِيْهَا مَلِكٌ مِّنَ الْمُلُوْكِ أَوْ جَبَّارٌ مِّنَ الْجَبَابِرَةِ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ أَنْ أَرْسِلْ إِلَيَّ بِهَا فَأَرْسَلَ بِهَا فَقَامَ إِلَيْهَا فَقَامَتْ تَوَضَّأُ وَتُصَلِّيْ فَقَالَتِ اللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتُ آمَنْتُ بِكَ وَبِرَسُوْلِكَ فَلَا تُسَلِّطْ عَلَيَّ الْكَافِرَ فَغُطَّ حَتّٰى رَكَضَ بِرِجْلِهِ.

٦٤٣٦۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہجرت کی ابراہیم علیہ السلام نے ساتھ سارہ کے اور اس کے ساتھ ایک گاؤں میں داخل ہوئے کہ جس میں ایک ظالم بادشاہ تھا تو اس نے ابراہیم علیہ السلام کو کہلا بھیجا کہ اس عورت کو میرے پاس بھیج دے سو وہ سارہ کی طرف اٹھا یعنی بدکاری کی نیت سے تو سارہ نے اٹھ کر وضو کیا اور نماز پڑھی پھر کہا الٰہی! اگر میں ایمان لائی ہوں تیرا اور تیرے رسول کا یعنی اگر میں تیرے نزدیک مقبول الایمان ہوں تو اس کافر کو مجھ پر قابو نہ دے سو وہ بیہوش ہو کر گر پڑا یہاں تک کہ اپنا پاؤں ہلانے لگا۔

فائدہ: سارہ باوجود اس کے کہ ہر بدی سے معصوم تھیں نہیں ہے ملامت ان پر خلوت میں اس واسطے کہ وہ مجبور تھیں پس اسی طرح اگر کوئی مرد کسی عورت سے زبردستی زنا کرے تو عورت پر حد نہیں اور اگر مرد زنا پر مجبور کیا جائے کہ جمہور

کے نزدیک اس پر بھی حد نہیں اور کہا مالک رحمۃ اللہ علیہ اور ایک گروہ نے کہ اس پر حد ہے اس واسطے کہ نہیں منتشر ہوتا ہے مگر ساتھ لذت کے اور ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کسی سے کہ اس پر حد ہے اگر مجبور کرے اس کو غیر بادشاہ کا وخالفہ صاحباہ۔ (فتح)

بَابُ يَمِيْنِ الرَّجُلِ لِصَاحِبِهٖ إِنَّهٗ أَخُوْهُ إِذَا خَافَ عَلَيْهِ الْقَتْلَ أَوْ نَحْوَهٗ وَكَذٰلِكَ كُلُّ مُكْرَهٍ يَخَافُ فَإِنَّهٗ يَذُبُّ عَنْهُ الْمَظَالِمَ وَيُقَاتِلُ دُوْنَهٗ وَلَا يَخْذُلُهٗ.

قسم کھانا مرد کا اپنے ساتھی کے واسطے کہ وہ اس کا بھائی ہے جب کہ اس کو اس کے قتل ہونے کا خوف ہو یا مانند اس کی اور اسی طرح ہر مجبور جو خوف کرے سو بے شک وہ مسلمان اس سے مظالم کو دفع کرے اور لڑے آگے اس کے یعنی اس کی طرف سے اور نہ زائل کرے اس کو۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ مذہب مالک رحمۃ اللہ علیہ اور جمہور کا یہ ہے کہ جو زبردستی کیا جائے قسم پر کہ اگر قسم نہ کھائے تو اس کا بھائی مسلمان قتل ہوگا تو اس پر قسم کا کفارہ نہیں اور کہا کوفیوں نے کہ اس پر قسم کا کفارہ ہے اس واسطے کہ اس کو جائز تھا کہ توریہ کرے سو جب اس نے توریہ چھوڑا تو اس نے قصداً قسم کھائی پس حانث ہوگا اور جواب دیا ہے جمہور نے کہ جب وہ مجبور کیا گیا قسم پر تو اس کی نیت مخالف ہے واسطے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے الاعمال بالنیات۔ (فتح)

فَإِنْ قَاتَلَ دُوْنَ الْمَظْلُوْمِ فَلَا قَوَدَ عَلَيْهِ وَلَا قِصَاصَ

یعنی پھر اگر مظلوم کی طرف سے لڑے تو نہیں ہے اس پر دیت اور نہ قصاص

فائدہ: اگر کوئی کسی مرد کی طرف سے لڑے جس کے قتل ہونے کا اس کو خوف ہو پھر اس کے آگے مارا جائے تو کیا واجب ہے دوسرے پر قصاص یا دیت اس میں اختلاف ہے ایک گروہ نے کہا کہ اس پر کوئی چیز نہیں واسطے حدیث مذکور کے اس واسطے کہ اس میں ہے ولا یسلمہ اور دوسری حدیث میں ہے کہ اپنے بھائی کی مدد کر اور ایک گروہ نے کہا کہ اس پر قصاص ہے اور یہ قول کوفیوں کا ہے اور ایک گروہ مالکیہ کا اور جواب دیا ہے انہوں نے حدیث سے ساتھ اس کے کہ اس میں بلانا ہے طرف مدد کی اور نہیں ہے اس میں اجازت قتل کی اور باوجہ قول ابن بطال کا ہے کہ جو قادر ہو اوپر خلاص کرنے ظالم کے متوجہ ہوتا ہے اس پر دفع کرنا ظلم کا ساتھ ہر چیز کے کہ ممکن ہو پھر جب اس سے ہٹا دے نہ قصد ہو ظالم کے قتل کا صرف قصد اس کا دفع کرنا ہو پھر اگر آئے دفع ظالم پر تو ہوگا خون اس کا معاف اور اس وقت نہیں فرق ہے بیچ دفع کرنے اس کے اپنے نفس سے یا غیر سے۔ (فتح)

وَإِنْ قِيْلَ لَهٗ لَتَشْرَبَنَّ الْخَمْرَ أَوْ لَتَأْكُلَنَّ الْمَيْتَةَ أَوْ لَتَبِيْعَنَّ عَبْدَكَ أَوْ تُقِرُّ بِدَيْنٍ أَوْ تَهَبُ هِبَةً وَتَحُلُّ عُقْدَةً أَوْ لَنَقْتُلَنَّ أَبَاكَ أَوْ أَخَاكَ فِي الْإِسْلَامِ وَمَا أَشْبَهَ ذٰلِكَ

اور اگر اس سے کہا جائے کہ تو شراب پی یا مردار کھا یا اپنا غلام بیچ ڈال یا دین کا اقرار کر یا کچھ چیز ہبہ کر یا گرہ کھول یا میں تیرے باپ یا بھائی مسلمان کو قتل کروں گا تو اس کو اس کی گنجائش ہے واسطے دلیل قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

وَسِعَهُ ذٰلِكَ لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ.

کے کہ مسلمان بھائی ہے مسلمان کا۔

فائدہ: کہا کرمانی نے کہ مراد ساتھ حل عقدہ کے فسخ کرنا ہے اس کا اور مقید کیا ہے بھائی کو ساتھ اسلام کے تا کہ شامل ہو قریب اور بعید کو وسعہ ذلك یعنی اس کو گناہ کرنے جائز ہیں تا کہ خلاص کرے اپنے باپ یا بھائی کو اور کہا ابن بطالیہ نے کہ مراد بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی یہ ہے کہ جو ڈرایا جائے ساتھ قتل اپنے باپ کے یا قتل بھائی مسلمان کے اگر نہ کرے کوئی چیز گناہوں سے یا اقرار کرے اپنے نفس پر قرض کا جو اس پر نہ ہو یا کوئی چیز کسی کو ہبہ کرے بغیر خوشی دل کے یا کوئی گرہ کھولے یعنی طلاق دے یا آزاد کرے بغیر اختیار کے تو اس کے واسطے جائز ہے کہ یہ سب گناہ کرے تا کہ اس کا باپ یا بھائی مسلمان قتل سے نجات پائے اور دلیل اس پر وہ حدیثیں ہیں جو اس کے بعد باب میں مذکور ہیں موصول اور معلق۔ (فتح)

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ لَوْ قِيْلَ لَهٗ لَتَشْرَبَنَّ الْخَمْرَ أَوْ لَتَأْكُلَنَّ الْمَيْتَةَ أَوْ لَنَقْتُلَنَّ ابْنَكَ أَوْ أَبَاكَ أَوْ ذَا رَحِمٍ مُحَرَّمٍ لَمْ يَسَعْهُ لِأَنَّ هٰذَا لَيْسَ بِمُضْطَرٍّ ثُمَّ نَاقَضَ فَقَالَ إِنْ قِيْلَ لَهٗ لَنَقْتُلَنَّ أَبَاكَ أَوِ ابْنَكَ أَوْ لَتَبِيْعَنَّ هٰذَا الْعَبْدَ أَوْ تُقِرُّ بِدَيْنٍ أَوْ تَهَبُ يَلْزَمُهٗ فِي الْقِيَاسِ وَلٰكِنَّا نَسْتَحْسِنُ وَنَقُوْلُ الْبَيْعُ وَالْهِبَةُ وَكُلُّ عُقْدَةٍ فِيْ ذٰلِكَ بَاطِلٌ فَرَّقُوْا بَيْنَ كُلِّ ذِيْ رَحِمٍ مُحَرَّمٍ وَغَيْرِهٖ بِغَيْرِ كِتَابٍ وَّلَا سُنَّةٍ.

اور کہا بعض لوگوں نے کہ اگر اس سے کہا جائے کہ تو شراب پی یا مردار کھا یا میں قتل کروں گا تیرے بیٹے کو یا باپ کو یا قرابتی کو تو اس کو جائز نہیں اس واسطے کہ یہ مضطر نہیں پھر مناقضہ کیا سو کہا کہ اگر اس سے کہا جائے کہ البتہ میں قتل کروں گا تیرے باپ کو یا بیٹے کو یا اس غلام کو یا بیچ ڈال یا دین کا اقرار کر یا ہبہ کا تو لازم ہے اس کو یہ قیاس میں لیکن بہتر جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بیع اور ہبہ اور ہر عقد اس میں باطل ہے فرق کیا ہے انہوں نے درمیان ہر محرم اور غیر اس کے بغیر کتاب اور سنت کے یعنی نہیں کتاب اور سنت میں وہ چیز جو دلالت کرے اوپر فرق کے درمیان دونوں کے۔

فائدہ: یعنی اگر کوئی ظالم کسی مرد کو قتل کرنے کا ارادہ کرے سو مثلاً اس مرد کے بیٹے سے کہے کہ اگر تو شراب نہ پیے گا یا مردار نہ کھائے گا تو میں تیرے باپ کو قتل کر ڈالوں گا یا تیرے بیٹے یا قرابتی کو قتل کروں گا تو نہیں گنہگار ہوتا ہے نزدیک جمہور کے اور کہا ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ گنہگار ہوتا ہے اس واسطے کہ نہیں ہے مضطر اور یہ جو کہا کہ انہوں نے فرق کیا ہے یعنی مذہب حنفیہ کا قرابتیوں میں برخلاف ان کے مذہب کے ہے اجنبی میں سو اگر کسی مرد سے کہا جائے کہ اس مرد اجنبی کو قتل کر یا یہ چیز بیچ ڈال اور وہ کرے تا کہ اس کو قتل سے بچائے تو لازم ہے اس کو بیع اور اگر یہ اس کو کہا

جائے اس کے قرابتی کے حق میں تو نہیں لازم آتا ہے اس کو جو اس نے عقد کیا اور حاصل اس کا یہ ہے کہ اصل ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا لزوم ہے سب میں واسطے قیاس کے لیکن مستثنیٰ ہے اس سے قرابتی بطور استحسان کے اور بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی رائے یہ ہے کہ نہیں فرق ہے اس میں درمیان قرابتی اور اجنبی کے واسطے حدیث مسلم کے ہر مسلمان بھائی ہے دوسرے مسلمان کا اور مراد ساتھ اس کے برادری اسلام کی ہے نہ نسب کی اسی واسطے شہادت لی ابراہیم علیہ السلام کے قول سے کہ یہ میری بہن ہے اور مراد بہن اسلام کی ہے ورنہ نکاح کرنا بہن سے ابراہیم علیہ السلام کے دین میں بھی حرام تھا اور یہ اخوت واجب کرتی ہے بھائی مسلمان کی حمایت کو اور دفع کرنے کو اس سے پس نہ لازم آئے گا اس کو جو عقد کیا اس نے اور نہیں گناہ اس پر اس چیز میں جو کھائے اور پے واسطے دفع کرنے کے اس سے تکلیف کو۔ (فتح)

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِامْرَأَتِهِ هٰذِهِ أُخْتِيْ وَذٰلِكَ فِي اللّٰهِ.

اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بیوی کو کہا کہ یہ میری بہن ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے مقدمے میں ہے یعنی بسبب پہنچنے ان کے ساتھ اس کے طرف سلامتی کے اس چیز سے کہ ارادہ کیا تھا اس ظالم نے ان سے یا ان کی بیوی سے۔

وَقَالَ النَّخَعِيُّ إِذَا كَانَ الْمُسْتَحْلِفُ ظَالِمًا فَنِيَّةُ الْحَالِفِ وَإِنْ كَانَ مَظْلُوْمًا فَنِيَّةُ الْمُسْتَحْلِفِ.

اور کہا نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ جب قسم لینے والا ظالم ہو تو معتبر نیت قسم کھانے والے کی ہے اور اگر مظلوم ہو تو معتبر نیت قسم لینے والے کی ہے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے قول نخعی کا دلالت کرتا ہے کہ معتبر اس کے نزدیک نیت مظلوم کی ہے ہمیشہ اور یہی مذہب ہے مالک رحمۃ اللہ علیہ اور جمہور کا اور ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک معتبر نیت قسم کھانے والے کی ہے ہمیشہ اور مذہب شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ہے کہ اگر قسم حاکم کے پاس ہو تو قسم کا اعتبار حاکم کی نیت پر ہے اور وہ راجع ہے طرف نیت صاحب حق کی اور اگر غیر حکم میں ہو تو اعتبار قسم کھانے والے کی نیت کا ہے اور کہا ابن بطال نے کہ قسم لینے والے کا مظلوم ہونا اس صورت میں ہے کہ اس کے واسطے حق ہو کسی مرد کی طرف اور وہ انکار کرے اور اس کا کوئی گواہ نہ ہو پس اس سے قسم لے تو قسم کا اعتبار اسی کی نیت پر ہے یعنی جو وہ نیت کرے اس کے موافق قسم کھائے قسم کھانے والے کی نیت کا اعتبار نہیں سو نہیں فائدہ دیتا اس کو اس میں توریہ۔ (فتح)

٦٤٣٧۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَالِمًا أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ

۶۴۳۷۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر مسلمان بھائی ہے دوسرے مسلمان کا نہ اس پر ظلم کرتا ہے نہ اس کو ہلاکت میں ڈالتا ہے

عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يُسْلِمُهُ وَمَنْ كَانَ فِيْ حَاجَةِ أَخِيْهِ كَانَ اللّٰهُ فِيْ حَاجَتِهِ.

اور جو اپنے بھائی کی حاجت روائی میں ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی حاجت روائی میں ہوتا ہے۔

فائدہ: جب ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ٹھہرا تو اس پر ظلم کرنا یا اس کو بلا اور مصیبت میں پڑے رہنے دینا اس کی مدد نہ کرنا کسی طرح مناسب نہیں اور یہ جو کہا جو اپنے بھائی مسلمان کی حاجت روائی میں ہو یعنی آدمی ہر دم اللہ تعالیٰ کا محتاج ہے جو چاہے کہ اللہ تعالیٰ میرا مطلب پورا کرے اس کو لازم ہے کہ مقدور بھر اپنے بھائی مسلمان کا کام کاج کیا کرے اور اس کے واسطے سعد سفارش کیا کرے اور باقی شرح اس کی مظالم میں گزری۔ (فتح)

٦٤٣٨۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْصُرْ أَخَاكَ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُوْمًا فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنْصُرُهُ إِذَا كَانَ مَظْلُوْمًا أَفَرَأَيْتَ إِذَا كَانَ ظَالِمًا كَيْفَ أَنْصُرُهُ قَالَ تَحْجُزُهُ أَوْ تَمْنَعُهُ مِنَ الظُّلْمِ فَإِنَّ ذٰلِكَ نَصْرُهُ.

۶۴۳۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مدد کر اپنے بھائی مسلمان کی ظالم ہو یا مظلوم تو ایک مرد نے کہا یا حضرت! اس کی مدد کروں گا جب کہ وہ مظلوم ہو گا بھلا یہ تو بتلایئے کہ اگر وہ ظالم ہو تو کیونکر اس کی مدد کروں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو ظلم سے روک یہی اس کی مددگاری ہے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ اگر مظلوم ہو تو اس کا حق اس کو دلوا اور اگر ظالم ہو تو اس کو ظلم سے روک۔ (فتح)

❀......❀......❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کِتَابُ الْحِیَلِ کتاب ہے بیچ بیان حیلوں کے
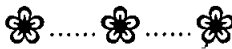
فائدہ: حیلہ اس کو کہتے ہیں کہ پہنچا جائے ساتھ اس کے طرف مقصود کی ساتھ طریق خفی کے اور وہ علماء کے نزدیک کئی قسم پر ہے سو اگر پہنچے ساتھ اس کے طریق مباح سے طریق ابطال حق کی یا اثبات باطل کی تو وہ حرام ہے یا طرف اثبات حق کی یا باطل کی تو وہ واجب ہے یا مستحب ہے اور اگر پہنچے ساتھ اس کے طریق مباح سے طرف سلامتی کی واقع ہونے سے مکروہ میں تو وہ مستحب ہے یا مباح ہے یا طرف ترک مندوب کی تو وہ مکروہ ہے اور البتہ واقع ہوا ہے اختلاف درمیان اماموں کے قسم اول میں کہ کیا صحیح ہے مطلق اور نافذ ہوتی ہے ظاہر اور باطن میں یا باطل ہے مطلق یا صحیح ہے ساتھ گناہ کے اور جو اس کو جائز رکھتا ہے اس کے واسطے دلیلیں بہت ہیں منجملہ اُن کے قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِهٖ وَلَا تَحْنَثْ﴾ اور عمل کیا حضرت ﷺ نے ساتھ اس کے ضعیف کے حق میں جس نے زنا کیا تھا اور منجملہ اس کے قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا﴾ اور حیلوں میں جگہ نکلنے کی ہے تنگی کے مقاموں سے اور اسی قبیل سے ہے مشروع ہونا انشاء اللہ تعالیٰ کہنے کا اس واسطے کہ اس میں خلاصی ہے حانث ہونے سے اور اسی طرح سب شرطیں اس واسطے کہ ان میں سلامتی ہے واقع ہونے سے حرج میں اور منجملہ ان کے ہے حدیث ابوسعید رضی اللہ عنہ اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے کہ بیچ مائل کھجور کو درہموں سے پھر درہموں سے عمدہ کھجور خریدے اور جو اس کو باطل کہتا ہے اس کی دلیل قصہ اصحاب سبت کا ہے اور یہودیوں کا چربی کو پگھلا کر بیچنا اور اس کی قیمت کھانا اور حدیث لعن محلل اور محلل لہ کی اور اصل اختلاف علماء کا اس بات میں ہے کہ کیا معتبر عقود کے لفظوں میں ان کے لفظ ہیں یا ان کے معنی سو جو اول کے ساتھ قائل ہے اس نے حیلوں کو جائز رکھا ہے پھر اختلاف ہے بعضوں نے تو کہا کہ ظاہر باطن نافذ ہوتے ہیں اور بعضوں نے کہا کہ ظاہر نافذ ہوتے ہیں نہ باطن اور جو دوسرے ان کے معنوں کے ساتھ قائل ہے وہ ان کو باطل کہتا ہے اور نہیں جائز رکھتا ہے اس سے مگر اس چیز کو جس میں لفظ معنی کے موافق ہو جس پر قرائن حالی دلالت کریں اور البتہ مشہور ہوا ہے کہ حنفیہ حیلوں کے ساتھ قائل ہیں اس واسطے کہ ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے اس میں کتاب لکھی ہے لیکن معروف ان کی بہت اماموں سے تقیید عمل کرنے کی ساتھ ان کی ہے بقصد حق کے اور کہا صاحب محیط نے کہ اصل حیلوں میں یہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِهٖ وَلَا تَحْنَثْ﴾ یعنی پکڑ اپنے ہاتھ میں چھڑیوں کا مٹھا اور قسم میں جھوٹا نہ ہو اور ضابطہ اس کا یہ ہے کہ اگر ہو واسطے بھاگنے کے حرام سے اور دور

ہونے کے گناہوں سے تو خوب ہے اور اگر کسی مسلمان کے حق باطل کرنے کے واسطے ہو تو وہ بہتر نہیں بلکہ وہ گناہ اور تعدی ہے۔ (فتح)

بَابٌ فِي تَرْكِ الْحِيَلِ — باب ہے بیچ ترک کرنے حیلوں کے

فائدہ: کہا ابن منیر نے کہ داخل کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ترک کو ترجمہ میں تا کہ نہ وہم پیدا ہو یعنی پہلے ترجمہ سے جائز ہونا حیلوں کا، میں کہتا ہوں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ پہلے اس نے حیلے کو مطلق چھوڑا ہے واسطے اشارہ کرنے کے اس طرف کہ حیلوں سے بعض حیلہ جائز ہے پس نہ ترک کیا جائے مطلق۔ (مطلق)

وَأَنَّ لِكُلِّ امْرِئٍ مَّا نَوٰى فِي الْأَيْمَانِ وَغَيْرِهَا — اور ہر ایک مرد کے واسطے وہی ہے جو اس نے نیت کی قسموں وغیرہ میں

فائدہ: یہ بخاری رحمہ اللہ کی فقاہت ہے نہ حدیث سے کہا ابن منیر نے کہ گنجائش اور فراخی کی ہے بخاری رحمہ اللہ نے بیچ استنباط کے اور مشہور نزدیک اماموں کے حمل کرنا حدیث کا ہے عبادات پر سو حمل کیا ہے اس کو بخاری رحمہ اللہ نے عبادات اور معاملات دونوں پر اور تابع ہوا ہے مالک رحمہ اللہ کے بیچ سد ذرائع کے اور اعتبار مقاصد کے سو اگر فاسد ہو لفظ اور صحیح ہو قصد تو لغو کیا جائے لفظ اور عمل کیا جائے ساتھ قصد کے تصحیح میں یا ابطال میں کہا اور استدلال کرنا اس حدیث سے اوپر سد ذرائع کے اور باطل کرنے حیلوں کے قوی دلائل سے ہے اور وجہ تعمیم کی یہ ہے کہ محذوف مقدر اعتبار ہے سو معنی اعتبار کے عبادات میں کافی ہونا ان کا ہے اور بیان مراتب ان کے کا اور معاملات میں اور اسی طرح قسمیں رد کرنا طرف قصد کی اور گزر چکا ہے اول کتاب میں تصریح کرنا بخاری رحمہ اللہ کا ساتھ داخل ہونے سب احکام کے اس حدیث میں۔

٦٤٣٩۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَخْطُبُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ وَإِنَّمَا لِامْرِئٍ مَّا نَوٰى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَمَنْ هَاجَرَ إِلَى دُنْيَا يُصِيْبُهَا أَوِ

٦٤٣٩۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ اے لوگو! عملوں کا اعتبار نیتوں سے ہے اور ہر ایک مرد کے واسطے وہی ہے جو اس نے نیت کی یعنی کوئی عمل بغیر نیت کے ٹھیک نہیں سو جس کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے واسطے ہوئی تو اس کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے واسطے ہو چکی ہے یعنی اس کا ثواب پائے گا اور جس کی ہجرت دنیا کے واسطے ہوئی کہ اس کو پائے یا کسی عورت کے واسطے کہ اس سے نکاح کرے تو اس کی ہجرت اسی کی طرف ہوئی جس کے واسطے اس نے ہجرت کی

امْرَأَةٍ يَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلٰى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ. یعنی دنیا اور عورت۔

فائدہ: اس کا مفہوم یہ ہے کہ جو کچھ نیت کرے اس کو کچھ حاصل نہیں ہوتا اور وارد ہوتا ہے اس پر جو غیر کی طرف سے حج کی نیت کرے اور خود حج نہ کیا ہو اس واسطے کہ وہ خود اس کی طرف سے صحیح ہوتا ہے اور فرض اس کے سر سے ساقط ہو جاتا ہے ساتھ اس حج کے نزدیک شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور احمد رحمۃ اللہ علیہ اور اسحاق رحمۃ اللہ علیہ اور اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کے اور کہا باقی لوگوں نے کہ صحیح ہوتا ہے غیر کی طرف سے اور نہیں ساقط ہوتا ہے حج فرض اس کے سر سے اس واسطے کہ اس نے نیت کی اور دلیل پہلے قول کے قصہ شبرمہ کا ہے کہ فرمایا اول اپنی طرف سے حج کر پھر شبرمہ کی طرف سے حج کر اور جواب دیا ہے انہوں نے کہ حج مستثنیٰ ہے باقی عبادات سے اسی واسطے حج فاسد میں گزرنے کا حکم ہے نہ اس کے قیر میں اور مستثنیٰ ہے عموم حدیث سے وہ چیز جو حاصل ہو فضل الٰہی کی جہت سے ساتھ قصد کے بغیر عمل کے جیسے کہ بیمار کے واسطے اجر حاصل ہوتا ہے اس کی بیماری کے سبب سے صبر پر واسطے ثابت ہونے حدیثوں کے ساتھ اس کے اور اسی طرح مستثنیٰ ہے اس سے وہ شخص جس کے واسطے کوئی درد ہو اور وہ بیماری کے سبب اس کے کرنے سے عاجز ہو کہ اس کا ثواب اس کے واسطے لکھا جاتا ہے اگرچہ اس کو عمل نہ کرے اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے جو قائل ہے ساتھ باطل کرنے حیلوں کے اور جو قائل ہے ساتھ عمل کرنے ان کے کے اس واسطے کہ مرجع دونوں فریق کا عامل کی نیت کی طرف سے ہے اور اس کا ضابطہ یہ ہے کہ اگر اس میں مثلاً مظلوم کی خلاصی ہو تو وہ حیلہ درست ہے اور اگر اس میں حق کا فوت ہونا ہو تو وہ مذموم ہے اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ایسا حیلہ مکروہ ہے اور بعض شافعیہ نے کہا کہ مکروہ تنزیہی ہے اور اکثر محققین نے کہا کہ وہ مکروہ تحریمی ہے اور گنہگار ہوتا ہے نیت سے اور دلالت کرتا ہے اس پر یہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ ہر مرد کے واسطے وہی ہے جو اس نے نیت کی سو جو نیت کرے ساتھ عقد نکاح کی تحلیل کی وہ محلل ہو گا اور داخل ہو گا وعید لعنت میں اور نہیں خلاصی کرتی ہے اس کو صورت نکاح کی اور ہر چیز جس کے ساتھ قصد کیا جائے سرانجام دینا اس چیز کا جو اللہ تعالیٰ نے حلال کی یا برعکس تو وہ گناہ ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ نہیں صحیح ہے عبادت کافر سے اور نہ دیوانے سے اس واسطے کہ وہ اہل عبادت سے نہیں اور اوپر ساقط ہونے قصاص کے شبہ عمد میں اس واسطے کہ اس کا قصد قتل کا نہیں ہوتا اور اوپر نہ مؤاخذہ مخطی اور ناسی اور مکرہ کے طلاق اور عتاق میں اور جو دونوں کی مانند ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ قسم کا اعتبار قسم لینے والے کی نیت پر ہے اور بعضوں نے اس کو برعکس کیا ہے اور استدلال کیا ہے انہوں نے ساتھ حدیث مسلم کے کہ قسم کا اعتبار قسم لینے والے کی نیت پر ہے اور حمل کیا ہے اس کو شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے حاکم پر اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر سد ذرائع کے اور اعتبار مقاصد کے ساتھ قرائن کے یہ قول مالک رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور اس میں اختلاف ہے کہ اگر مسبوق ایک رکعت امام کے ساتھ پائے تو اس کو جماعت کا ثواب ملتا ہے یا نہیں اور اگر دن کے درمیان نفلی روزے کی نیت کرے تو اس کو سارے دن کے

روزے کا ثواب ملتا ہے یا جس وقت سے نیت کرے اور اگر جمعہ کا وقت دوسری رکعت کے اول میں خارج ہو جائے تو تو کیا جمعہ کامل کیا جائے یا ظہر کی نماز اور کیا خود بخود پلٹ جاتا ہے یا تجدید نیت کی حاجت ہے اور اگر مسبوق مثلاً اعتدال ثانی کو پائے تو جمعہ کی نیت کرے یا ظہر کی تو ان سب مسئلوں میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ ثواب ملتا ہے اور بعض کہتے ہیں نہیں۔ (فتح)

بَابٌ فِي الصَّلَاةِ

باب ہے بیچ داخل ہونے حیلے کے نماز میں

٦٤٤٠ـ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ صَلَاةَ أَحَدِكُمْ إِذَا أَحْدَثَ حَتّٰى يَتَوَضَّأَ.

۶۴۴۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں قبول کرتا اللہ تعالیٰ نماز کسی کی جب کہ بے وضوء ہو یہاں تک کہ وضوء کرے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الطہارت میں گزری کہا ابن بطال نے اس میں رد ہے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ جو اخیر قعدے میں گوز مارے اس کی نماز صحیح ہے اس واسطے کہ وہ اس کی ضد کو لایا ہے اور تعقب کیا گیا ہے اس کا ساتھ اس کے کہ حدث نماز کے درمیان میں اس کے واسطے مفسد ہے سو وہ مانند جماع کی ہے حج میں کہ اگر اس کے درمیان عارض ہو تو اس کو فاسد کر دیتا ہے اور اسی طرح اس کے آخر میں اور کہا ابن حزم رحمہ اللہ نے کہ اگر طہارت یقینی ہو یا حدث یقینی ہو سو جس کی حقیقت ثابت ہو اس کو حیلے سے نفی کرنا اس کو باطل کرتا ہے اور جس کی حقیقت منتفی ہو تو اس کو حیلے سے ثابت کرنا اس کا باطل کرنا ہے اور کہا ابن منیر نے اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس باب کے طرف رد کرنے کی اس شخص پر جو قائل ہے ساتھ صحیح ہونے نماز اس شخص کی کے جو گوز مارے اخیر قعدے میں اور اس کا گوز مارنا اس کے سلام پھیرنے کی طرح ہے ساتھ اس طرح کے کہ یہ حیلہ ہے واسطے صحیح کرنے نماز کے ساتھ حدث کے اور اس کی تقریر یوں ہے کہ بخاری رحمہ اللہ نے بنا کی ہے اس پر کہ نماز سے نکلنا رکن ہے اس کا پس نہیں صحیح ہے ساتھ حدث کے اور جو اس کو صحیح کہتا ہے اس کی رائے یہ ہے کہ نماز سے نکلنا اس کی ضد ہے پس صحیح ہے ساتھ حدث کے اور جب یہ بات مقرر ہوئی تو ضروری ہے تحقیق ہونا اس بات کا کہ سلام رکن داخل ہے نماز میں نہ ضد اس کی اور استدلال کیا ہے اس نے جو اس کے رکن ہونے کا قائل ہو ساتھ اس کے کہ وہ تحریم کے مقابلے میں واقع ہوئی ہے اس حدیث میں **تحریمها التکبیر و تحلیلها التسلیم** اور جب اس کی پہلی طرف رکن ہے تو اس کی آخری طرف بھی رکن ہو گی اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ سلام عبادات کی جنس سے ہے اس واسطے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے اور اس کے بندوں کے واسطے دعا ہے سو نہ قائم ہو گا حدث فاحش مقام ذکر نیک کے اور صرف حنفیہ ہی نے کہا ہے کہ سلام واجب

ہے، رکن نہیں اور کہا ابن بطال نے اس میں رد ہے ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر اس قول میں کہ جس کا وضوء نماز میں ٹوٹ جائے وہ وضو کر کے اس پر بنا کرے اور کہا مالک رحمۃ اللہ علیہ اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ از سر نو نماز شروع کرے اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ اس حدیث کے اور اس کے بعض طرق میں ہے لا صلوٰۃ الا بطھور سو نہیں خالی ہے کہ وہ پھرنے کی حالت میں مصلی ہے یا غیر مصلی سو اگر کہیں کہ وہ نمازی ہے تو رد کیا جائے واسطے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لا صلوٰۃ الا بطھور اور کہا کرمانی نے وجہ لینے اس کے ترجمہ سے یہ ہے کہ انہوں نے حکم کیا ہے کہ اس کی نماز صحیح ہے ساتھ حدث کرنے کے جہاں انہوں نے کہا کہ وضوء کر کے بنا کرے اور جہاں انہوں نے حکم کیا ہے ساتھ صحت اس کی کے باوجود عدم نیت کے وضوء میں اس علت سے کہ وضوء عبادت نہیں۔ (فتح)

بَابٌ فِي الزَّكَاةِ وَأَنْ لَّا يُفَرَّقَ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ وَّلَا يُجْمَعَ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ خَشْيَةَ الصَّدَقَةِ.

باب ہے زکوٰۃ میں یعنی بیچ ترک کرنے حیلے کے اس کے ساقط کرنے میں اور یہ کہ نہ جدا جدا کیا جائے اکٹھے جانوروں کو اور نہ جمع کیا جائے جدا جدا جانوروں کو واسطے زکوٰۃ کے۔

٦٤٤١۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا ثُمَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَنَسٍ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهٗ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ كَتَبَ لَهٗ فَرِيْضَةَ الصَّدَقَةِ الَّتِيْ فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ وَّلَا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ خَشْيَةَ الصَّدَقَةِ.

٦٤٤١۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کے واسطے زکوٰۃ کا حکم نامہ لکھا جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر کیا تھا اور نہ اکٹھا کیا جائے جدا جدا جانوروں کو اور نہ جدا جدا کیا جائے اکٹھے جانوروں کو واسطے خوف زکوٰۃ کے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح زکوٰۃ میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

٦٤٤٢۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ أَنَّ أَعْرَابِيًّا جَآءَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَائِرَ الرَّأْسِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَخْبِرْنِيْ مَاذَا فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فَقَالَ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ إِلَّا أَنْ

٦٤٤٢۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک گنوار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا پراگندہ سر والا اس نے کہا یا حضرت! مجھ کو خبر دو کیا فرض کیا ہے اللہ تعالیٰ نے مجھ پر نمازوں سے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ نمازیں مگر یہ کہ تو کچھ نفل پڑھے پھر اس نے کہا خبر دو مجھ کو کیا فرض کیا ہے اللہ تعالیٰ نے مجھ پر روزوں سے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

تَطَوَّعَ شَيْئًا فَقَالَ أَخْبِرْنِيْ بِمَا فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنَ الصِّيَامِ قَالَ شَهْرَ رَمَضَانَ إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ شَيْئًا قَالَ أَخْبِرْنِيْ بِمَا فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنَ الزَّكَاةِ قَالَ فَأَخْبَرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرَآئِعَ الْإِسْلَامِ قَالَ وَالَّذِيْ أَكْرَمَكَ لَا أَتَطَوَّعُ شَيْئًا وَلَا أَنْقُصُ مِمَّا فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيَّ شَيْئًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْلَحَ إِنْ صَدَقَ أَوْ دَخَلَ الْجَنَّةَ إِنْ صَدَقَ.

رمضان کے مہینے کے روزے مگر یہ کہ تو نفل روزہ رکھے پھر اس نے کہا خبر دو کیا فرض کیا ہے اللہ تعالیٰ نے مجھ پر زکوٰۃ سے؟ کہا سو حضرت ﷺ نے اس کو احکام اسلام کی خبر دی اس نے کہا قسم ہے اس کی جس نے آپ کو اکرام کیا کہ نہ میں کچھ نفل عبادت کروں گا اور نہ گھٹاؤں گا اس سے جو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر فرض کیا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مراد کو پہنچا اگر یہ سچا ہے بہشت میں داخل ہو گا اگر وہ سچا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نماز میں گزر چکی ہے۔

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ فِيْ عِشْرِيْنَ وَمِائَةِ بَعِيْرٍ حِقَّتَانِ فَإِنْ أَهْلَكَهَا مُتَعَمِّدًا أَوْ وَهَبَهَا أَوِ احْتَالَ فِيْهَا فِرَارًا مِنَ الزَّكَاةِ فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ.

اور کہا بعض لوگوں نے کہ ایک سو بیس اونٹوں میں دو حقے ہیں سو اگر ان کو ہلاک کر ڈالے جان بوجھ کے یا ہبہ کر دے یا کوئی حیلہ کرے اس میں واسطے بھاگنے کے زکوٰۃ سے تو اس پر کچھ چیز نہیں۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے اجماع ہے علماء کا اس پر کہ جائز ہے مرد کو سال گزرنے سے پہلے تصرف کرنا اپنے مال میں ساتھ بیع اور ہبہ اور ذبح کے جب کہ نہ نیت ہو بھاگنے کی زکوٰۃ سے اور اجماع ہے اس پر کہ جب سال گزر جائے تو نہیں حلال ہے حیلہ کرنا ساتھ اس کے کہ جدا جدا کرے اکٹھے جانوروں کو یا برعکس کرے پھر اختلاف ہے سو کہا مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اگر سال گزرنے سے پہلے ایک مہینہ کوئی چیز اپنے مال سے فوت کرے واسطے بھاگنے کے زکوٰۃ سے تو لازم ہے اس کو زکوٰۃ وقت گزرنے سال کے واسطے قول حضرت ﷺ کے خشیة الصدقة اور کہا ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اگر سال گزرنے سے پہلے ایک دن کوئی چیز اپنے مال سے فوت کرے اور اس کی نیت زکوٰۃ سے بھاگنا ہو تو یہ نیت اس کو ضرر نہیں کرتی اس واسطے کہ نہیں لازم ہے اس کو یہ مگر بعد گزرنے سال کے اور خشیة الصدقة کے معنی اسی وقت اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں یعنی سال گزرنے کے بعد، کہا مہلب نے کہ مقصود بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ہے کہ جو حیلہ کوئی زکوٰۃ کے ساقط کرنے کے واسطے کرے اس کا گناہ اس پر ہے اس واسطے کہ جب حضرت ﷺ نے جانوروں کو جمع اور متفرق کرنے سے منع فرمایا تو اس سے یہ معنی سمجھے گئے اور طلحہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کوئی اللہ تعالیٰ کا فرض کسی حیلہ سے ساقط کرے وہ مراد کو نہیں پہنچے گا اور بعض حنفیہ نے کہا کہ یہ جو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا

ہے ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہے اور کہا محمد رحمۃ اللہ علیہ نے مکروہ ہے اس واسطے کہ اس میں باطل کرنا فقیروں کے حق کا ہے اور نقل کیا ہے ابو حفص کبیر نے محمد بن حسن سے کہ جو حیلہ کرے ساتھ اس کے مسلمان تا کہ خلاص ہو ساتھ اس کے حرام سے یا پہنچے ساتھ اس کے طرف حلال کی تو اس کا کچھ ڈر نہیں اور اگر حیلہ کرے تا کہ باطل کرے ساتھ اس کے حق کو یا ثابت کرے ساتھ اس کے باطل کو تو مکروہ تحریمی ہے اور ذکر کیا شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اس نے مناظرہ کیا محمد سے اس عورت میں جس نے اپنے خاوند کو مجبور کیا جدائی پر اور وہ باز رہا جدائی سے تو اس عورت نے اپنے خاوند کے بیٹے سے زنا کروایا اس کو اپنے نفس پر قادر کیا کہ وہ ان کے نزدیک اپنے خاوند پر حرام ہو جاتی ہے بنا بر قول ان کے کہ حرمت مصاہرت کی ثابت ہوتی ہے زنا سے تو میں نے محمد سے کہا کہ زنا نہیں حرام کرتا حلال کو اس واسطے کہ وہ اس کی ضد ہے اور نہیں قیاس کی جاتی ہے چیز اپنی ضد پر تو محمد نے کہا کہ جامع ہے دونوں کو جماع تو میں نے کہا کہ فرق دونوں کے درمیان یہ ہے کہ پہلی عورت تعریف کی گئی ساتھ اس کے اور اس نے اپنی شرم گاہ کو بچایا اور دوسری مذمت کی گئی اور اس پر سنگسار کرنا واجب ہوا اور لازم آتا ہے کہ جب تین طلاق والی زنا کرے تو اپنے خاوند کے واسطے حلال ہو جائے اور جس کے پاس چار عورتیں ہوں پھر پانچویں سے زنا کرے تو ایک چار میں سے حرام ہو جائے آخر مناظرہ تک اور شاید ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے رجوع کیا ہے اور یہ جو ترجمہ میں کہا کہ ہلاک کرے تو یہ حیلہ نہیں بلکہ اس کی صورت یہ ہے کہ ذبح کرے دو حقوں کو مثلاً اور نفع اٹھائے ان کے گوشت سے پس ساقط ہو گی زکوٰۃ ساتھ حقوں کے اور جوان سے کم ہیں وہ دینے آئیں گے۔ (فتح)

٦٤٤٣ـ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُونُ كَنْزُ أَحَدِكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ يَفِرُّ مِنْهُ صَاحِبُهُ فَيَطْلُبُهُ وَيَقُولُ أَنَا كَنْزُكَ قَالَ وَاللّٰهِ لَنْ يَزَالَ يَطْلُبُهُ حَتّٰى يَبْسُطَ يَدَهُ فَيُلْقِمَهَا فَاهُ وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَا رَبُّ النَّعَمِ لَمْ يُعْطِ حَقَّهَا تُسَلَّطُ عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَتَخْبِطُ وَجْهَهُ بِأَخْفَافِهَا وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ فِي رَجُلٍ لَهُ إِبِلٌ فَخَافَ

٦٤٤٣ـ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن ہر ایک کا خزانہ یعنی جس مال کی زکوٰۃ نہ دی ہو گنجا سانپ ہو جائے گا اس کا مالک اس سے بھاگے گا اور وہ اس کے پیچھے دوڑے گا اور کہے گا کہ میں تو تیرا خزانہ ہوں فرمایا قسم ہے اللہ تعالیٰ کی ہمیشہ رہے گا اس کے طلب میں یہاں تک کہ اپنا ہاتھ دراز کر کے اس کے منہ میں ڈالے گا سو سانپ اس کو لقمہ کر لے گا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اونٹوں اور گائیوں اور بکریوں کا مالک ان کی زکوٰۃ ادا نہ کرے تو اس کو اس پر قیامت کے دن قابو دیا جائے گا سو وہ اپنے پاؤں سے اس کے منہ کو کچل ڈالیں گے اور کہا بعض لوگوں نے اس مرد کے حق میں جس کے پاس اونٹ ہوں سو ڈرے

أَنْ تَجِبَ عَلَيْهِ الصَّدَقَةُ فَبَاعَهَا بِإِبِلٍ مِثْلِهَا أَوْ بِغَنَمٍ أَوْ بِبَقَرٍ أَوْ بِدَرَاهِمَ فِرَارًا مِنَ الصَّدَقَةِ بِيَوْمٍ احْتِيَالًا فَلَا بَأْسَ عَلَيْهِ وَهُوَ يَقُولُ إِنْ زَكّٰى إِبِلَهُ قَبْلَ أَنْ يَحُوْلَ الْحَوْلُ بِيَوْمٍ أَوْ بِسَنَةٍ جَازَتْ عَنْهُ.

کہ اس پر زکوٰۃ واجب ہو پھر ان کو بیچ ڈالے ویسے اونٹوں سے یا بکریوں سے یا گائیوں سے یا درہموں سے واسطے بھاگنے کے زکوٰۃ سے ایک دن پہلے حیلہ کر کے تو نہیں ہے اس پر کچھ چیز اور وہ کہتا ہے کہ اگر زکوٰۃ دے اپنے اونٹوں کے سال گزرنے سے پہلے ایک دن یا ایک سال تو جائز ہے۔

فائدہ: یعنی تو اس میں تناقض ہے اور وجہ الزام ان کے تناقض کی یہ ہے کہ جو سال گزرنے سے پہلے زکوٰۃ دینے کو جائز رکھتا ہے وہ سال گزرنے کی رعایت ہر وجہ سے نہیں کرتا اور جب سال گزرنے سے پہلے زکوٰۃ دینا کفایت کرتا ہے تو چاہیے کہ تصرف کرنا اس میں سال گزرنے سے پہلے نہ ساقط کرنے والا ہو زکوٰۃ کو اور جواب دیا ہے ابن بطال نے کہ ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر اس میں تناقض لازم نہیں آتا اس واسطے کہ وہ نہیں واجب کرتا ہے زکوٰۃ کو مگر ساتھ گزرنے تمام سال کے اور جس نے پہلے زکوٰۃ دی وہ مانند اس شخص کے ہے جس نے دین مؤجل کو حلول اجل سے پہلے ادا کی اور تناقض لازم ہے ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کو اس واسطے کہ وہ قائل ہے کہ حرمت جمع ہوتی ہے ساتھ فرض کے مثل طواف عاری کی اور اگر نہ مقرر ہو وجوب تو نہ جائز ہو تعجیل سال سے پہلے اور البتہ اختلاف کیا ہے علماء نے اس شخص کے حق میں جو اونٹوں کے ساتھ بیچے بیچ سال کے یعنی وہ دے کر ویسے اور اونٹ لے لے تو جمہور کا یہ مذہب ہے کہ بنا پہلے اونٹوں کی سال پر ہے یعنی پہلے اونٹوں کا سال جس وقت سے شروع ہوا ہے وہی معتبر ہوگا واسطے متحد ہونے جنس اور نصاب اور ماخوذ کے اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے دو قول ہیں اور اگر اونٹوں کے سوائے کسی اور جنس سے بیچے تو جمہور کا یہ مذہب ہے کہ از سر نو سال کو شمار کرے واسطے مختلف ہونے نصاب کے اور اگر یہ زکوٰۃ سے بھاگنے کے واسطے کرے تو گنہگار ہوتا ہے اور کہا احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اگر ان کو درہموں سے بیچے تو بیع کے دن سے چھ مہینے کے بعد درہموں کی زکوٰۃ دے۔ (فتح)

٦٤٤٤۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ اسْتَفْتٰى سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ الْأَنْصَارِيُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ نَذْرٍ كَانَ عَلٰى أُمِّهٖ تُوُفِّيَتْ قَبْلَ أَنْ تَقْضِيَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْضِهٖ عَنْهَا.

۶۴۴۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فتویٰ طلب کیا ایک نذر میں جو اس کی ماں پر تھی اور وہ اس کے ادا کرنے سے پہلے مر گئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی طرف سے نذر ادا کر۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الایمان میں گزر چکی ہے اور اس میں حجت ہے کہ زکوٰۃ نہیں ساقط ہوتی حیلہ سے

اور نہ موت سے اس واسطے کہ جب نذر موت سے ساقط نہ ہوئی تو زکوٰۃ بطریق اولیٰ ساقط نہ ہوگی اس واسطے کہ زکوٰۃ اس سے زیادہ تر مؤکد ہے اس واسطے کہ جب ولی پر نذر کا ادا کرنا لازم کیا اس کی ماں کی طرف سے تو زکوٰۃ کا ادا کرنا جو اللہ تعالیٰ نے فرض کی اشد ہے لازم ہونے میں۔ (فتح)

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ إِذَا بَلَغَتِ الْإِبِلُ عِشْرِيْنَ فَفِيْهَا أَرْبَعُ شِيَاهٍ فَإِنْ وَهَبَهَا قَبْلَ الْحَوْلِ أَوْ بَاعَهَا فِرَارًا وَاحْتِيَالًا لِإِسْقَاطِ الزَّكَاةِ فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ وَكَذٰلِكَ إِنْ أَتْلَفَهَا فَمَاتَ فَلَا شَيْءَ فِيْ مَالِهِ.

اور کہا بعض لوگوں نے کہ جب اونٹ بیس کو پہنچیں تو ان میں چار بکریاں زکوٰۃ دینی آتی ہے پھر اگر ان کو بخش دے سال گزرنے سے پہلے یا بیچ ڈالے واسطے بھاگنے کے زکوٰۃ سے یا حیلہ کرے واسطے ساقط کرنے زکوٰۃ کے تو نہیں ہے اس پر کوئی چیز اور اسی طرح اگر ان کو تلف کرے پھر مر جائیں تو نہیں ہے کوئی چیز اس کے مال میں۔

فائدہ: پہلے گزر چکا ہے تنازع بیچ صورت تلف کے اور جواب دیا ہے بعض حنفیہ نے ساتھ اس کے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واجب ہوتی ہے زکوٰۃ مال میں جب کہ واجب ہو ذمہ میں یا جو متعلق ہو ساتھ اس کے حقوق سے اور جو مر گیا اس کے ذمہ میں کوئی چیز باقی نہیں رہی جس کا وفا کرنا اس کے وارثوں پر واجب ہو اور کلام تو حیلے کے حلال ہونے میں ہے نہ بیچ لازم ہونے زکوٰۃ کے جب کہ بھاگے، میں کہتا ہوں اور حرف مسئلے کا یہ ہے کہ جب قصد کرے ساتھ بیچنے اس کے بھاگنے کا زکوٰۃ سے یا اس کے ہبہ کرنے سے حیلہ اوپر ساقط کرنے زکوٰۃ کے اور جو قصد کرے کہ ان میں رجوع کرے بعد اس کے تو وہ گنہگار ہے ساتھ اس قصد کے لیکن کیا تاثیر کرتا ہے یہ قصد بیچ باقی رکھنے زکوٰۃ کے اس کے ذمہ میں یا عمل کیا جائے ساتھ اس کے باوجود گناہ کے یہ جگہ ہے اختلاف کے کاٹنے کی کہا کرمانی نے کہ اس باب میں تین فروع ہیں جامع ہے ان کو ایک حکم اور وہ یہ ہے کہ جب دور ہو جائے ملک اس کی اس چیز سے کہ واجب ہے اس میں زکوٰۃ سال گزرنے سے پہلے تو ساقط ہوتی ہے زکوٰۃ برابر ہے کہ ہو ساتھ قصد فرار کے زکوٰۃ سے یا نہ پھر اس کے بعد تشنیع کی کہ جو اس کو جائز رکھتا ہے اس نے مخالفت کی ہے تین حدیثوں کی۔ (فتح)

بَابُ الْحِيْلَةِ فِي النِّكَاحِ

نکاح میں حیلہ کرنا

٦٤٤٥۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الشِّغَارِ قُلْتُ لِنَافِعٍ مَا الشِّغَارُ قَالَ يَنْكِحُ ابْنَةَ

۶۴۴۵۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا شغار سے میں نے نافع رحمہ اللہ سے کہا شغار کیا ہے؟ کہا کہ کسی مرد کی لڑکی سے نکاح کرے اور اپنی بیٹی اس کو نکاح کر دے بغیر مہر کے اور نکاح کرے کسی مرد کی بہن سے اور اپنی بہن اس کو نکاح کر دے بغیر مہر کے

الرَّجُلِ وَيُنْكِحُهُ ابْنَتَهُ بِغَيْرِ صَدَاقٍ وَيَنْكِحُ أُخْتَ الرَّجُلِ وَيُنْكِحُهُ أُخْتَهُ بِغَيْرِ صَدَاقٍ وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ إِنِ احْتَالَ حَتَّى تَزَوَّجَ عَلَى الشِّغَارِ فَهُوَ جَآئِزٌ وَالشَّرْطُ بَاطِلٌ وَقَالَ فِي الْمُتْعَةِ النِّكَاحُ فَاسِدٌ وَالشَّرْطُ بَاطِلٌ وَقَالَ بَعْضُهُمُ الْمُتْعَةُ وَالشِّغَارُ جَآئِزٌ وَالشَّرْطُ بَاطِلٌ.

اور کہا بعض لوگوں نے کہ اگر حیلہ کرے یعنی ساتھ اس شرط کے یہاں تک کہ نکاح کرے شغار پر تو جائز ہے اور شرط باطل ہے اور کہا متعہ میں کہ نکاح فاسد ہے اور شرط باطل ہے اور کہا بعضوں نے کہ متعہ اور شغار جائز ہے اور شرط باطل ہے یعنی دونوں میں۔

فائدہ: اور ظاہر یہ ہے کہ حیلہ شغار میں متصور ہے، مالدار مرد کے حق میں جو کسی محتاج کی لڑکی سے نکاح کرنا چاہے سو باز رہے محتاج یا مہر میں زیادتی کرے تو وہ مالدار اس سے دغا کرے سو اس سے کہے کہ اپنی بیٹی مجھ کو نکاح کر دے اور میں اپنی بیٹی تجھ کو نکاح کر دیتا ہوں سو رغبت کرے اس میں محتاج واسطے سہولت اس کام کے اوپر اس کے پھر جب اس شرط پر عقد واقع ہو اور اس سے کہا جائے کہ عقد صحیح ہے اور لازم ہے ہر ایک کو مہر مثل تو وہ محتاج پچھتاتا ہے اس واسطے کہ نہیں ہے قدرت اس کو اوپر مہر مثل کے مالدار کی بیٹی کے واسطے اور حاصل ہوا واسطے مالدار کے مقصود اس کا ساتھ نکاح کرنے کے واسطے سہولت مہر مثل کے اوپر اس کے سو جب اصل سے باطل ہے تو یہ حیلہ بھی باطل ہوگا اور یہ جو کہا ایک جگہ میں فاسد اور دوسری جگہ میں باطل تو یہ بنا بر حنفیہ کے قاعدے کی ہے کہ جو اپنے اصل سے مشروع نہ ہو وہ باطل ہے اور جو اصل سے مشروع ہو اور وصف سے مشروع نہ ہو وہ فاسد ہے پس نکاح مشروع ہے باصلہ اور بضع کا مہر ٹھہرانا اس میں وصف ہے سو مہر فاسد ہوگا اور نکاح صحیح ہوگا برخلاف متعہ کے کہ جب اس کا منسوخ ہونا ثابت ہوا تو ہو گیا غیر مشروع باصلہ اور دوسرے بعضھم سے مراد زفر ہے کہ اس نے جائز رکھا ہے نکاح مؤقت کو اور لغو کیا ہے وقت کو اس واسطے کہ وہ شرط فاسد ہے اور نکاح شرط فاسد سے باطل نہیں ہوتا اور رد کیا ہے اس پر علماء نے ساتھ فرق مذکور کے کہا ابن بطال نے کہ نہیں ہوتا ہے بضع یعنی شرم گاہ مہر نزدیک کسی کے علماء سے اور انہوں نے تو صرف یہ کہا ہے کہ نکاح منعقد ہوتا ہے ساتھ مہر مثل کے جب کہ اس کی شرطیں پائی جائیں اور مہر نہیں ہے رکن بیچ اس کے سو وہ ایسا ہے جیسا کوئی نکاح کرے بغیر مہر کے پھر ذکر کرے مہر کا پس ذکر بضع کا کالعدم ہے اور یہ محصل اس کا ہے جو ذکر کیا ہے ابو زید وغیرہ حنفیہ نے اور تعقب کیا ہے سمعانی نے سو کہا کہ نہیں ہے شغار مگر وہ نکاح جس میں ہمارا اختلاف ہے اور البتہ ثابت ہو چکی ہے اس میں نہی اور نہی چاہتی ہے کہ منہی عنہ فاسد ہو اس واسطے کہ عقد شرعی تو وہی ہے جو شرع کے ساتھ جائز ہو اور جب منع ہوا تو مشروع نہ ہوگا اور معنی کی جہت سے یہ ہے کہ وہ منع کرتا ہے تمام ایجاب کو بضع میں خاوند کے واسطے اور نکاح نہیں منعقد ہوتا ہے مگر ساتھ ایجاب کامل کے اور وجہ ہمارے قول کی کہ منع کرنا ہے یہ ہے کہ

جس چیز نے واجب کیا ہے خاوند کے واسطے نکاح کو اسی چیز نے واجب کیا ہے عورت کے واسطے مہر کو اور جب کہ نہ حاصل ہو کمال ایجاب کا تو نہیں صحیح ہوگا اس واسطے کہ وہ ٹھہرایا گیا ہے عین اس چیز کا کہ واجب کیا ہے اس کو خاوند کے واسطے مہر واسطے عورت کے تو وہ مانند اس شخص کی ہے جس نے ٹھہرایا چیز کو کسی کے واسطے ایک عقد میں پھر ہو بہو اسی چیز کو کسی اور شخص کے واسطے ٹھہرایا سو نہیں کامل ہوگا عقد اول اور رقبہ بضع کا نہیں داخل ہوتا تحت ملک یمین کے تا کہ مہر ہو سکے۔ (فتح)

٦٤٤٦ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنِ الْحَسَنِ وَعَبْدِ اللّٰهِ ابْنَىْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِيهِمَا أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قِيلَ لَهُ إِنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ لَا يَرٰى بِمُتْعَةِ النِّسَآءِ بَأْسًا فَقَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْهَا يَوْمَ خَيْبَرَ وَعَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ إِنِ احْتَالَ حَتّٰى تَمَتَّعَ فَالنِّكَاحُ فَاسِدٌ وَقَالَ بَعْضُهُمُ النِّكَاحُ جَآئِزٌ وَالشَّرْطُ بَاطِلٌ.

۶۴۴۶۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے ان سے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما عورتوں کے متعہ کے ساتھ کچھ ڈر نہیں دیکھتے تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بے شک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے متعہ سے جنگ خیبر کے دن اور منع کیا ہے گھریلو گدھوں کے گوشت سے اور کہا بعض لوگوں نے کہ اگر متعین حیلہ کرے تو نکاح فاسد ہے یعنی اگر عقد یا نکاح متعہ کا اور فساد نہیں مستلزم ہے باطل ہونے کو واسطے ممکن ہونے اس کی اصلاح کے ساتھ لغو کرنے شرط کے سو حیلہ کرے اس کے صحیح ہونے میں جیسا کہ کہا بیع بیاج زیادتی کے کہ اگر حذف کی جائے اس سے زیادتی تو صحیح ہوتی ہے بیع اور کہا بعضوں نے کہ نکاح جائز ہے اور شرط باطل ہے یعنی اور یہ قول زفر رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْاِحْتِيَالِ فِي الْبُيُوْعِ وَلَا يُمْنَعُ فَضْلُ الْمَآءِ لِيُمْنَعَ بِهٖ فَضْلُ الْكَلَإِ.

جو مکروہ ہے حیلہ کرنا بیعوں میں اور نہ منع کیا جائے حاجت سے زیادہ پانی کو تا کہ منع کیا جائے ساتھ اس کے حاجت سے زیادہ گھاس کو۔

٦٤٤٧ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُمْنَعُ فَضْلُ الْمَآءِ لِيُمْنَعَ بِهٖ فَضْلُ الْكَلَإِ.

۶۴۴۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ منع کیا جائے حاجت سے زیادہ پانی کو تا کہ منع کیا جائے ساتھ اس کے حاجت سے زیادہ گھاس کو۔

فائدہ: کہا مہلب نے کہ مراد وہ مرد ہے کہ اس کے واسطے کنواں ہو اور اس کے گرد گھاس ہو مباح یعنی کسی کی ملک نہ ہو سو ارادہ کرے کہ وہ خاص ہو ساتھ اس کے سو منع کرے حاجت سے زیادہ پانی سے یعنی غیر کے جانوروں کو پانی

پینے سے روکے اور وہ پانی اس کی حاجت سے زیادہ ہو اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس کو گھاس کی حاجت ہے اور وہ اس کو منع نہیں کر سکتا اس واسطے کہ وہ اس کی ملک نہیں سو منع کرتا ہے پانی سے تا کہ اس کے واسطے گھاس زیادہ ہو یعنی جب اس نے پانی نہ دیا تو کسی کا جانور وہاں نہ چرے گا تو گھاس اسی کے واسطے رہے گا اس واسطے کہ اونٹ وغیرہ جانور نہیں بے پرواہ ہیں پانی سے بلکہ جب گھاس چریں تو پیاس لگتی ہے اور کنویں کے سوائے اور پانی وہاں سے بعید ہو سو اعراض کرے گا مالک اس گھاس سے تو اس حیلے سے کنویں والے کے واسطے گھاس وافر ہوگا اور اس حدیث میں اور معنی بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ کبھی ایک معنی حدیث کا خاص کیا جاتا ہے اور باقی سے سکوت کیا جاتا ہے اس واسطے کہ ظاہر حدیث کا اختصاص نہی کا ہے ساتھ اس صورت کے جب کہ ارادہ کرے ساتھ اس کے گھاس کے منع کرنے کا اور بہر حال اگر یہ ارادہ نہ ہو تو نہیں ہے منع کرنے گھاس کے سے اور حدیث کے معنی یہ ہیں کہ نہ منع کیا جائے حاجت سے زیادہ پانی کسی وجہ سے اس واسطے کہ جب نہ منع کرے بسبب غیر کے تو لائق تر ہے کہ نہ منع کرے بسبب نفس اپنے کے اور یہ جو کہا کہ حاجت سے زیادہ تو اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ اگر حاجت سے زیادہ پانی اس کے پاس نہ ہو تو کنویں والے کو اس سے منع کرنا جائز ہے اور کہا ابن منیر نے کہ وجہ مطابقت ترجمہ کی یہ ہے کہ جو کنواں کہ جنگل میں ہو اس کے کھودنے والے کو جائز ہے کہ خاص ہو ساتھ اس پانی کے جو اس کی حاجت سے زیادہ نہ ہو برخلاف گھاس مباح کے کہ نہیں اختصاص ہے اس کو ساتھ اس کے سو اگر حیلہ کرے کنویں والا اور دعویٰ کرے کہ کنویں میں اس کی حاجت سے زیادہ پانی نہیں ہے تا کہ اس کے گرد گھاس بڑھے اس واسطے کہ جانوروں کا مالک اس وقت محتاج ہوگا کہ اور پانی کی طرف ان کو لے جائے اس واسطے کہ جانور پیاس کے ساتھ نہیں چر سکتے تو البتہ داخل ہوگا نہی میں اور اس کا تمام یہ ہے کہ کہا جائے کہ کنویں والا دعویٰ کرتا ہے کہ کنویں میں اس کی حاجت سے زیادہ پانی نہیں تا کہ جو گھاس کا محتاج ہو اس کے کنویں کا پانی اس سے خریدے تا کہ اپنے مواشی کو پلائے سو ظاہر ہوگا اس وقت کہ اس نے حیلہ کیا ہے ساتھ انکار کرنے کے اوپر حاصل ہونے بیع کے تا کہ تمام ہو مراد اس کی بیچ لینے قیمت کنویں کے پانی کے اور بڑھانے گھاس کے اوپر اس کے۔ (فتح)

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّنَاجُشِ

جو مکروہ ہے نجش سے

فائدہ: مراد کراہت سے کراہت تحریمی ہے اور یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کی کہ وارد ہوئی ہے اس کے بعض طریقوں میں ساتھ اس لفظ کے نہی عن النجش اور اس کی شرح بیوع میں گزر چکی ہے۔

٦٤٤٨ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ النَّجْشِ.

۶۴۴۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا نجش سے۔

فائدہ: نجش اس کو کہتے ہیں کہ دو آدمی سودا کرتے ہیں تیسرا آدمی آ کر اس جنس کی زیادہ قیمت لگا دے اور لینے کا ارادہ نہ ہو۔ (فتح)

بَابُ مَا يُنْهٰى مِنَ الْخِدَاعِ فِي الْبُيُوْعِ وَقَالَ أَيُّوْبُ يُخَادِعُوْنَ اللّٰهَ كَأَنَّمَا يُخَادِعُوْنَ آدَمِيًّا لَوْ أَتَوُا الْأَمْرَ عِيَانًا كَانَ أَهْوَنَ عَلَيَّ.

جو منع ہے دغا کرنا بیع میں اور کہا ایوب نے دغا بازی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ سے گویا کہ دغا بازی کرتے ہیں آدمی سے اگر کھلم کھلا زیادہ قیمت لیتے بغیر دغا بازی کے تو البتہ آسان تر ہوتا مجھ پر یعنی اس واسطے کہ دین دغا بازی کا نہیں ٹھہرایا گیا۔

فائدہ: اور اسی واسطے فریبی اور دغا باز زیادہ تر دشمن ہیں لوگوں کے نزدیک اس شخص سے جو کھلم کھلا گناہ کرے اور حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی کہ جب تو سودا کرے تو کہہ لا خلابۃ تو ظاہر یہ ہے کہ یہ حدیث وارد ہوئی ہے بجائے شرط کے یعنی اگر یہ بیع میں دغا ظاہر ہو تو وہ صحیح نہیں تو گویا کہ اس نے کہا کہ بشرط اس کے کہ نہ ہو اس میں فریب کہا مہلب نے کہ نہیں داخل ہے خداع محرم میں ثنا اپنی جنس کی اور اس کی بے حد تعریف کرنی کہ وہ معاف ہے اور نہیں توڑتی ہے ساتھ اس کے بیع۔ (فتح)

٦٤٤٩۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا ذَكَرَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ يُخْدَعُ فِي الْبُيُوْعِ فَقَالَ إِذَا بَايَعْتَ فَقُلْ لَا خِلَابَةَ.

۶۴۴۹۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا کہ بیعوں میں اس سے دغا ہوتا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تو سودا کیا کرے تو یوں کہا کر کہ نہیں ہے فریب اور دغا یعنی شرط اس کی کہ نہ ہو اس میں دغا۔

فائدہ: اور تحقیق یہ ہے کہ نہیں لازم آتا گناہ سے عقد میں باطل ہونا اس کا ظاہر حکم میں سو شافعیہ جائز رکھتے ہیں عقود کو ظاہر پر اور کہتے ہیں باوجود اس کے کہ جو حیلہ کرے ساتھ مکر اور فریب کے وہ باطن میں گنہگار رہتا ہے اور ساتھ اس کے حاصل ہوگی خلاصی اشکال سے۔ (فتح)

بَابُ مَا يُنْهٰى مِنَ الْاِحْتِيَالِ لِلْوَلِيِّ فِي الْيَتِيْمَةِ الْمَرْغُوْبَةِ وَأَنْ لَّا يُكَمِّلَ لَهَا صَدَاقَهَا.

جو منع ہے حیا کرنے سے ولی کے واسطے یتیم لڑکی میں جو مرغوب اور محبوب ہے اور یہ کہ نہ پورا دے مہر اس کا

٦٤٥٠۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ كَانَ عُرْوَةُ يُحَدِّثُ أَنَّهُ

۶۴۵۰۔ حضرت عروہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا شان نزول اس آیت کا اور اگر تم ڈرو کہ

سَأَلَ عَائِشَةَ ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَنْ لَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتَامٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَآءِ﴾ قَالَتْ هِيَ الْيَتِيْمَةُ فِيْ حَجْرِ وَلِيِّهَا فَيَرْغَبُ فِيْ مَالِهَا وَجَمَالِهَا فَيُرِيْدُ أَنْ يَّتَزَوَّجَهَا بِأَدْنٰى مِنْ سُنَّةِ نِسَآئِهَا فَنُهُوْا عَنْ نِكَاحِهِنَّ إِلَّا أَنْ يُّقْسِطُوْا لَهُنَّ فِيْ إِكْمَالِ الصَّدَاقِ ثُمَّ اسْتَفْتَى النَّاسُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ﴾ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ.

نہ انصاف کرو یتیم لڑکیوں کے حق میں تو نکاح کرو جو خوش لگیں تم کو عورتوں سے یعنی سوائے ان کے کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ مراد اس سے یتیم لڑکی ہے اپنے ولی کی پرورش میں سو رغبت کرتا ہے اس کے مال میں اور جمال میں چاہتا ہے کہ اس سے نکاح کرے ساتھ کم تر کے اس کے قبیلے کی عورتوں کے معمولی مہر سے سو منع کیے گئے ان کے نکاح سے مگر یہ کہ انصاف کریں ان کے واسطے مہر کے پورا کرنے میں یعنی تو لوگ اس سے باز آئے پھر اس کے بعد لوگوں نے اس کا حکم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اُتاری اور پوچھتے ہیں تجھ سے حکم عورتوں کے بارے میں پس ذکر کی حدیث۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نہیں جائز ہے ولی کو یہ کہ نکاح کرے یتیم لڑکی سے ساتھ کم تر کے مہر اس کے سے اور نہ یہ کہ دے اس کو عوض سے وہ چیز جو نہ وفا کرے ساتھ قیمت مہر مثل اس کی کے اور کہا ابو بکر بن طیب نے کہ معنی آیت کے یہ ہیں کہ اگر تم ڈرو کہ نہ انصاف کرو گے یتیم لڑکیوں کے حق میں جن کا کوئی ولی نہیں جو تم سے ان کے حق کا مطالبہ کریں اور نہ امن ہو تم کو ترک قیام سے ساتھ حقوق ان کے واسطے عاجز ہونے ان کے اس سے تو نکاح کرو ان عورتوں سے جو قادر ہیں اپنے کام کی تدبیر پر یا جن کے ولی ہیں جو تم کو روکیں ان پر ظلم کرنے سے۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا غَصَبَ جَارِيَةً فَزَعَمَ أَنَّهَا مَاتَتْ فَقُضِيَ بِقِيْمَةِ الْجَارِيَةِ الْمَيِّتَةِ ثُمَّ وَجَدَهَا صَاحِبُهَا فَهِيَ لَهُ وَيَرُدُّ الْقِيْمَةَ وَلَا تَكُوْنُ الْقِيْمَةُ ثَمَنًا وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ الْجَارِيَةُ لِلْغَاصِبِ لِأَخْذِهِ الْقِيْمَةَ وَفِيْ هٰذَا احْتِيَالٌ لِمَنِ اشْتَهٰى جَارِيَةَ رَجُلٍ لَا يَبِيْعُهَا فَغَصَبَهَا وَاعْتَلَّ بِأَنَّهَا مَاتَتْ حَتّٰى يَأْخُذَ رَبُّهَا قِيْمَتَهَا فَيَطِيْبُ لِلْغَاصِبِ جَارِيَةَ غَيْرِهٖ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْوَالُكُمْ عَلَيْكُمْ

جب کوئی کسی کی لونڈی چھین لے پھر گمان کرے کہ وہ مر گئی سو حکم کیا گیا ساتھ قیمت لونڈی مردہ کے پھر اس کے مالک نے اس کو پایا تو وہ مالک کے واسطے ہے اور غاصب کو قیمت پھیر دے اور وہ قیمت اس کی قیمت نہ ہو گی اور کہا بعض لوگوں نے کہ لونڈی غاصب کے واسطے ہے اس واسطے کہ مالک نے اس کی قیمت غاصب سے لے لی ہے اور اس میں حیلہ کرنا ہے اس کے واسطے جو کسی مرد کی لونڈی کی نہایت خواہش رکھے اور اس کا مالک اس کو نہ بیچے سو اس کو اس سے چھین لے پھر یہ حجت کرے کہ وہ مر گئی تا کہ اس کا مالک اس کی قیمت لے سو حلال کرتا ہے

حَرَامٌ وَلِكُلِّ غَادِرٍ لِوَآءٌ يَّوْمَ الْقِيَامَةِ. غاصب کے واسطے غیر کی لونڈی کو اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے مال تم پر حرام ہیں اور ہر دغا باز کے واسطے ایک جھنڈا ہوگا قیامت کے دن۔

فائدہ: ققصی احتمال ہے کہ معلوم ہو یعنی حکم کرے قاضی غاصب پر پھر اس کا مالک اس کو پائے یعنی اطلاع پائے اس پر کہ وہ نہیں مری تو وہ اس کے واسطے ہے یعنی مالک کے واسطے اور نہ ہوگی وہ قیمت اس کی قیمت یعنی واسطے نہ جاری ہونے بیع کے درمیان ان کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس نے قیمت لی تھی واسطے نہ ہونے لونڈی کے اور جب عذر دور ہوگا تو واجب ہوگا رجوع کرنا طرف اصل کی اور یہی حکم ہے اور مال کا کھانے کی چیز ہو یا کوئی غیر اور دعویٰ کرے کہ وہ فاسد ہوگئی اور یہی حکم ہے حیوان ماکول اللحم کا سو اس کو ذبح کر کے کھا لے اور یہ جو کہا کہ حلال کرے غاصب کے واسطے غیر کی لونڈی کو یعنی اور اسی طرح مال غیر کا کہا ابن بطال نے کہ ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلے میں جمہور کی مخالفت کی ہے سو حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ اس کے کہ نہیں جمع ہوتی ہے چیز اور بدل اس کا ایک شخص کی ملک میں اور جمہور کی حجت یہ ہے کہ نہیں حلال ہے مال مسلمان کا مگر اس کے دل کی خوشی سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واجب ہوئی تھی قیمت بنا بر صدق دعویٰ غاصب کے کہ لونڈی مرگئی سو جب ظاہر ہو گیا کہ وہ زندہ ہے مری نہیں تو وہ باقی ہے مالک کی ملک میں اس واسطے کہ نہیں جاری ہوا دونوں کے درمیان عقد صحیح سو واجب ہوا کہ مالک کی طرف پھیری جائے اور فرق کیا ہے انہوں نے درمیان ثمن اور قیمت کے بایں طور کے کہ ثمن وہ ہے جو ہو بیچ مقابلے اس چیز کے جو قائم ہو اور قیمت وہ ہے جو ہلاک ہوئی چیز کی ہو اور اسی طرح بیع فاسد میں اور فرق درمیان غصب اور بیع فاسد کی یہ ہے کہ بائع راضی ہوا ہے ساتھ لینے قیمت کے عوض اپنی جنس کے اور اجازت دی ہے مشتری کو ساتھ تصرف کرنے کے بیچ اس کے سو اصلاح اس بیع کی یہ ہے کہ جنس کی قیمت لے اگر فوت ہوئی اور غاصب کو مالک نے اجازت نہیں دی سو نہیں جائز ہے اس کے واسطے کہ غاصب خواہ مخواہ اس کا مالک بنے مگر یہ کہ مالک اس کی قیمت کے ساتھ راضی ہو میں کہتا ہوں اور محل پہلی صورت کا نزدیک حنفیہ کے یہ ہے کہ دعویٰ کرے حق دار غاصب پر ساتھ لونڈی کے تو غاصب جواب دے کہ وہ مرگئی سو اس کو سچا جانے یا جھوٹا جانے سو غاصب گواہ قائم کرے یا اس سے قسم طلب کرے اور وہ قسم کھانے سے انکار کرے تو اس وقت وہ غاصب پر قیمت کا مستحق ہوگا واسطے راضی ہونے مدعی کے ساتھ مبادلہ کے اس قدر پر جہاں اس نے دعویٰ کیا ہے اور بہر حال اگر قیمت لے ساتھ قول غاصب کے باوجود قسم اس کی کے کہ وہ مرگئی تو مدعی کو اس وقت اختیار ہے جب کہ غاصب کا جھوٹ ظاہر ہو چاہے بدستور رہے بدلے پر اور چاہے لونڈی کو پھیر لے اور اس کی قیمت اس کو پھیر دے اور استدلال کیا ہے انہوں نے ساتھ اس کے کہ مالک ہوا ہے مغصوب کا بدل کا رقبے اور بدن سے سو دور ہوئی ملک اس کی مبدل سے اس واسطے کہ وہ نقل

کے قابل ہے پس نہیں واقع ہوا ہے حکم واسطے تعدی محض کے بلکہ واسطے ضمان مشروط کے اگرچہ پیدا ہوا ہے اس سے خارج ہونا لونڈی کا مالک کی ملک سے ساتھ حیلے کے اور اگرچہ مرتب ہوا ہے گناہ غاصب پر ساتھ اس کے اس واسطے کہ وہ نہیں منافی ہے عقد کے صحیح ہونے کو۔ (فتح)

٦٤٥١۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَآءٌ يَّوْمَ الْقِيَامَةِ يُعْرَفُ بِهٖ.

۶۴۵۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر دغا باز کا ایک جھنڈا ہوگا قیامت کے دن کہ اس کے ساتھ وہ پہچانا جائے گا۔

فائدہ: اور حجت پکڑنا بخاری رحمہ اللہ کا ساتھ اس حدیث کے ظاہر ہے اس واسطے کہ دعویٰ غاصب کا کہ وہ مرگئی خیانت ہے اور دغا ہے بھائی مسلمان کے حق میں۔

٦٤٥٢۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَإِنَّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ إِلَيَّ وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَّكُوْنَ أَلْحَنَ بِحُجَّتِهٖ مِنْ بَعْضٍ وَأَقْضِيَ لَهٗ عَلٰى نَحْوِ مَا أَسْمَعُ فَمَنْ قَضَيْتُ لَهٗ مِنْ حَقِّ أَخِيْهِ شَيْئًا فَلَا يَأْخُذْ فَإِنَّمَا أَقْطَعُ لَهٗ قِطْعَةً مِّنَ النَّارِ.

۶۴۵۲۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ میں بندہ ہوں اور البتہ تم جھگڑا فیصل کروانے آتے ہو میرے پاس اور شاید کہ تم لوگوں میں بعض آدمی ہوشیار اور خوش تقریر ہوتا ہے اپنی ملکیت کی وکیل کے بیان میں بہ نسبت دوسرے آدمی کے سو میں فیصلہ کر دیتا ہوں جیسا کہ اس سے سنتا ہوں سو جس شخص کو میں اس کے بھائی کے حق سے کچھ کاٹ کے دلا دوں تو وہ شخص نہ لے بیگانے حق کو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ میں اس کو دوزخ کا ٹکڑا دیتا ہوں۔

فائدہ: یہ باب بجائے فصل کے ہے پہلے باب سے اور اس کا تعلق اس کے ساتھ نہایت ظاہر ہے واسطے دلالت کرنے اس کے اس پر کہ حکم حاکم کا نہیں حلال کرتا اس چیز کو جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے حرام کی اور اس واسطے کہ اس کو اس کے لینے سے منع کیا جب کہ اس کو معلوم ہو کہ وہ نفس الامر میں غیر کا حق ہے اور جدا کیا ہے اس کو پہلے باب سے اس واسطے کہ وہ شامل ہے حکم مذکور کو اور اس کے غیر کو یعنی عام ہے پہلے باب سے وسیاتی شرحہ فی الاحکام اور یہ جو فرمایا میں بندہ ہوں یعنی ایک بندوں میں سے بیچ نہ جاننے غیب کے اور یہ جو فرمایا خوش تقریر ہوتا ہے تو مراد یہ ہے کہ جب زیادہ تقریر کرنے والا ہوگا تو قادر ہوگا کہ حجت میں دوسرے سے غالب تر ہو اور یہ جو فرمایا

کہ میں اس کو دوزخ کا ٹکڑا کاٹ دیتا ہوں یعنی اگر اس نے اس کو لیا باوجود علم اس کے کہ وہ اس پر حرام ہے تو دوزخ میں داخل ہوگا۔ (فتح)

بَابٌ فِي النِّكَاحِ

باب ہے نکاح میں

فائدہ: عنقریب گزر چکا ہے باب الحیلة فی النکاح اور ذکر کیا ہے اس میں شغار اور متعہ کو اور ذکر کی اس جگہ وہ چیز جو متعلق ہے ساتھ گواہی جھوٹی کے نکاح میں۔

٦٤٥٣۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتّٰى تُسْتَأْذَنَ وَلَا الثَّيِّبُ حَتّٰى تُسْتَأْمَرَ فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ إِذْنُهَا قَالَ إِذَا سَكَتَتْ وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ إِنْ لَّمْ تُسْتَأْذَنِ الْبِكْرُ وَلَمْ تَزَوَّجْ فَاحْتَالَ رَجُلٌ فَأَقَامَ شَاهِدَيْ زُوْرٍ أَنَّهُ تَزَوَّجَهَا بِرِضَاهَا فَأَثْبَتَ الْقَاضِيْ نِكَاحَهَا وَالزَّوْجُ يَعْلَمُ أَنَّ الشَّهَادَةَ بَاطِلَةٌ فَلَا بَأْسَ أَنْ يَّطَأَهَا وَهُوَ تَزْوِيْجٌ صَحِيْحٌ.

۶۴۵۳۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ نکاح کیا جائے کنواری عورت کا جب تک کہ اس کی اجازت نہ لی جائے اور نہ نکاح کیا جائے بیوہ عورت کا جب تک کہ اس کا حکم نہ لیا جائے سو کسی نے کہا یا حضرت! کنواری کی اجازت کس طرح ہو؟ یعنی وہ شرم سے کس طرح بتلائے گی؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب چپ رہے تو یہی اس کی اجازت ہے اور بعض لوگوں نے کہا کہ اگر کنواری عورت سے اجازت نہ لی جائے اور نہ نکاح کیا جائے اور حیلہ کرے کوئی مرد اور دو گواہ جھوٹے قائم کرے کہ بے شک اس نے اس سے نکاح کیا ہے اس کی رضا مندی سے اور قاضی گواہوں کی گواہی سے اس کا نکاح ثابت کر دے اور خاوند جانتا ہو کہ گواہی جھوٹی ہے تو نہیں ہے کچھ ڈر کہ اس سے وطی کرے یعنی نہیں گنہگار ہوتا ساتھ اس کے باوجود اس کے کہ وہ جانتا ہے کہ اس کے گواہوں نے جھوٹ کہا اور وہ نکاح صحیح ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نکاح میں گزر چکی ہے۔

٦٤٥٤۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنِ الْقَاسِمِ أَنَّ امْرَأَةً مِّنْ وَلَدِ جَعْفَرٍ تَخَوَّفَتْ أَنْ يُّزَوِّجَهَا وَلِيُّهَا وَهِيَ كَارِهَةٌ فَأَرْسَلَتْ إِلٰى شَيْخَيْنِ مِنَ الْأَنْصَارِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَمُجَمِّعٍ

۶۴۵۴۔ حضرت قاسم سے روایت ہے کہ ایک عورت نے اولاد جعفر سے خوف کیا کہ اس کا ولی اس کا نکاح کر دے اور حالانکہ وہ اس سے راضی نہ تھی اس نے انصاری دو بوڑھوں یعنی عبدالرحمن اور مجمع کو کہلا بھیجا کہ نہیں جائز ہے کسی کو میرے نکاح سے کچھ چیز تو دونوں نے کہا کہ تو کچھ خوف نہ کر اس

ابْنِيْ جَارِيَةً قَالَا فَلَا تَخْشَيْنَ فَإِنَّ خَنْسَآءَ بِنْتَ خِذَامٍ أَنْكَحَهَا أَبُوْهَا وَهِيَ كَارِهَةٌ فَرَدَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذٰلِكَ قَالَ سُفْيَانُ وَأَمَّا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ عَنْ أَبِيْهِ إِنَّ خَنْسَآءَ.

واسطے کہ خنساء خدام کے بیٹے کو اس کے باپ نے نکاح کر دیا اور وہ راضی نہ تھی تو حضرت ﷺ نے اس کا نکاح رد کیا۔

٦٤٥٥۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُنْكَحُ الْأَيِّمُ حَتّٰى تُسْتَأْمَرَ وَلَا تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتّٰى تُسْتَأْذَنَ قَالُوْا كَيْفَ إِذْنُهَا قَالَ أَنْ تَسْكُتَ وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ إِنِ احْتَالَ إِنْسَانٌ بِشَاهِدَيْ زُوْرٍ عَلٰى تَزْوِيْجِ امْرَأَةٍ ثَيِّبٍ بِأَمْرِهَا فَأَثْبَتَ الْقَاضِيْ نِكَاحَهَا إِيَّاهُ وَالزَّوْجُ يَعْلَمُ أَنَّهُ لَمْ يَتَزَوَّجْهَا قَطُّ فَإِنَّهُ يَسَعُهُ هٰذَا النِّكَاحُ وَلَا بَأْسَ بِالْمُقَامِ لَهُ مَعَهَا.

٦٤٥٥۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ نکاح کیا جائے بیوہ عورت کا جب تک کہ اس کا حکم نہ لیا جائے اور نہ نکاح کیا جائے کنواری کا یہاں تک کہ اس کی اجازت لی جائے لوگوں نے کہا کہ اس کی اجازت کس طرح ہو؟ فرمایا یہ کہ چپ رہے یعنی جب اس سے اجازت طلب کی جائے تو وہ چپ رہے اور بعض لوگوں نے کہا کہ اگر کوئی مرد حیلہ کرے ساتھ دو جھوٹے گواہوں کے کسی بیوہ عورت کے نکاح پر اس کی اجازت سے یعنی دو جھوٹے گواہ قائم کرے کہ اس نے ایک شوہر دیدہ عورت سے نکاح کیا ہے اس کی رضا مندی سے اور ثابت کر دے قاضی دونوں گواہوں کی شہادت سے نکاح کرنا اس عورت کا اس مرد سے اور حالانکہ خاوند جعلی جانتا ہو کہ اس نے اس سے کبھی نکاح نہیں کیا تو اس کو اس نکاح میں گنجائش ہے اور اس کو اس کے ساتھ رہنا اور اس سے صحبت کرنا جائز ہے۔

فائدہ: کہا مہلب نے اتفاق ہے علماء کا اس پر کہ واجب ہے اجازت لینا بیوہ عورت سے اور اصل اس میں قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ أَنْ يَّنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ إِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ﴾ یعنی نہ روکو ان کو یہ کہ نکاح کریں اپنے خاوندوں سے جب کہ آپس میں راضی ہوں سو اس نے دلالت کی کہ نکاح موقوف ہے زوجین کی رضا مندی پر اور حکم کیا حضرت ﷺ نے ساتھ اجازت لینے کے بیوہ عورت سے اور رد کیا نکاح اس عورت کا جو زبردستی نکاح کی گئی بغیر اس کی رضا مندی کے تو حنفیہ کا قول ان سب سے خارج ہے۔ (فتح)

٦٤٥٦۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ

٦٤٥٦۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ

عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ ذَكْوَانَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبِكْرُ تُسْتَأْذَنُ قُلْتُ إِنَّ الْبِكْرَ تَسْتَحْيِيْ قَالَ إِذْنُهَا صُمَاتُهَا وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ إِنْ هَوِيَ رَجُلٌ جَارِيَةً يَتِيْمَةً أَوْ بِكْرًا فَأَبَتْ فَاحْتَالَ فَجَآءَ بِشَاهِدَيْ زُوْرٍ عَلٰى أَنَّهُ تَزَوَّجَهَا فَأَدْرَكَتْ فَرَضِيَتِ الْيَتِيْمَةُ فَقَبِلَ الْقَاضِيْ شَهَادَةَ الزُّوْرِ وَالزَّوْجُ يَعْلَمُ بِبُطْلَانِ ذٰلِكَ حَلَّ لَهُ الْوَطْءُ.

نے فرمایا کہ کنواری عورت سے اجازت لی جائے یعنی نکاح کے وقت، میں نے کہا کہ کنواری شرماتی ہے وہ کیونکر کہے گی فرمایا کہ اس کی اجازت اس کا چپ رہنا ہے اور کہا بعض لوگوں نے کہ اگر کوئی مرد کسی یتیم لڑکی یا کنواری عورت سے رغبت کرے یعنی نکاح کی اور وہ نہ مانے تو وہ حیلہ کرے اور دو جھوٹے گواہ لائے اس پر کہ اس نے اس سے نکاح کیا سو وہ یتیم لڑکی راضی ہوئی اور بالغ ہوئی یعنی اور وہ پہلے نابالغ تھی سو قاضی نے جھوٹی گواہی قبول کی اور خاوند جعلی جانتا ہو کہ باطل ہے تو حلال ہے اس کو اس سے وطی کرنی۔

فائدہ: کہا کرمانی نے کہ پہلی صورت کنواری عورت کے حق میں ہے اور دوسری شوہر دیدہ کے حق میں اور تیسری نابالغ لڑکی کے حق میں اور وہ اصل ان تین مسئلوں کا ایک ہے اور وہ یہ کہ حکم حاکم کا جاری ہوتا ہے ظاہر اور باطن میں حلال کرتا ہے حرام کو اور حرام کرتا ہے حلال کو اور فائدہ وارد کرنے ان کے کا مبالغہ کرنا ہے طعن میں اس واسطے کہ اس میں باعث ہوتا ہے خاوند کو تینوں صورتوں میں اوپر دلیر کرنے کے گناہ عظیم پر باوجود علم حرام ہونے اس کے اور کہا ابن بطال نے کہ نہیں حلال ہے یہ نکاح نزدیک کسی کے علماء سے اور حکم قاضی کا ظاہر عدالت گواہوں سے ظاہر میں نہیں حلال کرتا خاوند کے واسطے جو حرام کیا ہے اللہ تعالیٰ نے اوپر اس کے اور اتفاق ہے اس پر کہ نہیں حلال ہے اس کو کھانا غیر کے مال کا ایسی گواہی سے اور نہیں ہے کوئی فرق درمیان کھانے مال حرام کے اور وطی فرج حرام کے اور حجت حنفیہ کی یہ ہے کہ اجازت لینا صحت نکاح کے واسطے شرط نہیں اگرچہ واجب ہے اور جب ایسا ہوا تو گویا قاضی نے اس خاوند کا از سر نو نکاح کیا پس صحیح ہوگا اور یہ قول تنہا ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور حجت اس کی اثر علی رضی اللہ عنہ کا ہے شاهداك زوجاك یعنی تیرے دونوں گواہوں نے تیرا نکاح کر دیا اور مخالفت کی ہے اس کی صاحبین نے اور کہا ابن تین نے کہ کہا ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اگر دو جھوٹے گواہ گواہی دیں طلاق پر اور قاضی طلاق کا حکم کر دے تو عورت حاکم کے حکم سے مطلقہ ہو جاتی ہے اور اس کو اور خاوند سے نکاح کرنا جائز ہے اور جب حاکم کے واسطے نکاح اور طلاق میں ولایت ہے تو اس کا حکم ظاہر اور باطن میں نافذ ہوگا اور جب کہ محرم کے نکاح کر دینے اور مال غیر کے نقل کرنے میں ولایت نہیں ہے تو اس کا حکم صرف ظاہر میں نافذ ہوگا نہ باطن میں اور حجت جمہور کی یہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے فمن قضيت له من حق اخيه شيئا فلا ياخذه اور یہ عام ہے اموال اور شرم گاہوں میں سو اگر حکم حاکم کا پلٹ دیتا چیزوں کی حقیقت کو تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم بطریق اولیٰ ہوتا، میں کہتا ہوں اور ساتھ اس کے حجت پکڑی ہے شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اور حجت

پکڑی ہے ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ جدائی لعان میں واقع ہوتی ہے ساتھ قضا قاضی کے اگرچہ لعان کرنے والا باطن میں جھوٹا ہو اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ اثر مقدم علی رضی اللہ عنہ سے ثابت نہیں اور وہ موقوف ہے اور جب اصحاب کا اختلاف ہو تو نہیں ہوتا ہے قول بعض کا حجت بغیر مرجح کے اور ساتھ اس کے کہ جدائی لعان میں ثابت ہوئی ہے نص سے اور حاکم کو معلوم نہیں کہ لعان کرنے والا جھوٹا ہے۔ (فتح)

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنِ احْتِيَالِ الْمَرْأَةِ مَعَ الزَّوْجِ وَالضَّرَآئِرِ وَمَا نَزَلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ذٰلِكَ.

جو مکروہ ہے حیلہ کرنا عورت کے سے ساتھ خاوند کے اور سوکنوں کے اور جو اُتارا ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بیچ اس کے۔

فائدہ: کہا ابن تین نے کہ ترجمہ کے معنی ظاہر ہیں لیکن نہیں بیان کی جو چیز اس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اُتری اور وہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿لِمَ تُحَرِّمُ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ﴾ میں کہتا ہوں کہ اس کی مراد میں اختلاف ہے اور جو صحیح میں ہے وہ شہد ہے اور یہی زینب رضی اللہ عنہا کے قصے میں واقع ہوا ہے اور بعضوں نے کہا کہ ماریہ رضی اللہ عنہا کے حرام کرنے میں اور صحیح یہ ہے کہ آیت دونوں امر میں اتری۔ (فتح)

٦٤٥٧۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ الْحَلْوَآءَ وَيُحِبُّ الْعَسَلَ وَكَانَ إِذَا صَلَّى الْعَصْرَ أَجَازَ عَلٰى نِسَآئِهٖ فَيَدْنُوْ مِنْهُنَّ فَدَخَلَ عَلٰى حَفْصَةَ فَاحْتَبَسَ عِنْدَهَا أَكْثَرَ مِمَّا كَانَ يَحْتَبِسُ فَسَأَلْتُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ لِيْ أَهْدَتْ لَهَا امْرَأَةٌ مِّنْ قَوْمِهَا عُكَّةَ عَسَلٍ فَسَقَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُ شَرْبَةً فَقُلْتُ أَمَا وَاللّٰهِ لَنَحْتَالَنَّ لَهٗ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِسَوْدَةَ قُلْتُ إِذَا دَخَلَ عَلَيْكِ فَإِنَّهٗ سَيَدْنُوْ مِنْكِ فَقُوْلِيْ لَهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَكَلْتَ مَغَافِيْرَ فَإِنَّهٗ سَيَقُوْلُ لَا فَقُوْلِيْ لَهٗ مَا هٰذِهِ الرِّيْحُ وَكَانَ

٦٤٥٧۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم محبت رکھتے تھے شیرینی سے اور محبت رکھتے تھے شہد سے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ جب عصر کی نماز پڑھتے تو اپنی عورتوں پر گھومتے اور ان سے قریب ہو کر بیٹھتے سو ایک دن عصر کے بعد حفصہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوئے اور ان کے پاس عادت سے زیادہ ٹھہرے سو میں نے اس کا سبب پوچھا تو کسی نے مجھ سے کہا کہ اس کی قوم سے ایک عورت نے شہد کی کپی تحفہ بھیجا تھا تو حفصہ رضی اللہ عنہا نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا شربت پلایا تو میں نے کہا قسم ہے اللہ تعالیٰ کی البتہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے کوئی حیلہ کروں گی تو میں نے سودہ رضی اللہ عنہا سے ذکر کیا اور میں نے کہا کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تیرے پاس تشریف لائیں تو تجھ سے قریب ہوں گے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنا یا حضرت! آپ نے مغافیر کھائی کہ ایک قسم کی گوند ہے جس میں بو ہوتی ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تجھ سے کہیں گے کہ نہیں تو آپ سے کہنا

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْتَدُّ عَلَيْهِ أَنْ يُّوْجَدَ مِنْهُ الرِّيْحُ فَإِنَّهٗ سَيَقُوْلُ سَقَتْنِيْ حَفْصَةُ شَرْبَةَ عَسَلٍ فَقُوْلِيْ لَهٗ جَرَسَتْ نَحْلُهُ الْعُرْفُطَ وَسَأَقُوْلُ ذٰلِكِ وَقُوْلِيْهِ أَنْتِ يَا صَفِيَّةُ فَلَمَّا دَخَلَ عَلٰى سَوْدَةَ قُلْتُ تَقُوْلُ سَوْدَةُ وَالَّذِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ لَقَدْ كِدْتُ أَنْ أُبَادِرَهٗ بِالَّذِيْ قُلْتِ لِيْ وَإِنَّهٗ لَعَلَى الْبَابِ فَرَقًا مِنْكِ فَلَمَّا دَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَكَلْتَ مَغَافِيْرَ قَالَ لَا قُلْتُ فَمَا هٰذِهِ الرِّيْحُ قَالَ سَقَتْنِيْ حَفْصَةُ شَرْبَةَ عَسَلٍ قُلْتُ جَرَسَتْ نَحْلُهُ الْعُرْفُطَ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيَّ قُلْتُ لَهٗ مِثْلَ ذٰلِكَ وَدَخَلَ عَلٰى صَفِيَّةَ فَقَالَتْ لَهٗ مِثْلَ ذٰلِكَ فَلَمَّا دَخَلَ عَلٰى حَفْصَةَ قَالَتْ لَهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَلَا أَسْقِيْكَ مِنْهُ قَالَ لَا حَاجَةَ لِيْ بِهٖ قَالَتْ تَقُوْلُ سَوْدَةُ سُبْحَانَ اللّٰهِ لَقَدْ حَرَمْنَاهُ قَالَتْ قُلْتُ لَهَا اسْكُتِيْ.

کہ یہ بو کیسی ہے؟ اور حضرت ﷺ پر سخت گزرتا تھا یہ کہ آپ سے بو پائی جائے تو بے شک حضرت ﷺ فرمائیں گے کہ مجھ کو حفصہ رضی اللہ عنہا نے شہد کا شربت پلایا تو آپ سے کہنا کہ اس کی مکھی نے عرفط کو کھایا ہے کہ ایک درخت ہے کہ اس کا پھل بودار ہوتا ہے اور میں بھی یہ کہوں گی اور اے صفیہ! تو بھی یہ کہنا سو جب حضرت ﷺ سودہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوئے کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سو وہ کہتی ہے قسم ہے اس کی جس کے سوائے کوئی لائق عبادت کے نہیں البتہ میں قریب تھی کہ آپ کو پکاروں ساتھ اس کے جو تو نے مجھ سے کہا اور حالانکہ حضرت ﷺ دروازے پر تھے تیرے خوف سے سو جب حضرت ﷺ قریب ہوئے تو میں نے کہا یا حضرت! آپ نے مغافیر کھائی؟ حضرت ﷺ نے فرمایا نہیں سودہ رضی اللہ عنہا نے کہا پس یہ بو کیسی ہے؟ فرمایا کہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے مجھ کو شہد کا شربت پلایا کہا کہ اس کی مکھی نے عرفط کھایا پھر جب مجھ پر داخل ہوئے تو میں نے بھی اسی طرح کہا اور جب صفیہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوئے تو اس نے بھی اسی طرح کہا پھر جب حفصہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوئے تو اس نے آپ سے کہا یا حضرت! کیا میں آپ کو شہد کا شربت نہ پلاؤں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھ کو اس کی کچھ حاجت نہیں کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سودہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں سبحان اللہ البتہ ہم نے اس کو حضرت ﷺ پر حرام کر دیا عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے اس سے کہا چپ رہ۔

فائدہ: کہا ابن منیر نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جائز ہوا ان بیبیوں کے واسطے یہ کہ کہیں کہ آپ نے مغافیر کھائی اس واسطے کہ انہوں نے اس کو بطور استفہام کے وارد کیا اس دلیل سے کہ حضرت ﷺ نے اس کے جواب میں فرمایا لا اور ارادہ کیا انہوں نے ساتھ اس کے تعریض کا نہ صریح کذب پس یہ وجہ ہے حیلہ کی جو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا تھا کہ ہم حضرت ﷺ کے واسطے حیلہ کریں گی اور اگر محض جھوٹ ہوتا تو اس کو حیلہ نہ کہا جاتا اس واسطے کہ نہیں ہے کوئی شبہ اس

کے صاحب کے واسطے اور اس حدیث کی شرح کتاب الطلاق میں گذر چکی ہے۔ (فتح)

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْاِحْتِيَالِ فِي الْفِرَارِ مِنَ الطَّاعُوْنِ

جو مکروہ ہے حیلہ کرنے سے بیچ بھاگنے کے وبا سے

٦٤٥٨ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ خَرَجَ إِلَى الشَّامِ فَلَمَّا جَآءَ بِسَرْغَ بَلَغَهُ أَنَّ الْوَبَآءَ وَقَعَ بِالشَّامِ فَأَخْبَرَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بِأَرْضٍ فَلَا تَقْدَمُوْا عَلَيْهِ وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوْا فِرَارًا مِّنْهُ فَرَجَعَ عُمَرُ مِنْ سَرْغَ وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ عُمَرَ إِنَّمَا انْصَرَفَ مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ.

٦٤٥٨ـ حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ شام کی طرف نکلے جب مقام سرغ میں آئے تو ان کو خبر پہنچی کہ ملک شام میں وبا پڑی ہے تو عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ان کو خبر دی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم کسی زمین میں وبا سنو تو وہاں نہ جاؤ اور جب اسی زمین میں پڑے جس میں تم ہو تو نہ نکلو واسطے بھاگنے کے اس سے سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ سرغ سے پلٹ آئے اور ابن شہاب سے ہے سالم سے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ تو عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کی حدیث سے پلٹے تھے۔

٦٤٥٩ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنَا عَامِرُ بْنُ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ أَنَّهُ سَمِعَ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ يُحَدِّثُ سَعْدًا أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ الْوَجَعَ فَقَالَ رِجْزٌ أَوْ عَذَابٌ عُذِّبَ بِهِ بَعْضُ الْأُمَمِ ثُمَّ بَقِيَ مِنْهُ بَقِيَّةٌ فَيَذْهَبُ الْمَرَّةَ وَيَأْتِي الْأُخْرٰى فَمَنْ سَمِعَ بِهِ بِأَرْضٍ فَلَا يُقْدِمَنَّ عَلَيْهِ وَمَنْ كَانَ بِأَرْضٍ وَقَعَ بِهَا فَلَا يَخْرُجْ فِرَارًا مِّنْهُ.

٦٤٥٩ـ حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر کیا وبا کو سو فرمایا کہ رجز ہے یا فرمایا عذاب ہے کہ عذاب ہوا اس سے بعض امتوں کو پھر اس میں سے کچھ چیز باقی رہی سو ایک بار جاتی ہے اور دوسری بار آتی ہے یعنی وبا سو جو کسی زمین میں سنے تو وہاں نہ جائے اور جو اس زمین میں ہو جہاں وبا پڑے تو نہ نکلے واسطے بھاگنے کے اس سے۔

فائدہ: اور طاعون سے بھاگنے میں حیلہ کرنے کی یہ صورت ہے کہ مثلاً تجارت یا زیارت کے واسطے نکلے اور اس کی

نیت ساتھ اس کے وبا سے بھاگنے کی ہو اور استدلال کیا ہے ابن باقلانی نے ساتھ قصے عمر رضی اللہ عنہ کے اس پر کہ اصحاب مقدم کرتے تھے خبر واحد کو قیاس پر اس واسطے کہ سب اصحاب نے اتفاق کیا رجوع پر واسطے اعتماد کرنے کے عبدالرحمٰن کی حدیث پر جو خبر واحد ہے اس کے بعد کہ انہوں نے مشقت اٹھائی چلنے میں مدینے سے شام تک پھر پلٹ آئے اور شام میں داخل نہ ہوئے۔ (فتح)

بَابٌ فِي الْهِبَةِ وَالشُّفْعَةِ وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ إِنْ وَهَبَ هِبَةً أَلْفَ دِرْهَمٍ أَوْ أَكْثَرَ حَتَّى مَكَثَ عِنْدَهُ سِنِينَ وَاحْتَالَ فِي ذٰلِكَ ثُمَّ رَجَعَ الْوَاهِبُ فِيهَا فَلَا زَكَاةَ عَلٰى وَاحِدٍ مِّنْهُمَا فَخَالَفَ الرَّسُوْلَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْهِبَةِ وَأَسْقَطَ الزَّكَاةَ.

باب ہے ہبہ اور شفعہ میں یعنی کس طرح داخل ہوتا ہے ان میں حیلہ اکٹھے اور جدا جدا اور کہا بعض لوگوں نے کہ اگر ہبہ کرے ہزار درہم یا زیادہ یہاں تک کہ کئی سال اس کے پاس رہیں اور اس میں حیلہ کرے پھر ہبہ کرنے والا اس میں رجوع کرے تو نہیں واجب ہے زکوٰۃ کسی پر دونوں میں سے کہا اور ابوعبداللہ بخاری رحمہ اللہ نے سو اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی ہبہ میں اور ساقط کیا زکوٰۃ کو۔

فائدہ: پھر اس میں حیلہ کرے یعنی ساتھ اس طور سے کہ مواطاۃ کرے ساتھ موہوب لہ کے اوپر اس کے ورنہ پس نہیں تمام ہوتا ہے ہبہ مگر ساتھ قبض کرنے کے اور جب قبض کرے تو اس کو اس میں تصرف کرنے کا اختیار ہوتا ہے اور نہیں جائز ہے ہبہ کرنے والے کو رجوع کرنا بیچ اس کے بعد تصرف کے پس نہیں ہے کوئی چارہ موالات سے ساتھ اس کے کہ اس میں تصرف نہ کرے تا کہ تمام ہو حیلہ اور کہا ابن بطال نے کہ جب موہوب ہبہ کو قبض کرے تو وہ اس کا مالک ہے سو جب اس کے پاس اس پر سال گزر جائے تو واجب ہے اس پر زکوٰۃ بیچ اس کے نزدیک تمام علماء کے اور بہر حال اس میں رجوع کرنا پس نہیں جائز ہے نزدیک جمہور کے مگر اس چیز میں جو اپنے بیٹے کو ہبہ کرے سو اگر رجوع کرے اس میں باپ بعد سال کے تو واجب ہے اس میں زکوٰۃ بیٹے پر، میں کہتا ہوں اور اگر سال سے پہلے رجوع کرے تو صحیح ہوتا ہے رجوع اور از سر نو سال کو شمار کرے اور اگر اس کو زکوٰۃ کے ساقط کرنے کے واسطے کرے تو زکوٰۃ ساقط ہو جاتی ہے اور وہ گنہگار ہوتا ہے باوجود اس کے اور جو حیلہ کرنے کو مطلق باطل کہتا ہے اس کے قول پر اس کا رجوع صحیح نہیں اس واسطے کہ ثابت ہو چکا ہے کہ ہبہ میں رجوع کرنا منع ہے خاص کر جب کہ اس کے ساتھ حیلہ ہو زکوٰۃ کے ساقط کرنے کا اور یہ جو کہا کہ اس نے مخالفت کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یعنی اس نے خلاف کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہر حدیث کا اور وہ منع کرنا ہے رجوع کرنے سے ہبہ میں اور کہا ابن تین نے مراد اس کی یہ ہے کہ ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مذہب یہ ہے کہ جو والدین کے سوائے ہے اس کے ہبہ میں رجوع کرے اور نہ رجوع کرے باپ اپنے بیٹے کے ہبہ میں اور وہ خلاف ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کا کہ فرمایا کہ نہیں حلال کسی کو کہ ہبہ کرے کوئی چیز پھر اس میں رجوع

کرے مگر باپ کو اس چیز میں جو اپنے بیٹے کو دے اور جو اپنے ہبہ کی چیز میں رجوع کرے وہ مثل کتے کی ہے کہ قے کر کے چاٹے، میں کہتا ہوں بنا بر اس کے پس سوائے اس کے کچھ نہیں کہ روایت کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کو واسطے اشارہ کرنے کی طرف اس چیز کی کہ اس کے بعض طریقوں میں واقع ہوئی ہے اور وہ ابوداؤد میں ہے اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ زکوٰۃ واجب ہے موہوب لہ پر جتنی مدت اس کے پاس مال رہا۔ (فتح)

٦٤٦٠۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوْبَ السَّخْتِيَانِيِّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَآئِدُ فِيْ هِبَتِهٖ كَالْكَلْبِ يَعُوْدُ فِيْ قَيْئِهٖ لَيْسَ لَنَا مَثَلُ السَّوْءِ.

۶۴۶۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی ہبہ کی چیز کا پھیر لینے والا کتے کی مثل ہے جو اپنی قے کو پھر نگل جاتا ہے ہمارے واسطے بری کہاوت نہیں۔

٦٤٦١۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ إِنَّمَا جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشُّفْعَةَ فِيْ كُلِّ مَا لَمْ يُقْسَمْ فَإِذَا وَقَعَتِ الْحُدُوْدُ وَصُرِّفَتِ الطُّرُقُ فَلَا شُفْعَةَ. وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ الشُّفْعَةُ لِلْجِوَارِ ثُمَّ عَمَدَ إِلٰى مَا شَدَّدَهٗ فَأَبْطَلَهٗ وَقَالَ إِنِ اشْتَرٰى دَارًا فَخَافَ أَنْ يَّأْخُذَ الْجَارُ بِالشُّفْعَةِ فَاشْتَرٰى سَهْمًا مِّنْ مِّائَةِ سَهْمٍ ثُمَّ اشْتَرَى الْبَاقِيَ وَكَانَ لِلْجَارِ الشُّفْعَةُ فِي السَّهْمِ الْأَوَّلِ وَلَا شُفْعَةَ لَهٗ فِيْ بَاقِي الدَّارِ وَلَهٗ أَنْ يَّحْتَالَ فِيْ ذٰلِكَ.

۶۴۶۱۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹھہرایا ہے شفعہ کو اس چیز میں جو تقسیم نہیں ہوئی اور جب حدیں واقع ہوں اور پھیری جائیں راہیں تو نہیں ہے شفعہ اور کہا بعض لوگوں نے شفعہ جوار یعنی ہمسائے کے واسطے ہے یعنی مشروع ہے شفعہ ہمسائے کے واسطے جیسا کہ مشروع ہے شریک کے واسطے پھر قصد کیا اس نے طرف اس چیز کی جس کو سخت کیا سو اس کو باطل کیا یعنی جس جگہ کہا کہ نہیں شفعہ ہے ہمسائے کے واسطے اس صورت میں اور وہ صورت یہ ہے اور کہا اگر خریدے یعنی ارادہ کرے سارا گھر خریدنے کا سو خوف کرے کہ ہمسایہ شفعہ لے تو خریدے ایک حصہ سو حصے میں سے پھر خریدے باقی کو اور ہمسائے کے واسطے پہلے حصے میں شفعہ تھا سو نہیں شفعہ ہے اس کے واسطے باقی گھر میں اور اس کو جائز ہے کہ اس میں حیلہ کرے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ اصل یہ مسئلہ اس طور سے کہ کسی نے ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ میں ایک گھر خریدنے کا ارادہ کرتا ہوں اور ہمسائے کے شفعہ سے ڈرتا ہوں سو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اس کے سو حصے مشترکہ سے ایک حصہ خرید کر تو اس کے مالک کا شریک ہو جائے گا پھر اس سے باقی سارا گھر خرید لینا تیرا حق شفعہ مقدم ہو گا ہمسائے

کے شفعہ سے اور پہلے ایک حصہ خریدنے کو اس واسطے کہا کہ ہمسایہ اس کو حقیر جان کر نہ خریدے گا اور یہ مسئلہ حدیث کے مخالف نہیں فقط اس میں الزام ہے تناقض کا کہ وہ ہمسائے کے واسطے شفعہ کے قائل ہیں پھر اس کو اس حیلہ سے ساقط کرتے ہیں اور مشہور یہ ہے کہ یہ حیلہ ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سخت مکروہ ہے یہ حیلہ کرنا واسطے ساقط کرنے شفعہ کے پھر سوائے اس کے کچھ نہیں کہ محل اس کا اس شخص کے حق میں ہے جو حیلہ کرے شفعہ واجب ہونے سے پہلے اور بہر حال اس کے بعد جیسا کہے شفعہ والے سے کہ لے یہ مال اور شفعہ والے سے مطالبہ نہ کر اور وہ راضی ہو جائے اور مال لے لے تو اس کا شفعہ بالاتفاق باطل ہو جاتا ہے۔ (فتح)

٦٤٦٢۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ مَيْسَرَةَ سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ الشَّرِيْدِ قَالَ جَآءَ الْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ فَوَضَعَ يَدَهٗ عَلٰى مَنْكِبِيْ فَانْطَلَقْتُ مَعَهٗ إِلٰى سَعْدٍ فَقَالَ أَبُوْ رَافِعٍ لِلْمِسْوَرِ أَلَا تَأْمُرُ هٰذَا أَنْ يَّشْتَرِيَ مِنِّيْ بَيْتِي الَّذِيْ فِيْ دَارِيْ فَقَالَ لَا أَزِيْدُهٗ عَلٰى أَرْبَعِ مِائَةٍ إِمَّا مُقَطَّعَةٍ وَإِمَّا مُنَجَّمَةٍ قَالَ أُعْطِيْتُ خَمْسَ مِائَةٍ نَقْدًا فَمَنَعْتُهٗ وَلَوْلَا أَنِّيْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْجَارُ أَحَقُّ بِصَقَبِهٖ مَا بِعْتُكَهٗ أَوْ قَالَ مَا أَعْطَيْتُكَهٗ قُلْتُ لِسُفْيَانَ إِنَّ مَعْمَرًا لَمْ يَقُلْ هٰكَذَا قَالَ لٰكِنَّهٗ قَالَ لِيْ هٰكَذَا وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَّبِيْعَ الشُّفْعَةَ فَلَهٗ أَنْ يَّحْتَالَ حَتّٰى يُبْطِلَ الشُّفْعَةَ فَيَهَبَ الْبَآئِعُ لِلْمُشْتَرِي الدَّارَ وَيَحُدُّهَا وَيَدْفَعُهَا إِلَيْهِ وَيُعَوِّضُهُ الْمُشْتَرِيْ أَلْفَ دِرْهَمٍ فَلَا يَكُوْنُ لِلشَّفِيْعِ فِيْهَا شُفْعَةٌ.

٦٤٦٢۔ حضرت عمرو بن شرید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مسور آیا تو اس نے اپنا ہاتھ میرے مونڈھے پر رکھا سو میں اس کے ساتھ سعد کی طرف چلا تو ابورافع نے مسور سے کہا کہ کیا تو نہیں حکم کرتا اس کو کہ خریدے مجھ سے میرا گھر جو اس کی حویلی میں ہے تو اس نے کہا کہ میں اس کو چار سو سے زیادہ نہیں دوں گا متفرق یا کہا قسطوں سے ابورافع نے کہا کہ مجھ کو پانچ سو ملتا تھا سو میں نے اس کو نہ لیا اور اگر میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ سنا ہوتا فرماتے تھے کہ ہمسایہ زیادہ تر حق دار ہے اپنے لگے ہوئے مکان کا تو میں اس کو تیرے ہاتھ نہ بیچتا یا کہا میں تجھ کو نہ دیتا میں نے سفیان سے کہا کہ معمر نے یہ نہیں کہا سفیان نے کہا لیکن اس نے مجھ سے اسی طرح کہا ہے اور پہلے قلت کا قائل علی بن مدینی ہے اور کہا بعض لوگوں نے کہ جب ارادہ کرے شفعہ کے بیچنے کا تو اس کو جائز ہے کہ حیلہ کرے تا کہ باطل کرے شفعہ کو سو بائع اپنا گھر مشتری کو ہبہ کر دے اور اس کی حدیں بیان کرے اور وہ گھر اس کو دے دے اور مشتری اس کے عوض اُس کو مثلاً ہزار درہم دے تو نہ ہو گا شفیع کے واسطے اس میں شفعہ۔

فائدہ: یعنی اور شرط کرے کہ عوض مذکور مشروط نہ ہو اور اگر ہوتا تو شفعہ والا اس کو قیمت سے لیتا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ساقط ہوا ہے شفعہ اس صورت میں اس واسطے کہ ہبہ نہیں ہے معاوضہ محض سو مشابہ ہو گا ارث کو اور کہا ابن

تین نے کہ مراد بخاری رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ بیان کرے کہ جو حضرت ﷺ نے ہمسائے کے واسطے حق ٹھہرایا ہے نہیں حلال ہے اس کو باطل کرنا اس کا اور کہا مہلب نے کہ مناسبت ذکر حدیث ابو رافع کی یہ ہے کہ جس چیز کو حضرت ﷺ نے کسی شخص کے حق میں ٹھہرایا ہے اس کا باطل کرنا کسی کو حلال نہیں نہ حیلے سے نہ غیر اس کے سے۔ (فتح)

٦٤٦٣۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ عَنْ أَبِي رَافِعٍ أَنَّ سَعْدًا سَاوَمَهُ بَيْتًا بِأَرْبَعِ مِائَةِ مِثْقَالٍ فَقَالَ لَوْلَا أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْجَارُ أَحَقُّ بِصَقَبِهِ لَمَا أَعْطَيْتُكَ. وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ إِنِ اشْتَرَى نَصِيبَ دَارٍ فَأَرَادَ أَنْ يُبْطِلَ الشُّفْعَةَ وَهَبَ لِابْنِهِ الصَّغِيرِ وَلَا يَكُونُ عَلَيْهِ يَمِينٌ.

۶۴۶۳۔ حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سعد رضی اللہ عنہ نے اس کے گھر کا چار سو مثقال قیمت ڈالی تو ابو رافع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر میں نے حضرت ﷺ سے نہ سنا ہوتا فرماتے تھے کہ ہمسائیہ زیادہ تر حق دار ہے اپنے لگے ہوئے مکان کا تو میں تجھ کو نہ دیتا اور بعض لوگوں نے کہا کہ اگر گھر کا ایک حصہ خریدے اور چاہے کہ شفعہ کو باطل کرے تو اپنے چھوٹے لڑکے کو ہبہ کر دے اور نہ ہو گی اس پر قسم۔

فائدہ: یعنی اس واسطے کہ اگر بڑے کو ہبہ کرے تو واجب ہو گی اس پر قسم سو حیلہ کرے اس کے ساقط کرنے میں کہ چھوٹے نابالغ لڑکے کو ہبہ کر دے کہا ابن بطال نے یہ اس واسطے کہا کہ جو اپنے بیٹے کو کوئی چیز ہبہ کر دے تو یہ اس نے مباح کام کیا اور جو ہبہ چھوٹے بیٹے کے واسطے ہو اس کو باپ قبول کرتا ہے اپنے بیٹے کے واسطے اپنے نفس سے اور اشارہ کیا ساتھ قسم کے اس طرف کہ اگر جنبی کو ہبہ کرے تو جائز ہے شفیع کے واسطے کہ اجنبی کو قسم دے کہ کیا یہ ہبہ حقیقی ہے اور وہ جاری ہوا ہے اپنی شروط سے اور چھوٹا قسم نہیں دیا جاتا اور مالکیہ کے نزدیک اس کی طرف سے باپ قسم کھائے اور مالک رحمہ اللہ سے ہے کہ موہوب چیز میں شفعہ نہیں ہے۔ (فتح)

بَابُ احْتِيَالِ الْعَامِلِ لِيُهْدٰى لَهٗ

حیلہ کرنا عامل کا تا کہ اس کو تحفہ بھیجا جائے

٦٤٦٤۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ اسْتَعْمَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا عَلٰى صَدَقَاتِ بَنِي سُلَيْمٍ يُدْعَى ابْنَ اللُّتْبِيَّةِ فَلَمَّا جَاءَ حَاسَبَهٗ قَالَ هٰذَا مَالُكُمْ وَهٰذَا هَدِيَّةٌ فَقَالَ

۶۴۶۴۔ حضرت ابو حمید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک مرد کو قوم بنی سلیم سے زکوٰۃ تحصیل کرنے پر حاکم کیا ابن لتبیہ کہا جاتا تھا سو جب وہ آیا تو حضرت ﷺ نے اس سے حساب کیا اس نے کہا یہ تمہارا مال ہے اور یہ ہدیہ ہے جو مجھ کو تحفہ بھیجا گیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو کیوں نہ بیٹھا اپنے ماں باپ کے گھر میں تا کہ تیرا تحفہ تیرے پاس آتا اگر

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَلَّا جَلَسْتَ فِيْ بَيْتِ أَبِيْكَ وَأُمِّكَ حَتّٰى تَأْتِيَكَ هَدِيَّتُكَ إِنْ كُنْتَ صَادِقًا ثُمَّ خَطَبَنَا فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّيْ أَسْتَعْمِلُ الرَّجُلَ مِنْكُمْ عَلَى الْعَمَلِ مِمَّا وَلَّانِيَ اللّٰهُ فَيَأْتِيْ فَيَقُوْلُ هٰذَا مَالُكُمْ وَهٰذَا هَدِيَّةٌ أُهْدِيَتْ لِيْ أَفَلَا جَلَسَ فِيْ بَيْتِ أَبِيْهِ وَأُمِّهِ حَتّٰى تَأْتِيَهُ هَدِيَّتُهُ وَاللّٰهِ لَا يَأْخُذُ أَحَدٌ مِّنْكُمْ شَيْئًا بِغَيْرِ حَقِّهِ إِلَّا لَقِيَ اللّٰهَ يَحْمِلُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَلَأَعْرِفَنَّ أَحَدًا مِّنْكُمْ لَقِيَ اللّٰهَ يَحْمِلُ بَعِيْرًا لَهُ رُغَاءٌ أَوْ بَقَرَةً لَهَا خُوَارٌ أَوْ شَاةً تَيْعَرُ ثُمَّ رَفَعَ يَدَهُ حَتّٰى رُئِيَ بَيَاضُ إِبْطِهِ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ بَصُرَ عَيْنِيْ وَسَمِعَ أُذُنِيْ.

تو سچا ہے پھر ہم پر خطبہ پڑھا اور اللہ تعالیٰ کی حمد اور ثنا کی پھر فرمایا حمد اور صلوٰۃ کے بعد سو میں کسی مرد کو تم میں سے حاکم کرتا ہوں عمل پر اس چیز سے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اس پر حاکم کیا ہے سو وہ آتا ہے تو کہتا ہے کہ یہ تمہارا مال ہے اور یہ ہدیہ ہے جو مجھ کو تحفہ بھیجا گیا سو کیوں نہ بیٹھا اپنے ماں باپ کے گھر میں تا کہ اس کا ہدیہ اس کے پاس آتا اور قسم ہے اللہ تعالیٰ کی نہیں لے گا تم میں سے کوئی چیز ناحق مگر کہ ملے گا اللہ تعالیٰ سے اس حال میں کہ قیامت کے دن اس کو اپنی گردن پر اٹھائے ہوگا سو میں نہ پہچانوں کسی کو تم میں سے کہ ملے اللہ تعالیٰ سے اس حال میں کہ اونٹ کو اٹھائے جس کے واسطے آواز ہو یا گائے کو کہ اس کے واسطے آواز ہو یا بکری کو کہ چلاتی ہو پھر حضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ اٹھایا یہاں تک کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی گئی فرماتے تھے الٰہی! کیا میں نے تیرا حکم پہنچایا میری دونوں آنکھوں نے دیکھا اور میرے دونوں کانوں نے سنا۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الاحکام میں آئے گی اور مطابقت اس کی ترجمہ سے اس جہت سے ہے کہ مالک ہونا اس کا تحفہ بھیجے چیز کو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تھا واسطے علت ہونے اس کے عامل سو اس نے اعتقاد کیا کہ جو اس کو تحفہ بھیجا گیا ہو صرف اسی اکیلے کا حق ہے سوائے اور حق داروں کے جن کے حقوق میں اس نے عمل کیا تھا سو حضرت ﷺ نے اس کے واسطے بیان کیا کہ جن حقوق کے سبب سے اس نے عمل کیا ہے وہی سبب ہیں اس کی طرف تحفہ بھیجنے کا اور یہ کہ اگر وہ اپنے گھر میں رہتا تو اس کو کوئی چیز تحفہ نہ بھیجی جاتی سو نہیں حلال ہے اس کے واسطے کہ اس کو حلال جانے مجرد اس بات سے کہ وہ اس کی طرف بطورِ ہدیہ کے پہنچا اس واسطے کہ یہ تو صرف اسی وقت ہوتا ہے جب کہ محض اسی کا حق ہو اور کسی کا اس میں حق نہ ہو کہا مہلب نے کہ حیلہ کرنا عامل کا تا کہ اس کو ہدیہ بھیجا جائے واقع ہوتا ہے ساتھ اس طور کے کہ سہولت کرے بعض اس شخص پر جس پر حق ہو پس اسی واسطے فرمایا کہ کیوں نہ بیٹھا اپنے ماں باپ کے گھر میں اور دیکھتا کہ اس کو تحفہ بھیجا جاتا ہے یا نہیں سو اشارہ کیا اس طرف کہ اگر نہ ہوتی اُمید کہ وہ حق سے کچھ چھوڑ دے گا تو اس کو تحفہ نہ بھیجتا سو حضرت ﷺ نے ہدیہ کا لینا واجب کیا اور اس کو مسلمانوں کے مال کے ساتھ جوڑا اور میں نے صریح نہیں دیکھا کہ حضرت ﷺ نے وہ تحفہ اس سے لے لیا ہو کہا ابن بطال نے کہ دلالت کی

حدیث نے اس پر کہ تحفہ عامل اور حاکم کے واسطے ہوتا ہے واسطے شکر معروف اس کے یا واسطے محبت کے طرف اس کی یا واسطے اس امید کے کہ کچھ حق میں سے چھوڑ دے گا سو حضرت ﷺ نے اشارہ کیا اس طرف کہ وہ اس چیز میں جو اس کو تحفہ بھیجی گئی مثل اور مسلمانوں کے ہے اس کو اس میں کچھ زیادتی نہیں اور یہ کہ نہیں جائز ہے اکیلا اور مقدم ہونا ساتھ اس کے غیروں پر اور ظاہر یہ ہے کہ تیسری صورت اگر واقع ہو تو نہیں حلال ہے عامل کے جزما یعنی کچھ حق سے چھوڑ دینا اور جو اس سے پہلے وہ طرف احتمال میں ہے۔ (فتح)

٦٤٦٥۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيْدِ عَنْ أَبِيْ رَافِعٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجَارُ أَحَقُّ بِصَقَبِهٖ وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ إِنِ اشْتَرٰى دَارًا بِعِشْرِيْنَ أَلْفَ دِرْهَمٍ فَلَا بَأْسَ أَنْ يَّحْتَالَ حَتّٰى يَشْتَرِيَ الدَّارَ بِعِشْرِيْنَ أَلْفَ دِرْهَمٍ وَيَنْقُدَهٗ تِسْعَةَ آلَافِ دِرْهَمٍ وَتِسْعَ مِائَةِ دِرْهَمٍ وَتِسْعَةً وَتِسْعِيْنَ وَيَنْقُدَهٗ دِيْنَارًا بِمَا بَقِيَ مِنَ الْعِشْرِيْنَ الْأَلْفَ فَإِنْ طَلَبَ الشَّفِيْعُ أَخَذَهَا بِعِشْرِيْنَ أَلْفَ دِرْهَمٍ وَإِلَّا فَلَا سَبِيْلَ لَهٗ عَلَى الدَّارِ فَإِنِ اسْتُحِقَّتِ الدَّارُ رَجَعَ الْمُشْتَرِيْ عَلَى الْبَائِعِ بِمَا دَفَعَ إِلَيْهِ وَهُوَ تِسْعَةُ آلَافِ دِرْهَمٍ وَتِسْعُ مِائَةٍ وَتِسْعَةٌ وَتِسْعُوْنَ دِرْهَمًا وَدِيْنَارٌ لِأَنَّ الْبَيْعَ حِيْنَ اسْتُحِقَّ انْتَقَضَ الصَّرْفُ فِي الدِّيْنَارِ فَإِنْ وَجَدَ بِهٰذِهِ الدَّارِ عَيْبًا وَلَمْ تُسْتَحَقَّ فَإِنَّهٗ يَرُدُّهَا عَلَيْهِ بِعِشْرِيْنَ أَلْفَ دِرْهَمٍ.

٦٤٦٥۔ حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہمسایہ زیادہ تر حق دار ہے اپنے لگے مکان کا اور کہا بعض لوگوں نے کہ اگر کوئی بیس ہزار درہم سے گھر خریدنا چاہے تو نہیں ہے کچھ ڈر کہ حیلہ کرے یعنی واسطے ساقط کرنے شفعہ کے جب کہ خریدے گھر کو بیس ہزار درہم سے اور بائع کو ایک کم دس ہزار درہم دے اور جو بیس ہزار درہم سے باقی ہے یعنی دس ہزار اور ایک درہم اس کے بدلے اس کو دینار دے یعنی بطور بیع صرف کی اس سے یعنی گویا اس نے ایک اشرفی دے کر دس ہزار درہم مول لیا پھر اگر شفیع والا شفعہ کا مطالبہ کرے تو اس کو بیس ہزار درہم سے لے گا اور پوری قیمت اس کو دینی پڑے گی یعنی اگر راضی ہو ساتھ اس قیمت کے جس پر عقد واقع ہوا ورنہ اس کو گھر کی طرف کوئی راہ نہیں یعنی واسطے ساقط ہونے شفعہ کے اس واسطے کہ وہ باز رہا ہے بدل قیمت سے جس پر عقد واقع ہوا اور اگر ظاہر ہو کہ وہ گھر بائع کے سوائے کسی اور کا حق ہے تو رجوع کرے مشتری بائع پر ساتھ اس چیز کے جو اس کو دی یعنی ایک اشرفی اور ایک کم دس ہزار درہم یعنی اس واسطے کہ یہی قدر ہے جو اس نے بائع کو دیا تھا اور نہ رجوع کرے اس پر ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہوا ہے اس پر عقد اس واسطے کہ بیع یعنی جو چیز بکی جب مستحق ہوئی واسطے غیر کے یعنی وہ غیر کا حق نکلا تو ٹوٹ گئی بیع صرف جو

واقع ہوئی تھی درمیان بائع اور مشتری کے گھر مذکور ساتھ
دینار کے یعنی بیع صرف کہ وہ بیع نقد کی ہے ساتھ نقد کے
باطل ہوئی اس واسطے کہ بیع صرف بنی تھی اوپر بیع گھر کے اور
گھر کی بیع باطل ہوئی تو جو اس پر مبنی ہے وہ بھی باطل ہوا پھر
اگر اس گھر میں کوئی عیب پائے اور نہ ظاہر ہو اس میں حق کسی
کا تو رد کرے اس کو اوپر اس کے بیس ہزار درہم سے یعنی اور
یہ تناقض ہے ظاہر۔

فائدہ: اور اسی واسطے اس کے پیچھے یہ کہا سو جائز رکھا ہے اس دغا بازی کو درمیان مسلمانوں کے اور فرق ان کے نزدیک یہ ہے کہ بیع اول مبنی ہے اوپر خریدنے گھر کے اور وہ بیع ٹوٹ گئی یہ اور لازم آتا ہے نہ قبض کرنا مجلس میں سو نہیں جائز ہے اس کے واسطے گر یہ کہ لے مگر جو اس کو دیا اور وہ درہم اور دینار ہے برخلاف رد کرنے کے ساتھ عیب کے اس واسطے کہ بیع صحیح ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ فسخ ہوتی ہے مشتری کے اختیار سے اور بہرحال بیع صرف کی سو واقع ہوئی تھی صحیح سو نہیں لازم آتا اس کے فسخ ہونے سے باطل ہونا اس کا کہا ابن بطال نے کہ خاص کیا ہے قدر کو سونے اور چاندی سے ساتھ مثال کے اس واسطے کہ چاندی اور سونے کا کم وبیش بیچنا درست ہے جب کہ دست بدست ہو سو بنا کیا ہے قائل نے اپنے اصل کو اوپر اس کے سو جائز رکھا ہے اس نے بیچنا دس درہموں اور ایک اشرفی کا بدلے گیارہ درہموں کے دس درہم بدلے دس درہم کے اور ایک اشرفی بدلے ایک درہم کے اور اسی واسطے صورت مذکور میں ایک اشرفی کو بدلے دس ہزار درہم کے ٹھہرایا ہے تا کہ بھاری جانے شفعہ والا اس قیمت کو جس پر عقد واقع ہوا ہے سو چھوڑ دے شفعہ کو اور ساقط ہو شفعہ اس کا اور نہیں التفات ہے اس چیز کی طرف کہ نقد دے اس واسطے کہ مشتری نے تجاوز کیا ہے واسطے بائع کے نزدیک عقد کے اور خلاف کیا ہے مالک رحمۃ اللہ علیہ نے بیچ اس کے سو کہا کہ رعایت اس میں نقد کی ہے جو حاصل ہوا ہے ہاتھ بائع کے ہاتھ میں بیچ اس کے کہ لے شفعہ والا بدلیل اجماع کے اس پر کہ وہ استحقاق اور رد کرنے میں ساتھ عیب کے نہ رجوع کرے مگر ساتھ اس چیز کے جو اس نے دی اور کہا مہلب نے کہ مناسبت اس حدیث کی واسطے اس مسئلے کے یہ ہے کہ جب حدیث نے دلالت کی اس پر کہ ہمسایہ زیادہ تر حق دار ہے ساتھ بیع کے غیر اس کے سے واسطے رعایت اس کے حق کے تو لازم ہے کہ ہو حق یہ کہ نرمی کی جائے ساتھ اس کے قیمت میں اور نہ قائم کیا جائے اس پر عروض کو ساتھ اکثر کے اس کی قیمت سے اور البتہ سمجھا صحابی نے جو حدیث کا راوی ہے اس قدر کو سو مقدم کیا ہمسائے کو عقد میں ساتھ قیمت کے کہ دفع کیا ہے اس کو طرف اس کی اوپر اس کے جس نے دفع کیا ہے طرف اس کی اکثر اس سے بقدر چوتھائی اس کی کے واسطے رعایت جار کے جس کی رعایت کا شارع نے حکم کیا ہے۔ (فتح)

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ فَأَجَازَ هٰذَا الْخِدَاعَ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ.

کہا ابو عبداللہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے سو جائز رکھا ہے اس نے اس دغا بازی کو درمیان مسلمانوں کے۔

فائدہ: یعنی حیلہ کرنا تا کہ واقع کرے شریک شفعہ والے کو بیچ غبن شدید کے اگر لے وہ شفعہ کو یا باطل کرنا اس کے حق کا اگر چھوڑ دے واسطے خوف غبن کے قیمت میں ساتھ زیادتی فاحشہ کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وارد کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مسئلہ استحقاق کا جو گزرا تا کہ استدلال کرے ساتھ اس کے اس پر کہ وہ قصد کرنے والا تھا واسطے حیلہ کے بیچ باطل کرنے شفعہ کے اور اس کی رد بالعیب کے مسئلے کو بیان کیا تا کہ بیان کرے کہ وہ تحکم ہے اور اس کا تقاضا یہ تھا کہ نہ پھیرتا مگر جو اس نے قبض کیا نہ اس سے زائد۔ (فتح)

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْعُ الْمُسْلِمِ لَا دَاءَ وَلَا خِبْثَةَ وَلَا غَائِلَةَ.

اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیع مسلمان کی نہ اس میں کوئی عیب ہے جو واجب کرے رد کو اور نہ کوئی خبث اور نہ کوئی آفت۔

فائدہ: خبثہ یہ ہے کہ ہو بیع غیر طیب جیسے کہ اس قوم سے کہ نہیں حلال ہے قیدی ان کا واسطے عہد و پیمان کے کہ ان کے ساتھ ہوا ہو اور غائلہ یہ ہے کہ کوئی امر پوشیدہ لائے جیسے کہ دغا بازی اور دھوکا اور بعضوں نے تفسیر کیا ہے غائلہ کو ساتھ چوری اور باق وغیرہ کے اور یہ ایک ٹکڑا ہے حدیث کا جو بیوع میں گزری کہ عداء بن خالد نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لونڈی یا غلام خریدا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے واسطے ایک نوشتہ لکھا یہ وہ چیز ہے جو خریدی علاء نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول سے لونڈی یا غلام نہ اس میں کوئی عیب ہے اور نہ دغا اور نہ خبث بیع مسلمان کی ہے ساتھ مسلمان کے اور اس کی سند حسن ہے کہا ابن بطال نے کہ مستفاد ہوتا ہے اس حدیث سے کہ نہیں جائز ہے حیلہ کرنا بیچ کسی چیز کے مسلمانوں کی بیعوں سے ساتھ صرف مذکور کے اور نہ غیر اس کے، میں کہتا ہوں اور وجہ اس کی یہ ہے کہ اگرچہ لفظ حدیث کا لفظ خبر کا ہے لیکن اس کے معنی نہی کے ہیں اور اس کے عموم سے لیا جاتا ہے کہ نہیں حلال ہے حیلہ کرنا کسی بیع میں مسلمانوں کی بیعوں سے پس داخل ہوگا اس میں صرف اشرفی کا ساتھ اکثر کے اس کی قیمت سے اور مانند اس کی۔ (فتح)

٦٤٦٦ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيْدِ أَنَّ أَبَا رَافِعٍ سَاوَمَ سَعْدَ بْنَ مَالِكٍ بَيْتًا بِأَرْبَعِ مِائَةِ مِثْقَالٍ وَقَالَ لَوْلَا أَنِّيْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْجَارُ أَحَقُّ بِصَقَبِهٖ مَا أَعْطَيْتُكَ.

٦٤٦٦ـ حضرت عمرو بن شرید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو رافع رضی اللہ عنہ نے قیمت ٹھہرائی سعد بن مالک سے ایک گھر چار مثقال کو اور کہا اگر میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ سنا ہوتا فرماتے تھے کہ ہمسایہ زیادہ حق دار ہے اپنے لگے مکان کا تو میں تجھ کو نہ دیتا۔

فائدہ: اور اس میں بیان ہے قیمت مذکور کا۔ (فتح)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ التَّعْبِيْرِ کتاب ہے تعبیر کے بیان میں

فائدہ: تعبیر کے معنی ہیں عبور کرنا ان کے ظاہر سے باطن کی طرف یعنی خوابوں کا مطلب بیان کرنا۔

بَابُ أَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ. پہلے پہل جو شروع کیے گئے حضرت ﷺ ساتھ اس کے وحی سے نیک خواب ہے۔

فائدہ: رؤیا وہ چیز ہے جس کو آدمی دیکھتا ہے اور کہا بعض علماء نے کہ کبھی آتی ہے رؤیا ساتھ معنی رؤیت کے یعنی آنکھ سے دیکھنا مانند قول اللہ تعالیٰ کی ﴿وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ﴾ کہا اس نے کہ مراد اس سے وہ چیز ہے جو حضرت ﷺ نے معراج کی رات میں دیکھی عجائب چیزوں سے اور معراج شب بیداری کی حالت میں ہوئی، میں کہتا ہوں کہ یہی ہے معتمد کہ معراج بیداری کی حالت میں ہوئی جاگتے اور حضرت ﷺ نے سب کچھ انہیں آنکھوں سے دیکھا لیکن بعض نے کہا کہ مراد اس آیت میں رؤیا سے خواب ہے اور اول معتمد ہے اور کہا مازری نے کہ بہت ہوا ہے کلام لوگوں کا بیچ حقیقت خواب کے اور وہ کیا چیز ہے اور مسلمانوں کے سوائے اور لوگوں نے اس میں بہت قیل وقال کی ہے منکر وہ اس واسطے کہ انہوں نے قصد کیا ہے وقوف کا اوپر حقائق کے کہ نہیں مدرک ہیں عقل سے اور نہیں قائم ہے اس پر کوئی دلیل اور صحیح وہ چیز ہے جس پر اہل سنت ہیں کہ اللہ تعالیٰ پیدا کرتا ہے سونے والے کے دل میں اعتقادات جیسا کہ پیدا کرتا ہے ان کو جاگنے والے کے دل میں پھر جب اس کو پیدا کرے تو ٹھہراتا ہے اس کو علامت اور چیزوں پر جس کو دوسرے حال میں پیدا کرتا ہے اور جو واقع ہو اس سے اوپر خلاف اعتقاد کے تو اس کی مثال وہ چیز ہے جو واقع ہوتی ہے واسطے جاگنے والے کے اور اس کی نظیر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے ابر کو علامت اوپر بارش کے اور کبھی خلاف ہوتا ہے اور یہ اعتقادات کبھی واقع ہوتے ہیں فرشتے کی حاضری میں سو واقع ہوتی ہے اس کے بعد وہ چیز جو خوش لگے یا شیطان کے سامنے سو واقع ہوتی ہے اس کے بعد وہ چیز جو بری لگے اور ضرر کرے اور علم اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہے پھر تمام خوابیں منحصر ہیں دو قسم میں ایک قسم سچی خواب ہے اور وہ پیغمبروں کا خواب ہے اور نیک بندوں کا ان کے تابعداروں سے اور کبھی کبھی ان کے سوائے اور لوگوں کے واسطے بھی واقع ہوتا ہے اور وہ قسم وہی ہے جو واقع ہوتا ہے بیداری میں موافق اس کے کہ واقع ہوتا ہے خواب میں اور دوسری قسم اُڑتی خوابیں ہیں اور وہ کئی قسم ہیں ایک شیطان کا کھیل ہے تا کہ غمگین ہو خواب دیکھنے والا جیسے دیکھے کہ اس کا سر کاٹا گیا اور

وہ اس کے پیچھے چلتا ہے یا دیکھے کہ وہ کسی خوفناک چیز میں واقع ہوتا ہے اور نہیں پاتا جو اس کو خلاص کرے، دوسری قسم یہ کہ دیکھے کہ کوئی فرشتہ اس کو حکم کرتا ہے کہ مثلاً حرام کام کرے اور مانند اس کی جو محال ہے از روئے عقل کے، تیسری یہ کہ بیداری میں اس کے دل میں کوئی خطرہ گزرے یا کسی چیز کی آرزو کرے پھر خواب میں ہو بہو اسی کو دیکھے اور اسی طرح دیکھنا اس چیز کا کہ جاری ہو عادت ساتھ اس کے بیداری میں غالب ہو اس کی مزاج پر اور واقع ہوتا ہے مستقبل سے غالبًا اور حال سے بہت اور ماضی سے کم۔ (فتح)

٦٤٦٧۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ح وَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ قَالَ الزُّهْرِيُّ فَأَخْبَرَنِي عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ أَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّادِقَةُ فِي النَّوْمِ فَكَانَ لَا يَرٰى رُؤْيَا إِلَّا جَآءَ تْ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ فَكَانَ يَأْتِيْ حِرَآءَ فَيَتَحَنَّثُ فِيْهِ وَهُوَ التَّعَبُّدُ اللَّيَالِيَ ذَوَاتِ الْعَدَدِ وَيَتَزَوَّدُ لِذٰلِكَ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلٰى خَدِيْجَةَ فَتُزَوِّدُهُ لِمِثْلِهَا حَتّٰى فَجِئَهُ الْحَقُّ وَهُوَ فِيْ غَارِ حِرَآءٍ فَجَآءَهُ الْمَلَكُ فِيْهِ فَقَالَ اقْرَأْ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ مَا أَنَا بِقَارِئٍ فَأَخَذَنِيْ فَغَطَّنِيْ حَتّٰى بَلَغَ مِنِّيَ الْجَهْدُ ثُمَّ أَرْسَلَنِيْ فَقَالَ اقْرَأْ فَقُلْتُ مَا أَنَا بِقَارِئٍ فَأَخَذَنِيْ فَغَطَّنِيَ الثَّانِيَةَ حَتّٰى بَلَغَ مِنِّيَ الْجَهْدُ ثُمَّ أَرْسَلَنِيْ فَقَالَ اقْرَأْ فَقُلْتُ مَا أَنَا بِقَارِئٍ فَأَخَذَنِيْ فَغَطَّنِي الثَّالِثَةَ حَتّٰى بَلَغَ مِنِّيَ

٦٤٦٧۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہا کہ اول اول جو شروع کیے گئے ساتھ اس کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وحی سے نیک خواب ہے سونے میں سو نہ دیکھتے تھے کوئی خواب مگر کہ صبح کی روشنی کی طرح ظہور میں آتی یعنی جو خواب دیکھتے سو ٹھیک ہوتی اور حرا پہاڑ کی غار میں آتے اور اس میں بہت راتیں عبادت کرتے اور اس کے واسطے خرچ لیتے پھر خدیجہ رضی اللہ عنہا کی طرف پھرتے اور اتنی اور راتوں کا خرچ لیتے یہاں تک کہ آپ کے پاس دین یا جبریل علیہ السلام حق آیا اور حالانکہ آپ حرا کی غار میں تھے سو اس میں آپ کے پاس فرشتہ آیا سو اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ پڑھ، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تو پڑھا نہیں پھر اس نے مجھ کو پکڑا اور سخت دبایا یہاں تک کہ مجھ کو طاقت نہ رہی پھر اس نے مجھ کو چھوڑ دیا اور کہا پڑھ، تو میں نے کہا کہ میں تو پڑھا نہیں تو اس نے مجھ کو دوسری بار پھر دبایا یہاں تک کہ مجھ کو طاقت نہ رہی پھر اس نے مجھ کو چھوڑ دیا اور کہا پڑھ میں نے کہا کہ میں تو پڑھا نہیں تو اس نے مجھ کو تیسرا بار پھر دبایا یہاں تک کہ مجھ کو طاقت نہ رہی پھر اس نے مجھ کو چھوڑ دیا اور کہا پڑھ یعنی سورۂ اقرأ اتری یعنی پڑھ اپنے رب کا نام جس نے پیدا کیا آدمی کو خون کی پھٹکی سے پڑھ اور تیرا رب بڑا بزرگ ہے جس نے قلم کے سبب سے علم دیا سکھلایا آدمی کو جو نہ جانتا تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُن پانچوں آیتوں کے

الْجَهْدُ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ﴾ حَتّٰى بَلَغَ ﴿عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ﴾ فَرَجَعَ بِهَا تَرْجُفُ بَوَادِرُهُ حَتّٰى دَخَلَ عَلٰى خَدِيْجَةَ فَقَالَ زَمِّلُوْنِيْ زَمِّلُوْنِيْ فَزَمَّلُوْهُ حَتّٰى ذَهَبَ عَنْهُ الرَّوْعُ فَقَالَ يَا خَدِيْجَةُ مَا لِيْ وَأَخْبَرَهَا الْخَبَرَ وَقَالَ قَدْ خَشِيْتُ عَلٰى نَفْسِيْ فَقَالَتْ لَهُ كَلَّا أَبْشِرْ فَوَاللّٰهِ لَا يُخْزِيْكَ اللّٰهُ أَبَدًا إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَصْدُقُ الْحَدِيْثَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَقْرِي الضَّيْفَ وَتُعِيْنُ عَلٰى نَوَآئِبِ الْحَقِّ ثُمَّ انْطَلَقَتْ بِهِ خَدِيْجَةُ حَتّٰى أَتَتْ بِهِ وَرَقَةَ بْنَ نَوْفَلِ بْنِ أَسَدِ بْنِ عَبْدِ الْعُزّٰى بْنِ قُصَيٍّ وَهُوَ ابْنُ عَمِّ خَدِيْجَةَ أَخُوْ أَبِيْهَا وَكَانَ امْرَأً تَنَصَّرَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ يَكْتُبُ الْكِتَابَ الْعَرَبِيَّ فَيَكْتُبُ بِالْعَرَبِيَّةِ مِنَ الْإِنْجِيْلِ مَا شَآءَ اللّٰهُ أَنْ يَّكْتُبَ وَكَانَ شَيْخًا كَبِيْرًا قَدْ عَمِيَ فَقَالَتْ لَهُ خَدِيْجَةُ أَيِ ابْنَ عَمِّ اسْمَعْ مِنِ ابْنِ أَخِيْكَ فَقَالَ وَرَقَةُ ابْنَ أَخِيْ مَاذَا تَرٰى فَأَخْبَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَأٰى فَقَالَ وَرَقَةُ هٰذَا النَّامُوْسُ الَّذِيْ أُنْزِلَ عَلٰى مُوْسٰى يَا لَيْتَنِيْ فِيْهَا جَذَعًا أَكُوْنُ حَيًّا حِيْنَ يُخْرِجُكَ قَوْمُكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَمُخْرِجِيَّ هُمْ فَقَالَ وَرَقَةُ نَعَمْ لَمْ يَأْتِ رَجُلٌ قَطُّ بِمِثْلِ

ساتھ پلٹے اس حال میں کہ آپ کا دل تڑپتا تھا یہاں تک کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوئے سو کہا کہ مجھ کو کمبل اوڑھاؤ کمبل اوڑھاؤ سو لوگوں نے حضرت ﷺ کو کمبل اوڑھایا یہاں تک کہ آپ کا ڈر دور ہوا سو فرمایا اے خدیجہ! مجھ کو کیا ہے اور اس کو خبر دی اور فرمایا کہ مجھ کو اپنی جان پر خوف ہوا تو خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے کہا ہرگز نہیں آپ کو بشارت ہو سو قسم ہے اللہ تعالیٰ کی اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا آپ برادری سے سلوک کرتے ہیں اور سچ بات کہتے ہیں اور بوجھ اُٹھاتے ہیں یعنی محتاجوں کی خبر لیتے ہیں اور مہمانوں کی ضیافت کرتے ہیں اور حق کی مصیبتوں میں مدد کرتے ہیں پھر خدیجہ رضی اللہ عنہا حضرت ﷺ کو لے چلیں یہاں تک کہ آپ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لائیں اور وہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا چچیرا بھائی تھا اور وہ مرد جاہلیت کے زمانے میں یعنی حضرت ﷺ کے پیغمبر ہونے سے پہلے نصرانی ہو گیا تھا اور وہ عربی کتاب لکھتا تھا سو لکھتا عربی میں انجیل سے کہ وہ سُریانی زبان میں ہے جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ لکھے اور وہ بڑا بوڑھا اندھا ہو گیا تھا سو خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اس سے کہا اے میرے چچا کے بیٹے! اپنے بھتیجے سے سن کیا کہتا ہے تو ورقہ نے کہا اے بھتیجے! کیا دیکھتا ہے؟ سو حضرت ﷺ نے اس کو خبر دی جو دیکھا تو کہا ورقہ نے کہ یہ وہ فرشتہ ہے جو موسیٰ علیہ السلام پر اُترا تھا کاش میں اس وقت جوان ہوتا میں زندہ ہوتا جب کہ تیری قوم تجھ کو نکالے گی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کیا وہ مجھ کو نکال دیں گے؟ ورقہ نے کہا ہاں نہیں لایا کبھی کوئی مرد جو تو لایا مگر کہ لوگوں کو اس سے عداوت ہوئی اور اگر تیرے دن نے مجھ کو پایا تو میں تیری قوی مدد کروں گا پھر نہ دیر کی ورقہ نے کہ مر گیا اور وحی بند

مَا جِئْتَ بِهِ إِلَّا عُوْدِيَ وَإِنْ يُدْرِكْنِي يَوْمُكَ أَنْصُرْكَ نَصْرًا مُؤَزَّرًا ثُمَّ لَمْ يَنْشَبْ وَرَقَةُ أَنْ تُوُفِّيَ وَفَتَرَ الْوَحْيُ فَتْرَةً حَتّٰى حَزِنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا بَلَغَنَا حُزْنًا غَدَا مِنْهُ مِرَارًا كَيْ يَتَرَدّٰى مِنْ رُؤُوْسِ شَوَاهِقِ الْجِبَالِ فَكُلَّمَا أَوْفٰى بِذِرْوَةِ جَبَلٍ لِكَيْ يُلْقِيَ مِنْهُ نَفْسَهُ تَبَدّٰى لَهُ جِبْرِيْلُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ حَقًّا فَيَسْكُنُ لِذٰلِكَ جَأْشُهُ وَتَقِرُّ نَفْسُهُ فَيَرْجِعُ فَإِذَا طَالَتْ عَلَيْهِ فَتْرَةُ الْوَحْيِ غَدَا لِمِثْلِ ذٰلِكَ فَإِذَا أَوْفٰى بِذِرْوَةِ جَبَلٍ تَبَدّٰى لَهُ جِبْرِيْلُ فَقَالَ لَهُ مِثْلَ ذٰلِكَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿فَالِقُ الْإِصْبَاحِ﴾ ضَوْءُ الشَّمْسِ بِالنَّهَارِ وَضَوْءُ الْقَمَرِ بِاللَّيْلِ.

ہوئی یہاں تک کہ حضرت ﷺ سخت غمگین ہوئے، (کہا زہری نے یہ بیچ جملہ اس چیز کے ہے کہ پہنچی ہم کو حضرت ﷺ کی خبر سے اس قصے میں) کہ حضرت ﷺ اس سبب سے کئی بار گئے کہ اپنے آپ کو اونچے پہاڑ کی چوٹی سے گرا دیں سو جب پہاڑ کی چوٹی پر چڑھتے تا کہ اپنے آپ کو گرائیں تو جبریل علیہ السلام آپ کے واسطے ظاہر ہوتے سو کہتے اے محمد! بے شک تو اللہ تعالیٰ کا سچا پیغمبر ہے تو آپ کی بے قراری کو تسکین ہوتا اور آپ کا جی قرار پکڑتا تو پلٹتے پھر جب وحی کا بند ہونا آپ پر دراز ہوتا تو پھر اسی طرح کرتے سو جب پہاڑ کی چوٹی پر چڑھتے تو جبریل علیہ السلام آپ کے واسطے ظاہر ہوتے اور آپ سے اسی طرح کہتے، کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ الاصباح کے معنی ہیں روشنی سورج کی دن کو اور روشنی چاند کی رات کو۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ صبح کی روشنی کی طرح ٹھیک ہوتی سو تشبیہ دی اس کو ساتھ پھٹنے روشنی صبح کے سوائے اس کے غیر کے اس واسطے کہ پیغمبری کے سورج کی ابتدا خوابوں سے ہوئی پھر ہمیشہ یہ روشنی کشادہ ہوتی گئی یہاں تک کہ پیغمبروں کا آفتاب نکلا سو جس کا باطن نوری تھا وہ تصدیق میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی مثل ہوگا اور جس کا باطن کالا ہو وہ ابوجہل کی طرح ہو اور باقی سب لوگ ان دونوں مرتبوں کے درمیان ہیں اور حرا پہاڑ کی غار کو اس واسطے خاص رکھا تھا کہ اس میں تین عبادتیں حاصل ہوتی تھیں خلوت اور عبادت اور خانے کعبے کو دیکھنا اور حضرت ﷺ اس میں رمضان کے مہینے میں عبادت کیا کرتے تھے اور کفار قریش بھی اسی طرح کرتے تھے جیسے کہ عاشورے کا روزہ رکھتے تھے اور انہوں نے حضرت ﷺ سے اس امر میں نزاع نہ کیا اور شاید کہ یہ امور شرع سے ان کے نزدیک باقی تھا اور اختلاف ہے کہ حضرت ﷺ اس میں کیا عبادت کرتے تھے اور کیا کسی سابق شرع کے موافق عبادت کرتے تھے یا نہیں جمہور کا قول یہ ہے کہ کسی سابق شرع کے طور پر عبادت نہیں کرتے تھے اس واسطے کہ اگر یہ پایا جاتا تو منقول ہوتا اور کیا عبادت کرتے تھے بعض نے کہا کہ عبادت کرتے تھے ساتھ اس چیز کے کہ ڈالی جاتی طرف آپ کی انوار معرفت سے اور بعض نے کہا ساتھ اس چیز کے کہ حاصل ہوتی آپ کو سچی خوابوں سے اور بعض نے کہا کہ فکر ذکر میں مشغول رہتے تھے

اور ترجیح دی ہے ایک قوم نے پہلے قول کو یعنی کسی سابق شرع کے طور پر عبادت کرتے تھے ابراہیم علیہ السلام کی شرح پر یا نوح علیہ السلام کی یا کسی اور پیغمبر کی شرع پر اور ابوداؤد طیالسی رحمۃ اللہ علیہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اعتکاف کیا سو موافق پڑا یہ رمضان کے مہینے کو سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن نکلے اور السلام علیکم سنا فرمایا سو میں نے گمان کیا کہ وہ جن سے ہے سو اس نے کہا کہ بشارت ہو اس واسطے کہ سلام خیر ہے پھر دوسرے دن جبریل علیہ السلام کو دیکھا آفتاب پر ایک پر ان کا مشرق میں تھا اور ایک مغرب میں سو میں اس سے ڈرا، الحدیث اور اس میں ہے کہ پھر جبریل علیہ السلام نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام کیا یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے ساتھ آشنائی ہوئی اور جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وحی آئی اس وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر چالیس برس کی تھی مشہور قول پر اور یہ جو جبریل علیہ السلام نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تین بار دبوچا تو اس میں اشارہ ہے کہ آپ کے واسطے تین بار سختی واقع ہوگی پھر فراخی ہوگی سو اسی طرح ہوا کہ پہلی بار کفار قریش نے آپ کو پہاڑ کے درے میں بند کیا دوسری بار جب کہ نکلے اور کفار نے اُن کو قتل کا وعدہ کیا یہاں تک کہ حبشہ کی طرف بھاگے پھر تیسری بار قصد کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کرنے کا یہاں تک کہ آپ نے ہجرت کی اور احتمال ہے کہ مناسبت یہ ہو کہ جو دین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لائے ہیں وہ ثقیل ہے باعتبار نیت اور قول اور عمل کے یا بجہت توحید اور احکام اور اخبار غیب کے جو ماضی اور آئندہ آنے والی ہیں اور اشارہ کیا ساتھ تین بار چھوڑ دینے کی طرف حصول تیسیر اور تسہیل اور تخفیف کی دنیا میں اور برزخ میں اور آخرت میں آپ پر اور آپ کی امت پر اور یہ جو کہا کہ کیا میری قوم مجھ کو نکال دے گی تو اس سے لی جاتی ہے شدت مفارقت وطن کی نفس پر اس واسطے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ قول ورقہ سے سنا تو گھبرائے اور احتمال ہے کہ گھبرانا اس جہت سے ہو کہ آپ ڈرے کہ آپ کی قوم ایمان سے محروم رہی یا دونوں امر کے واسطے اور اگر کوئی کہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیوں شک کیا اس کے ثبوت میں یہاں تک کہ ورقہ کی طرف رجوع کیا اور خدیجہ رضی اللہ عنہا سے شکایت کی اور جب جائز ہے شک کرنا باوجود معائنہ جبریل علیہ السلام کے جو آپ پر اترے تھے تو پھر کیونکر انکار کیا جائے گا اس پر جو شک کرے اس چیز میں جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لائے تو جواب یہ ہے کہ جاری ہے عادت اللہ تعالیٰ کی ساتھ اس کے کہ جب چاہتا ہے کہ خلق کی طرف کوئی حکم پہنچائے تو پہلے تاسیس کرتا ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سچی خوابوں کو دیکھنا اس قسم سے تھا سو جب اچانک آپ کے پاس وہ امر آیا جو عادت کے مخالف ہے تو طبع بشری کو اس سے نفرت ہوئی اور اس حالت میں تامل کرنے پر قادر نہ ہوئے اس واسطے کہ پیغمبر طبع بشری کو بالکل دور نہیں کرتی سو نہیں تعجب ہے اس سے کہ گھبرائے اس چیز سے کہ مالوف نہ ہو اور اس سے طبیعت نفرت کرے یہاں تک کہ جب اس سے الفت ہو جائے تو اس پر قائم ہو سو اسی واسطے اپنے اہل کی طرف رجوع جن سے لگاؤ حاصل کرنے کی عادت تھی تو خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اس خوف کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر آسان کر دیا پھر ارادہ کیا خدیجہ رضی اللہ عنہا نے تائید لینے کا ساتھ چلنے کے طرف ورقہ کی واسطے معرفت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ صدق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کے اور معرفت ورقہ کی پھر جب ورقہ کا کلام سنا تو یقین کیا ساتھ حق کے اور اعتراف کیا ساتھ اس کے اور حاصل جواب یہ ہے کہ حضرت ﷺ کو اس کے ثبوت میں شک نہ ہوا تھا بلکہ صرف بشریت کے سبب سے اور عادت مالوف کے مخالف ہونے کے سبب سے طبع کو اس سے کچھ نفرت ہوئی تھی سو وہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی تسکین اور تسلی دینے سے دور ہوئی پھر زیادہ ثبوت کے واسطے ورقہ سے پوچھا پھر اس کی تائید سے پورا اطمینان ہوا اور غرض اس سے یہاں یہ قول ہے کہ جو خواب دیکھتے تھے صبح کی روشن کی طرح ٹھیک ہوتی تھی اور یہ جو کہا کہ نیک خوابیں تو ایک روایت میں اس کے بدلے سچی خوابیں آیا ہے اور دونوں کے معنی ایک ہیں بہ نسبت امور آخرت کے پیغمبروں کے حق میں اور بہرحال بہ نسبت امور دنیا کے تو نیک خواب دراصل خاص تر ہیں سو پیغمبروں کی سب خوابیں سچی ہیں اور کبھی نیک ہوتی ہیں اور یہ اکثر ہے اور کبھی نیک نہیں ہوتیں بہ نسبت دنیا کے جیسا کہ واقع ہوا ہے خواب میں جنگ اُحد کے دن اور بہرحال پیغمبروں کے سوائے اور لوگوں کی خوابیں تو ان کے درمیان عموم خصوص ہے اگر ہم تفسیر کریں صادقہ کو ساتھ اس کے کہ وہ تعبیر کی محتاج نہیں اور اگر کہیں کہ صادقہ وہ ہے جو پریشان خوابوں کے سوائے ہے تو صالحہ مطلق خاص ہے۔ (فتح)

بَابُ رُؤْيَا الصَّالِحِيْنَ — نیکوں کا خواب

فائدہ: اضافت اس میں فاعل کے واسطے ہے واسطے قول حضرت ﷺ کے باب کی حدیث میں کہ دیکھتا ہے اس کو مرد اور شاید کہ جمع کیا ہے اس کو واسطے اشارہ کرنے کے اس طرف کہ مراد ساتھ رجل کے جنس ہے۔

وَقَوْلِهٖ تَعَالٰی ﴿لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ آمِنِيْنَ مُحَلِّقِيْنَ رُؤُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ لَا تَخَافُوْنَ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا﴾.

البتہ اللہ تعالیٰ نے سچ دکھلایا اپنے رسول کو خواب مطابق واقع کے، آخر آیت تک

فائدہ: طبری وغیرہ نے مجاہد سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے حدیبیہ میں خواب دیکھا کہ حضرت ﷺ اور آپ کے اصحاب مکے میں داخل ہوئے سر منڈاتے پھر جب حضرت ﷺ نے حدیبیہ میں قربانی ذبح کی تو اصحاب نے کہا کہ آپ کا خواب کہاں ہے تو یہ آیت اتری ﴿فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا﴾ سو مراد ساتھ ذلک کے قربانی ذبح کرنا ہے حدیبیہ کے دن اور مراد ساتھ فتح کے فتح خیبر ہے سو اس کے بعد انہوں نے رجوع کیا اور خیبر کو فتح کیا پھر حضرت ﷺ کی خواب کی تصدیق یہ ہوئی کہ آپ نے آئندہ سال عمرہ کیا اور اس آیت میں انشاء اللہ تعالیٰ جو کہو تو یہ اشارہ ہے اس طرف کہ نہیں واقع ہوتی ہے کوئی چیز مگر اللہ تعالیٰ کی مشیت سے اور بعض نے کہا یہ بطور تعلیم کے ہے کہ جو آئندہ کوئی کام کرنا چاہے وہ انشاء اللہ تعالیٰ کہے۔

٦٤٦٨۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الرُّؤْيَا الْحَسَنَةُ مِنَ الرَّجُلِ الصَّالِحِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّأَرْبَعِيْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ.

۶۴۶۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ٹھیک خواب نیک مرد کی ایک حصہ ہے پیغمبری کے چھیالس حصوں میں سے۔

فائدہ: یہ حدیث مقید کرتی ہے اس چیز کو جو دوسری روایت میں ہے رؤیا المؤمن جزء کہ نہ اس میں حسنہ کی قید ہے اور نہ نیک مرد کی کہا مہلب نے کہ مراد غالب خوابیں ہیں نیکوں کی ورنہ نیک مرد بھی اُڑتی خواب بھی دیکھتا ہے لیکن وہ نادر ہے واسطے کم ہونے قابو شیطان کے اوپر ان کے اور لوگ اس میں تین درجوں پر ہیں ایک پیغمبر لوگ ہیں اور ان کی خوابیں سب سچی ہیں اور کبھی واقع ہوتی ہے اس میں وہ چیز جو تعبیر کی محتاج ہو دوسرے نیک لوگ ہیں اور ان کی غالب خوابیں سچی ہیں اور کبھی واقع ہوتی ہے ان میں وہ چیز جو تعبیر کی محتاج نہیں اور جو لوگ ان کے سوائے ہیں بعض خوابیں ان کی سچی ہوتی ہیں اور بعض پریشان ہوتی ہیں اور وہ لوگ تین قسم پر ہیں ایک مستور ہیں غالب ہے برابر ہونا حال کا ان کے حق میں دوسری قسم فاسق لوگ ہیں اور غالب خوابیں ان کی پریشان ہوتی ہیں اور ان میں سچ کم ہوتا ہے، تیسری قسم کافر لوگ ہیں اور ان کی خوابوں میں سچ نہایت کم ہے اور جو راست گو ہو اس کی خواب بھی سچی ہوتی ہے اور کبھی بعض کافروں سے بھی سچی خواب واقع ہوتی ہے جیسے کہ یوسف علیہ السلام کے ساتھیوں کا خواب تھا اور ان کے بادشاہ کا خواب تھا قاضی نے کہا کہ ایمان دار نیک کا خواب ہے جو پیغمبری کے اجزاء کی طرف منسوب ہوتا ہے اور معنی اس کے صالح ہونے کے مستقیم ہونا اس کا ہے اور انتظام اس کا اور فاسق کا خواب پیغمبری کے اجزاء سے نہیں گنا جاتا اور کافر کا تو خواب بالکل ان میں نہیں گنا جاتا کہا قرطبی نے کہ جو مسلمان نیک سچا ہو وہی ہے جس کا حال پیغمبر کے حال کے مناسب ہے سو اکرام کیا گیا ساتھ ایک نوع کے اس چیز سے کہ اکرام کیا گیا ہے ساتھ اس کے پیغمبروں کو اور وہ اطلاع دینا ہے غیب پر اور جو کافر اور فاسق اور مخلط ہو اس کا حال پیغمبروں کے حال کے مناسب نہیں اگرچہ ان کی خواب کبھی سچی ہوتی ہے جیسا کہ بہت جھوٹا آدمی کبھی سچ کہتا ہے ورنہ نہیں ہے کہ جو غیب کی خبر دے اس کی پیغمبری کے حصوں سے ہو مانند کاہن اور نجومی کی اور قید مرد کے واسطے غالب کی ہے اس کا کوئی مفہوم نہیں اس واسطے کہ عورت نیک کی خواب کا بھی یہی حکم ہے اور البتہ مشکل جانا گیا ہے ہونا خواب کا ایک حصہ پیغمبری سے باوجود اس کے کہ پیغمبری موقوف ہو گئی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مرنے سے تو جواب میں کہا گیا ہے کہ خواب کو پیغمبری کا حصہ کہنا بطور مجاز کے ہے ورنہ حقیقت پیغمبری کا حصہ وہی خواب ہے جو پیغمبر کی خواب ہو اور بعض نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ پیغمبری کے

موافق ہوتا ہے نہ یہ کہ وہ پیغمبری کا حصہ باقی ہے اور بعض نے کہا کہ وہ حصہ ہے پیغمبری کے علم کا اس واسطے کہ پیغمبری اگرچہ بند ہوگئی ہے لیکن اس کا علم باقی ہے اور کہا ابن بطال نے کہ یہ جو فرمایا کہ خواب ایک حصہ ہے پیغمبری کے حصوں میں سے تو یہ بات بھاری ہے اگرچہ اس کے ہزار حصے میں ایک حصہ ہے سوممکن ہے کہ کہا جائے کہ لفظ نبوت کا ماخوذ ہے نبا سے اور لغت میں اس کے معنی ہیں اعلام کرنا سو اس کے معنی یہ ہیں کہ خواب خبر صادق ہے اللہ تعالیٰ سے نہیں ہے اس میں کذب جیسے کہ نبوت سچی ہے اللہ تعالیٰ سے نہیں جائز ہے اس پر کذب سو مشابہ ہوئی خواب نبوت کو خبر کے سچے ہونے میں کہا مازری نے احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ نبوت کے اس حدیث میں خبر ساتھ غیب کے نہ غیر اس کا اگرچہ ساتھ اس کے انذار اور تبشیر ہو سو غیب کی خبر دینا ایک ثمرہ نبوت کا ہے اور وہ نہیں ہے مقصود لذاتہ اس واسطے کہ صحیح ہے کہ مبعوث ہو پیغمبر جو مقرر کرے شریعت کو اور بیان کرے احکام کو اگرچہ نہ خبر دی ہو اپنی ساری عمر میں ساتھ غیب کے اور نہیں ہوتا ہے یہ قادح اس کی پیغمبری میں اور نہ باطل کرنے والا واسطے مقصود کے اس سے اور خبر ساتھ غیب کے پیغمبر سے نہیں ہوتی ہے مگر سچی اور نہیں واقع ہوتی ہے مگر حق اور بہر حال خصوص عدد کا سو وہ اس چیز سے ہے کہ اطلاع دی ہے اللہ تعالیٰ نے اس پر اپنے پیغمبر کو اس واسطے کہ پیغمبر صاحب جانتے ہیں پیغمبری کے حقائق سے جس کو آپ کے سوائے اور کوئی نہیں جانتا کہا ابوبکر بن عربی نے کہ پیغمبری کے حصوں کی حقیقت نہیں جانتا ہے مگر فرشتہ یا پیغمبر اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جو قدر کہ ارادہ کیا ہے حضرت ﷺ نے کہ بیان کریں کہ خواب ایک حصہ ہے پیغمبری کے حصوں میں سے فی الجملہ اس واسطے کہ اس میں اطلاع ہے غیب پر ایک وجہ سے اور بہر حال تفصیل نسبت کی سو خاص ہے ساتھ درجہ پیغمبری کے کہا مازری نے نہیں لازم ہے عالم پر یہ کہ پہچانے ہر چیز کو بطورِ اجمال اور تفصیل کے سو ٹھہرائی ہے اللہ تعالیٰ نے واسطے عالم کے حد جو کھڑا ہو نزدیک اس کے سو بعض چیز کی مراد کو مجمل اور مفصل طور سے جانتا ہے اور بعض کو بطورِ اجمال کے جانتا ہے نہ بطورِ تفصیل کے اور یہ بھی اسی قبیل سے ہے اور بعض لوگوں نے اس عدد کی مناسبت میں کلام کیا ہے سو بعض نے کہا کہ خوابیں دلالتیں ہیں اور دلالتوں میں بعض جلی ہیں اور بعض خفی سو کم تر عدد میں وہ جلی ہے اور اکثر عدد میں وہ خفی ہے اور جو اس کے درمیان ہے اور کہا شیخ ابومحمد بن ابی جمرہ نے کہ پیغمبری کے واسطے کئی فائدے ہیں دنیاوی اور اُخروی بطورِ خصوص کے اور عموم کے ان میں بعض معلوم ہوتے ہیں اور بعض معلوم نہیں ہوتے اور پیغمبری اور خواب کے درمیان کوئی نسبت نہیں مگر بیچ ہونے اس کے حق سو ہو گا مقام پیغمبری کا یہ نسبت مقام خواب کے بحسب ان اعداد کے راجع طرف درجات پیغمبروں کے سو نسبت اس کی جو ان میں اعلیٰ ہے اور وہ شخص وہ ہے کہ اس کی پیغمبری کے ساتھ رسالت بھی جمع ہوا اکثر اس چیز کا ہے جو وارد ہوئی ہے عدد سے اور بہر حال نسبت اس کی طرف اُن پیغمبروں کی جو رسول نہیں کم تر اس چیز کا ہے جو وارد ہوئی ہے اس سے اور جو اس کے درمیان ہے اور اسی واسطے حدیث میں نبوت کو مطلق بیان کیا ہے اور کسی معین پیغمبر کی پیغمبری کے ساتھ خاص نہیں

کیا اور الہام بھی پیغمبری کا حصہ ہے یا نہیں اس کی بحث آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

بَابُ الرُّؤْيَا مِنَ اللهِ خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے

فائدہ: یعنی مطلق اگرچہ مقید ہے حدیث میں ساتھ نیک خواب کے سو وہ بہ نسبت اس چیز کے ہے کہ اس میں شیطان کا دخل نہیں اور بہر حال جس میں شیطان کا دخل ہے تو اس کی نسبت اس کی طرف مجازی ہے باوجود اس کے کہ کل بہ نسبت خلق اور تقدیر کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور نسبت خواب کی طرف اللہ تعالیٰ کے واسطے بزرگی کے ہے اور احتمال ہے کہ اشارہ ہو طرف اس چیز کے جو اس کے بعض طریقوں میں وارد ہوئی ہے کما سیاتی انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

٦٤٦٩ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى هُوَ ابْنُ سَعِيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا قَتَادَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الرُّؤْيَا الصَّادِقَةُ مِنَ اللهِ وَالْحُلُمُ مِنَ الشَّيْطَانِ.

۶۴۶۹۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نیک خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور پریشان خواب شیطان کی طرف سے ہے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ نہ بیان کرے خواب کو مگر عالم پر یا ناصح یعنی خیر خواہ پر اس واسطے کہ عالم حتی الامکان اس کی نیک تاویل کرتا ہے اور بہر حال جو خاص ہو سو راہ دکھلاتا ہے طرف اس چیز کی جو اس کو فائدہ دے اور مدد کرے اور ایک روایت میں ہے کہ جب کوئی بری خواب دیکھے تو چاہیے کہ اپنی بائیں طرف تھک تھکا دے تین بار اور پناہ مانگ اللہ تعالیٰ کی اس کی بدی سے کہ وہ بے شک اس کو ضرر نہ کرے گا اور ایک روایت میں ہے کہ جب کوئی بری خواب دیکھے تو چاہیے کہ پناہ مانگے اللہ تعالیٰ کی اس کی بدی سے اور شیطان کی بدی سے اور تین بار تھوکے بائیں طرف اور اس کو کسی سے بیان نہ کرے سو بے شک وہ اس کو ضرر نہ کرے گی اور کہا ابو عبدالملک نے کہ نسبت کیا گیا پریشان خواب کی طرف شیطان کی واسطے ہونے اس کے اس کی خواہش اور مراد پر اور کہا ابن باقلانی نے کہ پیدا کرتا ہے اللہ تعالیٰ نیک خواب کو فرشتے کی حاضری میں اور پیدا کرتا ہے پریشان کو شیطان کے سامنے پس اسی واسطے نسبت کی گئی اس کی طرف اور بعض نے کہا اس واسطے اس کی طرف منسوب ہے کہ وہی ہے جو اس کا خیال دل میں ڈالتا ہے اور نہیں ہے اس کے واسطے حقیقت نفس الامر میں۔ (فتح)

٦٤٧٠ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنِي ابْنُ الْهَادِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِذَا

۶۴۷۰۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جب کوئی تم میں سے خواب دیکھے جو اس کو اچھی معلوم ہو تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے سو اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد

رَأٰی اَحَدُکُمْ رُؤْیَا یُحِبُّهَا فَإِنَّمَا هِیَ مِنَ اللهِ فَلْیَحْمَدِ اللهَ عَلَیْهَا وَلْیُحَدِّثْ بِهَا وَإِذَا رَأٰی غَیْرَ ذٰلِكَ مِمَّا یَکْرَهُ فَإِنَّمَا هِیَ مِنَ الشَّیْطَانِ فَلْیَسْتَعِذْ مِنْ شَرِّهَا وَلَا یَذْکُرْهَا لِأَحَدٍ فَإِنَّهَا لَا تَضُرُّهُ.

کہے اور اس کو بیان کرے اور جب اس کے سوائے اور خواب دیکھے جو اس کو بری معلوم ہو تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ شیطان کی طرف سے ہے اور چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی پناہ پکڑے اس کی بدی سے اور نہ ذکر کرے اس کو کسی سے سو بے شک وہ اس کو نہ ضرر کرے گی۔

فائدہ: نیک خواب کے تین ادب ہیں اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد کرے اور اس کی بشارت لے اور اس کو بیان کرے لیکن اس سے جس سے محبت رکھتا ہو نہ اس سے جس کو برا جانتا ہو اور بری خواب کے چار ادب ہیں اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے اس کے شر سے اور شیطان کے شر سے اور یہ کہ اپنی بائیں طرف تھوکے تین بار جب کہ خواب سے جاگے اور اس کو بالکل کسی سے ذکر نہ کرے اور ایک روایت میں نماز کا ذکر بھی آیا ہے یعنی جب خواب سے جاگے تو نماز پڑھے اور ایک روایت میں ہے کہ کروٹ بھی بدل ڈالے اور بعض نے کہا کہ آیۃ الکرسی بھی پڑھے کہ شیطان قریب نہیں آتا اور حکمت پناہ مانگنے کی تو واضح ہے اور وہ مشروع ہے نزدیک ہر کام کے جو اس کو برا معلوم ہو اور بہر حال شیطان سے پناہ مانگنا سو واسطے اس چیز کے جو واقع ہوئی ہے حدیث کے بعض طریقوں میں کہ وہ خواب شیطان کی طرف سے ہے اور یہ کہ وہ خیال ڈالتا ہے اس آدمی کے دل میں تا کہ اس کو غمگین کرے اور اس کو ڈرائے اور بہر حال تھوکنا سو حکم کیا گیا ہے ساتھ اس کے واسطے رد کرنے شیطان کے جو حاضر ہوا ہے بری خواب میں واسطے تحقیر اس کی کے اور استقذار کی اور خاص کیا گیا ہے ساتھ اس کے بائیں طرف کو اس واسطے کہ وہ محل ہے گندگیوں کا اور مانند اس کی کا اور تین بار تھوکنا تاکید کے واسطے ہے اور البتہ وارد ہوئی ہے حدیث ساتھ ان تین لفظوں کے نفث اور تفل اور بصق سو بعض نے کہا کہ نفث اور تفل کے ایک معنی ہیں اور نہیں دونوں مگر ساتھ تھوک کے اور کہا ابو عبیدہ نے کہ شرط ہے تفل میں تھوڑی تھوک اور نفث میں نہیں ہوتی اور بعض نے کہا کہ عکس اس کا ہے اور آیا ہے ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جھاڑ پھونک میں ساتھ سورۃ الحمد کے کہ اس نے اپنی تھوک کو جمع کیا کہا عیاض نے فائدہ تھوکنے کا تبرک لینا ہے ساتھ اس رطوبت کے اور ہوا اور نفث کے واسطے مباشر رقیہ کی جو مقارن ہے واسطے ذکر نیک کے جیسا کہ تبرک لیا جاتا ہے غسالہ اس چیز کے سے جو لکھی جاتی ہے ذکر اور اسماء سے لیکن منتر میں تبرک ہوتا ہے ساتھ رطوبت ذکر کے کما تقدم اور مطلوب اس جگہ ہانکنا اور رد کرنا شیطان کا ہے اور اظہار احتقار اور استقذار اس کے کا اور جامع تینوں لفظوں کو حمل کرنا ہے تفل پر اس واسطے کہ وہ پھونک ہے اس کی تھوک لطیف ہوتی ہے سو باعتبار نفخ کے اس کو نفث کہا جاتا ہے اور باعتبار تھوک کے اس کو بصاق کہا جاتا ہے اور یہ جو کہا کہ اس کو ضرر نہیں کرے گی تو اس کے معنی یہ ہیں کہ ٹھہرایا ہے اللہ تعالیٰ نے جو مذکور ہوا سبب واسطے سلامتی کے مکروہ سے جو مرتب ہوتی ہے خواب پر جیسا کہ ٹھہرایا ہے صدقہ کو سبب نگاہ رکھنے مال

کے کا اور بہر حال نماز سو اس واسطے کہ اس میں توجہ ہے طرف اللہ تعالیٰ کی اور پناہ پکڑنا طرف اس کی اور ساتھ اس کے کامل ہوتی ہے رغبت اور صحیح ہوتی ہے طلب واسطے قریب ہونے نمازی کے اپنے رب سے وقت سجدے کے اور بہر حال کروٹ بدلنا سو واسطے نیک فال کے ہے ساتھ بدلنے اس حال کے جس پر وہ ہے کہا نووی رحمہ اللہ نے لائق ہے یہ کہ ان سب چیزوں کے ساتھ عمل کیا جائے جن پر حدیث شامل ہے اور اگر بعض چیزوں کو ہی کرے تو کافی ہے بیچ دفع کرنے بدی اس کی کے ساتھ حکم اللہ تعالیٰ کے میں کہتا ہوں کہ نہیں دیکھا میں نے کسی حدیث میں اقتصار کرنا ایک پر ہاں البتہ اشارہ کیا ہے مہلب نے صرف اعوذ پڑھنا کفایت کرتا ہے بیچ دفع کرنے اس کی بدی کے اور شاید لیا ہے اس نے اس کو اس آیت سے ﴿فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ﴾ پس حاجت ہے ساتھ پناہ مانگنے کے صحیح ہونا توجہ کا اور نہیں کافی ہے گزارنا اعوذ کا زبان پر کہا قرطبی نے مفہم میں کہ نماز ان سب چیزوں کی جامع ہے اور صفت تعوذ کی یہ ہے اعوذ بما عاذت به ملائكة الله ورسوله من شر رؤياى هذه ان يصيبنى فيها ما اكره فى دينى ودنياى اور اگر خواب میں ڈرے تو اس طور سے اعوذ پڑھے اعوذ بكلمات الله التامات من شر غضبه وعذابه وشر عباده ومن همزات الشياطين وان يحضرون اور لیکن سچی خواب اس سے مخصوص اور مستثنیٰ ہے کہ اس میں اعوذ باللہ نہ پڑھے لیکن کروٹ بدلنا اور نماز پڑھنا منع نہیں اور کہا حکیم ترمذی نے کہ سچی خواب حق ہے خبر دیتی ہے حق سے اور وہ بشارت اور انذار اور عتاب ہے تا کہ ہو مددگار اس چیز پر جس کی طرف بلایا گیا اور غالب حال پہلے لوگوں کا خوابیں تھیں لیکن اس امت میں کم ہو گئیں واسطے بہت ہونے اس چیز کے کہ لائے اس کو پیغمبر اس کے اور واسطے کثرت اُن لوگوں کے کہ آپ کی امت میں ہیں صدیقوں اور الہام والوں اور اہل یقین سے سو کفایت کی انہوں نے ساتھ کثرِ الہام اور الہام والوں کے کثرت خوابوں سے جو اول لوگوں میں تھیں اور کہا عیاض نے کہ خواب نیک احتمال ہے کہ راجع ہو طرف حسن ظاہر اس کی کے اور صدق اس کی کے جیسے کہ خواب احتمال رکھتی ہے بدی ظاہر کو یا بری تاویل کو اور بہر حال چھپانا اس کا باوجود اس کے کہ کبھی صادق ہوتی ہے سو چھپائی گئی ہے حکمت اس کی اور احتمال ہے کہ ہو واسطے خوف تعجیل اشتغال خواب دیکھنے والے کے ساتھ مکروہ تفسیر اس کی کے اس واسطے کہ کبھی اس میں دیر ہوتی ہے سو جب نہ خبر دے ساتھ اس کے کسی کو تو دور ہوتی ہے تعجیل ڈر اس کے کی اور باقی رہتا ہے جب کہ نہ تاویل کرے اس کی کوئی درمیان اس طمع کے کہ اس کی تاویل نیک ہو یا اُمید کے کہ وہ پریشان خوابوں سے ہو سو اس میں تسکین ہوتی ہے اس کے دل کو اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ قول حضرت ﷺ کے کہ اس کو ذکر نہ کرے اس پر کہ جو خاب کی تعبیر کرے وہی ہوتا ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ وہم کو تاثیر ہے نفوس میں اس واسطے کہ تھوکنا اور جو اس کے ساتھ مذکور ہے دور کرتا ہے اس وہم کو جو واقع ہوتا ہے نفس میں خواب سے اور اسی طرح منع کرنا کہ جس کو برا جانے اس سے خواب کو بیان نہ کرے اور حکم کرنا کہ خواب اس سے بیان کرے جس سے محبت رکھتا ہو اور یہ

جو ابوسعید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ شیطان ہی سے ہے تو ظاہر اس کا حصر ہے کہ نیک خواب نہیں شامل ہوتی ہے اس چیز پر جو خواب دیکھنے والے کو بری معلوم ہو اور تائید کرتا ہے اس کی مقابلہ نیک خواب کا ساتھ پریشان خواب کے اور منسوب کرنے اس کے طرف شیطان کی بنا بر اس کے پس اہل تعبیر کے قول میں کہ سچی خواب کبھی ہوتی ہے بشارت اور کبھی انذار نظر ہے اس واسطے کہ انذار غالبًا ہوتا ہے اس چیز میں کہ برا جانتا ہے اس کو دیکھنے والا اور ممکن ہے تطبیق ساتھ اس کے کہ انذار نہیں مستلزم ہے وقوع مکروہ کو اور کہا قرطبی نے مفہم میں کہ ظاہر حدیث کا یہ ہے کہ یہ قسم خواب یعنی جس میں تہویل اور تخویف اور تحزین ہو وہی مامور ہے کہ اس میں پناہ مانگی جائے یعنی اعوذ پڑھنے کا صرف اسی خواب میں حکم ہے اس واسطے کہ وہ شیطانی خیالات سے ہے سو جب خواب دیکھنے والا اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے صدق دل سے اور کرے جو حکم کیا گیا ہے ساتھ اس کے تھوکنے اور کروٹ بدلنے وغیرہ سے تو اللہ تعالیٰ اس کے خوف کو دور کر دیتا ہے اور نہیں پہنچتی ہے اس کو کوئی چیز اور بعض نے کہا کہ حدیث اپنے عموم پر ہے اس چیز میں کہ برا جانے اس کو خواب دیکھنے والا شامل ہے اس کو جس میں شیطان کا سبب نہ ہو اور فعل امور مذکورہ کا مانع ہے واقع ہونے سے مکروہ میں جیسے کہ آیا ہے کہ دعا دفع کرتی ہے بلا کو اور صدقہ دفع کرتا ہے بری موت کو اور یہ سب اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے ہے لیکن یہ اسباب عادات میں نہ پیدا کرنے والے اور بہر حال وہ چیز کہ دیکھتا ہے اس کو خواب میں کبھی اور اس کو خوش لگتی ہے لیکن نہیں پاتا اس کو بیداری میں اور نہ وہ چیز جو اس پر دلالت کرے تو یہ داخل ہے اور قسم میں اور وہ چیز وہ ہے کہ مشغول ہو اول اس کا ساتھ اس کے سونے سے پہلے پھر حاصل ہوتا ہے سوتا تو وہ اس کو اس میں دیکھتا ہے سو یہ قسم نہ نفع دیتی ہے نہ ضرر کرتی ہے۔ (فتح)

بَابُ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ.

نیک خواب ایک حصہ ہے پیغمبری کے چھیالیس حصوں سے

فائدہ: باب باندھا ہے ساتھ لفظ حدیث کے اور شاید کہ اس نے حمل کیا ہے دوسری روایت کو جس کا یہ لفظ ہے رؤیا المومن اس حدیث مقید پر جو باب میں ہے۔

٦٤٧١ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ وَّأَثْنَى عَلَيْهِ خَيْرًا لَقِيتُهُ بِالْيَمَامَةِ عَنْ أَبِيهِ حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ مِنَ اللهِ وَالْحُلْمُ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِذَا حَلَمَ فَلْيَتَعَوَّذْ مِنْهُ وَلْيَبْصُقْ

۶۴۷۱۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نیک خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور پریشان خواب شیطان کی طرف سے ہے سو جب کوئی پریشان خواب دیکھے تو چاہیے کہ اس سے پناہ مانگے اللہ تعالیٰ کی اور اپنی بائیں طرف تھوکے سو بے شک وہ خواب اس کو ضرر نہ کرے گی اور روایت ہے اس کے باپ سے ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے

عَنْ شِمَالِهِ فَإِنَّهَا لَا تَضُرُّهُ وَعَنْ أَبِيهِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

مثل اس کی۔

فائدہ: اور وجہ داخل ہونے اس کے کی اس باب میں اشارہ کرنا ہے اس طرف کہ نیک خواب تو اس واسطے پیغمبری کا ایک حصہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے برخلاف اس خواب کے کہ وہ شیطان کی طرف سے ہو کہ وہ پیغمبری کا ایک حصہ نہیں ہے اور باوجود اس کے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ کیا ہے اس چیز کی طرف جو اس حدیث کے بعض طریقوں میں ہے کہ ایمان دار کا خواب ایک حصہ ہے پیغمبری کے چھیالیس حصوں میں سے۔ (فتح)

٦٤٧٢۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ. وَرَوَاهُ ثَابِتٌ وَحُمَيْدٌ وَإِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَشُعَيْبٌ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۶۴۷۲۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایماندار کا خواب ایک حصہ ہے پیغمبری کے چھیالیس حصوں میں سے روایت کیا ہے اس کو ثابت وغیرہ نے انس رضی اللہ عنہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یعنی بغیر واسطہ عبادہ رضی اللہ عنہ کے۔

٦٤٧٣۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ.

۶۴۷۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایماندار کا خواب ایک حصہ ہے پیغمبری کے چھیالیس حصوں سے۔

٦٤٧٤۔ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي حَازِمٍ وَالدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى

۶۴۷۴۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نیک خواب ایک حصہ ہے پیغمبری کے چھیالیس حصوں میں سے۔

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّأَرْبَعِيْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ.

فائدہ: اس حدیث کے سب طریقوں میں نبوت کا ذکر ہے رسالت کا ذکر کسی طریق میں نہیں ہے اور شاید کہ راز اس میں یہ ہے کہ رسالت زیادہ ہوتی ہے نبوت پر ساتھ پہنچانے احکام کے واسطے مکلفوں کے برخلاف نبوت مجرد کے اس واسطے کہ وہ اطلاع ہے بعض غیبی چیزوں پر اور کبھی بعض پیغمبر اگلے پیغمبر کی شریعت کو برقرار رکھتا ہے لیکن نہیں لاتا ساتھ حکم جدید کے جو ہو مخالف پہلے پیغمبر کے سولی جاتی ہے اس سے ترجیح اس قول کی کہ جو حضرت ﷺ کو خواب میں دیکھے سو حضرت ﷺ اس کو کوئی حکم کریں جو ظاہر شرع مقررہ کے مخالف ہو تو نہیں ہوتا ہے وہ حکم مشروع اس کے حق میں اور نہ اس کے غیر کے حق میں تا کہ واجب ہو اس کے حق میں پہنچانا اس کا وسیاتی بیانہ انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

بَابُ الْمُبَشِّرَاتِ

باب ہے مبشرات یعنی بشارت دینے والی چیزوں کے بیان میں

فائدہ: یہ جمع ہے مبشر کی اور وہ بشارت ہے اور البتہ وارد ہوا ہے بیچ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا﴾ کہ وہ نیک خوابیں ہیں۔

٦٤٧٥ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَمْ يَبْقَ مِنَ النُّبُوَّةِ إِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ قَالُوْا وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ قَالَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ.

٦٤٧٥ ـ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ نہیں باقی رہی نبوت سے کوئی چیز سوائے مبشرات کے یعنی بشارت دینے والی چیزوں کے اصحاب نے کہا اور کیا ہیں مبشرات حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نیک خو ہیں۔

فائدہ: اسی طرح ذکر کیا ہے ساتھ لفظ کے جو دلالت کرتا ہے اوپر ماضی کے واسطے تحقیق کرنے وقوع اس کے اور مراد استقبال ہے یعنی باقی رہے گی اور بعض نے کہا کہ وہ اپنے ظاہر پر ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس کو اپنے زمانے میں فرمایا اور لام نبوت میں عہد کے واسطے ہے اور مراد نبوت حضرت ﷺ کی ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ نہیں باقی رہی کوئی چیز میری نبوت کے بعد جو میرے ساتھ خاص ہے مگر مبشرات پھر تفسیر کیا اس کو ساتھ نیک خوابوں کے اور نسائی کی روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں باقی رہے گا میرے بعد نبوت سے کچھ سوائے نیک خوابوں کے اور یہ حدیث تائید کرتی ہے پہلی تاویل کی اور ظاہر استثناء کا یہ ہے کہ خواب نبوت ہے باوجود اس کے کہ پہلے گزر چکا ہے کہ خواب ایک حصہ ہے پیغمبری کا اور حالانکہ اس طرح نہیں اس واسطے کہ پہلے گزر چکا ہے کہ مراد تشبیہ

دینا ہے خواب کو ساتھ نبوت کے یا اس واسطے کہ حصہ چیز کا نہیں مستلزم ہے ثبوت وصف کو اس کے واسطے جیسے کوئی بلند آواز سے لا الہ الا اللہ کہے تو اس کو مؤذن نہیں کہا جاتا اور نہ یہ کہ اس نے اذان دی اگرچہ وہ اذان کا ایک حصہ ہے اور کہا مہلب نے کہ ان کو مبشرات کہنا باعتبار اغلب کے ہے اس واسطے کہ بعض خوابیں ڈرانے والی ہوتی ہیں اور کہا ابن تین نے کہ حدیث کے معنی یہ ہیں کہ میری موت سے وحی کا آنا بند ہو گیا اور نہیں باقی رہی کوئی چیز جس سے آئندہ کا حال معلوم ہو مگر خوابیں اور وارد ہوتا ہے اس پر الہام اس واسطے کہ اس میں خبر دینا ہے آئندہ چیزوں کی اور وہ پیغمبروں کے واسطے بہ نسبت وحی کے مثل خواب کی ہے اور پیغمبروں کے سوائے اور لوگوں کو بھی ہوتا ہے جیسا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے حق میں وارد ہوا ہے اور البتہ بہت ولیوں نے غیبی چیزوں سے خبر دی سو جس طرح انہوں نے خبر دی اسی طرح واقع ہوا اور جواب یہ ہے کہ حصر خواب میں اس واسطے ہے کہ وہ شامل ہے عام مسلمانوں کو برخلاف الہام کے کہ وہ خاص کیا گیا ہے ساتھ بعض کے اور باوجود خاص ہونے کے وہ نادر اور نہایت کم ہے سو ذکر خواب کا واسطے شامل ہونے اور کثرت واقع ہونے اس کے کے ہے اور راز اس میں کہ الہام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کم تھا اور آپ کے بعد اس کی کثرت ہوئی غالب ہونا وحی کا ہے طرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیداری میں اور واسطے ارادہ ظاہر کرنے معجزات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سو مناسب ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں آپ کے سوائے کسی شخص کے واسطے اس سے کوئی چیز واقع نہ ہو پھر جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فوت ہونے سے وحی بند ہو گئی تو واقع ہوا الہام اس کے واسطے جس کو اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ خاص کیا واسطے امن ہونے کے لبس سے بیچ اس کے اور الہام کے وقوع سے انکار کرنا باوجود کثرت اور شہرت اس کی کے ہے۔ (فتح)

بَابُ رُؤْيَا يُوْسُفَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

وَقَوْلِهِ تَعَالٰى ﴿إِذْ قَالَ يُوْسُفُ لِأَبِيْهِ يَا أَبَتِ إِنِّيْ رَأَيْتُ أَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَأَيْتُهُمْ لِيْ سَاجِدِيْنَ قَالَ يَا بُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُؤْيَاكَ عَلٰى إِخْوَتِكَ فَيَكِيْدُوْا لَكَ كَيْدًا إِنَّ الشَّيْطَانَ لِلْإِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَأْوِيْلِ الْأَحَادِيْثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَعَلٰى آلِ يَعْقُوْبَ كَمَا أَتَمَّهَا عَلٰى أَبَوَيْكَ مِنْ

باب ہے بیچ خواب یوسف علیہ السلام کے

جب کہا یوسف علیہ السلام نے اپنے باپ سے کہ اے باپ! میں نے خواب میں دیکھا گیارہ ستاروں کو اور سورج اور چاند کو میرے واسطے سجدہ کرتے اللہ تعالیٰ کے اس قول تک تیرا رب جاننے والا ہے حکمت والا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے باپ یہ بیان ہے میری اس پہلی خواب کا البتہ میرے رب نے اس کو سچ کیا اس قول تک اور ملا مجھ کو نیک بختوں میں۔

قَبْلُ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ إِنَّ رَبَّكَ عَلِيمٌ حَكِيمٌ﴾ وَقَوْلِهِ تَعَالٰى ﴿يَا أَبَتِ هٰذَا تَأْوِيلُ رُؤْيَايَ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّي حَقًّا وَقَدْ أَحْسَنَ بِي إِذْ أَخْرَجَنِي مِنَ السِّجْنِ وَجَآءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ مِنْ بَعْدِ أَنْ نَّزَغَ الشَّيْطَانُ بَيْنِي وَبَيْنَ إِخْوَتِي إِنَّ رَبِّي لَطِيفٌ لِّمَا يَشَآءُ إِنَّهُ هُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ رَبِّ قَدْ آتَيْتَنِي مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِي مِنْ تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ أَنْتَ وَلِيِّي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ تَوَفَّنِي مُسْلِمًا وَّأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ﴾. قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ فَاطِرٌ وَالْبَدِيعُ وَالْمُبْدِعُ وَالْبَارِئُ وَالْخَالِقُ وَاحِدٌ ﴿مِنَ الْبَدْوِ﴾ بَادِيَةٍ.

فائدہ: اور مراد یہ ہے کہ معنی اس کے اس قول کے کہ یہ تعبیر ہے میری خواب کی یعنی جس کا ذکر سورۂ کی ابتدا میں ہو چکا ہے اور وہ تاروں اور چاند اور سورج کا دیکھنا ہے سو جب یوسف علیہ السلام کے ماں باپ اور بھائی مصر میں پہنچے اور وہ بادشاہی کے مرتبے میں تھا تو سب نے یوسف علیہ السلام کو سجدہ کیا اور یہ ان کی شریعت میں جائز تھا سو ہوئی تعبیر سجدہ کرنے والوں میں اور ہونا اس کا حق سجدے میں اور یہ تعبیر چالیس سال کے بعد واقع ہوئی اور بعض نے کہا اسی سال کے بعد۔ (فتح)

بَابُ رُؤْيَا إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَوْلِهِ تَعَالٰى ﴿فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يَا بُنَيَّ إِنِّي أَرٰى فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى قَالَ يَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِي إِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصَّابِرِينَ فَلَمَّا أَسْلَمَا وَتَلَّهُ لِلْجَبِينِ وَنَادَيْنَاهُ أَنْ يَّا إِبْرَاهِيمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا إِنَّا كَذٰلِكَ

باب ہے بیچ خواب ابراہیم علیہ السلام کے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پھر جب پہنچا اس کے ساتھ دوڑنے کو تو کہا اے بیٹا! میں تجھ کو دیکھتا ہوں خواب میں کہ تجھ کو ذبح کرتا ہوں سو دیکھ تیری کیا رائے ہے؟ تو بولا اے باپ! کر جو تجھ کو حکم ہوتا ہے تو مجھ کو پائے گا اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا صبر کرنے والا اللہ تعالیٰ کے اس قول تک کہ ہم اسی طرح بدلہ دیتے ہیں نیکی کرنے والوں کو۔

نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ﴾.

فائدہ: بعض نے کہا کہ ابراہیم علیہ السلام نے نذر مانی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے ان کو سارہ سے بیٹا دیا تو اس کو قربانی کریں گے سو جب ان کے بیٹا پیدا ہوا تو خواب میں دیکھا کہ اپنی نذر پوری کر اور یہ قصہ شاید ماخوذ ہے بعض اہل کتاب سے اور احمد کے نزدیک ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام نے مناسک کو دیکھا تو شیطان ان کے سامنے ہوا نزدیک سعی کے تو ابراہیم علیہ السلام اس سے آگے بڑھ گئے تو جبریل علیہ السلام ان کو عقبہ کی طرف لے گئے پھر شیطان ان کے سامنے آیا تو ابراہیم علیہ السلام نے اس کو سات کنکریاں ماریں یہاں تک کہ جاتا رہا اور اسماعیل علیہ السلام پر سفید پیراہن تھا اور وہاں اس کو پیشانی پر لٹایا تو کہا اے باپ! اس کے سوائے میرا کوئی اور پیراہن نہیں جس میں تو مجھ کو دفنا دے سو اس کو اُتار لے تو پیچھے سے آواز آئی کہ اے ابراہیم! تو نے خواب کو سچا کیا سو پھر کر نظر کی تو دیکھا کہ ایک سفید دنبہ ہے سینگوں والا تو ابراہیم علیہ السلام نے اس کو ذبح کیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ابتدائے اسلام میں اس دنبے کے سینگ کعبے کے پرنالے پر لٹکے تھے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے دفنائے گئے سو یہ آثار قوی حجت ہے کہ ذبیح اسماعیل علیہ السلام ہیں اور بعض آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ ذبیح اسحاق علیہ السلام ہیں روایت کیا ہے اس کو ابن ابی حاتم نے سدی سے کہ ابراہیم علیہ السلام نے اسحاق علیہ السلام سے کہا کہ ہمارے ساتھ چل کہ ہم قربانی کریں اور ابراہیم علیہ السلام نے رسی اور چھری لی یہاں تک کہ جب پہاڑوں کے درمیان پہنچے تو کہا اے باپ! تیری قربانی کہاں ہے؟ ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ تو اے بیٹا! میں نے خواب میں دیکھا کہ تجھ کو ذبح کرتا ہوں کہا کہ مجھ کو مضبوط باندھ لے تا کہ میں نہ تڑپوں اور اپنے کپڑوں کو بچانا تا کہ ان پر خون کی چھینٹ نہ پڑے کہ سارہ اس کو دیکھ کر غمگین ہو گی اور میرے حلق پر جلدی چھری چلانا تا کہ تجھ پر آسان ہو سو ابراہیم علیہ السلام نے یہ کام کیا اور روتے تھے اور چھری ان کے حلق پر چلائی چھری نے کچھ نہ کاٹا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے حلق پر تانبے کی تختی ڈالی پھر اس کو پیشانی پر اوندھا لٹایا اور اس کی گردن پر چھری چلائی سو یہی مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کا ﴿فَلَمَّا أَسْلَمَا وَتَلَّهُ لِلْجَبِينِ وَنَادَيْنَاهُ أَنْ يَّا إِبْرَاهِيمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا﴾ سو اچانک دیکھا کہ ایک دنبہ ہے سو اس کو اپنے بیٹے کے بدلے ذبح کیا اور شاید سدی نے اس کو اہل کتاب سے لیا ہے یعنی یہ روایت ضعیف ہے اور صحیح پہلا قول ہے اور روایت کی طبری نے سدی کے طریق سے کہ ابراہیم علیہ السلام اپنی قوم کے شہروں سے ہجرت کر کے شام کی طرف چلے اور سارہ سے ملے اور وہ حران کے بادشاہ کی بیٹی تھی سو وہ ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ایمان لائی تو ابراہیم علیہ السلام نے اس سے نکاح کیا سو جب مصر میں داخل ہوئے تو ظالم بادشاہ نے ان کو لونڈی بخشی اور حضرت سارہ کے گھر میں اولاد نہ ہوتی تھی اور ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کو نیک بیٹا دے تو اس کی قبولیت میں دیر ہوئی یہاں تک کہ بڑے ہوئے سو جب سارہ کو معلوم ہوا کہ ابراہیم علیہ السلام نے ہاجرہ سے صحبت کی تو غمگین ہوئیں اس پر جو فوت ہوئی ان سے اولاد سے پھر ذکر کیا قصہ فرشتوں کے آنے کا بسبب ہلاک کرنے قوم لوط

کے اور انہوں نے بشارت دی سارہ کو ساتھ اسحاق علیہ السلام کے تو اسی واسطے کہا ابراہیم علیہ السلام نے ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ وَهَبَ لِیْ عَلَی الْکِبَرِ اِسْمَاعِیْلَ وَاِسْحَاقَ﴾ اور کہا جاتا ہے کہ دونوں کے درمیان تین سال کا فرق ہے اور جو پہلے گزرا کہ قصہ ذبیح کا مکے میں تھا تو یہ حجت قوی ہے کہ ذبیح اسماعیل علیہ السلام ہیں اس واسطے کہ سارہ اور اسحاق علیہ السلام مکے میں نہ تھے، واللہ اعلم۔ (فتح)

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿اَسْلَمَا﴾ سَلَّمَا مَا اُمِرَا بِهٖ ﴿وَتَلَّهٗ﴾ وَضَعَ وَجْهَهٗ بِالْاَرْضِ.

اور کہا مجاہد رحمہ اللہ نے کہ اسلما کے معنی ہیں مانا انہوں نے جو ان کو حکم ہوا اور تلہ کے معنی ہیں اس کا چہرہ زمین پر رکھا۔

بَابُ التَّوَاطُؤِ عَلَی الرُّؤْیَا.

موافق ہونا خوابوں کا یعنی موافق ہونا جماعت کا ایک چیز پر اگرچہ ان کی عبارت مختلف ہو۔

٦٤٧٦۔ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ بُکَیْرٍ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنْ عُقَیْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ اُنَاسًا اُرُوْا لَیْلَةَ الْقَدْرِ فِی السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ وَاَنَّ اُنَاسًا اُرُوْا اَنَّهَا فِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْتَمِسُوْهَا فِی السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ.

٦٤٧٦۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بے شک کچھ لوگوں کو خواب میں معلوم ہوا کہ شب قدر پچھلی سات راتوں میں ہے اور کچھ لوگوں کو معلوم ہوا کہ وہ پچھلی دس راتوں میں ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تلاش کرو اس کو پچھلی سات راتوں میں۔

فائدہ: اور ایک طریق میں ہے کہ فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں تمہاری خوابوں کو کہ موافق ہوگئیں پچھلی سات راتوں میں سو جو شب قدر کا تلاش کرنے والا ہو سو پچھلی سات راتوں میں تلاش کرے اور بعض نے اعتراض کیا ہے کہ اس حدیث میں تواطی کا لفظ نہیں تو جواب یہ ہے کہ بخاری رحمہ اللہ نے اس بات کا التزام نہیں کیا کہ وارد کرے حدیث کو ساتھ لفظ تواطی کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس کی مراد موافق ہونا ہے اور وہ عام تر ہے اس سے کہ ہو حدیث اس کے لفظوں سے یا اس کے معنی سے اور اس کا بیان یوں ہے کہ افراد سبع کے داخل ہیں بیچ افراد عشر کے سو جب ایک قوم نے دیکھا کہ وہ دس راتوں میں ہے اور ایک قوم نے کہ سات راتوں میں ہے تو ہو گئے جیسے انہوں نے اتفاق کیا سات راتوں پر سو حکم کیا ان کو تلاش کرنے کا سات راتوں میں واسطے موافق ہونے دونوں گروہ کے اوپر اس کے اور اس واسطے کہ وہ آسان تر ہے اوپر ان کے سو چلا بخاری رحمہ اللہ اپنی عادت پر بیچ مقدم کرنے کے اخفی کے اجلی پر اور جس حدیث کی طرف اس نے اشارہ کیا ہے وہ کتاب قیام اللیل میں گزر چکی ہے یعنی جو اوپر منقول ہوئی جس میں ہے کہ میں نے تمہاری خوابوں کو دیکھا کہ موافق پڑ گئیں اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ موافق ہونا جماع کا

ایک خواب پر دلالت کرتا ہے اوپر صدق اور صحت اس کی کے جیسا کہ مستفاد ہوتا ہے قوی ہونا خبر کا ایک جماعت کے موافق ہونے سے اوپر اس کے۔ (فتح)

بَابُ رُؤْيَا أَهْلِ السُّجُوْنِ وَالْفَسَادِ وَالشِّرْكِ.

یہ اشارہ ہے اس طرف کہ اگرچہ نیک خواب خاص ہے ساتھ نیکوں کے غالبًا لیکن کبھی ان کے سوائے اور لوگوں کو بھی سچی خواب آتی ہے۔

فائدہ: اہل علم تعبیر نے کہا کہ اگر کافر یا فاسق نیک خواب دیکھے تو یہ اس کے واسطے بشارت ہے ساتھ ہدایت اس کی کے طرف ایمان کی مثلا یا توبہ کے یا ڈرانے کے باقی رہنے سے کفر اور فسق پر اور کبھی دیکھتا ہے وہ چیز جو دلالت کرتی ہے اوپر رضامندی کے ساتھ اس چیز کے جس میں وہ ہے اور یہ مکر اور غرور ہے نعوذ باللہ من ذلک۔ (فتح)

لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيَانِ قَالَ أَحَدُهُمَا إِنِّيْ أَرَانِيْ أَعْصِرُ خَمْرًا وَّقَالَ الْآخَرُ إِنِّيْ أَرَانِيْ أَحْمِلُ فَوْقَ رَأْسِيْ خُبْزًا تَأْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ نَبِّئْنَا بِتَأْوِيْلِهٖ إِنَّا نَرَاكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ قَالَ لَا يَأْتِيْكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقَانِهٖ إِلَّا نَبَّأْتُكُمَا بِتَأْوِيْلِهٖ قَبْلَ أَنْ يَّأْتِيَكُمَا ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِيْ رَبِّيْ إِنِّيْ تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ كَافِرُوْنَ وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ آبَآئِيْ إِبْرَاهِيْمَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوْبَ مَا كَانَ لَنَا أَنْ نُشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَيْنَا وَعَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ يَا صَاحِبَيِ السِّجْنِ أَأَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ﴾ وَقَالَ الْفُضَيْلُ عِنْدَ قَوْلِهٖ يَا صَاحِبَيِ السِّجْنِ ﴿أَأَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ أَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ مَا

واسطے قول اللہ تعالیٰ کے اور داخل ہوئے ساتھ یوسف علیہ السلام کے قید خانے میں دو جوان اس قول تک کہ پلٹ جا اپنے بادشاہ کی طرف۔

تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ اِلَّا اَسْمَآءً سَمَّيْتُمُوْهَا
اَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ مَّا اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ
سُلْطَانٍ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ اَمَرَ اَنْ لَّا
تَعْبُدُوْا اِلَّا اِيَّاهُ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ
وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ يَا
صَاحِبَيِ السِّجْنِ اَمَّا اَحَدُكُمَا فَيَسْقِيْ
رَبَّهٗ خَمْرًا وَّاَمَّا الْآخَرُ فَيُصْلَبُ فَتَاْكُلُ
الطَّيْرُ مِنْ رَّاْسِهٖ قُضِيَ الْاَمْرُ الَّذِيْ فِيْهِ
تَسْتَفْتِيَانِ وَقَالَ لِلَّذِيْ ظَنَّ اَنَّهٗ نَاجٍ
مِّنْهُمَا اذْكُرْنِيْ عِنْدَ رَبِّكَ فَاَنْسَاهُ
الشَّيْطَانُ ذِكْرَ رَبِّهٖ فَلَبِثَ فِي السِّجْنِ
بِضْعَ سِنِيْنَ وَقَالَ الْمَلِكُ اِنِّيْ اَرٰى سَبْعَ
بَقَرَاتٍ سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ
وَّسَبْعَ سُنْبُلَاتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ يَابِسَاتٍ
يَا اَيُّهَا الْمَلَاُ اَفْتُوْنِيْ فِيْ رُؤْيَايَ اِنْ
كُنْتُمْ لِلرُّؤْيَا تَعْبُرُوْنَ قَالُوْا اَضْغَاثُ
اَحْلَامٍ وَّمَا نَحْنُ بِتَاْوِيْلِ الْاَحْلَامِ
بِعَالِمِيْنَ وَقَالَ الَّذِيْ نَجَا مِنْهُمَا وَادَّكَرَ
بَعْدَ اُمَّةٍ اَنَا اُنَبِّئُكُمْ بِتَاْوِيْلِهٖ فَاَرْسِلُوْنِ
يُوْسُفُ اَيُّهَا الصِّدِّيْقُ اَفْتِنَا فِيْ سَبْعِ
بَقَرَاتٍ سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ
وَّسَبْعِ سُنْبُلَاتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ يَابِسَاتٍ
لَّعَلِّيْ اَرْجِعُ اِلَى النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَعْلَمُوْنَ
قَالَ تَزْرَعُوْنَ سَبْعَ سِنِيْنَ دَاَبًا فَمَا
حَصَدْتُّمْ فَذَرُوْهُ فِيْ سُنْبُلِهٖ اِلَّا قَلِيْلًا

مِّمَّا تَأْكُلُوْنَ ثُمَّ يَأْتِيْ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ يَّأْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ إِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تُحْصِنُوْنَ ثُمَّ يَأْتِيْ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ فِيْهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيْهِ يَعْصِرُوْنَ وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهٖ فَلَمَّا جَآءَهُ الرَّسُوْلُ قَالَ ارْجِعْ إِلٰى رَبِّكَ﴾.

فائدہ: وہ دونوں ایک باورچی تھا اور ایک شربت پلانے والا تو بادشاہ نے دونوں کو تہمت دی کہ دونوں نے کھانے پینے میں زہر ملانے کا ارادہ کیا سو بادشاہ نے دونوں کو قید کیا یہاں تک کہ شربت پلانے والا خلاص ہوا اور باورچی سولی چڑھایا گیا۔

﴿وَادَّكَرَ﴾ اِفْتَعَلَ مِنْ ذَكَرَ ﴿أُمَّةٍ﴾ قَرْنٍ وَتُقْرَأُ أَمَهٍ نِسْيَانٍ

اور وادکر افتعال ہے ذکر سے یعنی یاد کیا اور امۃ کے معنی زمانہ ہیں اور پڑھا جاتا ہے امہ اس کے معنی میں نسیان اور مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿وَادَّكَرَ بَعْدَ أُمَّةٍ﴾

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿يَعْصِرُوْنَ﴾ الْأَعْنَابَ وَالدُّهْنَ ﴿تُحْصِنُوْنَ﴾ تَحْرُسُوْنَ.

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نچوڑیں گے انگوروں کو اور تیل کو یعنی اس آیت کی تفسیر میں ﴿ثُمَّ يَأْتِيْ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ فِيْهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيْهِ يَعْصِرُوْنَ﴾ اور نچوڑنے کو شراب کہا باعتبار انجام کے اور تحصنون کے معنی ہیں نگہبانی کرو گے یہ لفظ بھی اسی رکوع میں واقع ہوا ہے۔

٦٤٧٧ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَأَبَا عُبَيْدٍ أَخْبَرَاهُ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ لَبِثْتُ فِي السِّجْنِ مَا لَبِثَ يُوْسُفُ ثُمَّ أَتَانِي الدَّاعِيْ لَأَجَبْتُهُ.

٦٤٧٧ـ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں قید خانے میں رہتا جتنی دیر یوسف علیہ السلام رہا تھا پھر مجھ کو بلانے والا آتا تو میں اس کی بات قبول کر لیتا، کہا ابو عبداللہ بخاری رحمہ اللہ نے کہ اگر میں ہوتا تو البتہ میں اس کی بات مان لیتا اول بار میں یعنی فوراً اس کے ساتھ نکل کر چلا جاتا تکرار نہ کرتا۔

فائدہ: یعنی جب بادشاہ نے یوسف علیہ السلام کو قید خانے سے بلانے کے واسطے ایلچی بھیجا تو یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ اپنے بادشاہ کی طرف پلٹ جا اور اس سے ان عورتوں کا حال پوچھ جنھوں نے اپنے ہاتھ کاٹے تھے اور قید خانے سے

نکلنا منظور نہ کیا جب تک کہ ان کی پاک دامنی ثابت نہ ہو۔

بَابُ مَنْ رَّأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ.

جو حضرت ﷺ کو خواب میں دیکھے

۶۴۷۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ رَّآنِيْ فِي الْمَنَامِ فَسَيَرَانِيْ فِي الْيَقَظَةِ وَلَا يَتَمَثَّلُ الشَّيْطَانُ بِيْ. قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللهِ قَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ إِذَا رَآهُ فِيْ صُوْرَتِهِ.

۶۴۷۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ جس نے مجھ کو خواب میں دیکھا تو وہ مجھ کو جاگتے بھی دیکھے گا اور شیطان میری صورت نہیں پکڑ سکتا۔

فائدہ: اس حدیث کے دو معنی ہیں ایک یہ کہ مجھ کو قیامت میں دیکھے گا یا یہ بات حضرت ﷺ کی زندگی تک تھی اور ایک روایت میں شک کے ساتھ ہے یعنی یا اس نے مجھ کو دیکھا جیسے جاگتے دیکھا اور ایک روایت میں ہے سو البتہ اس نے مجھ کو جاگتے دیکھا اور پہلے لفظ کے یہ معنی ہیں کہ وہ دیکھے گا اپنی بیداری میں تفسیر اس چیز کی جو دیکھے اس واسطے کہ وہ حق ہے اور غیب ہے جس میں وہ ڈالا گیا اور دوسری روایت تشبیہ ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ اگر وہ حضرت ﷺ کو جاگتے دیکھتا تو مطابق پڑتا اس کو جو خواب میں دیکھا سو ہوگا اول دیکھنا حق اور حقیقۃً اور ثانی حق اور تمثیل اور یہ سب اسی وقت ہے جب کہ حضرت ﷺ کو صورت معروفہ میں دیکھے اور اگر برخلاف آپ کی صفت کے دیکھے تو وہ مثال ہے پھر اگر حضرت ﷺ کو اپنی طرف متوجہ دیکھے تو یہ خواب دیکھنے والے کے واسطے بہتر ہے اور اگر بالعکس ہو تو بالعکس ہے اور اگر حضرت ﷺ کو دیکھے ساتھ صفت معلوم کے تو وہ ادراک حقیقی ہے اور اگر غیر صفت پر دیکھے تو یہ مثال ہے اس واسطے کہ ٹھیک یہ بات ہے کہ پیغمبروں کے بدن کو زمین متغیر نہیں کرتی اور بعض نے خلاف کیا ہے سو کہا کہ خواب کی کوئی حقیقت نہیں اور بعض نے گمان کیا ہے کہ وہ حقیقۃً سر کی آنکھ سے واقع ہوتی ہے کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ کہا عیاض نے کہ یہ جو کہا کہ البتہ اس نے مجھ کو دیکھا یا حق کو دیکھا تو احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ اس کے یہ کہ جو دیکھے آپ کو آپ کی صورت میں آپ کی زندگی میں تو اس کی خواب حق ہوگی اور جس نے آپ کو دیکھا آپ کی غیر صورت میں اس کی خواب تاویل ہوگی اور کہا کہ یہ ضعیف ہے بلکہ صحیح یہ ہے کہ وہ آپ کو حقیقۃً دیکھتا ہے برابر ہے کہ ہوں حضرت ﷺ اپنی صفت معروف پر یا اس کے غیر پر اور نہیں ظاہر ہوا میرے واسطے قاضی کی کلام سے جو اس کے مخالف ہو بلکہ ظاہر اس کے قول سے یہ ہے کہ وہ آپ کو حقیقۃً دیکھتا ہے دونوں حال میں لیکن پہلی صورت

میں ہوتی ہے خواب اس قسم سے کہ نہیں محتاج ہے طرف تاویل کی اور دوسری صورت میں خواب محتاج ہے طرف تاویل کی کہا قرطبی نے کہ اختلاف ہے حدیث کے معنی میں سو ایک قوم نے کہا کہ اپنے ظاہر پر ہے سو جس نے حضرت ﷺ کو خواب میں دیکھا اس نے آپ کو حقیقۃً دیکھا مثل اس شخص کی جس نے آپ کو جاگتے دیکھا اور یہ قول خالد کا ہے اور اس سے لازم آتا ہے کہ نہ دیکھے حضرت ﷺ کو کوئی مگر اس صورت میں جس میں حضرت ﷺ نے انتقال فرمایا اور یہ کہ نہ دیکھیں آپ کو دو دیکھنے والے ایک آن میں دو مکانوں میں اور یہ کہ زندہ ہوں اب اور نکلیں اپنی قبر سے اور چلیں بازاروں میں اور بات کریں لوگوں سے اور لازم آتا ہے اس سے کہ آپ کی قبر آپ کے بدن سے خالی ہو سو نہ باقی رہی آپ کی قبر میں کوئی چیز پس زیارت کی جائے گی مجرد اور سلام کیا جائے غائب کو اس واسطے کہ جائز ہے کہ دیکھے جائیں رات اور دن میں ساتھ اتصال اوقات کے اپنی حقیقت پر اپنی غیر قبر میں اور یہ بڑی سخت جہالت ہے اور کہا ایک گروہ نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جس نے آپ کو دیکھا اس نے آپ کو دیکھا آپ کی اصلی اور حقیقی صورت میں اور اس سے لازم آتا ہے کہ جو دیکھے آپ کو غیر صفت میں یہ کہ ہو خواب اس کی پریشان خوابوں سے اور یہ معلوم ہے کہ وہ دیکھتا ہے خواب میں اس حالت پر جو مخالف ہے حالت اس کی کو دنیا میں احوال لائقہ سے ساتھ اس کے اور واقع ہو یہ خواب حق جیسے کہ مثلاً دیکھے جائیں کہ آپ نے اپنے جسم سے گھر کو بھرا ہے تو یہ دلالت کرتا ہے اوپر ہونے اس گھر کے ساتھ خیر کے اور اگر قادر ہو شیطان اوپر تمثیل کسی چیز کے اس چیز سے کہ حضرت ﷺ اس پر تھے یا اس کی طرف منسوب تھے یا اس کی طرف منسوب ہو تو البتہ معارض ہو حضرت ﷺ کی عموم قول کو کہ شیطان میری صورت نہیں پکڑ سکتا پس اولیٰ یہ ہے کہ منزہ ہو خواب آپ کا اور اسی طرح دیکھنا کسی چیز کا آپ سے سو وہ ابلغ ہے حرمت میں اور لائق ہے ساتھ عصمت کے جیسا کہ معصوم ہیں شیطان سے اپنے جاگنے میں اور صحیح بیچ معنی اس حدیث کے یہ ہے کہ مقصود یہ ہے کہ حضرت ﷺ کا دیکھنا ہر حالت میں باطل نہیں ہے اور نہ پریشان خواب بلکہ فی نفس الامر حق ہے اور اگر خواب میں اپنی غیر صورت پر دیکھے جائیں تو تصور اس صورت کا نہیں ہے شیطان سے بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور تائید کرتا ہے اس کے قول حضرت ﷺ کا کہ اس نے حق دیکھا یعنی دیکھا حق کو کہ قصد کیا گیا ہے اعلام دیکھنے والے کا ساتھ اس کے اور کہا ابن بطال نے کہ یہ جو فرمایا کہ وہ مجھ کو جاگتے دیکھے گا تو مراد اس سے تصدیق اس خواب کی ہے بیداری میں اور اور صحت اس کی اور خارج ہونا اس کا حق پر اور یہ مراد نہیں کہ وہ قیامت میں حضرت ﷺ کو دیکھے گا اس واسطے کہ قیامت کے دن تو سب امت آپ کو دیکھے گی جس نے آپ کو خواب میں دیکھا اور جس نے نہ دیکھا یعنی تو خواب میں دیکھنے کو کچھ زیادتی نہ ہوگی اور کہا ابن تین نے کہ مراد یہ ہے کہ جو ایمان لایا ساتھ حضرت ﷺ کے حضرت ﷺ کی زندگی میں اور حضرت ﷺ کو نہ دیکھا واسطے ہونے اس کے غائب آپ سے تو اس کے ساتھ اس کو بشارت ہوگی کہ جو حضرت ﷺ کے ساتھ ایمان لایا وہ حضرت ﷺ کو بیداری میں بھی

ضروری دیکھے گا اور حاصل اس کا چھ جواب ہیں اول جواب یہ ہے کہ وہ تمثیل اور تشبیہ پر ہے کہ اور دلالت کرتا ہے اس پر قول حضرت ﷺ کا دوسری روایت فکانما رمانی فی الیقظة دوسرا جواب یہ ہے دیکھے گا بیداری میں تاویل اس کی بطورِ حقیقت کے یا تعبیر کے تیسرا جواب یہ ہے کہ وہ خاص ہے ساتھ اہل عصر حضرت ﷺ کے وہ لوگ ایمان لائے ساتھ آپ کے پہلے اس سے کہ آپ کو دیکھیں، چوتھا جواب یہ ہے کہ دیکھے گا آپ کو شیشے میں جو حضرت ﷺ کے پاس تھا اور یہ بعید تر تاویل ہے، پانچواں یہ کہ دیکھے گا آپ کو قیامت کے دن ساتھ زیادہ خصوصیت کے نہ مطلق وہ شخص جو دیکھے گا حضرت ﷺ کو اس دن ان لوگوں میں سے جنہوں نے آپ کو خواب میں نہیں دیکھا، چھٹا یہ کہ وہ دیکھے گا حضرت ﷺ کو دنیا میں حقیقۃً اور آپ سے بات کرے گا اور اس میں اشکال ہے جو پہلے گزرا کہا قرطبی نے کہ جو خواب میں دیکھا جاتا ہے وہ مثالین ہیں واسطے مرئیات کے نہ حقیقت ان کی لیکن یہ مثالیں کبھی تو مطابق پڑتی ہیں اور کبھی ان کے معنی واقع ہوتے ہیں سو پہلی قسم سے ہے حضرت ﷺ کا عائشہ رضی اللہ عنہا کو خواب میں دیکھنا اور اس میں ہے سو اچانک وہ تو ہی تھی سو حضرت ﷺ نے خبر دی کہ آپ نے دیکھا جاگتے جو آپ نے خواب میں دیکھا بعینہ اور دوسری قسم سے ہے دیکھنا گائے کا جو نحر کی جاتی تھی اور مقصود ساتھ ثانی کے تنبیہ کرنا ہے اوپر معانی ان امروں کے اور حضرت ﷺ کے دیکھنے کے فوائد سے ہے تسکین شوق رائی کا واسطے ہونے اس کے صادق آپ کی محبت میں اور یہ جو فرمایا کہ شیطان میری صورت نہیں پکڑ سکتا تو اس کے معنی ہیں کہ میرے مشابہ نہیں ہو سکتا یعنی نہیں ہوتا ہے میری صورت میں اور ایک روایت میں ہے کہ میری صورت میں دیکھا نہیں جا سکتا یعنی اللہ تعالیٰ نے اگرچہ شیطان کو قدرت دی ہے کہ وہ جو صورت چاہے بن سکتا ہے لیکن نہیں قدرت دی اس کو اللہ تعالیٰ نے کہ حضرت ﷺ کی صورت پکڑ سکے اور البتہ یہ ہی مذہب ہے ایک جماعت کا سو انہوں نے کہا کہ محل حدیث کا یہ ہے کہ جب کہ دیکھے حضرت ﷺ کو خواب میں اصلی صورت پر جس میں قبض ہوئے اور ان میں سے بعض نے تنگ کیا ہے غرض کو سو کہا انہوں نے کہ دیکھے آپ کو اس صورت میں جس میں حضرت ﷺ کی روح قبض ہوئی یہاں تک کہ اعتبار کرنا ہے سفید بالوں کا جو بیس کو نہیں پہنچے تھے اور صواب تعمیم ہے ہر حالت میں بشرطیکہ وہ آپ کی حقیقی صورت ہو کسی وقت میں برابر ہے کہ جوانی میں ہو یا جور جولیت میں یا کہولیت میں یا آخر عمر میں اور کہا مازری نے کہ اختلاف کیا ہے محققین نے اس حدیث کی تاویل میں سو قاضی ابوبکر کا یہ مذہب ہے کہ مراد ساتھ اس حدیث کے یہ ہے کہ جس نے مجھ کو دیکھا تو اس کا خواب صحیح ہے نہیں ہے پریشان خوابوں سے اور نہ تشبیہات شیطان سے اور تائید کرتا ہے اس کی قول حضرت ﷺ کا کہ شیطان میری صورت نہیں پکڑ سکتا اور اور لوگوں کا مذہب یہ ہے کہ حدیث محمول ہے اپنے ظاہر پر اور مراد یہ ہے کہ جس نے حضرت ﷺ کو دیکھا اس نے آپ کو پایا اور یہ محال نہیں اور بہر حال غیر صفت پر دیکھنا حضرت ﷺ کا یا دو جگہوں مختلف میں اکٹھا نظر آنا تو یہ غلطی ہے آپ کی صفت میں اور تخیل ہے واسطے صفت کے جو مخالف ہے نفس

الامر کو اور کبھی بعض خیالات مرئی چیزیں گمان میں آتی ہیں واسطے ہونے اس چیز کے کہ تخیل ہے مرتبہ ساتھ اس چیز کے کہ دیکھی جاتی ہے عادت میں سو ہوگی ذات حضرت ﷺ کی دیکھی گئی اور صفات آپ کی خیالی غیر مرئی ہیں اور نہیں شرط ہے ادراک میں تحدیق آنکھوں کا اور نہ قریب ہونا مسافت اور نہ ہونا مرئی کا ظاہر زمین پر یا مدفون اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ شرط ہے کہ موجود ہو اور ظاہر ہوتی ہے میرے واسطے توفیق درمیان اس چیز کے کہ ذکر کی انہوں نے کہ جو حضرت ﷺ کو دیکھے ایک صفت پر یا اکثر پر جو خاص ہے ساتھ حضرت ﷺ کے تو اس نے حضرت ﷺ کو دیکھا اگرچہ باقی صفات مخالف ہوں اور بنا بر اس کے پس متفاوت ہے خواب اس کا جو حضرت ﷺ کو دیکھے سو جس نے حضرت ﷺ کو کامل ہیئت میں دیکھا تو اس کی خواب حق ہے جو محتاج تعبیر کی نہیں اور اس پر اُتارا گیا ہے قول حضرت ﷺ کا سو بے شک اس نے حق دیکھا اور جوں جوں کم ہو حضرت ﷺ کی صفات سے سو داخل ہوگی تاویل بحسب اس کے اور صحیح ہوگا اطلاق کہ جس نے حضرت ﷺ کو دیکھا جس حالت میں ہو تو اس نے حضرت ﷺ کو حقیقۃً دیکھا۔

تنبیہ: اہل تعبیر نے جائز رکھا ہے دیکھنا اللہ تعالیٰ کا خواب میں اور نہیں جاری کیا انہوں نے خلاف جو حضرت ﷺ کی خواب میں ہے اور بعض نے کہا کہ اس کی تعبیر کرنی جائز ہے کبھی ساتھ بادشاہ کے اور کبھی ساتھ سردار کے اور کہا غزالی نے کہ معنی رآنی کے یہ نہیں کہ اس نے میرا بدن اور جسم دیکھا اور مراد یہ ہے کہ اس نے مثال دیکھی کہ ہوگئی یہ مثال آلہ کہ ادا ہوں ساتھ اس کے معنی جو میرے نفس میں ہیں اس کی طرف اور یہ آلہ کبھی حقیقی ہوتا ہے اور کبھی خیالی اور نفس غیر مثال خیالی کا ہے سو جو شکل کہ اس نے خواب میں دیکھی نہیں ہے روح حضرت ﷺ کا بلکہ وہ مثال ہے حضرت ﷺ کی تحقیق پر اور کہا طیبی نے کہ معنی حدیث کے یہ ہیں کہ جس نے مجھ کو خواب میں دیکھا جس صفت سے کہ ہو سو چاہیے کہ بشارت لے اور جانے کہ اس نے دیکھا ہے خواب سچا جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور وہ بشارت دینے والا ہے نہ باطل کہ وہ پریشان خواب ہے کہ وہ منسوب ہے طرف شیطان کی اس واسطے کہ شیطان میری صورت نہیں پکڑ سکتا اور اسی طرح قول حضرت ﷺ کا کہ اس نے حق دیکھا یعنی وہ خواب حق ہے نہ باطل اور اسی طرح قول حضرت ﷺ کا فقد رآنی اس واسطے کہ جب شرط اور جزا دونوں ایک ہوں تو دلالت کرتا ہے نہایت پر کمال ہونے میں یعنی تو اس نے ایسا خواب دیکھا ہے کہ اس کے بعد کچھ چیز نہیں اور کہا شیخ ابو محمد بن ابی جمرہ نے کہ یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ شیطان میری صورت نہیں بن سکتا تو اس سے لیا جاتا ہے کہ جس کے دل میں حضرت ﷺ کی صورت متمثل ہو ارباب قلوب سے اور متصور ہو اس کے واسطے عالم سر میں کہ حضرت ﷺ اس سے کلام کرتے ہیں تو یہ حق ہوگا بلکہ زیادہ تر سچا غیروں کے دیکھنے سے واسطے اس چیز کے احسان کیا ہے اللہ تعالیٰ نے اوپر ان کے دل کے روشن کرنے سے اور یہ مقام جس کی طرف اس نے اشارہ کیا ہے وہ الہام ہے اور وہ منجملہ صفات وحی پیغمبروں

کے ہے لیکن میں نے کسی حدیث میں نہیں دیکھا کہ وہ بھی پیغمبری کا حصہ ہے جیسے نیک خواب کی وصف کی اور بعض نے کہا کہ فرق دونوں کے درمیان یہ ہے کہ خوابوں کے قواعد مقرر ہیں اور ان کے واسطے تاویلات مختلف ہیں اور ہر ایک آدمی کو خواب آتی ہے برخلاف الہام کے کہ وہ نہیں واقع ہوتا ہے مگر واسطے خواص کے اور نہ اس کے واسطے کوئی قاعدہ مقرر ہے جس کے ساتھ اس کے اور شیطانی خیال کے درمیان تمیز اور فرق کیا جائے اور تعقب کیا گیا ہے اس کا ساتھ اس کے کہ اہل معرفت نے ذکر کیا ہے کہ جو خطرہ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو وہ دل میں قرار پکڑتا ہے اور مضطرب نہیں ہوتا اور جو خطرہ کہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے وہ دل میں قرار نہیں پکڑتا سو اگر یہ ثابت ہو تو ہوگا فارق واضح اور باوجود اس کے سو تصریح کی ہے اماموں نے ساتھ اس کے کہ احکام شرعی الہام سے ثابت نہیں ہوتے اور کہا ابوالمظفر بن سمعانی نے بعد اس کے کہ حکایت کی ابوزید ابلو سے حنفی سے کہ الہام وہ چیز ہے جو ہلا دے دل کو واسطے علم کے جو بلائے طرف عمل اس کے کی بغیر استدلال کے اور جمہور علماء کا یہ قول ہے کہ نہیں جائز ہے عمل کرنا ساتھ اس کے مگر وقت گم کرنے سب دلیلوں کے مباح کے باب میں اور بعض بدعتیوں سے مروی ہے کہ وہ حجت ہے اور حجت اہل سنت کی وہ آیتیں ہیں کہ دلالت کرتی ہیں اوپر اعتبار کرنے حجت کے اور رغبت دلانے کے اوپر تفکر کے آیات ہیں اور اعتبار اور نظر کے دلائل میں اور دلالت کرتی ہیں اوپر مذمت آرزوؤں اور ہواجس اور ظنوں کے اور وہ بہت ہیں مشہور اور ساتھ اس کے کہ خطرہ کبھی ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور کبھی شیطان کی طرف سے اور کبھی ہوتا ہے نفس سے اور جس چیز میں یہ احتمال ہو کہ وہ حق نہیں تو اس کو حق نہیں کہا جاتا اور بہرحال جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا﴾ تو اس کے معنی یہ ہیں کہ معلوم کروایا اس کو طریق علم کا اور وہ حجتیں ہیں اور بہرحال وحی کرنا طرف نحل کی یعنی شہد کی مکھی کے تو اس کی نظیر آدمی میں وہ چیز ہے جو متعلق ہے ساتھ کاریگروں کے اور جس میں اصلاح معاش کی ہے اور فراست کو ہم مانتے ہیں لیکن وہ حجت نہیں اس واسطے کہ ہم کو اس کی تحقیق نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے یا غیر کی طرف سے کہا ابن سمعانی نے کہ انکار الہام کا مردود ہے اور جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ کسی بندے کو اکرام کرے لیکن تمیز حق اور باطل کے درمیان یہ ہے کہ جو شریعت محمدی ﷺ کے موافق ہو اور نہ ہو کتاب اور سنت میں جو اس کو رد کرے تو وہ مقبول ہے ورنہ مردود ہے اور واقع ہوتا ہے نفس اور شیطان سے اور ہم نہیں انکار کرتے کہ اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو اکرام کرے ساتھ زیادتی نور کے جس سے اس کے دل کا نور زیادہ ہو اور جس کے ساتھ اس کی نظر قوی ہو اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ انکار کرتے ہیں ہم کہ رجوع کرے اپنے دل کی طرف سے ساتھ کسی قول کے جس کے اصل کو نہ پہچانتا ہو اور ہم نہیں گمان کرتے کہ وہ حجت ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ نور ہے خاص کرتا ہے اللہ تعالیٰ ساتھ اس کے جس کو چاہے اپنے بندوں سے سو اگر شرع کے موافق ہو تو شرع ہے حجت ہوگی اور اس سے لیا جاتا ہے کہ اگر کوئی خواب میں حضرت ﷺ کو دیکھے اور حضرت ﷺ اس کو کسی

چیز کا حکم کریں تو کیا اس پر اس کا بجالانا واجب ہے اور یا اس کو ظاہر شرع پر پیش کرنا ضروری ہے یا نہیں معتمد یہ ہے ضروری ہے کہ اس کو ظاہر شرع پر پیش کیا جائے۔ (فتح)

٦٤٧٩۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُخْتَارٍ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ رَّآنِيْ فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِيْ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَخَيَّلُ بِيْ وَرُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّأَرْبَعِيْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ.

۶۴۷۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مجھ کو خواب میں دیکھا تو بے شک اس نے مجھ کو دیکھا اس واسطے کہ شیطان مجھ سا نہیں بن سکتا اور ایماندار کا خواب ایک حصہ ہے پیغمبری کے چھیالیس حصوں سے۔

فائدہ: کہا طیبی نے کہ اس حدیث میں شرط اور جزا ایک ہے سو یہ دلالت کرتی ہے اوپر نہایت مبالغہ کے یعنی جس نے مجھ کو دیکھا تو البتہ اس نے میری حقیقت کو دیکھا کامل طور پر بغیر شبہ اور شک کے اس میں جو دیکھا بلکہ وہ خواب کامل ہے اور تائید کرتی ہے اس کی حدیث ابوسعید رضی اللہ عنہ کی فقد رای الحق یعنی اس نے حق دیکھا نہ باطل اور وہ رد کرتا ہے اس چیز کو جو پہلے گزری اس شخص کے کلام سے جس نے تکلف کیا ہے بیچ تاویل قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے من رآنی فی المنام فسیرانی فی الیقظة اور ظاہر یہ ہے کہ مراد یہ ہے کہ من رآنی فی المنام یعنی جو مجھ کو دیکھے جس صفت پر کہ ہو تو چاہیے کہ وہ بشارت لے اور جانے کہ اس نے سچا خواب دیکھا جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے نہ باطل کہ وہ پریشان خواب ہے اس واسطے کہ شیطان میری صورت نہیں بن سکتا۔ (فتح)

٦٤٨٠۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ قَتَادَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ مِنَ اللّٰهِ وَالْحُلُمُ مِنَ الشَّيْطَانِ فَمَنْ رَّأَى شَيْئًا يَّكْرَهُهُ فَلْيَنْفِثْ عَنْ شِمَالِهِ ثَلَاثًا وَّلْيَتَعَوَّذْ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِنَّهَا لَا تَضُرُّهُ وَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَرَآئٰی بِيْ.

۶۴۸۰۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نیک خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور پریشان خواب شیطان کی طرف سے ہے سو جو خواب میں کچھ چیز دیکھے جو اس کو بری معلوم ہو تو چاہیے کہ اپنی بائیں طرف تھوک دے تین بار اور چاہیے کہ پناہ مانگے اللہ تعالیٰ کی شیطان سے کہ وہ اس کو ضرر نہ کرے گی اور بے شک شیطان میری صورت میں نظر نہیں آ سکتا۔

٦٤٨١۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ خَلِيٍّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنِي الزُّبَيْدِيُّ عَنِ

۶۴۸۱۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مجھ کو دیکھا تو بے شک اس نے حق دیکھا

الزُّهْرِيِّ قَالَ أَبُوْ سَلَمَةَ قَالَ أَبُوْ قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ رَّآنِيْ فَقَدْ رَأَى الْحَقَّ. تَابَعَهُ يُوْنُسُ وَابْنُ أَخِي الزُّهْرِيِّ.

یعنی سچ مچ مجھ کو دیکھا متابعت کی ہے ابن یزید کی یونس اور ابن اخی زہری نے۔

٦٤٨٢۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنِي ابْنُ الْهَادِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ رَّآنِيْ فَقَدْ رَأَى الْحَقَّ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَكَوَّنُنِيْ.

۶۴۸۲۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جس نے مجھ کو دیکھا تو بے شک اس نے حق دیکھا اس واسطے کہ شیطان مجھ سا نہیں بن سکتا۔

بَابُ رُؤْيَا اللَّيْلِ رَوَاهُ سَمُرَةُ

باب رات کو خواب دیکھنا روایت کیا ہے اس کو سمرہ نے کما سیاتی فی آخر کتاب التعبیر

فائدہ: یعنی کیا رات اور دن کا خواب برابر ہے یا دونوں میں تفاوت ہے اور گویا کہ یہ اشارہ ہے طرف حدیث ابو سعید رضی اللہ عنہ کی کہ زیادہ تر سچا خواب رات کا ہے اور نہ ذکر کیا ہے نصر بن یعقوب دینوری نے کہ جو اول رات میں خواب دیکھے اس کی تاویل میں دیر ہوتی ہے اور نصف ثانی سے جوں جوں پیچھے دیکھے توں توں جلدی اس کی تعبیر ہوتی ہے اور زیادہ تر جلدی تعبیر اس خواب کی ہوتی ہے جو سحری کے وقت دیکھے خاص کر طلوع صبح صادق کے وقت اور جعفر صادق رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ زیادہ جلدی اس خواب کی تاویل ہوتی ہے جو قیلولہ کے وقت دیکھے۔ (فتح)

٦٤٨٣۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ الْعِجْلِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الطُّفَاوِيُّ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُعْطِيْتُ مَفَاتِيْحَ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَبَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ الْبَارِحَةَ إِذْ أُتِيْتُ بِمَفَاتِيْحِ خَزَائِنِ الْأَرْضِ حَتّٰى وُضِعَتْ فِيْ يَدِيْ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ فَذَهَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْتُمْ تَنْتَقِلُوْنَهَا.

۶۴۸۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو جوامع الکلم عطا ہوئے اور مجھ کو رعب سے فتح ملی اور جس حالت میں کہ میں رات کو سوتا تھا کہ مجھ کو زمین کے خزانوں کی کنجیاں دی گئیں یہاں تک کہ میرے ہاتھ میں رکھی گئیں کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے اور تم ان خزانوں کو نقل کرتے ہو یعنی غنیمت لاتے ہو اور مراد اس سے خزانے قیصر اور کسریٰ کے ہیں۔

٦٤٨٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَرَانِيَ اللَّيْلَةَ عِنْدَ الْكَعْبَةِ فَرَأَيْتُ رَجُلًا آدَمَ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَآءٍ مِّنْ أُدْمِ الرِّجَالِ لَهُ لِمَّةٌ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَآءٍ مِّنَ اللِّمَمِ قَدْ رَجَّلَهَا تَقْطُرُ مَآءً مُتَّكِئًا عَلٰى رَجُلَيْنِ أَوْ عَلٰى عَوَاتِقِ رَجُلَيْنِ يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ فَسَأَلْتُ مَنْ هٰذَا فَقِيْلَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ثُمَّ إِذَا أَنَا بِرَجُلٍ جَعْدٍ قَطَطٍ أَعْوَرِ الْعَيْنِ الْيُمْنٰى كَأَنَّهَا عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ فَسَأَلْتُ مَنْ هٰذَا فَقِيْلَ الْمَسِيْحُ الدَّجَّالُ.

۶۴۸۴۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھ کو خواب میں ایک رات معلوم ہوا کہ کعبے کے پاس ہوں تو میں نے ایک مرد دیکھا گندمی رنگ جیسے کہ تو نے بہت اچھی گندمی رنگ مرد دیکھے ہوں اس کے کندھوں تک بال ہیں جیسے کہ تو نے بہت اچھے کندھوں تک بال دیکھے ہوں البتہ اس مرد نے اُن بالوں میں کنگھی کی ہے تو ان سے پانی ٹپکتا ہے دو مردوں پر تکیہ دیے یا یوں فرمایا کہ دو مردوں کے کندھوں پر تکیہ دیے وہی شخص خانے کعبے کا طواف کرتا ہے تو میں نے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے؟ تو فرشتے نے کہا کہ یہ مسیح ہے مریم کا بیٹا پھر میں نے اچانک ایک اور مرد دیکھا نہایت گنگھر یالے بالوں والا دائیں آنکھ کا کانا اس کی کانی آنکھ جیسے پھولا انگور تو میں نے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے؟ تو فرشتے نے کہا یہ مسیح دجال ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

٦٤٨٥۔ حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَجُلًا أَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّيْ أُرِيْتُ اللَّيْلَةَ فِي الْمَنَامِ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ وَتَابَعَهُ سُلَيْمَانُ بْنُ كَثِيْرٍ وَابْنُ أَخِي الزُّهْرِيِّ وَسُفْيَانُ بْنُ حُسَيْنٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ الزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَوْ أَبَا هُرَيْرَةَ

۶۴۸۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا تو اس نے کہا کہ میں نے رات کو خواب میں دیکھا اور بیان کیا حدیث کو اور متابعت کی اس کی سلیمان نے الخ، یعنی یہ حدیث بھی اس کے مطابق ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے اور دوسری روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو ذکر کیا ہے اور تیسری روایت میں زہری نے صرف ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اس نے حضرت ﷺ سے اور معمر پہلے اس کو مسند نہیں بیان کرتا تھا پھر بااسناد بیان کرتا تھا۔

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ شُعَيْبٌ وَإِسْحَاقُ بْنُ يَحْيٰى عَنِ الزُّهْرِيِّ كَانَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ مَعْمَرٌ لَا يُسْنِدُهٗ حَتّٰى كَانَ بَعْدُ.

فائدہ: اور فرق اس کے درمیان یہ ہے کہ پہلی روایت فقط ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے اور دوسری دونوں سے اور تیسری صرف ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور یہ حدیث پوری معہ شرح کے آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

بَابُ الرُّؤْيَا بِالنَّهَارِ وَقَالَ ابْنُ عَوْنٍ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ رُؤْيَا النَّهَارِ مِثْلُ رُؤْيَا اللَّيْلِ

دن کو خواب دیکھنا اور کہا ابن عون نے ابن سیرین سے کہ خواب دن کا رات کی خواب کی مانند ہے۔

فائدہ: اور اسی طرح عورتوں اور مردوں کا خواب بھی برابر ہے اور کبھی تفاوت ہوتا ہے باعتبار سچ بولنے کے۔

٦٤٨٦۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ أَنَّهٗ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ عَلٰى أُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ وَكَانَتْ تَحْتَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ فَدَخَلَ عَلَيْهَا يَوْمًا فَأَطْعَمَتْهُ وَجَعَلَتْ تَفْلِيْ رَأْسَهٗ فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ قَالَتْ فَقُلْتُ مَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ نَاسٌ مِّنْ أُمَّتِيْ عُرِضُوْا عَلَيَّ غُزَاةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَرْكَبُوْنَ ثَبَجَ هٰذَا الْبَحْرِ مُلُوْكًا عَلَى الْأَسِرَّةِ أَوْ مِثْلَ الْمُلُوْكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ شَكَّ إِسْحَاقُ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ فَدَعَا لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ

٦٤٨٦۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ام حرام کے پاس جایا کرتے تھے اور وہ عبادہ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں سو ایک دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس گئے تو اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانا کھلایا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سر میں کنگھی کرنے لگیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے پھر جاگے ہنستے ہوئے ام حرام رضی اللہ عنہا نے کہا سو میں نے کہا یا حضرت! آپ کیوں ہنستے ہیں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چند لوگ میری امت کے میرے سامنے کیے گئے لڑتے اللہ تعالیٰ کی راہ میں سمندر کے اندر سوار بادشاہ تختوں پر یا فرمایا جیسے بادشاہ تختوں پر اسحاق راوی کو شک ہے کہ کون سا لفظ فرمایا تو میں نے کہا یا حضرت! میرے واسطے دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو بھی ان غازیوں میں شریک کرے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے واسطے دعا کی پھر سر رکھ کر سو گئے پھر ہنستے جاگے میں نے کہا حضرت! آپ کس سبب سے ہنستے ہیں؟ فرمایا کہ چند لوگ میری امت کے میرے سامنے کیے گئے لڑتے اللہ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ وَضَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ فَقُلْتُ مَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ نَاسٌ مِّنْ أُمَّتِيْ عُرِضُوْا عَلَيَّ غُزَاةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَا قَالَ فِي الْأُوْلٰى قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ قَالَ أَنْتِ مِنَ الْأَوَّلِيْنَ فَرَكِبَتِ الْبَحْرَ فِيْ زَمَانِ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِيْ سُفْيَانَ فَصُرِعَتْ عَنْ دَابَّتِهَا حِيْنَ خَرَجَتْ مِنَ الْبَحْرِ فَهَلَكَتْ.

تعالیٰ کی راہ میں جیسے پہلی بار فرمایا تھا تو میں نے کہا یا حضرت! دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو بھی ان میں شریک کرے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو غازیوں کی پہلی جماعت میں سے ہے جو جہازوں میں سوار ہو کے جہاد کریں گے سو ام حرام رضی اللہ عنہا معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جہاز پر سوار ہوئیں تو اپنی سواری سے گر پڑیں جب کہ دریا سے نکلیں یعنی جہاز سے اتریں اور مر گئیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الاستیذان میں گزر چکی ہے۔

بَابُ رُؤْيَا النِّسَآءِ — باب ہے بیچ بیان خواب عورتوں کے

فائدہ: جب دیکھے عورت جو اس کے لائق نہ ہو تو وہ اس کے خاوند کے واسطے ہے اور اسی طرح حکم ہے غلام کا اپنے مالک کے واسطے جیسا کہ خواب لڑکے کا اس کے ماں باپ کے واسطے ہے اور نقل کیا ہے ابن بطال نے اتفاق اس پر کہ نیک عورت کا نیک خواب داخل ہے حضرت ﷺ کی اس حدیث میں کہ ایماندار کا خواب ایک حصہ ہے پیغمبری کے چھیالیس حصوں میں سے۔ (فتح)

٦٤٨٧۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِيْ خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ أُمَّ الْعَلَاءِ امْرَأَةً مِّنَ الْأَنْصَارِ بَايَعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهُمُ اقْتَسَمُوا الْمُهَاجِرِيْنَ قُرْعَةً قَالَتْ فَطَارَ لَنَا عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُوْنٍ وَأَنْزَلْنَاهُ فِيْ أَبْيَاتِنَا فَوَجِعَ وَجَعَهُ الَّذِيْ تُوُفِّيَ فِيْهِ فَلَمَّا تُوُفِّيَ غُسِّلَ وَكُفِّنَ فِيْ أَثْوَابِهٖ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ رَحْمَةُ اللّٰهِ

٦٤٨٧۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس کو ام العلاء رضی اللہ عنہا نے خبر دی اور اس نے حضرت ﷺ سے بیعت کی تھی کہ انصاریوں نے مہاجرین کو بانٹا قرعہ ڈال کر سو عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا نام ہمارے قرعہ میں نکلا یعنی وہ ہمارے حصے میں آئے اور ہم نے اس کو اپنے گھروں میں اتارا سو وہ بیمار ہوئے اس بیماری سے جس میں ان کا انتقال ہوا پھر جب فوت ہوئے اور نہلائے گئے اور کفنائے گئے اپنے کپڑوں میں تو حضرت ﷺ تشریف لائے ام العلاء رضی اللہ عنہا نے کہا سو میں نے کہا تجھ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو اے ابوالسائب! سو میں تجھ پر گواہ ہوں البتہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اکرام کیا تو

عَلَيْكَ أَبَا السَّائِبِ فَشَهَادَتِي عَلَيْكَ لَقَدْ أَكْرَمَكَ اللّٰهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا يُدْرِيْكِ أَنَّ اللّٰهَ أَكْرَمَهُ فَقُلْتُ بِأَبِيْ أَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَمَنْ يُكْرِمُهُ اللّٰهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّا هُوَ فَوَاللّٰهِ لَقَدْ جَآءَهُ الْيَقِيْنُ وَاللّٰهِ إِنِّيْ لَأَرْجُوْ لَهُ الْخَيْرَ وَ وَاللّٰهِ مَا أَدْرِيْ وَأَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ مَاذَا يُفْعَلُ بِيْ فَقَالَتْ وَاللّٰهِ لَا أُزَكِّيْ بَعْدَهُ أَحَدًا أَبَدًا.

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تجھ کو کیا معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اکرام کیا؟ تو میں نے کہا یا حضرت! میرے ماں باپ آپ پر فدا سو کون ہے جس کو اللہ تعالیٰ اکرام کرے گا؟ یعنی جب ایسے نیک بندے پر اللہ تعالیٰ نے رحمت نہ کی تو پھر کس پر رحمت کرے گا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ اس کو تو موت آئی اور البتہ میں اس کے واسطے بہتری کا امیدوار ہوں اور قسم ہے اللہ تعالیٰ کی میں نہیں جانتا اور حالانکہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا سو ام العلاء رضی اللہ عنہا نے کہا قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ میں اس کے بعد کبھی کسی کو پاک نہ کہوں گی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح جنازوں میں گزر چکی ہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا وَقَالَ مَا أَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِهٖ قَالَتْ وَأَحْزَنَنِيْ فَنِمْتُ فَرَأَيْتُ لِعُثْمَانَ عَيْنًا تَجْرِيْ فَأَخْبَرْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ذٰلِكَ عَمَلُهُ.

حدیث بیان کی ہم سے ابوالیمان نے اس نے کہا کہ خبر دی ہم کو شعیب نے ساتھ اس کے اور کہا میں نہیں جانتا کہ اس کا کیا حال ہوگا؟ ام العلاء رضی اللہ عنہا نے کہا سو مجھ کو اس بات نے غمگین کیا سو میں سوئی تو میں نے خواب میں عثمان رضی اللہ عنہ کے واسطے نہر جاری دیکھی تو میں نے حضرت ﷺ کو خبر دی حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ اس کا عمل ہے۔

بَابُ الْحُلْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِذَا حَلَمَ فَلْيَبْصُقْ عَنْ يَّسَارِهٖ وَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ.

پریشان خواب شیطان کی طرف سے ہے اور جب کوئی پریشان خواب دیکھے جو اس کو بری معلوم ہو تو چاہیے کہ اپنی بائیں طرف تھوک دے اور اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگے شیطان سے۔

۶۴۸۸۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيَّ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۶۴۸۸۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور وہ حضرت ﷺ کے اصحاب اور آپ کے سواروں میں سے تھا کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ نیک خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور پریشان خواب شیطان کی

وَفُوْسَاتِهٖ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الرُّؤْيَا مِنَ اللّٰهِ وَالْحُلْمُ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِذَا حَلَمَ أَحَدُكُمُ الْحُلْمَ يَكْرَهُهٗ فَلْيَبْصُقْ عَنْ يَّسَارِهٖ وَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنْهُ فَلَنْ يَّضُرَّهٗ.

طرف سے ہے سو جب کوئی پریشان خواب دیکھے جو اس کو بری معلوم ہو تو چاہیے کہ اپنی بائیں طرف تھوک دے اور پناہ مانگے اللہ تعالیٰ کی شیطان سے سو وہ خواب اس کو ہرگز ضرر نہ کرے گی۔

فائدہ: اور منسوب کرنا پریشان خواب کا شیطان کی طرف اس وجہ سے ہے کہ وہ شیطان کی صفت کے مناسب اور موافق ہے کذب اور تہویل وغیرہ سے برخلاف سچی خواب کے سو اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف تشریف اور بزرگی کے واسطے ہے اگرچہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تقدیر اور اس کی پیدائش سے ہے اور اس کی نظیر یہ ہے کہ سب آدمی اللہ تعالیٰ کی پیدائش میں اگرچہ گنہگار ہوں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ﴾۔ (فتح)

بَابُ اللَّبَنِ
باب ہے دودھ کے بیان میں

فائدہ: یعنی جب خواب میں دودھ دیکھے تو اس کی کیا تعبیر کرے کہا مہلب نے دودھ دلالت کرتا ہے اوپر فطرت کے اور سنت کے اور قرآن کے اور علم کے، میں کہتا ہوں اور بعض حدیثوں میں اس کی تاویل فطرت کے ساتھ آئی ہے جیسے کہ طبرانی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اور اشربہ میں گزر چکا ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ کو لیا تو جبریل علیہ السلام نے آپ سے کہا کہ شکر ہے اللہ تعالیٰ کا جس نے آپ کو پیدائشی دین کے واسطے راہ دکھلائی اور ذکر کیا ہے دینوری نے کہ دودھ جو اس حدیث میں مذکور ہے خاص ہے ساتھ دودھ اونٹوں کے اور یہ کہ اس کے دیکھنے والے کے واسطے مال حلال ہے اور علم اور حکمت اور گائے کا دودھ ارزانی کی نشانی ہے اور مال حلال اور فطرت بھی اور بکری کا دودھ مال ہے اور سرور اور صحت بدن کے اور دودھ وحشی جانوروں کا شک ہے دین میں۔ (فتح)

٦٤٨٩۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِيْ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتِيْتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ مِنْهُ حَتّٰى إِنِّيْ لَأَرَى الرِّيَّ يَخْرُجُ مِنْ أَظْفَارِيْ ثُمَّ أَعْطَيْتُ فَضْلِيْ يَعْنِيْ عُمَرَ قَالُوْا فَمَا أَوَّلْتَهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْعِلْمَ.

٦٤٨٩۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جس حالت میں کہ میں سوتا تھا پھر میرے سامنے دودھ کا ایک پیالہ لایا گیا سو میں نے اس سے دودھ پیا یہاں تک کہ میں دیکھتا ہوں کہ تراوت اور تازگی پھوٹ نکلی میرے ناخنوں سے یعنی نہایت آسودہ ہو گیا پھر میں نے اپنا بچا ہوا دودھ عمر رضی اللہ عنہ کو دیا لوگوں نے کہا کہ یا حضرت! آپ نے اس خواب کی کیا تعبیر کی؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی تعبیر علم ہے۔

فائدہ: کہا ابن ابی جمرہ نے کہ حضرت ﷺ نے علم کی تعبیر دودھ سے کی واسطے اعتبار کرنے کے ساتھ اس چیز کے کہ بیان کی گئی آپ کے واسطے اول امر میں جب کہ حضرت ﷺ کے سامنے دو پیالے لائے گئے ایک پیالہ شراب کا اور ایک دودھ کا سو حضرت ﷺ نے دودھ کو لیا تو جبریل علیہ السلام نے آپ سے کہا کہ آپ نے پیدائشی دین لیا آخر حدیث تک اور اس حدیث میں مشروعیت خواب بیان کرنے کی ہے اس پر جو اس سے کم تر ہو اور ڈالنا علم کے سائل کو اور اپنے ساتھیوں کو آزمانا اس کی تاویل میں اور ادب سے ہے یہ کہ رد کرے طالب اس کے علم کو اپنے معلم کی طرف اور ظاہر یہ ہے کہ حضرت ﷺ کی یہ مراد نہ تھی کہ اصحاب اس کی تعبیر کریں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد حضرت ﷺ کی یہ تھی کہ حضرت ﷺ سے اس کی تعبیر پوچھیں سو انہوں نے حضرت ﷺ کی مراد کو سمجھا اور آپ سے پوچھا حضرت ﷺ نے اس کی تعبیر ان کو بتلائی اور لائق ہے کہ ہر حالت میں اسی ادب پر چلے اور یہ کہ کوئی حضرت ﷺ کے علم کے درجے کو نہیں پہنچ سکتا حضرت ﷺ نے دودھ پیا یہاں تک کہ اس کی تازگی آپ کے ناخنوں سے پھوٹ نکلی اور یہ جو حضرت ﷺ نے اپنا بچا ہوا دودھ عمر رضی اللہ عنہ کو دیا تو اس میں اشارہ ہے طرف اس چیز کی کہ حاصل ہوئی عمر رضی اللہ عنہ کے واسطے علم باللہ سے اس طور سے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے مقدمے میں کسی کی ملامت سے نہیں ڈرتے تھے اور یہ کہ بعض خواب دلالت کرتی ہے ماضی اور حال اور استقبال پر اور اس خواب کی تاویل ماضی پر ہوئی اس واسطے کہ حضرت ﷺ کی یہ خواب تمثیل ہے اس امر کی کہ واقع ہوا اس واسطے کہ علم آپ کو پہلے سے حاصل ہو چکا تھا اور اسی طرح عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ہے تو اس خواب کا فائدہ نسبت کا بیان کرنا ہے کہ حضرت ﷺ کے علم کو اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے علم کو ایک دوسرے سے کیا نسبت ہے۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا جَرَى اللَّبَنُ فِي أَطْرَافِهِ أَوْ أَظَافِيْرِهِ

جب کہ جاری ہو دودھ پینے والے کے اطراف اور ناخنوں میں یعنی خواب میں تو اس کی کیا تعبیر ہے؟

۶۴۹۰۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِيْ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتِيْتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ مِنْهُ حَتّٰى إِنِّيْ لَأَرَى الرِّيَّ يَخْرُجُ مِنْ أَطْرَافِيْ فَأَعْطَيْتُ فَضْلِيْ عُمَرَ

۶۴۹۰۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ میں سوتا تھا کہ میرے سامنے دودھ کا ایک پیالہ لایا گیا تو میں نے اس سے دودھ پیا یہاں تک کہ میں دیکھتا ہوں کہ تراوت میری انگلیوں سے پھوٹ نکلی پھر میں نے اپنا بچا ہوا دودھ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دیا تو آپ کے گرد والوں نے کہا کہ یا حضرت! آپ نے اس کی کیا تاویل کی؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کی تاویل علم ہے۔

بْنَ الْخَطَّابِ فَقَالَ مَنْ حَوْلَهٗ فَمَا أَوَّلْتَ ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْعِلْمَ.

بَابُ الْقَمِيْصِ فِي الْمَنَامِ

خواب میں کرتے کو دیکھنا

٦٤٩١ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ أُمَامَةَ بْنُ سَهْلٍ أَنَّهٗ سَمِعَ أَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ النَّاسَ يُعْرَضُوْنَ عَلَيَّ وَعَلَيْهِمْ قُمُصٌ مِنْهَا مَا يَبْلُغُ الثُّدِيَّ وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ دُوْنَ ذٰلِكَ وَمَرَّ عَلَيَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَلَيْهِ قَمِيْصٌ يَجُرُّهٗ قَالُوْا مَا أَوَّلْتَهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الدِّيْنَ.

۶۴۹۱۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جس حالت میں کہ میں سوتا تھا کہ میں نے لوگوں کو دیکھا کہ میرے سامنے کیے گئے اور ان پر کرتے ہیں ان میں سے بعض کرتہ تو چھاتی تک پہنچتا ہے اور بعض اس کے نیچے اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ میرے سامنے کیا گیا اور اس پر کرتہ تھا کہ اس کو زمین پر گھسیٹتا جاتا تھا یعنی بہت لمبا تھا اصحاب نے عرض کیا سو آپ نے اس کی کیا تعبیر کی یا حضرت! فرمایا کہ دین۔

فائدہ: دین اور کرتے میں یہ مناسبت ہے کہ جیسے کرتا بدن کو چھپاتا ہے سردی گرمی سے بچاتا ہے ویسے ہی دین بھی روح اور دل کو محفوظ رکھتا ہے اور کفر اور گناہ سے بچاتا ہے۔

بَابُ جَرِّ الْقَمِيْصِ فِي الْمَنَامِ

خواب میں کرتے کو گھسیٹنا

٦٤٩٢ـ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ أُمَامَةَ بْنُ سَهْلٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهٗ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ النَّاسَ عُرِضُوْا عَلَيَّ وَعَلَيْهِمْ قُمُصٌ فَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ الثُّدِيَّ وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ دُوْنَ ذٰلِكَ وَعُرِضَ عَلَيَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَلَيْهِ قَمِيْصٌ يَجْتَرُّهٗ قَالُوْا فَمَا

۶۴۹۲۔ ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزرا۔

أَوَّلْتَهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الدِّيْنَ.

فائدہ: کہا علماء نے کہ وجہ تعبیر کرتے کی ساتھ دین کے یہ ہے کہ جیسا کرتا دنیا میں ستر کو چھپاتا ہے ویسے ہی دین اس کو آخرت میں چھپائے گا اور اس کو ہر عذاب سے مانع ہوگا اور اصل اس میں یہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ﴾ اور اتفاق ہے اہل تعبیر کا اس پر کہ کرتے کی تعبیر دین ہے اور اس کا دراز ہونا دلالت کرتا ہے اس پر کہ اس شخص کے مرنے کے بعد اس کی نشانی باقی رہے گی اور اس حدیث میں ہے کہ دین والے لوگ دین میں ایک دوسرے سے کم وبیش ہیں ساتھ قلت اور کثرت اور قوت اور ضعف کے اور کرتے کا گھسیٹنا بیداری میں شرعاً منع ہے اور خواب میں محمود ہے اور اس حدیث میں شروع ہونا تعبیر خوابوں کا ہے اور پوچھنا ان کی تعبیر کا عالم تعبیر سے اگرچہ خود وہی خواب دیکھے اور اس میں ثنا ہے اوپر فاضل کے ساتھ اس چیز کے کہ اس میں ہے واسطے ظاہر کرنے اس کے مرتبے کے نزدیک سامعین کے اور نہیں پوشیدہ ہے کہ اس کا محل یہ ہے جب کہ عجب اور خود پسندی سے امن ہو اور اس حدیث میں فضیلت ہے عمر رضی اللہ عنہ کی کہ ان کا دین نہایت کامل تھا اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے افضل ہوں اس واسطے کہ حدیث میں اس کی تصریح نہیں احتمال ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں نہ ہوں جو سامنے کیے گئے یا اس سے پہلے سامنے کیے گئے ہوں یا ان کا کرتہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے کرتے سے بھی دراز تر ہو جب کہ سامنے ہوئے یا ان کی فضیلت معلوم ہونے کے سبب سے ان کے ذکر سے سکوت کیا گیا ہو اور باوجود ان احتمالات کے پس وہ معارض ہے صحیح حدیثوں کو جو دلالت کرتے ہیں اوپر افضل ہونے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی عمر سے اور یہ حدیثیں معنی کے اعتبار سے متواتر ہیں پس انہیں پر ہے اعتماد اور قوی تر یہ احتمال ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اُن لوگوں میں نہ ہوں اور مراد حدیث سے تنبیہ کرنا ہو اس پر کہ عمر رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں ہے جن کو دین میں بڑا حصہ حاصل ہوا اور اس میں نہیں ہے تصریح ساتھ اس کے کہ وہ فضیلت عمر رضی اللہ عنہ میں منحصر ہے کہا ابن عربی نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی دین کے ساتھ تعبیر کی اس واسطے کہ دین جہالت کے ستر کو چھپاتا ہے جیسے کہ کپڑا بدن کے ستر کو چھپاتا ہے اور بہرحال عمر رضی اللہ عنہ کے سوائے جو لوگ تھے سو جس کا کرتہ چھاتی کو پہنچتا تھا وہ شخص وہ ہے جو بچاتا ہے اپنے دل کو کفر سے اگرچہ گناہ کرتا ہو اور جو اس سے نیچے پہنچتا تھا اور اس کی شرم گاہ ننگی تھی وہ شخص وہ ہے جو نہیں ڈھانکتا اپنے پاؤں کو چلنے سے طرف گناہ کی اور جو اپنے پاؤں کو ڈھانکتا ہے وہ شخص وہ ہے جو چھپایا گیا ہے ساتھ تقویٰ کے جمیع وجوہ سے اور جو گھسیٹتا ہے کرتے کو اس سے زیادہ ہے ساتھ نیک عمل کے اور کہا ابن ابی جمرہ نے کہ مراد ساتھ ناس کے اس حدیث میں مسلمان ہیں واسطے تعبیر کرنے کے ساتھ دین کے اور ظاہر یہ ہے کہ مراد خاص امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے بلکہ بعض امت اور مراد ساتھ دین کے عمل ہے ساتھ احکام اس کے اور حرص کرنا اوپر بجا لانے امروں کے اور بچنے کے منع کی چیزوں سے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے واسطے اس میں مقام عالی تھا اور حدیث سے لیا جاتا ہے کہ جو دیکھا جائے کرتے میں خوبی

وغیرہ سے تو تعبیر اس کی ساتھ دین پہننے والے اس کے ہے اور کبھی ہوتا ہے نقص کپڑے کا واسطے نقص ایمان کے اور کبھی ہوتا ہے نقص اس کا سبب نقص عمل کے۔ (فتح)

بَابُ الْخُضَرِ فِي الْمَنَامِ وَالرَّوْضَةِ الْخَضْرَآءِ

خواب میں سبز رنگ اور سبز باغ کو دیکھنا

فائدہ: بعض نے کہا کہ سبز باغ سے مراد اسلام ہے واسطے تازگی اور خوبی اس کی کے اور نیز تعبیر کی جاتی ہے ساتھ ہر مکان فاضل کے اور کبھی اس کی تعبیر قرآن اور کتب علم ونحو سے کی جاتی ہے۔ (فتح)

٦٤٩٣۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ حَدَّثَنَا حَرَمِيُّ بْنُ عُمَارَةَ حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ قَالَ قَيْسُ بْنُ عُبَادٍ كُنْتُ فِيْ حَلْقَةٍ فِيْهَا سَعْدُ بْنُ مَالِكٍ وَابْنُ عُمَرَ فَمَرَّ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ فَقَالُوْا هٰذَا رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَقُلْتُ لَهُ إِنَّهُمْ قَالُوْا كَذَا وَكَذَا قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ مَا كَانَ يَنْبَغِيْ لَهُمْ أَنْ يَّقُوْلُوْا مَا لَيْسَ لَهُمْ بِهِ عِلْمٌ إِنَّمَا رَأَيْتُ كَأَنَّمَا عَمُوْدٌ وُضِعَ فِيْ رَوْضَةٍ خَضْرَآءَ فَنُصِبَ فِيْهَا وَفِيْ رَأْسِهَا عُرْوَةٌ وَفِيْ أَسْفَلِهَا مِنْصَفٌ وَالْمِنْصَفُ الْوَصِيْفُ فَقِيْلَ ارْقَهْ فَرَقِيْتُهُ حَتّٰى أَخَذْتُ بِالْعُرْوَةِ فَقَصَصْتُهَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمُوْتُ عَبْدُ اللّٰهِ وَهُوَ آخِذٌ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى.

٦٤٩٣۔ حضرت قیس بن عباد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک مجلس میں بیٹھا تھا جس میں سعد بن مالک رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما تھے سو عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ وہاں گزرے تو انہوں نے کہا کہ یہ مرد بہشتیوں سے ہے تو میں نے اس سے کہا کہ انہوں نے ایسا ایسا کہا، عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا سبحان اللہ ان کو لائق نہ تھا کہنا جس کا ان کو علم نہیں سوائے اس کے کچھ نہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا جیسے ایک ستون ہے رکھا گیا سبز باغ میں سو اس میں کھڑا کیا گیا اور اس کے سر میں ایک رسی دستاویز ہے اور اس کے نیچے ایک غلام ہے تو کسی نے مجھ سے کہا کہ اس پر چڑھ سو میں اس پر چڑھا یہاں تک کہ میں نے رسی کو پکڑ لیا سو میں نے اس خواب کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مرے گا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اس حالت پر کہ اسلام کی مضبوط رسی پکڑے ہو گا یعنی مسلمان مرے گا۔

فائدہ: اور اس حدیث میں فضیلت ہے واسطے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے اور اس میں تعبیر خوابوں سے ہے معرفت اختلاف طرق اور تاویل عمود اور حبل اور سبز باغ اور عروہ کے اور اس میں نشانی ہے پیغمبری کی نشانیوں سے کہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ شہید نہ مرے گا سو جس طرح آپ نے فرمایا تھا اسی طرح واقع ہوا معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اپنے گھر میں فوت ہوئے۔

بَابُ كَشْفِ الْمَرْأَةِ فِي الْمَنَامِ

٦٤٩٤ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرِيتُكِ فِي الْمَنَامِ مَرَّتَيْنِ إِذَا رَجُلٌ يَحْمِلُكِ فِي سَرَقَةٍ مِّنْ حَرِيرٍ فَيَقُولُ هٰذِهِ امْرَأَتُكَ فَأَكْشِفُهَا فَإِذَا هِيَ أَنْتِ فَأَقُولُ إِنْ يَّكُنْ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ يُمْضِهِ.

کھولنا عورت کو خواب میں

۶۴۹۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو مجھ کو خواب میں دکھلائی گئی دو بار اور اچانک میں نے دیکھا کہ ایک مرد تجھ کو اٹھائے ہے ریشمی ٹکڑے میں سو یوں کہتا ہے کہ یہ تیری عورت ہے سو میں اس کو کھولتا ہوں سو اچانک میں نے دیکھا کہ وہ صورت تیری ہی ہے سو میں کہتا تھا کہ اگر یہ خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو اللہ تعالیٰ یوں ہی کرے گا یعنی تو میرے نکاح میں آئے گی۔

بَابُ ثِيَابِ الْحَرِيرِ فِي الْمَنَامِ

٦٤٩٥ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرِيتُكِ قَبْلَ أَنْ أَتَزَوَّجَكِ مَرَّتَيْنِ رَأَيْتُ الْمَلَكَ يَحْمِلُكِ فِي سَرَقَةٍ مِّنْ حَرِيرٍ فَقُلْتُ لَهُ اكْشِفْ فَكَشَفَ فَإِذَا هِيَ أَنْتِ فَقُلْتُ إِنْ يَّكُنْ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ يُمْضِهِ ثُمَّ أُرِيتُكِ يَحْمِلُكِ فِي سَرَقَةٍ مِّنْ حَرِيرٍ فَقُلْتُ اكْشِفْ فَكَشَفَ فَإِذَا هِيَ أَنْتِ فَقُلْتُ إِنْ يَّكُ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ يُمْضِهِ.

خواب میں ریشمی کپڑا دیکھنا

۶۴۹۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو مجھ کو خواب میں دکھلائی گئی پہلے اس سے کہ میں تجھ سے نکاح کروں دو بار میں نے فرشتے کو دیکھا تجھ کو ریشمی ٹکڑے میں اٹھائے ہے تو میں نے فرشتے سے کہا کہ اس کا چہرہ کھول سو جب اس نے تیرا چہرہ کھولا تو اچانک میں نے دیکھا کہ وہ صورت تیری ہی ہے تو میں نے کہا کہ اگر یہ خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو یوں ہی کرے گا پھر تو مجھ کو خواب میں دکھلائی گئی فرشتہ تجھ کو اٹھائے ہے ریشمی ٹکڑے میں سو میں نے کہا کہ اس کا چہرہ کھول سو اس نے کھولا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ صورت تیری ہی ہے تو میں نے کہا کہ اگر یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو اللہ تعالیٰ یوں ہی کرے گا۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ عورت کو خواب میں دیکھنا مختلف ہے کئی وجوہ پر ایک یہ کہ نکاح کرے خواب دیکھنے والا حقیقۃً اس عورت سے جس کو دیکھے یا اس کے مشابہ سے اور ایک یہ کہ دلالت کرے اوپر حاصل ہونے دنیا کے یا مرتبے کے یا کشادگی رزق کے اور یہ اصل ہے نزدیک معبرین کے بیچ اس کے اور کبھی دلالت کرتی ہے عورت ساتھ اس چیز کے کہ قرین ہو ساتھ اس کے خواب میں فتنے پر جو حاصل ہو دیکھنے والے کے واسطے اور بہرحال ریشمی کپڑا سو دلالت کرتا ہے پکڑنا ان کا واسطے عورتوں کے خواب میں اوپر نکاح کے اور سال داری کے اور زیادتی کے بدن میں اور

کل ملبوس یعنی کپڑا دلالت کرتا ہے اوپر جسم پہننے والے اس کے کی اس واسطے کہ وہ اس پر شامل ہوتا ہے خاص کر اور لباس عرف میں دلالت کرتا ہے اوپر قدر لوگوں کے اور احوال ان کے۔ (فتح)

بَابُ الْمَفَاتِيحِ فِي الْيَدِ — خواب میں چابیوں کو ہاتھ میں دیکھنا

فائدہ: کہا اہل تعبیر نے کہ چابی مال ہے اور عزت ہے اور بادشاہی ہے سو جو خواب میں دیکھے کہ اس نے چابی سے دروازہ کھولا تو اس کی مراد حاصل ہوگی خوفناک آدمی کی مدد سے اور جب دیکھے کہ اس کے ہاتھ میں چابی ہے تو وہ پہنچے گا بڑی بادشاہی کو۔ (فتح)

٦٤٩٦۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَبَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتِيتُ بِمَفَاتِيحِ خَزَائِنِ الْأَرْضِ فَوُضِعَتْ فِي يَدِي قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ وَبَلَغَنِي أَنَّ جَوَامِعَ الْكَلِمِ أَنَّ اللهَ يَجْمَعُ الْأُمُورَ الْكَثِيرَةَ الَّتِي كَانَتْ تُكْتَبُ فِي الْكُتُبِ قَبْلَهُ فِي الْأَمْرِ الْوَاحِدِ وَالْأَمْرَيْنِ أَوْ نَحْوَ ذٰلِكَ.

٦٤٩٦۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ میں بھیجا گیا ہوں ساتھ جوامع الکلم کے اور مجھ کو فتح حاصل ہوئی ہے اور جس حالت میں کہ میں سوتا تھا کہ مجھ کو زمین کے خزانوں کی چابیاں دی گئیں اور میرے ہاتھ میں رکھی گئیں کہا محمد نے اور مجھ کو خبر پہنچی کہ جوامع الکلم یہ ہیں کہ بے شک اللہ تعالیٰ جمع کرتا ہے بہت حکموں کو جو پہلی کتابوں میں لکھے جاتے تھے ایک یا دو امر میں یا مانند اس کی یعنی جوامع الکلم اس کو کہتے ہیں جس کے لفظ تھوڑے اور معانی بہت ہوں۔

بَابُ التَّعْلِيقِ بِالْعُرْوَةِ وَالْحَلْقَةِ — خواب میں دستاویز اور حلقے کو پکڑنا

فائدہ: اہل تعبیر نے کہا کہ حلقہ اور عروہ مجہولہ دلالت کرتا ہے اوپر قوی ہونے کے دین میں جو اس کو پکڑے اور خالص ہونا اس کا بیچ اس کے۔

٦٤٩٧۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَزْهَرُ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ ح و حَدَّثَنِي خَلِيفَةُ حَدَّثَنَا مُعَاذٌ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ عُبَادٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ رَأَيْتُ كَأَنِّي فِي رَوْضَةٍ وَوَسَطَ

٦٤٩٧۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ جیسے میں ایک باغ میں ہوں باغ کے درمیان ایک ستون ہے اور ستون کے سر پر ایک حلقہ ہے تو کسی نے مجھ سے کہا کہ چڑھ تو میں نے کہا کہ میں نہیں چڑھ سکتا پھر میرے پاس ایک غلام آیا تو اس نے میرا کپڑا اٹھایا تو

الرَّوْضَةِ عَمُودٌ فِي أَعْلَى الْعَمُودِ عُرْوَةٌ فَقِيلَ لِيَ ارْقَهْ قُلْتُ لَا أَسْتَطِيعُ فَأَتَانِي وَصِيفٌ فَرَفَعَ ثِيَابِي فَرَقِيتُ فَاسْتَمْسَكْتُ بِالْعُرْوَةِ فَانْتَبَهْتُ وَأَنَا مُسْتَمْسِكٌ بِهَا فَقَصَصْتُهَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ تِلْكَ الرَّوْضَةُ رَوْضَةُ الْإِسْلَامِ وَذٰلِكَ الْعَمُودُ عَمُودُ الْإِسْلَامِ وَتِلْكَ الْعُرْوَةُ عُرْوَةُ الْوُثْقَى لَا تَزَالُ مُسْتَمْسِكًا بِالْإِسْلَامِ حَتّٰى تَمُوْتَ.

میں اس پر چڑھا تو میں نے حلقے کو پکڑا پھر میں جاگا اور حالانکہ میں اس حلقے کو پکڑے تھا سو میں نے اس خواب کو حضرت ﷺ سے بیان کیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ باغ تو اسلام کا باغ ہے اور یہ ستون اسلام کا ستون ہے اور وہ حلقہ مضبوط حلقہ دین کا ہے اور تو اسلام کو ہمیشہ پکڑے رہے گا مرتے دم تک۔

بَابُ عَمُوْدِ الْفُسْطَاطِ تَحْتَ وِسَادَتِهٖ — خیمے کے چوب تکیے کے نیچے دیکھنا

فائدہ: اس باب میں کوئی حدیث نہیں بیان کی اور بعض نے ان دونوں بابوں کو جمع کیا ہے اور معتمد یہ ہے کہ اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس ترجمہ کے اس حدیث کی طرف کہ آئی ہے کہ حضرت ﷺ نے خواب میں دیکھا عمود کتاب یعنی چوب خیمے کی کھینچی گئی آپ کے سر کے نیچے سے تو میں اس کو دیکھتا رہا سو اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ شام میں اس کا عہد مقرر کیا گیا ہے خبردار ہو اور جب فتنے فساد واقع ہوں گے اس وقت ایمان شام میں ہوگا اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے معراج کی رات ایک سفید ستون دیکھا جیسے کہ وہ علم ہے اس کو فرشتے اٹھائے ہیں میں نے کہا کہ تم کیا اٹھائے ہو؟ انہوں نے کہا کہ عمود الکتاب ہم کو حکم ہوا ہے کہ اس کو شام میں رکھیں روایت کیا ہے اس کو طبرانی وغیرہ نے بہت طریقوں سے اور شاید بخاری رحمہ اللہ نے ترجمہ لکھا تھا اور حدیث کے واسطے سفید جگہ چھوڑی تھی سو اس کو نہ میسر ہوا کہ حدیث لکھے اور ترجمہ میں عمود خیمہ ہے اور حدیث میں عمود الکتاب ہے تو یہ اشارہ ہے اس طرف کہ جو خیمے کا ستون خواب میں دیکھے تو وہ تعبیر کرے جیسے کہ اس حدیث میں واقع ہوا اور یہ قول علمائے تعبیر کا ہے کہا انہوں نے کہ جو خواب میں ستون دیکھے تو تعبیر کرے اس کو دین سے یا ساتھ اس مرد کے کہ اعتماد کرے اس پر بیچ اس کے اور تفسیر کیا ہے انہوں نے عمود کو ساتھ دین اور بادشاہ کے اور جو دیکھے کہ اس پر خیمہ مارا گیا تو وہ بادشاہی پائے گا یا کسی بادشاہ سے جھگڑے گا تو اس پر فتح یاب ہوگا۔ (فتح)

بَابُ الْإِسْتَبْرَقِ وَدُخُوْلِ الْجَنَّةِ فِي الْمَنَامِ — خواب میں استبرق کو دیکھنا اور بہشت میں داخل ہونا

فائدہ: ترمذی وغیرہ کی روایت میں آیا ہے جیسے میرے ہاتھ میں ایک ٹکڑا ہے استبرق کا سو شاید بخاری رحمہ اللہ نے

اشارہ کیا ہے ترجمہ میں اس روایت کی طرف اور نسائی کی روایت میں دونوں لفظوں کو جمع کیا ہے اور استبرق بھی ایک قسم ہے ریشمی کپڑے کی۔

٦٤٩٨۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّی بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ فِي يَدِيْ سَرَقَةً مِنْ حَرِيْرٍ لَا أَهْوِيْ بِهَا إِلٰى مَكَانٍ فِي الْجَنَّةِ إِلَّا طَارَتْ بِيْ إِلَيْهِ فَقَصَصْتُهَا عَلٰى حَفْصَةَ فَقَصَّتْهَا حَفْصَةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ أَخَاكِ رَجُلٌ صَالِحٌ أَوْ قَالَ إِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ رَجُلٌ صَالِحٌ.

٦٤٩٨۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ جیسے میرے ہاتھ میں ریشمی ٹکڑا ہے نہیں قصد کرتا میں ساتھ اس کے کسی مکان کی طرف بہشت میں مگر کہ مجھ کو اس کی طرف لے اُڑتا ہے سو میں نے اس خواب کو حفصہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا حفصہ رضی اللہ عنہا نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک تیرا بھائی نیک مرد ہے یا یوں فرمایا کہ عبداللہ نیک مرد ہے۔

فائدہ: ایک روایت میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اتنا زیادہ ہے کہ کہا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ دو فرشتے میرے پاس آئے سو انہوں نے چاہا کہ مجھ کو دوزخ کی طرف لے جائیں تو میں نے یہ خواب اپنی بہن حفصہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا حفصہ رضی اللہ عنہا نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ اچھا مرد ہے اگر رات کو تہجد کی نماز پڑھتا کہا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اور جب میں سوتا تھا تو صبح تک نہ اٹھتا تھا تو اس کے بعد عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رات کو بہت تہجد کی نماز پڑھا کرتے تھے۔ (فتح)

بَابُ الْقَيْدِ فِي الْمَنَامِ — خواب میں قید کو دیکھنا

فائدہ: یعنی جو خواب میں دیکھے کہ وہ مقید ہے تو اس کی کیا تعبیر ہے اور ظاہر اطلاق حدیث کا یہ ہے کہ تعبیر اس کی ثابت رہنا ہے دین میں تمام وجوہ میں لیکن خاص کیا ہے اس کو اہل تعبیر نے ساتھ اس کے جب کہ وہاں اور کوئی قرینہ نہ ہو جیسا کہ مسافر ہو یا بیمار اس واسطے کہ وہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ اس کا سفر اور بیماری دراز ہوگی اور اگر قید میں صفت زائدہ دیکھے جیسے کہ کوئی شخص اپنے پاؤں میں چاندی کی قید دیکھے کہ وہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ وہ نکاح کرے گا اور اگر سونے کی قید ہو تو یہ دلالت کرتا ہے کہ وہ مال طلب کرے گا اور اگر پیتل سے ہو تو یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ وہ مکروہ امر کے واسطے ہے یا مال فوت ہونے کے واسطے ہے اور قلعی سے ہو تو وہ اس کے واسطے ہے جس میں سستی ہو اور اگر رسی سے ہو تو دین کے کسی اور امر کے واسطے ہے۔ (فتح)

٦٤٩٩۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَبَّاحٍ حَدَّثَنَا

٦٤٩٩۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

مُعْتَمِرٌ سَمِعْتُ عَوْفًا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيْرِيْنَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اقْتَرَبَ الزَّمَانُ لَمْ تَكَدْ تَكْذِبُ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ وَرُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّأَرْبَعِيْنَ جُزْءً ا مِّنَ النُّبُوَّةِ وَمَا كَانَ مِنَ النُّبُوَّةِ فَإِنَّهُ لَا يَكْذِبُ قَالَ مُحَمَّدٌ وَأَنَا أَقُوْلُ هٰذِهٖ قَالَ وَكَانَ يُقَالُ الرُّؤْيَا ثَلَاثٌ حَدِيْثُ النَّفْسِ وَتَخْوِيْفُ الشَّيْطَانِ وَبُشْرٰى مِنَ اللّٰهِ فَمَنْ رَّأٰى شَيْئًا يَّكْرَهُهٗ فَلَا يَقُصَّهٗ عَلٰى أَحَدٍ وَّلْيَقُمْ فَلْيُصَلِّ قَالَ وَكَانَ يُكْرَهُ الْغُلُّ فِي النَّوْمِ وَكَانَ يُعْجِبُهُمُ الْقَيْدُ وَيُقَالُ الْقَيْدُ ثَبَاتٌ فِي الدِّيْنِ وَرَوٰى قَتَادَةُ وَيُوْنُسُ وَهِشَامٌ وَأَبُوْ هِلَالٍ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَدْرَجَهٗ بَعْضُهُمْ كُلَّهٗ فِي الْحَدِيْثِ وَحَدِيْثُ عَوْفٍ أَبْيَنُ وَقَالَ يُوْنُسُ لَا أَحْسِبُهٗ إِلَّا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْقَيْدِ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ لَا تَكُوْنُ الْأَغْلَالُ إِلَّا فِي الْأَعْنَاقِ.

نے فرمایا کہ جب زمانہ قریب آ لگے گا تو نہیں قریب ہے کہ ایماندار کا خواب جھوٹ ہو اور ایماندار کا خواب ایک حصہ ہے پیغمبری کے چھیالیس حصوں سے اور کہا محمد بن سیرین نے اور میں کہتا ہوں کہ جو پیغمبری سے ہو وہ جھوٹ نہیں ہوتا کہا ابن سیرین نے اور کہا جاتا تھا کہ خواب تین قسم پر ہے خیال نفس کا اور ڈرانا شیطان کا اور بشارت اللہ تعالیٰ کی طرف سے سو جو خواب میں کچھ چیز دیکھے جو اس کو بری معلوم ہو تو اس کو کسی سے بیان نہ کرے اور چاہیے کہ اٹھ کر نماز پڑھے کہا اور مکروہ رکھتے تھے پھانسی کو خواب میں اور قید ان کو خوش لگتی تھی یعنی دیکھنا قید کا خواب میں اور کہا جاتا تھا کہ قید کی تعبیر ثابت رہنا ہے دین میں اور روایت کیا ہے اس کو قتادہ اور یونس اور ہشام واور ابو ہلال نے ابن سیرین سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور مدرج کیا ہے بعض نے سب کو حدیث میں یعنی سب کو مرفوع ٹھہرایا ہے اور حدیث عوف کی زیادہ تر بیان کرنے والی ہے یعنی اس واسطے کہ اس نے جدا کیا ہے مرفوع کو موقوف سے خاص کر تصریح کی ہے اس میں ساتھ قول ابن سیرین کے، میں کہتا ہوں کہ وہ دلالت کرتا ہے اختصاص پر برخلاف اس کے کہ کہا ہے اس میں کہ کہا جاتا تھا کہ اس میں احتمال ہے برخلاف اول حدیث کے کہ تصریح کی ہے ساتھ مرفوع ہونے اس کے اور کہا یونس نے کہ نہیں گمان کرتا میں اس کو مگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قید میں، کہا ابو عبداللہ بخاری رحمہ اللہ نے کہ نہیں ہوتی ہے پھانسی مگر گردنوں میں۔

فائدہ: کہا خطابی نے کہ اس حدیث کے معنی میں دو قول ہیں ایک یہ کہ بہار کے موسم میں جب رات دن برابر ہو جاتے ہیں تو خواب سچا ہوتا ہے اس واسطے کہ اس وقت غالباً آدمی کی طبیعت صاف ہوتی ہے دوسرا یہ کہ جب قیامت قریب آئے گی تو مسلمان کا خواب سچا ہوا کرے گا، میں کہتا ہوں کہ اس حدیث میں مومن کی قید آئی اور جس وقت

میں کہ طبیعتیں برابر اور معتدل ہوتی ہیں وہ وقت مومن کے ساتھ خاص نہیں کافر کی طبع بھی معتدل ہوتی ہے تو لازم آتا ہے کہ اس کا خواب بھی جھوٹ نہ ہو پس معلوم ہوا کہ مراد معنی اخیر ہیں یعنی اخیر زمانے میں قیامت کے قریب مسلمان کا خواب سچا ہوا کرے گا اور بنا بر اس کے اس میں تین قول ہیں ایک یہ کہ جب دین کا علم جاتا رہے گا اکثر عالموں کے مرنے سے اور مشکل ہے ہونا پیغمبری کا اس امت میں تو پیغمبری کا بدلہ ان کو سچی خوابیں دی گئیں تا کہ تازہ کرے ان کے واسطے جو علم کہ پرانا ہو دوسرا یہ کہ جب ایماندار کم ہو جائیں گے اور غالب ہو گا کفر اور جہل اور فسق اُن لوگوں پر جو موجود ہوں گے تو لگاؤ پیدا کیا جائے گا ایماندار سے اور مدد دی جائے گی اس کو ساتھ سچی خوابوں کے اس کے اکرام اور تسلی کے واسطے اور بنا بر ان دونوں قولوں کے نہیں خاص ہے یہ ساتھ زمانے معین کے بلکہ جوں جوں قریب ہو گا فارغ ہونا دنیا کا اور دین معدوم ہونے لگے گا تو سچے مسلمان کی خواب بہت سچی ہو گی اور تیسرا قول یہ ہے کہ یہ حکم خاص ہے ساتھ زمانے عیسیٰ علیہ السلام کے اور اول قول ان تینوں میں اولیٰ ہے اور کہا داؤدی نے کہ مراد زمانے کے قریب ہونے سے یہ ہے کہ جلدی جلدی گزر جائے گا اور یہ قیامت کے قریب ہو گا یہاں تک کہ سال مہینے کے برابر ہو گا اور بعض نے کہا کہ مراد اس سے زمانہ مہدی کا ہے وقت جلدی ہونے عدل کے اور کثرت امن کے کشادہ ہونے رزق کے اور خیر کے اس واسطے کہ یہ زمانہ چین اور آرام کے سبب سے کم اور چھوٹا معلوم ہو گا اور یہ جو کہا نہیں قریب ہے تو اس میں اشارہ ہے طرف غلبے صادق کے خواب پر اگر چہ ممکن ہو کہ اس سے کوئی چیز جھوٹی نہ ہو اور راجح یہ ہے کہ مراد نفی کذب کی ہے اس سے بالکل اور پہلے گزر چکا ہے کہ نہیں ہوتا ہے حصہ پیغمبری کا مگر وہ خواب کہ مسلمان صالح اور صادق سے واقع ہوں اور مطلق حدیثیں محمول ہیں او پر اس کے اس واسطے کہ وہی مسلمان ہے جس کا حال پیغمبر کے حال کے مناسب ہوتا ہے پس اکرام کیا جاتا ہے ساتھ اس چیز کے کہ اکرام کیا جاتا ہے ساتھ اس کے پیغمبر کو اور وہ خبردار کرنا ہے کسی غیبی چیز پر اور بہر حال کافر اور منافق اور کاذب اور مخلط سو اگر چہ ان کی خواب بعض وقت میں سچی ہوتی ہے لیکن وہ نہ وحی سے ہوتی ہے نہ پیغمبری سے اس واسطے کہ نہیں ہے یہ بات کہ جو کسی چیز میں سچا ہو اس کی خبر پیغمبری ہو کبھی کاہن سچ بات کہتا ہے اور کبھی نجومی کوئی بات بتلاتا ہے اور وہ ٹھیک ہوتی ہے لیکن یہ نہایت نادر اور کم ہے اور کہا ابن ابی جمرہ نے کہ حدیث باب کے معنی یہ ہیں کہ اخیر زمانے میں مسلمان کا خواب جھوٹ نہ ہو گا یعنی واقع ہو گا غالبًا اس وجہ پر کہ نہ محتاج ہو طرف تعبیر کی پس نہ داخل ہو گا اس میں کذب برخلاف ماقبل اس کے کہ اس کی تعبیر کبھی پوشیدہ ہو گی سو بیان کرتا ہے اس کو تعبیر کرنے والا تو نہیں واقع ہوتی ہے جس طرح اس نے کہا پس صادق آتا ہے داخل ہونا جھوٹ کا اس میں اس اعتبار سے اور ابن ماجہ نے مرفوع روایت کی ہے کہ خواب تین قسم پر ہیں ایک ڈرانا ہے شیطان سے تا کہ آدمی کو غمگین کرے دوسری یہ کہ قصد کرتا ہے آدمی ساتھ اس کے بیداری میں سو اس کو خواب میں دیکھتا ہے تیسری وہ ہے جو ایک حصہ ہے پیغمبری کا اور نہیں ہے مراد حصر کرنا تین میں واسطے ثابت ہونے

چوتھی قسم حدیث نفس کے اور وہ خطرہ نفس کا ہے اور پانچویں قسم کھیل شیطان کا ہے جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے کہ ایک گنوار نے کہا یا حضرت! میں نے خواب میں دیکھا کہ میرا سر کاٹا گیا اور میں اس کے پیچھے دوڑتا ہوں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ شیطان کا کھیل ہے کسی کو اس کی خبر مت دے اور چھٹی قسم یہ ہے کہ آدمی کو کسی چیز کی بیداری میں عادت ہو جیسے کسی کو عادت ہو ایک وقت کھانا کھانے کی اور اس وقت وہ سو جائے سو خواب میں دیکھے کہ وہ کھانا کھاتا ہے اور اس کے اور حدیث نفس کے درمیان عموم خصوص ہے اور ساتویں قسم پریشان خواب ہے، اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ کہا علماء نے کہ قید اس واسطے محبوب ہے کہ اس کا محل پیر ہے اور وہ روکنا ہے گناہوں اور شر اور باطل سے اور مبغوض ہے پھانسی اس واسطے کہ اس کی جگہ گردن ہے اور وہ صفت دوزخیوں کی ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اِذِ الْاَغْلَالُ فِیْٓ اَعْنَاقِهِمْ﴾ اور کہا کرمانی نے کہ قول اس کا کان یقال مرفوع ہے یا نہیں سو بعض نے کہا کہ کان یقال سے فی الدین تک سب مرفوع ہے اور یہ سب حضرت ﷺ کا کلام ہے اور بعض نے کہا کہ وہ سب ابن سیرین کا کلام ہے اور فاعل کان یکرہ کا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہے۔ (فتح)

بَابُ الْعَيْنِ الْجَارِيَةِ فِي الْمَنَامِ — خواب میں نہر جاری دیکھنا

فائدہ: کہا مہلب نے کہ نہر جاری میں کئی احتمال ہیں اگر اس کا پانی صاف ہو تو اس کی تعبیر نیک عمل ہے ورنہ نہیں اور بعض نے کہا کہ مراد نہر جاری سے عمل جاری ہے صدقہ سے یا معروف سے زندہ کے واسطے ہو یا مردہ کے اور بعض نے کہا کہ مراد اس سے نعمت اور برکت ہے۔ (فتح)

٦٥٠٠۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ أُمِّ الْعَلَاءِ وَهِيَ امْرَأَةٌ مِّنْ نِّسَآئِهِمْ بَايَعَتْ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ طَارَ لَنَا عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُوْنٍ فِي السُّكْنٰى حِيْنَ اقْتَرَعَتِ الْأَنْصَارُ عَلٰى سُكْنَى الْمُهَاجِرِيْنَ فَاشْتَكٰى فَمَرَّضْنَاهُ حَتّٰى تُوُفِّيَ ثُمَّ جَعَلْنَاهُ فِيْ أَثْوَابِهٖ فَدَخَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْكَ أَبَا السَّآئِبِ فَشَهَادَتِيْ عَلَيْكَ لَقَدْ أَكْرَمَكَ اللهُ قَالَ وَمَا

٦٥٠٠۔ حضرت ام العلاء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ ایک عورت ہے ان کی عورتوں سے اس نے حضرت ﷺ سے بیعت کی کہا کہ عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ ہمارے حصے میں آئے بیچ رہنے کے گھروں میں جب کہ انصاریوں نے قرعہ ڈالا مہاجرین کی بود و باش میں سو عثمان رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے سو ہم نے ان کی بیمارداری کی یہاں تک کہ فوت ہوئے پھر ہم نے ان کو انہیں کے کپڑوں میں کفنایا اور ہمارے پاس حضرت ﷺ تشریف لائے تو میں نے کہا اللہ تعالیٰ کی رحمت تجھ کو اے ابوسائب! سو میں تجھ پر گواہی دیتی ہوں کہ البتہ اللہ تعالیٰ نے تجھ کو اکرام کیا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تجھ کو کیا معلوم ہے میں نے کہا میں نہیں جانتی فرمایا کہ بہر حال عثمان رضی اللہ عنہ سو اس کو

يُدْرِيْكِ قُلْتُ لَا أَدْرِيْ وَاللّٰهِ قَالَ أَمَّا هُوَ فَقَدْ جَآءَهُ الْيَقِيْنُ إِنِّيْ لَأَرْجُوْ لَهُ الْخَيْرَ مِنَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ مَا أَدْرِيْ وَأَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ قَالَتْ أُمُّ الْعَلَاءِ فَوَاللّٰهِ لَا أُزَكِّيْ أَحَدًا بَعْدَهُ قَالَتْ وَرَأَيْتُ لِعُثْمَانَ فِي النَّوْمِ عَيْنًا تَجْرِيْ فَجِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ ذَاكِ عَمَلُهُ يَجْرِيْ لَهُ.

تو موت آئی اور میں البتہ اس کے واسطے بہتری کا امید وار ہوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی میں نہیں جانتا اور حالانکہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں کہ میرا کیا حال ہوگا اور نہ تمہارا ام العلاء رضی اللہ عنہا نے کہا سو قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ میں اس کے بعد کسی کو پاک دامن نہ ٹھہراؤں گی کہا ام العلاء رضی اللہ عنہا نے سو میں نے خواب میں عثمان رضی اللہ عنہ کے واسطے نہر جاری دیکھی سو میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی سو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ذکر کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا عمل جاری ہے۔

فائدہ: احتمال ہے کہ مراد عثمان رضی اللہ عنہ کے عمل سے چوکیداری کرنا اس کا ہو کافروں کے جہاد میں اس واسطے کہ سنن میں ثابت ہو چکا ہے کہ مرنے سے ہر آدمی کا عمل ختم ہو جاتا ہے مگر راہِ الٰہی میں چوکیداری کرنے والا ہو کہ اس کا عمل قیامت تک جاری رہے گا اور نڈر رہو گا قبر کے فتنے سے اور ساتھ اس کے دور ہوگا اشکال۔ (فتح)

بَابُ نَزْعِ الْمَآءِ مِنَ الْبِئْرِ حَتّٰى يَرْوَى النَّاسُ رَوَاهُ أَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

کھینچنا پانی کو کنویں سے یہاں تک کہ لوگ سیراب ہو جائیں روایت کیا ہے اس کو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

٦٥٠١۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ كَثِيْرٍ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا صَخْرُ بْنُ جُوَيْرِيَةَ حَدَّثَنَا نَافِعٌ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا حَدَّثَهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا أَنَا عَلٰى بِئْرٍ أَنْزِعُ مِنْهَا إِذْ جَآءَ أَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ فَأَخَذَ أَبُوْ بَكْرٍ الدَّلْوَ فَنَزَعَ ذَنُوْبًا أَوْ ذَنُوْبَيْنِ وَفِيْ نَزْعِهِ ضَعْفٌ فَغَفَرَ اللّٰهُ لَهُ ثُمَّ أَخَذَهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ مِنْ يَّدِ أَبِيْ بَكْرٍ فَاسْتَحَالَتْ فِيْ يَدِهِ غَرْبًا فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِيًّا مِّنَ النَّاسِ يَفْرِيْ فَرِيَّهُ حَتّٰى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ.

۶۵۰۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ میں خواب میں ایک کنویں پر پانی کھینچتا تھا یعنی ڈول سے کہ اچانک ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ڈول کو لیا یعنی جس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پانی کھینچتے تھے سو اس نے ایک یا دو ڈول نکالے اور اس کے کھینچنے میں کچھ سستی اور کمزوری تھی اور اللہ تعالیٰ اس کو معاف کرے گا پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے اس کو ابن خطاب رضی اللہ عنہ نے لیا تو وہ اس کے ہاتھ میں پلٹ کر چرس ہو گیا سو میں نے تو آدمیوں سے ایسا بڑا زور آور کسی کو نہیں دیکھا جو عمر رضی اللہ عنہ کی طرح پانی کھینچتا ہو یہاں تک کہ اس نے پانی کثرت سے نکالا کہ لوگوں نے اپنے اونٹوں کو پانی سے آسودہ

کر کے ان کے بیٹھنے کی جگہ میں بٹھلایا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ پھر عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے لیا تو اس میں اشارہ ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وصیت سے خلیفہ ہوں گے یعنی اور ایسا ہی ہوا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے وصیت کی کہ میرے بعد عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہو برخلاف ابوبکر رضی اللہ عنہ کے کہ ان کی خلافت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صریح عہد سے نہ تھی لیکن اس میں چند اشارتیں وارد ہوئی ہیں جو صراحت کے قریب ہیں اور مراد ضعف سے یہ ہے کہ ان کی خلافت کی مدت کم ہوگی ان کے وقت میں اسلام عالم میں خوب نہیں پھیلے گا چنانچہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کل دو برس خلیفہ رہے اس مدت میں مسیلمہ کذاب اور مرتدوں کو مار کے عرب کا اسلام مضبوط کر کے کچھ ملک شام کا فتح کیا تھا کہ ان کا انتقال ہوا پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے دس برس خلیفہ رہے ان کے وقت میں عالم میں اسلام خوب ہو گیا بلکہ شام اور مصر اور ایران اور عراق اور اکثر روم فتح ہوا چار ہزار بڑے بڑے شہر مع پرگنات فتح ہوئے اور بے شمار خزانے مسلمانوں میں تقسیم ہوئے اور لوگ آسودہ اور غنی ہو گئے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہونا تھا سو اللہ تعالیٰ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دکھلایا سو تشبیہ دی مسلمانوں کے کام کو ساتھ کنوین کے جس میں پانی ہو کہ اس میں ان کی زندگی اور درستی ہو اور پانی پلانا قائم ہونا اس کا ہے ساتھ بھلائیوں ان کی کے اور یہ جو کہا کہ ان کے کھینچنے میں سستی تھی تو اس میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں نقص نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ اخبار ہے کہ ان کی خلافت کی مدت کم ہوگی اور بہر حال خلافت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی سو جب دراز ہوئی تو لوگوں کو اس سے بہت فائدہ ہوا اور اسلام کا دائرہ بہت کشادہ ہوا ساتھ کثرت فتوح کے اور یہ جو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کو معاف کرے گا تو اس میں بھی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے واسطے کچھ نقص نہیں اور نہ اشارہ ہے اس طرف کہ ان سے گناہ واقع ہوا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ ایک کلمہ ہے جو کلام میں کہتے تھے اور اس حدیث میں اعلام ہے ساتھ خلافت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے اور صحیح ہونے ولایت ان کی کے اور کثرت نفع اٹھانے کے ساتھ دونوں کے سو جیسا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا کہا ابن عربی نے کہ نہیں ہے مراد ساتھ ڈول کے انداز جو دلالت کرے اوپر کم ہونے حصے کے بلکہ مراد قادر ہونا ہے کنوئیں پر۔ (فتح)

بَابُ نَزْعِ الذَّنُوْبِ وَالذَّنُوْبَيْنِ مِنَ الْبِئْرِ بِضَعْفٍ

کھینچنا ایک یا دو ڈول کا کنوئیں سے ساتھ سستی کے

۶۵۰۲۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ رُؤْيَا النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ أَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ قَالَ رَأَيْتُ النَّاسَ

۶۵۰۲۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے حق میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے لوگوں کو دیکھا جمع ہوئے سو اٹھے ابوبکر رضی اللہ عنہ سو اس نے ایک یا دو ڈول کھینچے اور

اجْتَمَعُوْا فَقَامَ أَبُوْ بَكْرٍ فَنَزَعَ ذَنُوْبًا أَوْ ذَنُوْبَيْنِ وَفِيْ نَزْعِهٖ ضَعْفٌ وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَهٗ ثُمَّ قَامَ ابْنُ الْخَطَّابِ فَاسْتَحَالَتْ غَرْبًا فَمَا رَأَيْتُ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّفْرِيْ فَرِيَّهٗ حَتّٰى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ.

اس کے کھینچنے میں سستی تھی اور اللہ تعالیٰ اس کو بخشے گا پھر خطاب کا بیٹا اُٹھا سو وہ ڈول پلٹ کر چرس ہو گیا سو میں نے آدمیوں سے ایسا بڑا زور آور کسی کو نہیں دیکھا جو عمر رضی اللہ عنہ کی طرح پانی کھینچتا ہو یہاں تک کہ اس نے پانی کثرت سے نکالا کہ لوگوں نے اپنے اونٹوں کو پانی سے آسودہ کرنے کے بعد ان کے بیٹھنے کی جگہ بٹھلایا۔

٦٥٠٣۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِيْ سَعِيْدٌ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهٗ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِيْ عَلٰى قَلِيْبٍ وَعَلَيْهَا دَلْوٌ فَنَزَعْتُ مِنْهَا مَا شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ أَخَذَهَا ابْنُ أَبِيْ قُحَافَةَ فَنَزَعَ مِنْهَا ذَنُوْبًا أَوْ ذَنُوْبَيْنِ وَفِيْ نَزْعِهٖ ضَعْفٌ وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَهٗ ثُمَّ اسْتَحَالَتْ غَرْبًا فَأَخَذَهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِيًّا مِنَ النَّاسِ يَنْزِعُ نَزْعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ حَتّٰى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ.

٦٥٠٣۔ ترجمہ اُس کا ہی ہے جو اوپر گزرا۔

فائدہ: جو خواب میں دیکھے کہ کنویں سے پانی نکالتا ہے تو کنویں کی تعبیر عورت کے ساتھ کی جاتی ہے اور جو عورت سے اولاد پیدا ہوتی ہے اور اسی پر اعتماد ہے اہل تعبیر کا لیکن وہ بحسب حال اس کے ہے جو پانی کو کھینچے۔ (فتح)

بَابُ الْاِسْتِرَاحَةِ فِي الْمَنَامِ — خواب میں آرام کرنا

فائدہ: کہا اہل تعبیر نے کہ اگر آرام کرنے والا چت لیٹا ہوا اپنی پشت پر تو اس کا حکم قوی ہوگا اور دنیا اس کے ہاتھ میں ہوگی اس واسطے کہ زمین قوی تر تکیہ گاہ ہے برخلاف اس کے جب کہ کروٹ پر لیٹا ہو کہ وہ نہیں جانتا کہ اس کے پیچھے کیا ہے۔

٦٥٠٤۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ أَنَّهٗ سَمِعَ

٦٥٠٤۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ میں سوتا تھا میں

أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ أَنِّيْ عَلٰى حَوْضٍ أَسْقِي النَّاسَ فَأَتَانِيْ أَبُوْ بَكْرٍ فَأَخَذَ الدَّلْوَ مِنْ يَدِيْ لِيُرِيْحَنِيْ فَنَزَعَ ذَنُوْبَيْنِ وَفِيْ نَزْعِهٖ ضَعْفٌ وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَهٗ فَأَتَى ابْنُ الْخَطَّابِ فَأَخَذَ مِنْهُ فَلَمْ يَزَلْ يَنْزِعُ حَتّٰى تَوَلَّى النَّاسُ وَالْحَوْضُ يَتَفَجَّرُ.

نے اپنے آپ کو دیکھا کہ ایک حوض پر ہوں لوگوں کو پانی پلاتا ہوں سو ابوبکر رضی اللہ عنہ میرے پاس آیا اور اس نے میرے ہاتھ سے ڈول لیا تا کہ مجھ کو راحت دے سو اس نے دو ڈول کھینچے اور اس کے کھینچنے میں سستی تھی اور اللہ تعالیٰ اس کو بخشے گا پھر خطاب کا بیٹا آیا سو اس نے اس سے ڈول لیا سو ہمیشہ رہا کھینچتا یہاں تک کہ لوگوں نے پیٹھ پھیری اور حوض جوش مارتا تھا۔

فائدہ: اور شاید حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کنویں سے پانی نکال کے حوض میں ڈالتے جاتے تھے اور لوگ اس سے اپنے واسطے اور اپنے چوپایوں کے واسطے پانی لیتے تھے اور مراد اس حدیث سے یہاں یہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ڈول لیا تا کہ مجھ کو راحت دے۔ (فتح)

بَابُ الْقَصْرِ فِي الْمَنَامِ — خواب میں محل کو دیکھنا

فائدہ: کہا اہل تعبیر نے کہ خواب میں محل دیکھنا عمل نیک ہے واسطے اہل دین کے اور واسطے غیر کے حبس اور تنگی ہے اور کبھی محل میں داخل ہونے سے مراد نکاح کرنا ہوتا ہے۔ (فتح)

٦٥٠٥۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَا نَحْنُ جُلُوْسٌ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِيْ فِي الْجَنَّةِ فَإِذَا امْرَأَةٌ تَتَوَضَّأُ إِلٰى جَانِبِ قَصْرٍ قُلْتُ لِمَنْ هٰذَا الْقَصْرُ قَالُوْا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَذَكَرْتُ غَيْرَتَهٗ فَوَلَّيْتُ مُدْبِرًا قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ فَبَكٰى عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ثُمَّ قَالَ أَعَلَيْكَ بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَغَارُ.

٦٥٠٥۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ میں سوتا تھا میں نے اپنے آپ کو بہشت کے اندر دیکھا سو اچانک وہاں ایک عورت ہے کہ ایک محل کی جانب میں وضو کرتی ہے سو میں نے کہا کہ یہ کس کا محل ہے؟ فرشتوں نے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ کا محل ہے سو مجھ کو عمر رضی اللہ عنہ کی غیرت یاد آئی سو میں پلٹ آیا پشت دے کر یعنی مرد کو اس کی عورت کے پاس اجنبی مرد کے جانے سے غیرت جوش مارتی ہے تو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ رونے لگے اور عرض کی کہ یا حضرت! کیا آپ پر بھی مجھ کو غیرت آتی؟ یعنی یہ بات مجھ سے ممکن نہ تھی۔

فائدہ: بعض نے اعتراض کیا ہے کہ بہشت تکلیف کا گھر نہیں پھر وضو کے کیا معنی؟ کہا قرطبی نے وضو تو صرف اس

واسطے کرتی تھی کہ اس کا حسن اور نور بڑھے نہ یہ کہ وہ میل اور گندگی کو دور کرتی تھی اس واسطے کہ بہشت ان باتوں سے پاک ہے اور جائز ہے کہ وضوء بوجہ تکلیف کے نہ ہو، میں کہتا ہوں احتمال ہے کہ واقع ہونا وضوء کا اس سے حقیقی مراد نہ ہو واسطے ہونے اس کے خواب سو ہوگی وہ مثال عورت مذکورہ کے واسطے اور پہلے گزر چکا ہے کہ حضرت ﷺ نے ام سلیم رضی اللہ عنہا کو بہشت میں دیکھا اور حالانکہ وہ اس وقت زندہ تھیں سو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ وہ بہشتیوں سے ہے واسطے قول جمہور اہل تعبیر کے کہ جو دیکھے خواب میں کہ وہ بہشت میں داخل ہوا تو وہ بہشت میں داخل ہوگا پھر کیا حال ہے جب کہ ہو دیکھنے والا اس کو سچا سب خلق سے اور مراد وضو سے ستھرائی اس کی ہے حسًا ومعنًی اور پاک ہونا اس کا جسمًا وحکمًا۔ (فتح)

٦٥٠٦ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَإِذَا أَنَا بِقَصْرٍ مِّنْ ذَهَبٍ فَقُلْتُ لِمَنْ هٰذَا فَقَالُوْا لِرَجُلٍ مِّنْ قُرَيْشٍ فَمَا مَنَعَنِيْ أَنْ أَدْخُلَهُ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ إِلَّا مَا أَعْلَمُ مِنْ غَيْرَتِكَ قَالَ وَعَلَيْكَ أَغَارُ يَا رَسُوْلَ اللهِ.

٦٥٠٦ـ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں بہشت میں داخل ہوا یعنی خواب میں سو اچانک میں نے سونے کا ایک محل دیکھا سو میں نے کہا کہ یہ کس کا محل ہے؟ فرشتوں نے کہا کہ ایک قریشی مرد کا سو نہ منع کیا مجھ کو اس میں داخل ہونے سے اے خطاب کے بیٹے! مگر جو مجھ کو معلوم ہے تیری غیرت سے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت! کیا آپ پر بھی مجھ کو غیرت آتی ہے؟۔

فائدہ: حضرت ﷺ نے معلوم کیا تھا کہ وہ عمر رضی اللہ عنہ ہے یا قرائن سے یا وحی سے۔ (فتح)

بَابُ الْوُضُوْءِ فِي الْمَنَامِ — خواب میں وضوء کرنا

فائدہ: کہا اہل تعبیر نے کہ خواب میں وضوء کرنا وسیلہ ہے طرف بادشاہ کی یا عمل کی پھر اگر اس کو خواب میں پورا کرے تو حاصل ہوتی ہے مراد اس کی بیداری میں اور اگر دشوار ہو ساتھ عاجز ہونے پانی کے مثلًا یا وضو کرے ساتھ اس کے جس سے نماز جائز نہیں تو نہیں اور وضوء واسطے خوف کرنے والے کے امان ہے اور دلالت کرتا ہے اوپر حاصل ہونے ثواب اور رفع خطایا کے۔ (فتح)

٦٥٠٧ـ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَمَا

٦٥٠٧ـ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ ہم حضرت ﷺ کے پاس بیٹھے تھے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ میں سوتا تھا کہ میں نے اپنے آپ

نَحْنُ جُلُوْسٌ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا اَنَا نَآئِمٌ رَاَيْتُنِيْ فِي الْجَنَّةِ فَإِذَا امْرَاَةٌ تَتَوَضَّأُ إِلٰى جَانِبِ قَصْرٍ فَقُلْتُ لِمَنْ هٰذَا الْقَصْرُ فَقَالُوْا لِعُمَرَ فَذَكَرْتُ غَيْرَتَهٗ فَوَلَّيْتُ مُدْبِرًا فَبَكٰى عُمَرُ وَقَالَ عَلَيْكَ بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَغَارُ.

کو بہشت کے اندر دیکھا سو اچانک وہاں ایک عورت ہے کہ ایک محل کی جانب میں وضوء کرتی ہے سو میں نے کہا کہ یہ کس کا محل ہے؟ فرشتوں نے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ کا محل ہے سو مجھ کو عمر رضی اللہ عنہ کی غیرت یاد پڑی تو میں پلٹ آیا پشت دے کر تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ رونے لگے اور عرض کی کہ یا حضرت! کیا آپ پر مجھ کو غیرت آتی؟ میرے ماں باپ آپ پر قربان۔

بَابُ الطَّوَافِ بِالْكَعْبَةِ فِي الْمَنَامِ

خواب میں خانے کعبے کا طواف کرنا

فائدہ: کہا اہل تعبیر نے کہ خانے کعبے کا طواف دلالت کرتا ہے اوپر حج کے اور اوپر نکاح کرنے کے اور اوپر حاصل ہونے امر مطلوب کے امام سے اور اوپر نیکی ماں باپ کے اور اوپر خدمت عالم کے۔ (فتح)

٦٥٠٨۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا أَنَا نَآئِمٌ رَأَيْتُنِيْ أَطُوْفُ بِالْكَعْبَةِ فَإِذَا رَجُلٌ آدَمُ سَبْطُ الشَّعَرِ بَيْنَ رَجُلَيْنِ يَنْطِفُ رَأْسُهٗ مَآءً فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوْا ابْنُ مَرْيَمَ فَذَهَبْتُ أَلْتَفِتُ فَإِذَا رَجُلٌ أَحْمَرُ جَسِيْمٌ جَعْدُ الرَّأْسِ أَعْوَرُ الْعَيْنِ الْيُمْنٰى كَأَنَّ عَيْنَهٗ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوْا هٰذَا الدَّجَّالُ أَقْرَبُ النَّاسِ بِهٖ شَبَهًا ابْنُ قَطَنٍ وَابْنُ قَطَنٍ رَجُلٌ مِّنْ بَنِي الْمُصْطَلِقِ مِنْ خُزَاعَةَ.

٦٥٠٨۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ میں سوتا تھا میں نے اپنے آپ کو دیکھا خانے کعبے کا طواف کرتا ہوں سو اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ ایک مرد ہے گندمی رنگ، سیدھے بالوں والا دو مردوں کے درمیان اس کے سر سے پانی ٹپکتا ہے سو میں نے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے؟ تو فرشتوں نے کہا کہ یہ مریم کا بیٹا ہے پھر میں نے ادھر اُدھر دیکھا اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ ایک مرد ہے سرخ رنگ بڑے جسم والا گھنگریالے بالوں والا دائیں آنکھ کا کانا اس کی کانی آنکھ جیسے پھولا انگور میں نے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے؟ فرشتوں نے کہا کہ یہ دجال ہے سب لوگوں سے زیادہ مشابہ اس کے ساتھ ابن قطن ہے اور ابن قطن ایک مرد ہے بنی مصطلق سے قوم جزاعہ سے۔

بَابٌ إِذَا أَعْطٰى فَضْلَهٗ غَيْرَهٗ فِي النَّوْمِ

خواب میں جب اپنے جھوٹا کسی غیر کو دے تو اس کا کیا حکم ہے؟

٦٥٠٩۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِيْ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتِيْتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ مِنْهُ حَتّٰى إِنِّيْ لَأَرَى الرِّيَّ يَجْرِيْ ثُمَّ أَعْطَيْتُ فَضْلَهُ عُمَرَ قَالُوْا فَمَا أَوَّلْتَهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْعِلْمُ.

٦٥٠٩۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے جس حالت میں کہ میں سوتا تھا کہ مجھ کو دودھ کا ایک پیالہ دیا گیا سو میں نے اس سے پیا یہاں تک کہ میں دیکھتا ہوں کہ تازگی اور تراوت جاری ہوتی ہے پھر میں نے جھوٹا عمر رضی اللہ عنہ کو دیا لوگوں نے کہا یا حضرت! آپ نے اس کی کیا تعبیر کی؟ فرمایا علم۔

فائدہ: اور مراد ری سے دودھ ہے۔ (فتح)

بَابُ الْأَمْنِ وَذَهَابِ الرَّوْعِ فِي الْمَنَامِ — خواب میں امن کا حاصل ہونا اور خوف کا دور ہونا

فائدہ: جو خواب میں اپنے آپ کو خوف کرنے والا دیکھے تو وہ امن میں رہے گا اور اگر بالعکس ہو تو بالعکس۔

٦٥١٠۔ حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا صَخْرُ بْنُ جُوَيْرِيَةَ حَدَّثَنَا نَافِعٌ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ إِنَّ رِجَالًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانُوْا يَرَوْنَ الرُّؤْيَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُصُّوْنَهَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُوْلُ فِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَآءَ اللّٰهُ وَأَنَا غُلَامٌ حَدِيْثُ السِّنِّ وَبَيْتِي الْمَسْجِدُ قَبْلَ أَنْ أَنْكِحَ فَقُلْتُ فِيْ نَفْسِيْ لَوْ كَانَ فِيْكَ خَيْرٌ لَرَأَيْتَ مِثْلَ مَا يَرٰى هٰؤُلَاءِ فَلَمَّا اضْطَجَعْتُ ذَاتَ لَيْلَةٍ قُلْتُ اللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ فِيَّ خَيْرًا فَأَرِنِيْ رُؤْيَا فَبَيْنَمَا أَنَا كَذٰلِكَ إِذْ جَآءَنِيْ مَلَكَانِ

٦٥١٠۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بعض مرد حضرت ﷺ کے اصحاب سے خواب دیکھتے تھے حضرت ﷺ کے زمانے میں تو اس کو حضرت ﷺ سے بیان کرتے تھے سو اس میں حضرت ﷺ فرماتے جو اللہ تعالیٰ نے چاہا اور میں لڑکا کم عمر تھا اور میرا گھر مسجد تھا یعنی میں مسجد میں رہتا تھا نکاح کرنے سے پہلے سو میں نے اپنے جی میں کہا کہ اگر تجھ میں نیکی ہوتی تو خواب دیکھتا جیسے یہ لوگ دیکھتے ہیں سو جب میں ایک رات لیٹا تو میں نے کہا الٰہی! اگر تو مجھ میں نیکی جانتا ہے تو مجھ کو خواب دکھلا سو جس حالت میں کہ میں اسی طرح تھا کہ اچانک دو فرشتے میرے پاس آئے دونوں میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں لوہے کا ایک گرز تھا میری طرف متوجہ تھے اور میں دونوں کے درمیان تھا اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا تھا الٰہی! میں تیری پناہ مانگتا ہوں دوزخ سے پھر میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ ایک فرشتہ مجھ سے ملا اس کے ہاتھ میں لوہے کا ایک گرز

فِي يَدِ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِقْمَعَةٌ مِّنْ حَدِيْدٍ يُقْبِلَانِ بِيْ إِلَى جَهَنَّمَ وَأَنَا بَيْنَهُمَا أَدْعُو اللَّهَ اللَّهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ جَهَنَّمَ ثُمَّ أُرَانِيْ لَقِيَنِيْ مَلَكٌ فِيْ يَدِهٖ مِقْمَعَةٌ مِّنْ حَدِيْدٍ فَقَالَ لَنْ تُرَاعَ نِعْمَ الرَّجُلُ أَنْتَ لَوْ كُنْتَ تُكْثِرُ الصَّلَاةَ فَانْطَلَقُوْا بِيْ حَتّٰى وَقَفُوْا بِيْ عَلٰى شَفِيْرِ جَهَنَّمَ فَإِذَا هِيَ مَطْوِيَّةٌ كَطَيِّ الْبِئْرِ لَهٗ قُرُوْنٌ كَقَرْنِ الْبِئْرِ بَيْنَ كُلِّ قَرْنَيْنِ مَلَكٌ بِيَدِهٖ مِقْمَعَةٌ مِّنْ حَدِيْدٍ وَأَرٰى فِيْهَا رِجَالًا مُعَلَّقِيْنَ بِالسَّلَاسِلِ رُءُوْسُهُمْ أَسْفَلَهُمْ عَرَفْتُ فِيْهَا رِجَالًا مِّنْ قُرَيْشٍ فَانْصَرَفُوْا بِيْ عَنْ ذَاتِ الْيَمِيْنِ فَقَصَصْتُهَا عَلٰى حَفْصَةَ فَقَصَّتْهَا حَفْصَةُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ رَجُلٌ صَالِحٌ لَوْ كَانَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ. فَقَالَ نَافِعٌ فَلَمْ يَزَلْ بَعْدَ ذٰلِكَ يُكْثِرُ الصَّلَاةَ.

ہے تو اس نے مجھ سے کہا کہ مت ڈر تو اچھا مرد ہے اگر تو بہت نماز پڑھا کرے سو وہ مجھ کو لے چلے یہاں تک کہ انہوں نے مجھ کو دوزخ کے کنارے پر کھڑا کیا اس کا منہ گول تھا جیسے کنواں گول ہوتا ہے اس کے واسطے قرن ہیں جیسے کنویں کے قرن ہوتے ہیں ہر دو قرن کے درمیان ایک فرشتہ ہے اس کے ہاتھ میں لوہے کا ایک گرز ہے اور میں نے اس میں مردوں کو دیکھا زنجیروں سے لٹکے ان کے سر نیچے کی طرف تھے یعنی الٹے لٹکے تھے میں نے اس میں چند قریشی مردوں کو پہچانا سو وہ فرشتے مجھ کو لے پھرے دائیں طرف سے سو میں نے یہ خواب اپنی بہن حفصہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا حفصہ رضی اللہ عنہا نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک عبداللہ نیک مرد ہے سو نافع نے کہا سو ہمیشہ رہے عبداللہ رضی اللہ عنہ اس کے بعد بہت نماز پڑھتے یعنی اس کے بعد رات کو تہجد کی نماز بہت پڑھتے تھے۔

فائدہ: مراد قرون سے کنویں کی دونوں جانب ہیں جو پتھروں سے بنائی جاتی ہیں ان پر لکڑی رکھی جاتی ہے اور عادت ہے کہ ہر کنویں کے دو قرن ہوتے ہیں کہا ابن بطال نے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بعض خواب تعبیر کی محتاج نہیں ہوتی اور یہ کہ جو تعبیر اس کی خواب میں کی جائے وہی تعبیر اس کی بیداری میں ہے اس واسطے کہ جو فرشتے نے اس کی تعبیر کہی تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے زیادہ نہ کہی یعنی جو آخر حدیث میں فرمایا کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ نیک مرد ہے اور اس میں واقع ہونا وعید کا ہے اوپر ترک سنتوں کے اور جواز وقوع عذاب کے اوپر اس کے، میں کہتا ہوں اور وہ مشروط ہے ساتھ ہمیشگی کرنے کے ترک پر واسطے منہ پھیرنے کے اس سے پس وعید اور تعذیب تو واقع ہوتی ہے حرم پر اور وہ ترک ہے ساتھ قید اعراض کے اور یہ کہ اصل تعبیر پیغمبروں کی طرف سے ہے اسی واسطے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے تمنا کی

کہ خواب دیکھے کہ اس کی حضرت ﷺ تعبیر کریں تا کہ ہو یہ اس کے نزدیک اصل اور تصریح کی ہے اشعری نے ساتھ اس کے کہ اصل تعبیر توقیف سے ہے پیغمبروں کی طرف سے اور ان کی زبانوں پر کہا ابن بطال نے کہ لیکن جو وارد ہوا ہے پیغمبروں سے بیچ اس کے اگرچہ اصل ہے سو نہیں عام ہے تمام خوابوں کو سو ضروری ہے واسطے حاذق اس فن کے یہ کہ استدلال کرے ساتھ حسن نظر اپنی کے سو رد کرے اس خواب کو جس پر نص نہیں طرف حکم تمثیل کی اور اس کے واسطے حکم کرے ساتھ نسبت صحیحہ کے سو اس کو اصل ٹھہرائے اور اس کے غیر کو اس کے ساتھ ملحق کرے جیسا فقیہ کرتا ہے اور یہ کہ جائز ہے رات رہنا مسجد میں اور مشروع ہونا نیابت کا بیچ بیان کرنے خواب کے اور ادب ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ساتھ حضرت ﷺ کے اور ڈرنا آپ سے کہ خود اپنا خواب حضرت ﷺ سے بیان نہ کیا اور فضیلت قیام اللیل کی۔ (فتح)

بَابُ الْأَخْذِ عَلَى الْيَمِيْنِ فِي النَّوْمِ

خواب میں دائیں طرف چلنا

٦٥١١۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنْتُ غُلَامًا شَابًّا عَزَبًا فِي عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكُنْتُ أَبِيْتُ فِي الْمَسْجِدِ وَكَانَ مَنْ رَّأٰى مَنَامًا قَصَّهٗ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ اللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ لِيْ عِنْدَكَ خَيْرٌ فَأَرِنِيْ مَنَامًا يُعَبِّرُهٗ لِيْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنِمْتُ فَرَأَيْتُ مَلَكَيْنِ أَتَيَانِيْ فَانْطَلَقَا بِيْ فَلَقِيَهُمَا مَلَكٌ آخَرُ فَقَالَ لِيْ لَنْ تُرَاعَ إِنَّكَ رَجُلٌ صَالِحٌ فَانْطَلَقَا بِيْ إِلَى النَّارِ فَإِذَا هِيَ مَطْوِيَّةٌ كَطَيِّ الْبِئْرِ وَإِذَا فِيْهَا نَاسٌ قَدْ عَرَفْتُ بَعْضَهُمْ فَأَخَذَا بِيْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ فَلَمَّا أَصْبَحْتُ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِحَفْصَةَ فَزَعَمَتْ حَفْصَةُ أَنَّهَا قَصَّتْهَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ عَبْدَ اللهِ

٦٥١١۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نوجوان لڑکا تھا کنوارا حضرت ﷺ کے زمانے میں سو میں رات کو مسجد میں رہتا تھا اور جو آدمی خواب دیکھتا تھا حضرت ﷺ سے بیان کرتا تھا سو میں نے کہا الٰہی! اگر میرے واسطے تیرے پاس کچھ نیکی ہے تو مجھ کو خواب دکھلا کہ حضرت ﷺ اس کی تعبیر فرمائیں سو میں سویا سو میں نے خواب میں دیکھا کہ دو فرشتے میرے پاس آئے سو مجھ کو لے چلے سو ایک اور فرشتہ ان کو ملا تو اس نے مجھ سے کہا کہ مت ڈر بے شک تو نیک مرد ہے سو دونوں مجھ کو دوزخ کی طرف لے گئے سو اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ وہ گول ہے جیسے کنواں گول ہوتا ہے اور اچانک اس میں لوگ ہیں کہ میں نے بعض کو پہچانا سو دونوں مجھ کو دائیں طرف لے چلے سو جب میں نے صبح کی تو میں نے یہ خواب حفصہ رضی اللہ عنہا سے ذکر کیا تو حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اس نے اس کو حضرت ﷺ سے بیان کیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک عبداللہ رضی اللہ عنہ نیک مرد ہے اگر رات کو بہت نماز پڑھا کرتا، کہا زہری رحمۃ اللہ علیہ نے اور عبداللہ رضی اللہ عنہ اس کے بعد رات کو بہت نماز پڑھا کرتے تھے۔

رَجُلٌ صَالِحٌ لَوْ كَانَ يُكْثِرُ الصَّلَاةَ مِنَ اللَّيْلِ. قَالَ الزُّهْرِيُّ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بَعْدَ ذٰلِكَ يُكْثِرُ الصَّلَاةَ مِنَ اللَّيْلِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ جو خواب میں دائیں طرف چلے اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ دائیں طرف والوں میں سے ہے۔

بَابُ الْقَدَحِ فِي النَّوْمِ — خواب میں پیالہ دیکھنا

فائدہ: کہا اہل تعبیر نے کہ خواب میں پیالہ دیکھنا عورت کی جہت سے اور پیالہ بلور کا دلالت کرتا ہے اوپر ظاہر ہونے مخفی چیزوں کے اور چاندی سونے کا پیالہ ثنا نیک ہے۔

۶۵۱۲۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتِيْتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ مِنْهُ ثُمَّ أَعْطَيْتُ فَضْلِيْ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالُوْا فَمَا أَوَّلْتَهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْعِلْمَ.

۶۵۱۲۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جس حالت میں کہ میں سوتا تھا کہ دودھ کا پیالہ میرے آگے لایا گیا سو میں نے اس سے پیا پھر میں نے اپنا جوٹھا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دیا اصحاب نے عرض کیا کہ یا حضرت! آپ نے اس کی کیا تعبیر کی؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علم۔

بَابُ إِذَا طَارَ الشَّيْءُ فِي الْمَنَامِ — جب خواب میں کوئی چیز اڑے یعنی جس کا اڑنا پیدائشی ہو

فائدہ: کہا اہل تعبیر نے کہ جو خواب میں دیکھے کہ اُڑتا ہے سو اگر ہو آسمان کی طرف بغیر عروج کے تو پہنچے گا اس کو ضرر اور اگر غائب ہو آسمان میں اور نہ پھرے تو وہ مر جائے گا اور اگر رجوع کرے تو بیماری سے ہوش میں آئے گا اور اگر چوڑا اُڑے تو سفر کرے گا اور پہنچے گا رُتبے کو بقدر اُڑنے کے سو اگر اُڑنا بازو سے ہو تو وہ مال ہے یا بادشاہ جو اپنے پردے میں سفر کے اور اگر بغیر بازو کے ہو تو دلالت کرتا ہے اوپر تعزیر کے اس چیز میں کہ داخل ہو بیچ اس کے۔ (فتح)

۶۵۱۳۔ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ الْجَرْمِيُّ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ عُبَيْدَةَ بْنِ

۶۵۱۳۔ حضرت عبیداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب پوچھا جو آپ نے ذکر کیا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میرے واسطے ذکر کیا گیا کہ

نَشِيطٍ قَالَ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ سَأَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ رُؤْيَا رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِيْ ذُكِرَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ذُكِرَ لِيْ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ أَنَّهُ وُضِعَ فِيْ يَدَيَّ سِوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ فَفُظِعْتُهُمَا وَكَرِهْتُهُمَا فَأُذِنَ لِيْ فَنَفَخْتُهُمَا فَطَارَا فَأَوَّلْتُهُمَا كَذَّابَيْنِ يَخْرُجَانِ. فَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ أَحَدُهُمَا الْعَنَسِيُّ الَّذِيْ قَتَلَهُ فَيْرُوْزٌ بِالْيَمَنِ وَالْآخَرُ مُسَيْلِمَةُ.

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ میں سوتا تھا کہ مجھ کو نظر آیا کہ سونے کے دو کنگن میرے دونوں ہاتھوں میں ڈالے گئے سو میں نے ان کو کاٹ ڈالا اور برا جانا سو مجھ کو حکم ہوا سو میں نے ان کو پھونک ماری سو وہ اڑ گئے سو میں نے دونوں کنگنوں کی تعبیر ان دونوں جھوٹوں سے کی جو نکلے گے یعنی ظاہر ہوں گے، کہا عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے کہ ایک تو عنسی ہے جس کو فیروز نے یمن میں قتل کیا اور دوسرا مسیلمہ کذاب ہے۔

فائدہ: کہا مہلب نے کہ یہ خواب اپنے طور پر نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ ایک مثال ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حضرت ﷺ نے دونوں کنگنوں کی تعبیر دو جھوٹوں سے کی اس واسطے کہ جھوٹ رکھنا چیز کا ہے بے محل اور اسی طرح جھوٹا رکھتا ہے خبر کو اپنی غیر جگہ میں سو جب حضرت ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں میں سونے کے دو کنگن دیکھے اور حالانکہ وہ حضرت ﷺ کے لباس سے نہیں اس واسطے کہ وہ عورتوں کا لباس ہیں اس سے پہچانا گیا کہ عنقریب ظاہر ہوگا جو پیغمبری کا دعویٰ کرے گا اور نیز سونے کا لباس منع ہے تو اس میں دلیل ہے ان کے جھوٹ پر اور مؤکد ہوا یہ ساتھ اس کے کہ حضرت ﷺ کو حکم ہوا ان میں پھونک مارنے کا سو دونوں اڑ گئے سو اس سے پہچانا گیا کہ ان دونوں کا امر ثابت نہیں رہے گا اور یہ کہ وحی کا کلام جو آپ کے پاس آیا ان کو دور کر دے گا اور پھونک مارنا دلالت کرتا ہے کلام پر اور مسیلمہ کذاب کا حال اور اس کا قتل ہونا جنگ اُحد میں بیان ہو چکا ہے کہا کرمانی نے کہ اسود عنسی کو ذوالحمار کہا جاتا تھا اس واسطے کہ اس نے گدھے کو سکھلایا ہوا تھا کہ جب وہ اس کو کہتا سجدہ کر تو وہ اپنے سر کو جھکاتا تھا کہا ابن عربی نے کہ حضرت ﷺ کو مسیلمہ اور عنسی کے بطلان کی توقع تھی سو محمول کیا خواب کو ان دونوں پر تاکہ ہو اخراج خواب کا دونوں پر اس واسطے کہ جب خواب کی تعبیر کہی جائے تو واقع ہوتی ہے اور احتمال ہے کہ وحی سے ہو اور اول بات قوی تر ہے اور سونے کے کنگن نہ ہونے میں اشارہ ہے طرف دور ہونے اور معدوم ہونے ان کے امر کی اس واسطے کہ ذہب کے معنی ہیں جانا رہنا۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا رَأَى بَقَرًا تُنْحَرُ

جب خواب میں دیکھے گائے ذبح کی جاتی تو اس کی کیا

تعبیر ہے؟۔

٦٥١٤۔ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ بُرَیْدٍ عَنْ جَدِّهٖ أَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِیْ مُوْسٰی أُرَاهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَأَیْتُ فِی الْمَنَامِ أَنِّیْ أُهَاجِرُ مِنْ مَّکَّةَ إِلٰی أَرْضٍ بِهَا نَخْلٌ فَذَهَبَ وَهَلِیْ إِلٰی أَنَّهَا الْیَمَامَةُ أَوْ هَجَرٌ فَإِذَا هِیَ الْمَدِیْنَةُ یَثْرِبُ وَرَأَیْتُ فِیْهَا بَقَرًا وَاللّٰهِ خَیْرٌ فَإِذَا هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ یَوْمَ أُحُدٍ وَإِذَا الْخَیْرُ مَا جَآءَ اللّٰهُ مِنَ الْخَیْرِ وَثَوَابِ الصِّدْقِ الَّذِیْ آتَانَا اللّٰهُ بِهٖ بَعْدَ یَوْمِ بَدْرٍ.

٦٥١٤۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ہجرت کرتا ہوں مکے سے اس زمین کی طرف جہاں کھجور کے درخت ہیں سو میرا خیال یمامہ یا ہجر کی طرف گیا سو حقیقت میں ہجرت کا مقام تو مدینہ نکلا اور میں نے خواب میں گائے دیکھی قسم ہے اللہ تعالیٰ کی خیر سو اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ وہ شہید ہونا مسلمانوں کا ہے جنگ اُحد کے دن اور اچانک خیر وہ چیز ہے جو لایا اللہ خیر اور ثواب صدق سے جو دیا ہم کو اللہ تعالیٰ نے بعد دن جنگ بدر کے۔

فائدہ: احمد اور نسائی اور دارمی نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ میں مضبوط زرہ میں ہوں اور میں نے دیکھی خواب میں گائے جو ذبح کی جاتی ہے سو میں نے تعبیر کی زرہ مضبوط سے مدینہ اور گائے ذبح کرنا قسم ہے اللہ تعالیٰ کی خیر ہے اور باب کی حدیث میں اگرچہ گائے کے ذبح کرنے کا ذکر نہیں لیکن بخاری رحمہ اللہ نے اپنی عادت کے موافق اس حدیث کی طرف اشارہ کیا ہے اور نہیں ذکر کیا اس کو باب میں واسطے نہ ہونے اس کے بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر کہا اہل تعبیر نے کہ گائے کو خواب میں دیکھنا کئی وجہ سے ہے اگر ایک گائے ہو تو اس کی تعبیر عورت اور خادم اور زمین ہے اور یہ جو کہا کہ بعد جنگ بدر کے تو مراد مابعد سے فتح ہونا خیبر کا ہے پھر مکے کا اور منصوب ہونا یوم کا یعنی جو لایا اللہ تعالیٰ بعد بدر ثانی کے مسلمانوں کے دل ثابت رکھنے سے اور کہا کرمانی نے احتمال ہے کہ مراد ساتھ خیر کے غنیمت ہو اور بعد لینے بعد خیر کے اور خیر اور ثواب دونوں جنگ بدر میں حاصل ہوئے تھے، میں کہتا ہوں اور اس سیاق میں اشعار ہے ساتھ اس کے کہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حدیث میں واللہ خیر منجملہ خواب کے اور جو ظاہر ہوتا ہے میرے واسطے یہ ہے کہ مراد ابن اسحاق کی روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں گائے دیکھی اور خیر دیکھی سو تاویل کیا گائے کو ان اصحاب پر جو جنگ اُحد کے دن قتل ہوئے اور تاویل کیا خیر کو اس چیز پر کہ حاصل ہوئی ان کے واسطے ثواب صدق سے لڑنے میں اور صبر کرنے سے جہاد پر جنگ بدر کے دن اور جو اس کے بعد ہے فتح مکہ تک اور بنا بر اس کے پس مراد ساتھ بعدیت کے نہیں خاص ہے ساتھ اس چیز کے جو درمیان بدر اور اُحد کے ہے اور احتمال ہے کہ مراد بدر سے بدر موعد ہو نہ جنگ مشہور جو سابق ہے اُحد سے اس واسطے

کہ بدر موعد جنگ اُحد کے بعد تھا اور نہیں واقع ہوئی ہے اس میں لڑائی اور جب مشرکین جنگ اُحد سے پھرے تو انہوں نے کہا کہ تمہارے وعدہ کی جگہ آئندہ سال بدر ہے سو حضرت ﷺ آئندہ سال کو بدر کی طرف نکلے اور مشرکین وہاں حاضر نہ ہوئے سو اس کا نام بدر موعد رکھا گیا سو اشارہ کیا ساتھ صدق کے اس طرف کہ انہوں نے اپنا وعدہ سچا کیا اور وعدہ خلاف نہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو ثواب دیا اس پر ساتھ اس کے جو فتح کیا ان پر بعد اس کے قریظہ اور خیبر سے اور جو اس کے بعد ہے، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ النَّفْخِ فِي الْمَنَامِ — خواب میں پھونک مارنا

فائدہ: کہا اہل تعبیر نے کہ پھونک مارنے کی تعبیر کلام ہے اور کہا ابن بطال نے کہ مراد ساتھ اس کے دور کرنا اس چیز کا ہے جو پھونک ماری گئی بغیر تکلف شدید کے واسطے سہل ہونے پھونک مارنے کے پھونک مارنے والے پر اور اللہ تعالیٰ نے دونوں جھوٹوں کو ہلاک کیا حضرت ﷺ کی کلام سے۔ (فتح)

٦٥١٥ - حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا بِهِ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَحْنُ الْآخِرُونَ السَّابِقُونَ وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ إِذْ أُوتِيتُ خَزَائِنَ الْأَرْضِ فَوُضِعَ فِي يَدَيَّ سِوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ فَكَبُرَا عَلَيَّ وَأَهَمَّانِي فَأُوحِيَ إِلَيَّ أَنْ انْفُخْهُمَا فَنَفَخْتُهُمَا فَطَارَا فَأَوَّلْتُهُمَا الْكَذَّابَيْنِ اللَّذَيْنِ أَنَا بَيْنَهُمَا صَاحِبَ صَنْعَاءَ وَصَاحِبَ الْيَمَامَةِ.

٦٥١٥ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم دنیا میں پیچھے ہیں آخرت میں آگے ہوں گے اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ میں سوتا تھا کہ اچانک زمین کے خزانے میرے سامنے کیے گئے تو سونے کے دو کنگن میرے دونوں ہاتھوں میں ڈالے گئے سو مجھ پر بہت بھاری پڑے اور انہوں نے مجھ کو غم اور تشویش میں ڈالا تو مجھ کو حکم ہوا کہ ان کو پھونک مار سو میں نے ان کو پھونک ماری یعنی تو وہ جاتے رہے سو میں نے ان دونوں کنگنوں کی تعبیر کی ان دونوں جھوٹوں سے جن کے درمیان میں ہوں صنعاء اور یمامہ والا۔

فائدہ: کہا خطابی نے کہ مراد ساتھ خزانوں کے وہ چیز ہے جو فتح ہوئی حضرت ﷺ کی امت پر غنیمتوں سے کسریٰ اور قیصر وغیرہ کے خزانوں سے اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ خزانوں کے چاندی اور سونے کی کانیں ہوں اور کہا اس کے غیر نے کہ مراد اس سے عام تر ہے اور حضرت ﷺ کو بھارے اس واسطے معلوم ہوئے کہ سونا عورتوں کا لباس ہے اور مردوں پر حرام ہے اور پھونک مارنے میں اشارہ ہے طرف حقارت ان کی کے اور مراد حقارت معنوی ہے نہ

حسی اور مراد اڑ جانے سے یہ ہے کہ ان کا امر نابود ہو جائے گا اور کہا بعض نے کہ کنگن کفار بادشاہوں کا لباس ہے کہا قرطبی نے کہ مناسبت اس تاویل کی واسطے اس خواب کے یہ ہے کہ اہل صنعاء اور اہل یمامہ مسلمان ہوئے تھے تو گویا کہ وہ اسلام کے دو بازو تھے سو جب دونوں میں دو جھوٹے ظاہر ہوئے اور ان لوگوں کو ورغلایا اپنی طمع باتوں اور جھوٹے دعویٰ سے تو بہت لوگوں نے اس کے ساتھ دھوکا کھایا تو دونوں ہاتھ بجائے دو شہروں کے ہوئے اور دو کنگن بجائے دو جھوٹوں کے اور ظاہر حدیث کا یہ ہے کہ جس وقت حضرت ﷺ یہ خواب بیان کی اس وقت وہ دونوں موجود تھے مسیلمہ کذاب نے تو حضرت ﷺ کی زندگی میں پیغمبری کا دعویٰ کیا لیکن نہ بڑھی شوکت اس کی اور نہ واقع ہوئی لڑائی اس سے مگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں سو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں مارا گیا اور اسود عنسی نے بھی حضرت ﷺ کی زندگی میں پیغمبری کا دعویٰ کیا اور اس کی شوکت بڑی ہوئی اور مسلمانوں نے اس کی لڑائی ہوئی یہاں تک کہ حضرت ﷺ کی زندگی میں مارا گیا کہا ابن عربی نے کہ احتمال ہے کہ یہ تعبیر حضرت ﷺ نے وحی سے کی ہو اور احتمال ہے کہ فال لینے کے واسطے کی ہو۔ (فتح)

بَابُ إِذَا رَأَى أَنَّهُ أَخْرَجَ الشَّيْءَ مِنْ كُوْرَةٍ فَأَسْكَنَهُ مَوْضِعًا آخَرَ

جب دیکھے کہ اس نے ایک گوشے سے چیز نکالی اور دوسری جگہ رکھی

٦٥١٦۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنِيْ أَخِيْ عَبْدُ الْحَمِيْدِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَأَيْتُ كَأَنَّ امْرَأَةً سَوْدَآءَ ثَائِرَةَ الرَّأْسِ خَرَجَتْ مِنَ الْمَدِيْنَةِ حَتّٰى قَامَتْ بِمَهْيَعَةَ وَهِيَ الْجُحْفَةُ فَأَوَّلْتُ أَنَّ وَبَآءَ الْمَدِيْنَةِ نُقِلَ إِلَيْهَا.

٦٥١٦۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں ایک کالی عورت دیکھی جس کے سر کے بال پریشان تھے مدینے سے نکلی یہاں تک کہ مہیعہ میں جا کر اتری تو میں نے اس کی تعبیر یہ کی کہ مدینے کی وبا مہیعہ میں ڈالی گئی۔

فائدہ: مہیعہ جحفہ کا نام ہے جو مدینے سے چھ کوس ہے وہاں یہودی رہتے تھے مدینے میں اکثر وبا رہتی تھی جب سے کہ حضرت ﷺ نے دعا کی اور یہ خواب دیکھی تو وہاں سے وبا جاتی رہی اور ایک روایت میں ہے کہ نکالی گئی مدینے سے اور سکونت کرائی گئی جحفہ میں اور یہی ہے موافق واسطے ترجمہ کے اور ظاہر ترجمہ کا یہ ہے کہ فاعل اخراج کا حضرت ﷺ ہیں اور گویا کہ منسوب کیا گیا نکالنا طرف حضرت ﷺ کی اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس کے واسطے دعا کی کہا مہلب نے کہ یہ خواب قسم خواب معبرہ سے ہے اور وہ وہ ہے جس کے ساتھ مثال بیان کی جائے اور

وجہ تمثیل کی یہ ہے کہ چیرا گیا اسم سودا سے بدی اور بیماری کو پس تاویل کیا گیا نکلنا ان کا ساتھ اس چیز کے کہ جمع کرے اس کے اسم کو اور اس کے بال پریشان ہونے کی تعبیر کی ساتھ اس کے کہ جو فتنہ فساد اٹھائے وہ مدینے سے خارج ہوگا اور بعض نے کہا کہ مراد ساتھ بال پریشان ہونے کے بخار ہے اس واسطے کہ وہ جوش دلاتا ہے بدن کو ساتھ کھڑا کرنے رونگٹے کے خاص کر جب کہ سودا سے ہو۔ (فتح)

بَابُ الْمَرْأَةِ السَّوْدَآءِ

باب ہے کالی عورت کے بیان میں یعنی جو خود آپ خواب میں دیکھے

٦٥١٧ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا مُوْسٰى حَدَّثَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِيْ رُؤْيَا النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَدِيْنَةِ رَأَيْتُ امْرَأَةً سَوْدَآءَ ثَائِرَةَ الرَّأْسِ خَرَجَتْ مِنَ الْمَدِيْنَةِ حَتّٰى نَزَلَتْ بِمَهْيَعَةَ فَتَأَوَّلْتُهَا أَنَّ وَبَآءَ الْمَدِيْنَةِ نُقِلَ إِلٰى مَهْيَعَةَ وَهِيَ الْجُحْفَةُ.

٦٥١٧ـ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب مدینے کے بیان میں کہ میں نے خواب میں ایک کالی عورت دیکھی جس کے سر کے بال پریشان تھے مدینے سے نکلی یہاں تک کہ مہیعہ میں جا کر اتری تو میں نے اس کی تعبیر یہ کی کہ مدینے کی وبا مہیعہ میں ڈالی گئی اور وہ جحفہ ہے۔

بَابُ الْمَرْأَةِ الثَّآئِرَةِ الرَّأْسِ

خواب میں پریشان بالوں والی عورت کو دیکھنا

٦٥١٨ـ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِيْ أُوَيْسٍ حَدَّثَنِيْ سُلَيْمَانُ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَأَيْتُ امْرَأَةً سَوْدَآءَ ثَائِرَةَ الرَّأْسِ خَرَجَتْ مِنَ الْمَدِيْنَةِ حَتّٰى قَامَتْ بِمَهْيَعَةَ فَأَوَّلْتُ أَنَّ وَبَآءَ الْمَدِيْنَةِ نُقِلَ إِلٰى مَهْيَعَةَ وَهِيَ الْجُحْفَةُ.

٦٥١٨ـ ترجمہ اس کا وہی ہے جو پہلے گزرا۔

بَابُ إِذَا هَزَّ سَيْفًا فِي الْمَنَامِ

جب خواب میں دیکھے کہ اس نے تلوار کو ہلایا

٦٥١٩۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ جَدِّهٖ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى أُرَاهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَأَيْتُ فِيْ رُؤْيَايَ أَنِّيْ هَزَزْتُ سَيْفًا فَانْقَطَعَ صَدْرُهٗ فَإِذَا هُوَ مَا أُصِيْبَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ أُحُدٍ ثُمَّ هَزَزْتُهٗ أُخْرٰى فَعَادَ أَحْسَنَ مَا كَانَ فَإِذَا هُوَ مَا جَآءَ اللّٰهُ بِهٖ مِنَ الْفَتْحِ وَاجْتِمَاعِ الْمُؤْمِنِيْنَ.

٦٥١٩۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں تلوار کو ہلایا تو وہ سینے سے ٹوٹ گئی تو اس کا انجام مسلمانوں کی شہادت ہوئی جنگ اُحد میں پھر میں نے تلوار کو دوسری بار ہلایا تو پھر ثابت ہوگئی آگے سے اچھی سے تو اس کا انجام یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے فتح نصیب کی اور مسلمانوں کی جماعت قائم ہوئی یعنی جنگ اُحد کے بعد خیبر اور مکہ فتح ہوا اور اسلام کے لشکر نے زور پکڑا۔

فائدہ: یہ حدیث ضرب المثل ہے اور مراد تلوار سے اصحاب ہیں اس واسطے کہ حضرت ﷺ ان کے ساتھ حملہ کرتے تھے اور مراد ہلانے سے حکم کرنا ہے ان کو ساتھ لڑائی کے اور مراد ٹوٹ جانے سے قتل ہونا ان کا ہے اور مراد دوسری بار ہلانے اور پھر بدستور ہوتے سے جمع ہونا ان کا ہے اور فتح یاب ہونا اوپر ان کے کہا اہل تعبیر نے کہ جو تلوار پائے خواب میں تو وہ بادشاہی پائے گا یا حکومت پائے گا یا امانت یا بی یا اولاد اور اگر تلوار کو میان میں کرے تو وہ نکاح کرے گا اور اگر کسی شخص کو مارے تو اس کی عیب جوئی کرے گا اور اگر خواب میں دیکھے کہ کسی سے لڑتا ہے اور اس کی تلوار اس سے لمبی ہے تو وہ اس پر غالب ہوگا اور بڑی تلوار دیکھے وہ فتنہ ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ كَذَبَ فِيْ حُلُمِهٖ

جو خواب میں جھوٹ بولے یعنی جو بے دیکھے اپنی طرف سے بنا کر خواب بیان کرے تو وہ مذموم ہے

٦٥٢٠۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَحَلَّمَ بِحُلْمٍ لَمْ يَرَهٗ كُلِّفَ أَنْ يَّعْقِدَ بَيْنَ شَعِيْرَتَيْنِ وَلَنْ يَّفْعَلَ وَمَنِ اسْتَمَعَ إِلٰى حَدِيْثِ قَوْمٍ وَّهُمْ لَهٗ كَارِهُوْنَ أَوْ يَفِرُّوْنَ مِنْهُ صُبَّ فِيْ أُذُنِهِ الْآنُكُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ صَوَّرَ صُوْرَةً عُذِّبَ وَكُلِّفَ

٦٥٢٠۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو بے دیکھے اپنی طرف سے بنا کر خواب بیان کرے تو اس کو یہ حکم ہوگا کہ دو جو کو گرہ دے کر جوڑے اور یہ ہرگز نہ کر سکے گا یعنی نہ دو جو میں گرہ پڑ سکے گی نہ اس سے عذاب موقوف ہوگا اور جو کان لگائے قوم کی بات سننے کے واسطے اور اس کا سننا ان کو برا لگتا ہو یا وہ اس سے بھاگتے پھرتے ہوں تو اس کے دونوں کانوں میں پگھلا ہوا شیشہ ڈالا جائے گا قیامت کے دن اور جو کسی جاندار کی تصویر

أَنْ يَنْفُخَ فِيهَا وَلَيْسَ بِنَافِخٍ قَالَ سُفْيَانُ وَصَلَهُ لَنَا أَيُّوبُ وَقَالَ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَوْلَهُ مَنْ كَذَبَ فِي رُؤْيَاهُ وَقَالَ شُعْبَةُ عَنْ أَبِي هَاشِمٍ الرُّمَّانِيِّ سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ قَوْلَهُ مَنْ صَوَّرَ صُورَةً وَمَنْ تَحَلَّمَ وَمَنِ اسْتَمَعَ.

بنائے تو اس کو عذاب ہوگا اور اس کو حکم ہوگا کہ اس میں جان ڈالے اور حالانکہ وہ اس میں جان نہ ڈال سکے گا کہا سفیان نے موصول کیا ہے اس کو ہمارے واسطے ایوب نے اور کہا قتیبہ نے کہ حدیث بیان کی ہم سے ابوعوانہ نے عکرمہ سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے قول اس کا جو اپنی خواب میں جھوٹ بولے، الخ۔

فائدہ: جو خواب میں جھوٹ بولے کہا طبری نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ سخت وارد ہوئی ہے وعید بیچ اس کے باوجود اس کے کہ جاگتے جھوٹ بولنا کبھی سخت تر ہوتا ہے اس سے فساد میں اس واسطے کہ کبھی ہوتی ہے شہادت قتل میں یا حد میں یا مال کے لینے میں اس واسطے کہ خواب میں جھوٹ بولنا اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو خواب دکھلایا جو اس نے نہیں دیکھا اور اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولنا سخت تر ہے جھوٹ بولنے سے خلق پر اس واسطے کہ جب خواب ایک حصہ ہے پیغمبری کا اور جو پیغمبری کا حصہ ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے اشعریہ نے کہ اس پر کہ تکلیف ما لا یطاق جائز ہے اور جو اس کو منع کرتے ہیں ان کی دلیل یہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾ اور حمل کیا ہے انہوں نے اس کو امور دنیا پر اور حق یہ ہے کہ تکلیف مذکور حدیث میں وہ تکلیف مصطلح نہیں بلکہ مراد اس سے تعذیب ہے علی الدوام اور یہ جو قید کی کہ اس کا سننا ان کو برا لگتا ہو تو مستثنیٰ ہے اس سے جس سے وہ راضی ہوں یا پکار کر بات کرتے ہوں اور جو وہاں بیٹھا ہو اس کو بلا قصد سنے کہ وہ اس وعید میں داخل نہیں اور حکمت اس وعید میں یہ ہے کہ اول جھوٹ بولنا ہے پیغمبری کی جنس پر اور دوسرے نے تنازع کیا ہے خالق سے اس کی قدرت میں اور اسی طرح داخل ہے اس وعید میں وہ شخص جو سنے بات اس کی جو اپنا دروازہ بند کر کے اپنے گھر والوں کے ساتھ بات چیت کرتا ہو اور اس حدیث میں ہے کہ جو بندگی سے نکلے مستحق ہوتا ہے وہ عقوبت کا بقدر خروج اس کے اور یہ کہ جاہل اس میں اپنی جہالت سے معذور نہیں اور اسی طرح جو اس میں تاویل باطل کرے اس واسطے کہ حدیث میں فرق نہیں کیا کہ اس کے حرام ہونے کو جانتا ہو یا نہ جانتا ہو کہا ابن ابی جمرہ نے کہ سوائے اس کے نہیں کہ نام رکھا ہے جھوٹی خواب کا حلم اور اس کا نام رؤیا نہ رکھا اس واسطے کہ اس نے دعویٰ کیا کہ اس نے خواب دیکھا اور حالانکہ اس نے کچھ نہیں دیکھا سو ہوا کاذب اور جھوٹا اور جھوٹ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ شیطان کی طرف سے ہے اور البتہ فرمایا کہ حلم شیطان کی طرف سے ہے اور مناسبت وعید مذکور کی واسطے جھوٹ باندھنے والے کی خواب میں اور واسطے مصور کے یہ ہے کہ خواب ایک مخلوق ہے اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے اور وہ صورت معنوی ہے سو اس نے اپنی

جھوٹ سی صورت پیدا کی جو واقع میں نہیں ہوئی جیسی کہ پیدا کی ہے مصور نے وجود میں صورت جو حقیقت میں نہیں اس واسطے کہ صورت حقیقی وہ ہے جس میں روح ہو سو تکلیف دی گئی صاحب لطیف صورت کو یعنی جھوٹی خواب بنانے والے کو ساتھ امر لطیف کے اور وہ دو جو کو جوڑنا ہے گرہ دے کر اور تکلیف دی گئی صورت کثیف یعنی تصویر بنانے والے کو ساتھ امر شدید کے اور وہ یہ ہے کہ اس تصویر میں روح کو پھونکے اور واقع ہوئی ہے وعید ہر ایک کی دونوں میں سے ساتھ اس کے کہ اس کو عذاب ہوگا یہاں تک کہ کرے جس کی اس کو تکلیف دی گئی اور حالانکہ وہ اس کو نہیں کر سکے گا سو مراد اس سے یہ ہے کہ ان کو ہمیشہ عذاب ہوا کرے گا۔ (فتح)

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَنِ اسْتَمَعَ وَمَنْ تَحَلَّمَ وَمَنْ صَوَّرَ نَحْوَهُ تَابَعَهُ هِشَامٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَوْلَهُ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جو کان لگائے اور جو جھوٹی خواب اور صورت بنائے مانند اس کی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے قول اس کا یعنی بعض راویوں نے اس کو ابن عباس رضی اللہ عنہما پر موقوف بیان کیا ہے۔

٦٥٢١۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ مَوْلَى ابْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ مِنْ أَفْرَى الْفِرٰى أَنْ يُرِيَ عَيْنَيْهِ مَا لَمْ تَرَ.

٦٥٢١۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب بہتانوں میں سے بہت بڑا بہتان یہ ہے کہ اپنی آنکھوں کو وہ چیز دکھلائے جو آنکھوں نے نہیں دیکھی یعنی جھوٹا خواب بنا کر کہے۔

فائدہ: اور معنی نسبت خواب کی طرف آنکھ کی باوجود اس کے کہ آنکھوں نے کچھ نہیں دیکھا یہ ہے کہ اس نے خبر دی دونوں آنکھوں سے ساتھ دیکھنے کے اور حالانکہ وہ جھوٹا ہے۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا رَأٰى مَا يَكْرَهُ فَلَا يُخْبِرْ بِهَا وَلَا يَذْكُرْهَا

جب خواب میں دیکھے وہ چیز جو اس کو بری معلوم ہو تو اس کی خبر نہ دے اور نہ اس کو ذکر کرے

٦٥٢٢۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ رَبِّهٖ بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ يَقُوْلُ لَقَدْ كُنْتُ أَرَى الرُّؤْيَا فَتُمْرِضُنِيْ حَتّٰى سَمِعْتُ أَبَا قَتَادَةَ يَقُوْلُ وَأَنَا كُنْتُ لَأَرَى الرُّؤْيَا تُمْرِضُنِيْ حَتّٰى سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ

٦٥٢٢۔ حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ البتہ میں خواب دیکھتا تھا سو مجھ کو بیمار کرتے تھے یہاں تک کہ میں نے سنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے کہتا تھا اور میں خواب دیکھتا تھا سو مجھ کو بیمار کرتی یہاں تک کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ نیک خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے سو جب کوئی خواب دیکھے جو اس کو محبوب ہو سو نہ بیان کرے اس کو مگر جس

الرُّؤْيَا الْحَسَنَةُ مِنَ اللّٰهِ فَإِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ مَا يُحِبُّ فَلَا يُحَدِّثْ بِهِ إِلَّا مَنْ يُحِبُّ وَإِذَا رَأَى مَا يَكْرَهُ فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّهَا وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ وَلْيَتْفِلْ ثَلَاثًا وَلَا يُحَدِّثْ بِهَا أَحَدًا فَإِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهُ.

سے محبت ہو اور جب بری خواب دیکھے تو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے اس کی بدی سے اور شیطان کی بدی سے اور چاہیے کہ تھوکے تین بار اور نہ بیان کرے کسی سے سو بے شک وہ اس کو ضرر نہ کرے گی۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ نہ بیان کرے اس کو مگر اپنے دوست سے تو یہ اس واسطے کہ جب نیک خواب اپنے دشمن سے بیان کرے تو اس کی تعبیر کرے گا ساتھ اس کے جو نہیں چاہتا یا عداوت سے یا حسد سے سو کبھی واقع ہوتی ہے اوپر اس صفت کے یا جلدی کرتا ہے اپنے نفس کے واسطے اس سے غم سو اس سبب سے حکم فرمایا کہ دشمن سے خواب بیان نہ کرے۔ (فتح)

٦٥٢٣۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي حَازِمٍ وَالدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُسَامَةَ بْنِ الْهَادِ اللَّيْثِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا رَأَى أَحَدُكُمُ الرُّؤْيَا يُحِبُّهَا فَإِنَّهَا مِنَ اللّٰهِ فَلْيَحْمَدِ اللّٰهَ عَلَيْهَا وَلْيُحَدِّثْ بِهَا وَإِذَا رَأَى غَيْرَ ذٰلِكَ مِمَّا يَكْرَهُ فَإِنَّمَا هِيَ مِنَ الشَّيْطَانِ فَلْيَسْتَعِذْ مِنْ شَرِّهَا وَلَا يَذْكُرْهَا لِأَحَدٍ فَإِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهُ.

٦٥٢٣۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی خواب دیکھے جو اس کو اچھی معلوم ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے سو چاہیے کہ اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر کرے اور اس کو بیان کرے اور جب اس کے سوائے اور خواب دیکھے جو اس کو بری معلوم ہو تو وہ تو شیطان کی طرف سے ہے سو چاہیے کہ پناہ مانگے اس کی بدی سے اور نہ ذکر کرے اس کو کسی سے سو بے شک وہ اس کو ہرگز نقصان نہ کرے گی۔

بَابُ مَنْ لَمْ يَرَ الرُّؤْيَا لِأَوَّلِ عَابِرٍ إِذَا لَمْ يُصِبْ

باب ہے جو نہیں دیکھتا تعبیر خواب کی اول تعبیر کرنے والے کے واسطے جب کہ ٹھیک بات نہ پائے

فائدہ: یہ اشارہ ہے حدیث انس رضی اللہ عنہ کی طرف کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خواب کی تعبیر اول تعبیر کرنے والے کے واسطے ہے یعنی جس طرح وہ تعبیر کہے اسی طرح واقع ہوتا ہے اور یہ حدیث ضعیف ہے اور اس کے واسطے شاہد ہے روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد اور ترمذی وغیرہ نے کہ خواب پرندے کے پاؤں پر ہے جب تک کہ نہ تعبیر کی جائے سو جب تعبیر کی جائے تو واقع ہوتی ہے یعنی جس طرح اس نے تعبیر کی اور ایک روایت میں ہے کہ خواب واقع ہوتی ہے موافق تعبیر کے اور اس کی مثل ایک مرد کی مثل ہے جس نے اپنا پاؤں اٹھایا سو وہ انتظار کرتا ہے کہ کب رکھے سو اشارہ

کیا بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرف کہ یہ حکم مخصوص ہے ساتھ اس کے جب کہ تعبیر کرنے والا اپنی تعبیر میں ٹھیک بات پا جائے اور لیا ہے اس کو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے جو باب کی حدیث میں واقع ہوا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تو نے بعض ٹھیک تعبیر کی اور بعض جگہ پر تو چوک گیا اس واسطے کہ اس سے لیا جاتا ہے کہ جس چیز میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ چوک گئے تھے اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو اس کے واسطے بیان کرتے تو اس کی وہی تعبیر صحیح ہوتی جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تعبیر کرتے اور نہ اعتبار ہوتا پہلی تعبیر کا جس میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ چوک گئے تھے کہا ابوعبیدہ وغیرہ نے کہ یہ جو کہا کہ خواب کی تعبیر اول تعبیر کرنے والے کے واسطے ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ جب اول تعبیر کرنے والا عالم ہو پس تعبیر کرے اور ٹھیک بات پا جائے ورنہ ٹھیک بات اس کی ہے جو اس کے بعد تعبیر کرے اس واسطے کہ نہیں ہے مدار مگر اوپر پانے ٹھیک بات کے خواب کی تعبیر میں تاکہ پہنچے ساتھ اس کے طرف اللہ تعالیٰ کی مراد کے اس چیز میں جس کی اللہ تعالیٰ نے مثال بیان کی سو جب ٹھیک بات پا جائے تو نہیں لائق ہے کہ دوسرے سے پوچھے اور اگر ٹھیک بات نہ پائے تو پھر دوسرے سے پوچھے اور لازم ہے اس پر کہ اس کی تعبیر کہے جو اس کے دل میں آئے اور بیان کرے جو دل کو معلوم نہ ہوا، میں کہتا ہوں اور یہ تاویل نہیں موافق ابورزین کی حدیث کو کہ جو خواب کی تعبیر کہی جائے تو واقع ہوتی ہے مگر یہ کہ دعویٰ کیا جائے کہ تعبیر مخصوص ہے ساتھ اس کے کہ اس کا تعبیر کرنے والا عالم مسیب ہو پس وارد ہوگا اس پر قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بری خواب میں کہ نہ بیان کرے اس کو کسی سے اور حکمت اس نہی کی یہ ہے کہ اکثر اوقات وہ اس کی تعبیر بری کہتا ہے ظاہر میں باوجود اس احتمال کے کہ باطن میں بہتر ہو سو واقع ہوتی ہے موافق تعبیر کے اور ممکن ہے جواب ساتھ اس کے کہ یہ متعلق ہے ساتھ دیکھنے والے کے سو جب اس کو کسی سے بیان کرے اور وہ اس کے واسطے اس کی تعبیر بری کہے تو اس کو جائز ہے کہ جلدی کرے اور کسی اور سے اس کی تعبیر پوچھے جو ٹھیک بات پائے پس نہیں ضروری ہے واقع ہونا اول تعبیر کا بلکہ واقع ہوتی ہے تعبیر اس کی جو ٹھیک تعبیر کہے اور اگر خواب دیکھنے والا قصور کرے اور دوسرے سے نہ پوچھے تو واقع ہوتی ہے تعبیر پہلے کی اور تعبیر کرنے والے کے ادب سے ہے جو روایت کی عبدالرزاق نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہ اس نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ جب کوئی خواب دیکھے اور اس کو اپنے بھائی سے بیان کرے تو چاہیے کہ کہے بہتری ہمارے واسطے اور بدی ہمارے دشمنوں کے واسطے لیکن اس کی سند منقطع ہے اور ذکر کیا ہے تعبیر کے اماموں نے کہ ادب خواب دیکھنے والے کے سے ہے یہ کہ ہو صادق لہجہ اور یہ کہ سوئے باوضوء اپنی دائیں کروٹ پر اور یہ کہ پڑھے سورۂ والشمس اور واللیل اور سورۂ والتین اور سورۂ اخلاص اور معوذتین اور کہے کہ الٰہی! میں پناہ مانگتا ہوں تیری بدخوابوں سے اور پناہ مانگتا ہوں تیری شیطان کی کھیل سے خواب اور بیداری میں الٰہی! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں خواب نیک سچی نافع یاد رہنے والی نہ بھولنے والی اور مجھ کو دکھلا خواب میں جو میں چاہتا ہوں اور اس کے ادب سے ہے یہ کہ نہ بیان کرے اس کو عورت پر اور نہ دشمن پر اور نہ جاہل

پر اور تعبیر کرنے والے کے ادب سے یہ ہے کہ نہ تعبیر کہے اس کی وقت چڑھنے سورج کے اور نہ وقت ڈوبنے اس کے اور نہ وقت زوال کے اور نہ رات کو۔ (فتح)

٦٥٢٤۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَجُلًا أَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّيْ رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ فِي الْمَنَامِ ظُلَّةً تَنْطُفُ السَّمْنَ وَالْعَسَلَ فَأَرَى النَّاسَ يَتَكَفَّفُوْنَ مِنْهَا فَالْمُسْتَكْثِرُ وَالْمُسْتَقِلُّ وَإِذَا سَبَبٌ وَاصِلٌ مِّنَ الْأَرْضِ إِلَى السَّمَآءِ فَأَرَاكَ أَخَذْتَ بِهٖ فَعَلَوْتَ ثُمَّ أَخَذَ بِهٖ رَجُلٌ آخَرُ فَعَلَا بِهٖ ثُمَّ أَخَذَ بِهٖ رَجُلٌ آخَرُ فَعَلَا بِهٖ ثُمَّ أَخَذَ بِهٖ رَجُلٌ آخَرُ فَانْقَطَعَ ثُمَّ وُصِلَ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بِأَبِيْ أَنْتَ وَاللّٰهِ لَتَدَعَنِّيْ فَأَعْبُرَهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُعْبُرْهَا قَالَ أَمَّا الظُّلَّةُ فَالْإِسْلَامُ وَأَمَّا الَّذِيْ يَنْطُفُ مِنَ الْعَسَلِ وَالسَّمْنِ فَالْقُرْآنُ حَلَاوَتُهٗ تَنْطُفُ فَالْمُسْتَكْثِرُ مِنَ الْقُرْآنِ وَالْمُسْتَقِلُّ وَأَمَّا السَّبَبُ الْوَاصِلُ مِنَ السَّمَآءِ إِلَى الْأَرْضِ فَالْحَقُّ الَّذِيْ أَنْتَ عَلَيْهِ تَأْخُذُ بِهٖ فَيُعْلِيْكَ اللّٰهُ ثُمَّ يَأْخُذُ بِهٖ رَجُلٌ مِّنْ بَعْدِكَ فَيَعْلُوْ بِهٖ ثُمَّ يَأْخُذُ بِهٖ رَجُلٌ آخَرُ فَيَعْلُوْ بِهٖ ثُمَّ يَأْخُذُهٗ رَجُلٌ آخَرُ فَيَنْقَطِعُ بِهٖ ثُمَّ يُوَصَّلُ لَهٗ فَيَعْلُوْ

۶۵۲۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے کہا یا حضرت! میں نے رات کو خواب میں دیکھا کہ بدلی سے گھی اور شہد ٹپکتا ہے سو میں نے دیکھا کہ لوگ اس سے اپنی انگلیوں میں بھرتے ہیں بعض آدمی زیادہ لیتا ہے اور بعض کم اور اچانک میں نے ایک رسی دیکھی جو آسمان سے زمین تک لٹکتی ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو پکڑ کے اوپر چڑھ گئے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک اور مرد اس کو پکڑ کے چڑھ گیا پھر ایک اور مرد اس کو پکڑ کے چڑھ گیا پھر ایک اور مرد نے اس کو پکڑا سو وہ رسی ٹوٹ گئی پھر جوڑی گئی یعنی سو وہ بھی چڑھ گیا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے ماں باپ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان اللہ تعالیٰ کی قسم ہے اگر اجازت ہو تو میں اس خواب کی تعبیر کہوں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو ہی اس کی تعبیر کہہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ بدلی تو اسلام کی بدلی ہے اور گھی اور شہد جو ٹپکتا ہے سو قرآن ہے اور اس کی شیرینی ٹپکتی ہے اور جو لوگ انگلیوں میں لیتے ہیں سو قرآن خواں ہیں کسی کو بہت قرآن یاد ہے اور کسی کو کم اور بہرحال وہ رسی جو آسمان سے زمین تک لٹکتی ہے سو وہ دین حق ہے جس پر آپ قائم ہیں سو آپ اس کو پکڑیں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کو اس کے سبب سے اپنی طرف چڑھا لے گا پھر آپ کے بعد ایک اور مرد اس کو پکڑ کے اوپر چڑھ جائے گا پھر ایک اور مرد اس کو پکڑ کے چڑھ جائے گا پھر ایک اور مرد اس کو پکڑے گا تو وہ رسی اس کے ساتھ ٹوٹ جائے گی پھر اس کے واسطے جوڑی جائے گی تو وہ بھی اس کے ساتھ چڑھ جائے

بِهٖ فَأَخْبِرْنِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بِأَبِيْ أَنْتَ أَصَبْتُ أَمْ أَخْطَأْتُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصَبْتَ بَعْضًا وَأَخْطَأْتَ بَعْضًا قَالَ فَوَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَتُحَدِّثَنِّيْ بِالَّذِيْ أَخْطَأْتُ قَالَ لَا تُقْسِمْ.

گا سو یا حضرت! مجھ کو خبر دیجیے کہ میں نے ٹھیک تعبیر کی یا میں کہیں چوک گیا؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو نے بعض جگہ ٹھیک تعبیر کہی اور بعض جگہ تو چوک گیا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی قسم ہے اللہ تعالیٰ کی یا حضرت! آپ مجھ کو بتلایئے کہ جو میں چوک گیا، حضرت ﷺ نے فرمایا نہ قسم دے یعنی اور حضرت ﷺ نے انکار کیا خبر دینے سے۔

فائدہ: کہا مہلب نے تو جیہ تعبیر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی یہ ہے کہ بدلی ایک نعمت ہے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے بہشتیوں پر اور اسی طرح بنی اسرائیل پر بھی اور اسی طرح اسلام بچاتا ہے ایذاء سے اور چین پاتا ہے ساتھ اس کے ایماندار دنیا اور آخرت میں اور بہر حال شہد سو اللہ تعالیٰ نے اس کو لوگوں کے واسطے شفا ٹھہرایا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قرآن شفا ہے سینے کی بیماریوں کے واسطے اور وہ میٹھا ہے کانوں پر شہد کی طرح مذاق ہیں اور جن لوگوں نے رسی کو حضرت ﷺ کے بعد پکڑا تھا وہ تینوں خلیفے ہیں اور جس کے ساتھ رسی ٹوٹ گئی پھر جوڑی گئی تھی وہ عثمان رضی اللہ عنہ ہیں اور بعض علماء نے کہا کہ ہر چند تعبیر ٹھیک تھی لیکن خطا یہ ہوئی کہ حضرت ﷺ سے تعبیر کی اجازت مانگی اگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ صبر کرتے اور حضرت ﷺ خود اس کی تعبیر کہتے تو خوب ہوتا اور موافق تر ساتھ حدیث کے یہ ہے کہ خطا خواب کی تعبیر میں ہوئی یعنی چوک گیا تو اپنی بعض تاویل میں نہ اس واسطے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے اس کی تعبیر کی اجازت مانگی اور تائید کرتا ہے اس کی ترجمہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا جہاں کہا کہ جو نہیں دیکھتا تعبیر خواب کی واسطے اول تعبیر کرنے والے کے جب کہ ٹھیک بات نہ پائے اور بعض علماء یوں کہتے ہیں کہ بعض عبارت کی تعبیر میں خطا نہ ہوئی شہد کی تعبیر تو قرآن سے خوب ہوئی لیکن گھی کی حدیث کو کہنا تھا ذکر کیا گیا ہے یہ طحاوی سے اور حکایت کیا ہے اس کو خطیب نے اہل تعبیر سے اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے تعبیر کی اجازت اس واسطے مانگی تھی تاکہ حضرت ﷺ کے سامنے اس کی تعبیر کہیں اور حضرت ﷺ اس تعبیر کو سنیں تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس سے اپنے علم کا اندازا پہچانیں واسطے تقریر حضرت ﷺ کے اور احتمال ہے کہ مراد گھی اور شہد سے علم اور عمل ہو اور احتمال ہے کہ فہم اور حفظ ہو کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حضرت ﷺ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی قسم کو سچا نہ کیا اس واسطے کہ قسم کا سچا کرنا تو وہاں ہوتا ہے جہاں کو مفسدہ نہ ہو اور نہ مشقت ظاہرہ اور اگر وہاں یہ ہو تو نہیں ہے سچا کرنا قسم کا اور شاید مفسدہ اس میں وہ چیز ہے جو معلوم کی حضرت ﷺ نے عثمان رضی اللہ عنہ کی رسی ٹوٹنے سے اور وہ قتل ہونا اس کا ہے اور یہ لڑائیاں اور فتنے وفساد جو اس پر مرتب ہیں سو حضرت ﷺ نے اس کے ذکر کرنے کو برا جانا واسطے خوف مشہور ہو جانے اس کے اور احتمال ہے کہ اس کا سبب یہ ہو کہ اگر حضرت ﷺ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے واسطے اس کا سبب بیان کرتا تو اس سے لازم آتا کہ

اس کو لوگوں کے درمیان جھڑکی دیں اور احتمال ہے کہ ہو چوک صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیچ ترک تعیین ان مردوں کے جو حدیث میں مذکور ہیں سو اگر حضرت ﷺ ان کی قسم کو سچا کرتے تو اس سے لازم آتا کہ ان کو معین کریں اور حضرت ﷺ کو اس کا حکم نہ تھا اس واسطے کہ اگر ان کو معین کرتے ہر ایک کا نام لے کر تو ہوتی نص ان کی خلافت پر اور اللہ تعالیٰ کی مشیت میں سابق ہو چکا ہے کہ خلافت اسی وجہ پر ہوگی سو حضرت ﷺ نے ان کی تعیین نہ کی اس خوف سے کہ واقع ہو فتنہ بیچ اس کے اور بعض نے کہا کہ مراد خطأت اور اصبت سے یہ ہے کہ تعبیر خواب کا مرجع گمان ہے اور گمان میں کبھی چوک ہوتی ہے اور کبھی ٹھیک بات پا لیتا ہے، میں کہتا ہوں اور یہ سب جو گزر چکا ہے اس کو میں نے بطور حکایت کے نقل کیا ہے ورنہ میں راضی نہیں کہ خطا اور توہم وغیرہ کا لفظ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حق میں بولا جائے اور بعض نے کہا کہ چوک عثمان رضی اللہ عنہ کے خلع میں ہے اس واسطے کہ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ انہوں نے رسی کو پکڑا اور وہ رسی ٹوٹ گئی اور یہ دلالت کرتا ہے کہ وہ خود بخود اس سے نکلے اور عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے نفس کو خلافت سے خلع نہیں کیا تو صواب یہ ہے کہ مراد اس سے کوئی اور شخص ہو سوائے عثمان رضی اللہ عنہ کے اور احتمال ہے کہ ترک کیا ہو سچا کرنا قسم کا واسطے اس چیز کے کہ داخل ہوتی ہے نفسوں میں خاص کر اس شخص سے جس کے ہاتھ میں رسی ٹوٹ گئی اگرچہ جوڑی گئی اور بعض نے کہا کہ مراد چوکنا ہے اس امر میں کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ کو قسم دی اور بعض نے کہا کہ صواب تعبیر میں یہ ہے کہ مراد بدلی سے رسول ﷺ ہے اور کہا بعض عارفوں نے کہ دین کا مقتضا یہ ہے کہ اس بات سے باز رہے اس امر میں کلام نہ کرے اور نہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرف خطا کو منسوب کرے بلکہ واجب ہے اور سکوت اختیار کرے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ علماء نے اس خطا کے بیان کرنے میں جرأت کی باوجود اس کے کہ حضرت ﷺ نے اس کو بیان نہیں کیا اس واسطے کہ حضرت ﷺ کے بیان کرنے سے اس وقت مفسدہ پیدا ہوتا تھا اور اب اس مفسدے کا خوف نہیں رہا باوجود اس کے کہ جو کچھ انہوں نے بیان کیا ہے وہ سب کا سب بطریق احتمال کے ہے اور کسی بات کا ان میں سے پکا یقین نہیں اور اس حدیث میں اور بھی بہت فائدے ہیں یہ کہ بے شک خواب تعیین ہے اول تعبیر کرنے والے کے واسطے اور یہ کہ نہیں مستحب ہے سچا کرنا قسم کا جب کہ اس میں مفسدہ ہو اور اس میں رغبت دلانا ہے اوپر تعلیم کرنے علم خوابوں کے اور تعبیر خوابوں کے اور فضیلت ان کے واسطے اس چیز کے کہ شامل ہے اس پر اطلاع سے اوپر بعض غیب چیزوں کے اور کائنات کی چھپی چیزوں کے اور یہ کہ نہ تعبیر کرے خواب کی مگر عالم ناصح امین حبیب اور یہ کہ تعبیر کرنے والا کبھی چوک جاتا ہے اور کبھی ٹھیک بات پا جاتا ہے اور یہ کہ جائز ہے عالم تعبیر کے واسطے یہ کہ چپ رہے تعبیر خوابوں کی سے یا بعض خوابوں کی سے جب کہ چھپانا راجح ہو ذکر کرنے پر اور محل اس کا وہ ہے جب کہ اس میں عموم ہو اور اگر ایک کے ساتھ مثلاً خاص ہو تو نہیں ہے کچھ ڈر کہ خبر دے ساتھ اس کے تاکہ صبر کے واسطے تیاری کرے اور یہ کہ جائز ہے عالم کے واسطے ظاہر کرنا علم کا جب کہ اس کی نیت خالص ہو اور خود پسندی

سے امن ہو اور کلام کرنا عالم کا ساتھ علم کے سامنے اس کے جو اس سے زیادہ تر عالم ہو جب کہ اس کو صریح اجازت دے اور اسی طرح جائز ہے فتویٰ دینا اور حکم کرنا۔ (فتح)

بَابُ تَعْبِيرِ الرُّؤْيَا بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ صبح کی نماز کے بعد خواب کی تعبیر کہنا

فائدہ: اس میں اشارہ ہے طرف ضعف اس چیز کی کہ جو روایت کی عبدالرزاق نے بعض علماء سے کہ نہ بیان کر اپنی خواب کو عورت پر اور نہ خبر دے ساتھ اس کے یہاں تک کہ سورج نکلے اور اس میں رد ہے اس شخص پر جو قائل ہے اہل تعبیر سے کہ مستحب ہے کہ ہو تعبیر خواب کی سورج نکلنے کے رابعہ تک اور عصر سے سورج ڈوبنے تک اس واسطے کہ حدیث دلالت کرتی ہے اوپر مستحب ہونے تعبیر اس کی کے سورج نکلنے سے پہلے کہا مہلب نے کہ صبح کی نماز کے وقت خواب کی تعبیر کہنا اولیٰ ہے اور وقتوں سے اس واسطے کہ اس کو اس وقت خواب بخوبی یاد ہوتی ہے کہ اس کے دیکھنے کا وقت قریب ہوتا ہے صبح کی نماز سے برخلاف اور وقت کے کہ دم بدم اس سے دور ہوتا ہے اور تعبیر کرنے والے کا ذہن حاضر ہوتا ہے اور اس وقت اس کو اپنے معاش کے فکر کا شغل کم ہوتا ہے اور تا کہ پہچان لے خواب دیکھنے والا جو عارض ہوگا اس کو خواب کے سبب سے سو بشارت لے ساتھ خیر کے اور بچے اور ڈرے بدی سے اور اس کے واسطے سامان کرے سو اکثر اوقات خواب ڈرانا ہوتا ہے گناہوں سے تو گناہوں سے باز رہتا ہے اور بہت اوقات کسی کام سے ڈرانا ہوتا ہے سو وہ اس کا منتظر رہتا ہے۔ (فتح)

٦٥٢٥۔ حَدَّثَنِيْ مُؤَمَّلُ بْنُ هِشَامٍ أَبُوْ هِشَامٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا عَوْفٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ رَجَاءٍ حَدَّثَنَا سَمُرَةُ بْنُ جُنْدَبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا يُكْثِرُ أَنْ يَقُوْلَ لِأَصْحَابِهِ هَلْ رَأَى أَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنْ رُؤْيَا قَالَ فَيَقُصُّ عَلَيْهِ مَنْ شَآءَ اللّٰهُ أَنْ يَقُصَّ وَإِنَّهُ قَالَ ذَاتَ غَدَاةٍ إِنَّهُ أَتَانِي اللَّيْلَةَ آتِيَانِ وَإِنَّهُمَا ابْتَعَثَانِيْ وَإِنَّهُمَا قَالَا لِي انْطَلِقْ وَإِنِّي انْطَلَقْتُ مَعَهُمَا وَإِنَّا أَتَيْنَا عَلٰى رَجُلٍ مُّضْطَجِعٍ وَإِذَا آخَرُ قَائِمٌ عَلَيْهِ بِصَخْرَةٍ وَإِذَا هُوَ يَهْوِيْ بِالصَّخْرَةِ لِرَأْسِهِ

٦٥٢٥۔ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب سے بہت فرمایا کرتے تھے کہ کیا تم میں سے کسی نے خواب دیکھا ہے سو بیان کرتا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جو اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ بیان کرے اور بے شک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صبح کو ہم سے کہا کہ بے شک شان یہ ہے کہ رات کو دو آنے والے میرے پاس آئے اور دونوں نے مجھ کو جگایا اور مجھ سے کہا کہ چل اور بے شک میں ان کے ساتھ چلا اور ہم ایک مرد کے پاس آئے کو کروٹ پر لیٹا تھا اور اچانک ایک مرد اس کے سر پر پتھر لیے کھڑا ہے سو اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ اس کے سر پر پتھر مارنے کے واسطے جھکتا ہے اور اس کے سر کو کچلتا ہے تو پتھر لڑھک جاتا ہے اس طرف تو وہ پتھر کے پیچھے جاتا ہے کہ لے آئے سو وہ اس کی طرف نہیں پھرتا

فَيَثْلَغُ رَأْسَهُ فَيَتَهَدْهَدُ الْحَجَرُ هَا هُنَا فَيَتْبَعُ الْحَجَرَ فَيَأْخُذُهُ فَلَا يَرْجِعُ إِلَيْهِ حَتّٰى يَصِحَّ رَأْسُهُ كَمَا كَانَ ثُمَّ يَعُوْدُ عَلَيْهِ فَيَفْعَلُ بِهِ مِثْلَ مَا فَعَلَ الْمَرَّةَ الْأُوْلٰى قَالَ قُلْتُ لَهُمَا سُبْحَانَ اللّٰهِ مَا هٰذَانِ قَالَ قَالَا لِيَ انْطَلِقْ قَالَ فَانْطَلَقْنَا فَأَتَيْنَا عَلٰى رَجُلٍ مُسْتَلْقٍ لِقَفَاهُ وَإِذَا آخَرُ قَائِمٌ عَلَيْهِ بِكَلُّوْبٍ مِّنْ حَدِيْدٍ وَإِذَا هُوَ يَأْتِيْ أَحَدَ شِقَّيْ وَجْهِهٖ فَيُشَرْشِرُ شِدْقَهُ إِلٰى قَفَاهُ وَمَنْخِرَهُ إِلٰى قَفَاهُ وَعَيْنَهُ إِلٰى قَفَاهُ قَالَ وَرُبَّمَا قَالَ أَبُوْ رَجَآءٍ فَيَشُقُّ قَالَ ثُمَّ يَتَحَوَّلُ إِلَى الْجَانِبِ الْآخَرِ فَيَفْعَلُ بِهٖ مِثْلَ مَا فَعَلَ بِالْجَانِبِ الْأَوَّلِ فَمَا يَفْرُغُ مِنْ ذٰلِكَ الْجَانِبِ حَتّٰى يَصِحَّ ذٰلِكَ الْجَانِبُ كَمَا كَانَ ثُمَّ يَعُوْدُ عَلَيْهِ فَيَفْعَلُ مِثْلَ مَا فَعَلَ الْمَرَّةَ الْأُوْلٰى قَالَ قُلْتُ سُبْحَانَ اللّٰهِ مَا هٰذَانِ قَالَ قَالَا لِيَ انْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا فَأَتَيْنَا عَلٰى مِثْلِ التَّنُّوْرِ قَالَ فَأَحْسِبُ أَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ فَإِذَا فِيْهِ لَغَطٌ وَّأَصْوَاتٌ قَالَ فَاطَّلَعْنَا فِيْهِ فَإِذَا فِيْهِ رِجَالٌ وَّنِسَآءٌ عُرَاةٌ وَإِذَا هُمْ يَأْتِيْهِمْ لَهَبٌ مِّنْ أَسْفَلَ مِنْهُمْ فَإِذَا أَتَاهُمْ ذٰلِكَ اللَّهَبُ ضَوْضَوْا قَالَ قُلْتُ لَهُمَا مَا هٰؤُلَآءِ قَالَ قَالَا لِيَ انْطَلِقِ انْطَلِقْ قَالَ فَانْطَلَقْنَا فَأَتَيْنَا عَلٰى نَهَرٍ حَسِبْتُ أَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ أَحْمَرَ مِثْلِ الدَّمِ وَإِذَا فِي النَّهَرِ رَجُلٌ سَابِحٌ يَّسْبَحُ

یہاں تک کہ اس کا سر درست ہو جاتا ہے جیسا کہ پہلے تھا سو وہ مرد اس کی طرف پلٹ آتا ہے تو اس کے ساتھ کرتا ہے جیسے پہلی بار اس کے ساتھ کیا تھا تو میں نے دونوں سے کہا سبحان اللہ یہ دونوں کون ہیں؟ تو دونوں نے مجھ سے کہا کہ آگے چل آگے چل فرمایا سو ہم چلے یہاں تک کہ ہم چت لیٹے مرد کے پاس آئے اور اچانک ایک اور مرد اس کے ہاتھ میں لوہے کی سنی ہے اور اچانک وہ اس کے منہ کی طرف آتا ہے تو وہ اس کے گل پڑے کو پھاڑ ڈالتا ہے اس کی گدی تک اور اس کی ناک کی سوراخ کو اس کی پیٹھ تک اور اس کی آنکھ اس کی پیٹھ تک کہا اور اکثر اوقات ابورجا راوی نے کہا فیشق بدل فیشر شر کی پھر اس کی دوسری جانب کی طرف پھرتا ہے سو اس کے ساتھ کرتا ہے جیسا پہلی جانب کے ساتھ کیا تھا سو نہیں فارغ ہوتا اس جانب سے یہاں تک کہ دوسری جانب درست ہو جاتی ہے جیسے تھی پھر اس کی طرف پلٹ آتا ہے تو اس کے ساتھ کرتا ہے جیسا پہلی بار کیا حضرت ﷺ نے فرمایا میں نے کہا سبحان اللہ یہ دونوں کون ہیں؟ تو دونوں نے مجھ سے کہا کہ آگے چل آگے چل سو ہم چلے تو ایک گڑھے پر جو مثل تنور کی تھا پہنچے کہا راوی نے سو میں گمان کرتا ہوں کہ حضرت ﷺ فرماتے تھے سو اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ اس میں شور وغل ہے سو ہم اس میں جھانکنے لگے سو اچانک اس میں ننگے مرد اور عورتیں تھیں سو اچانک ان کو نیچے سے لپٹ آتی ہے سو جب ان کو یہ لپٹ آتی ہے تو چلاتے ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا سو میں نے ان سے کہا کہ یہ کون ہیں تو دونوں نے مجھ سے کہا کہ آگے چل آگے چل سو ہم چلے یہاں تک کہ ایک نہر پر پہنچے میں گمان کرتا ہوں کہ فرماتے تھے کہ وہ سرخ رنگ تھی خون کی

وَإِذَا عَلٰى شَطِّ النَّهَرِ رَجُلٌ قَدْ جَمَعَ عِنْدَهُ حِجَارَةً كَثِيْرَةً وَإِذَا ذٰلِكَ السَّابِحُ يَسْبَحُ مَا يَسْبَحُ ثُمَّ يَأْتِيْ ذٰلِكَ الَّذِيْ قَدْ جَمَعَ عِنْدَهُ الْحِجَارَةَ فَيَفْغَرُ لَهُ فَاهُ فَيُلْقِمُهُ حَجَرًا فَيَنْطَلِقُ يَسْبَحُ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَيْهِ كُلَّمَا رَجَعَ إِلَيْهِ فَغَرَ لَهُ فَاهُ فَأَلْقَمَهُ حَجَرًا قَالَ قُلْتُ لَهُمَا مَا هٰذَانِ قَالَ قَالَا لِيَ انْطَلِقِ انْطَلِقْ قَالَ فَانْطَلَقْنَا فَأَتَيْنَا عَلٰى رَجُلٍ كَرِيْهِ الْمَرْآةِ كَأَكْرَهِ مَا أَنْتَ رَاءٍ رَجُلًا مَرْآةً وَإِذَا عِنْدَهُ نَارٌ يَحُشُّهَا وَيَسْعٰى حَوْلَهَا قَالَ قُلْتُ لَهُمَا مَا هٰذَا قَالَ قَالَا لِيَ انْطَلِقِ انْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا فَأَتَيْنَا عَلٰى رَوْضَةٍ مُعْتَمَّةٍ فِيْهَا مِنْ كُلِّ نَوْرِ الرَّبِيْعِ وَإِذَا بَيْنَ ظَهْرَيِ الرَّوْضَةِ رَجُلٌ طَوِيْلٌ لَا أَكَادُ أَرٰى رَأْسَهُ طُوْلًا فِي السَّمَآءِ وَإِذَا حَوْلَ الرَّجُلِ مِنْ أَكْثَرِ وِلْدَانٍ رَأَيْتُهُمْ قَطُّ قَالَ قُلْتُ لَهُمَا مَا هٰذَا مَا هٰؤُلَاءِ قَالَ قَالَا لِيَ انْطَلِقِ انْطَلِقْ قَالَ فَانْطَلَقْنَا فَانْتَهَيْنَا إِلٰى رَوْضَةٍ عَظِيْمَةٍ لَمْ أَرَ رَوْضَةً قَطُّ أَعْظَمَ مِنْهَا وَلَا أَحْسَنَ قَالَ قَالَا لِيَ ارْقَ فِيْهَا قَالَ فَارْتَقَيْنَا فِيْهَا فَانْتَهَيْنَا إِلٰى مَدِيْنَةٍ مَبْنِيَّةٍ بِلَبِنِ ذَهَبٍ وَلَبِنِ فِضَّةٍ فَأَتَيْنَا بَابَ الْمَدِيْنَةِ فَاسْتَفْتَحْنَا فَفُتِحَ لَنَا فَدَخَلْنَاهَا فَتَلَقَّانَا فِيْهَا رِجَالٌ شَطْرٌ مِنْ خَلْقِهِمْ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَاءٍ وَشَطْرٌ كَأَقْبَحِ مَا أَنْتَ رَاءٍ قَالَ قَالَا لَهُمُ اذْهَبُوْا

طرح اور اچانک نہر میں ایک مرد ہے تیرنے والا جو تیرتا ہے اور اچانک نہر کے کنارے پر ایک مرد ہے اس نے اپنے پاس بہت پتھروں کو جمع کیا ہے سو جب یہ تیرنے والا تیرتا ہے جو تیرتا ہے پھر آتا ہے اس مرد کی طرف جس نے پتھروں کو جمع کیا یعنی چاہتا ہے کہ نکلے تو اس کے واسطے اپنا منہ کھولتا ہے تو وہ کنارے والے اس کے منہ میں پتھر مارتا ہے سو وہ چلتا ہے اور اس نہر میں تیرتا ہے پھر اس کی طرف پلٹ آتا ہے جب اس کی طرف رجوع کرتا ہے تو اس کے واسطے منہ کھولتا ہے تو وہ اس کے منہ میں پتھر ڈالتا ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے دونوں سے کہا کہ یہ کون ہیں؟ تو دونوں نے مجھ سے کہا کہ چل چل فرمایا سو ہم چلے یہاں تک کہ ہم ایک مرد بدشکل پر پہنچے جیسے تو بہت بدشکل مرد اور عورت دیکھے ہوں اور اچانک اس کے پاس آگ ہے اس کو بھڑکا رہا ہے اور اس کے گرد دوڑتا ہے میں نے دونوں سے کہا یہ کون ہے؟ تو دونوں نے مجھ سے کہا کہ چل چل سو ہم چلے سو ہم ایک باغ تک پہنچے کہ اس میں ہر قسم شگوفہ بہار کا تھا اور اچانک باغ کے درمیان ایک دراز قد مرد ہے نہیں قریب کہ میں اس کے سر کو دیکھوں بسبب درازی کے آسمان میں اور اچانک اس مرد کے گرد لڑکے ہیں میں نے کبھی اس سے زیادہ تر لڑکے نہیں دیکھے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے ان دونوں سے کہا کہ یہ کیا ہے؟ یہ کون ہیں؟ تو دونوں نے مجھ سے کہا کہ آگے چل آگے چل فرمایا سو ہم چلے ہم ایک بڑے باغ تک پہنچے کہ میں نے کبھی کوئی باغ اس سے بہتر اور افضل نہیں دیکھا دونوں نے مجھ سے کہا کہ اس میں چڑھ سو ہم اس میں چڑھے سو ہم ایک شہر تک پہنچے جو سونے اور چاندی کی اینٹوں سے بنایا گیا تھا سو

فَقَعُوا فِي ذٰلِكَ النَّهرِ قَالَ وَإِذَا نَهرٌ مُعتَرِضٌ يَجرِي كَأَنَّ مَاءَهُ المَحضُ فِي البَيَاضِ فَذَهَبُوا فَوَقَعُوا فِيهِ ثُمَّ رَجَعُوا إِلَينَا قَد ذَهَبَ ذٰلِكَ السُّوءُ عَنهُم فَصَارُوا فِي أَحسَنِ صُورَةٍ قَالَ قَالَا لِي هٰذِهِ جَنَّةُ عَدنٍ وَهٰذَاكَ مَنزِلُكَ قَالَ فَسَمَا بَصَرِي صُعُدًا فَإِذَا قَصرٌ مِثلُ الرَّبَابَةِ البَيضَاءِ قَالَ قَالَا هٰذَاكَ مَنزِلُكَ قَالَ قُلتُ لَهُمَا بَارَكَ اللّٰهُ فِيكُمَا ذَرَانِي فَأَدخُلَهُ قَالَا أَمَّا الآنَ فَلَا وَأَنتَ دَاخِلُهُ قَالَ قُلتُ لَهُمَا فَإِنِّي قَد رَأَيتُ مُنذُ اللَّيلَةِ عَجَبًا فَمَا هٰذَا الَّذِي رَأَيتُ قَالَ قَالَا لِي أَمَا إِنَّا سَنُخبِرُكَ أَمَّا الرَّجُلُ الأَوَّلُ الَّذِي أَتَيتَ عَلَيهِ يُثلَغُ رَأسُهُ بِالحَجَرِ فَإِنَّهُ الرَّجُلُ يَأخُذُ القُرآنَ فَيَرفُضُهُ وَيَنَامُ عَنِ الصَّلَاةِ المَكتُوبَةِ وَأَمَّا الرَّجُلُ الَّذِي أَتَيتَ عَلَيهِ يُشَرشَرُ شِدقُهُ إِلَى قَفَاهُ وَمَنخِرُهُ إِلَى قَفَاهُ وَعَينُهُ إِلَى قَفَاهُ فَإِنَّهُ الرَّجُلُ يَغدُو مِن بَيتِهِ فَيَكذِبُ الكَذبَةَ تَبلُغُ الآفَاقَ وَأَمَّا الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ العُرَاةُ الَّذِينَ فِي مِثلِ بِنَاءِ التَّنُّورِ فَإِنَّهُمُ الزُّنَاةُ وَالزَّوَانِي وَأَمَّا الرَّجُلُ الَّذِي أَتَيتَ عَلَيهِ يَسبَحُ فِي النَّهرِ وَيُلقَمُ الحَجَرَ فَإِنَّهُ آكِلُ الرِّبَا وَأَمَّا الرَّجُلُ الكَرِيهُ المَرآةِ الَّذِي عِندَ النَّارِ يَحُشُّهَا وَيَسعَى حَولَهَا فَإِنَّهُ مَالِكٌ خَازِنُ جَهَنَّمَ وَأَمَّا الرَّجُلُ

ہم شہر کے دروازے پر آئے تو ہم نے چاہا کہ دروازہ کھلے سو ہمارے واسطے دروازہ کھولا گیا سو ہم اس کے اندر داخل ہوئے سو ہم کو اس میں کچھ مرد ملے ان کی آدھی شکل جیسی کہ تو نے بہت اچھی شکل دیکھی اور آدھی شکل جیسی کہ تو نے بہت بری شکل دیکھی ہو تو فرمایا دونوں نے ان سے کہا کہ جاؤ اور اس نہر میں غوطہ لگاؤ اور اچانک ایک نہر ہے کہ جاری ہوتی ہے چوڑائی میں جیسے اس کا پانی خالص دودھ ہے سفیدی میں سو وہ گئے اور اس میں کود پڑے پھر ہماری طرف پھرے اس حال میں کہ ان سے یہ بدی یعنی بدصورتی جاتی رہی تو ہو گئے نہایت اچھی صورت میں یعنی جو آدھا حصہ ان کا بدصورت تھا وہ بھی خوبصورت ہو گیا تو دونوں نے مجھ سے کہا کہ یہ بہشت ہے ہمیشہ رہنے کا یعنی یہ شہر اور یہ تیری جگہ ہے تو میری آنکھ نے اوپر کی طرف بہت اونچی نظر کی سو اچانک ایک محل ہے سفید بدلی کی طرح تو دونوں نے مجھ سے کہا کہ یہ ہے تیری جگہ تو میں نے دونوں سے کہا کہ اللہ تعالیٰ تم میں برکت کرے مجھ کو چھوڑو کہ میں اس میں داخل ہوں تو دونوں نے کہا کہ اس وقت تو تو داخل نہیں ہوگا اور تو اس میں داخل ہونے والا ہے یعنی بعد موت کے حضرت ﷺ نے فرمایا سو میں نے دونوں سے کہا کہ بے شک میں نے ابتدا آج کی رات سے عجب دیکھا سو کیا ہے یہ جو میں نے دیکھا؟ تو دونوں نے مجھ سے کہا خبردار ہو بے شک ہم تجھ کو خبر دیں گے بہرحال پہلا مرد جس پر تو آیا تھا جس کا سر پتھر سے کچلا جاتا تھا سو وہ مرد تھا جو قرآن کو سیکھ کر چھوڑ دیتا ہے اور فرض نماز سے سو جاتا ہے نہیں پڑھتا اور جس مرد پر تو آیا تھا جس کے گل پھڑی چیری جاتی تھی پیٹھ تک اور اس کی ناک اور آنکھ پیٹھ تک سو وہ مرد ہے جو

الطَّوِيْلُ الَّذِي فِي الرَّوْضَةِ فَإِنَّهُ إِبْرَاهِيمُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمَّا الْوِلْدَانُ الَّذِينَ حَوْلَهُ فَكُلُّ مَوْلُوْدٍ مَاتَ عَلَى الْفِطْرَةِ قَالَ فَقَالَ بَعْضُ الْمُسْلِمِيْنَ يَا رَسُوْلَ اللهِ وَأَوْلَادُ الْمُشْرِكِيْنَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَوْلَادُ الْمُشْرِكِيْنَ وَأَمَّا الْقَوْمُ الَّذِيْنَ كَانُوْا شَطْرٌ مِّنْهُمْ حَسَنًا وَّشَطْرٌ مِّنْهُمْ قَبِيْحًا فَإِنَّهُمْ قَوْمٌ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّآخَرَ سَيِّئًا تَجَاوَزَ اللهُ عَنْهُمْ.

صبح کو گھر سے نکلتا تھا اور جھوٹی باتیں بنا کر لوگوں سے کہتا تھا یہاں تک کہ سارے جہان میں اس کا جھوٹ مشہور ہو جاتا تھا اور بہر حال ننگے مرد اور عورتیں جو تنور جیسے گڑھے میں تھے تو وہ حرام کار عورتیں اور مرد ہیں اور جس مرد پر تو آیا کہ نہر میں تیرتا تھا اور پتھر کھاتا تھا سو وہ سود خور ہے اور جو مرد بدشکل کہ آگ کے پاس تھا اس کو بھڑکاتا تھا اور اس کے گرد دوڑتا تھا سو مالک ہے دوزخ کا داروغہ اور جو دراز قد مرد کہ باغ میں تھا سو وہ ابراہیم علیہ السلام ہے اور جو لڑکے کہ اس کے گرد تھے سو ہر لڑکا ہے جو فطرت اسلام پر مرا کہا راوی نے سو بعض مسلمانوں نے کہا یا حضرت! اور مشرکوں کی اولاد؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مشرکوں کی اولاد کا بھی یہی حکم ہے کہ وہ مسلمانوں کی اولاد کے ساتھ ملحق ہیں (یعنی اور یہ جو فرمایا ھم من آبائھم تو یہ اس کو معارض نہیں اس واسطے کہ یہ دنیا کا حکم ہے) اور جو لوگ آدھے خوبصورت اور آدھے بدشکل تھے سو وہ لوگ ہیں جنہوں نے نیک اور بدعملوں کو ملایا اللہ تعالیٰ نے ان سے معاف کیا۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے اور پہلا گھر جس میں تو داخل ہوا تھا سو وہ عام مسلمانوں کا گھر ہے اور یہ شہیدوں کا گھر ہے اور میں جبریل ہوں اور یہ میکائیل ہے اور ایک روایت میں ہے کہ ہم نے مرد اور عورتیں دیکھیں نہایت بدصورت ان کے بدنوں سے پاخانوں کی طرح بو آتی ہے میں نے کہا یہ کون ہیں؟ کہا کہ یہ لوگ حرام کار ہیں پھر ہم نے آگے مردے دیکھے سوجے ہوئے نہایت بدبودار کہا کہ یہ کافروں کے مردے ہیں پھر ہم نے آگے اور مرد دیکھے جو درختوں کے سائے میں سوتے ہیں میں نے کہا یہ کون لوگ ہیں؟ دونوں نے کہا کہ یہ مسلمانوں کے مردے ہیں پھر ہم نے اس سے آگے اور مرد دیکھے نہایت خوبصورت اور خوشبودار اور کہا کہ یہ لوگ صدیق اور شہید اور صالحین ہیں اور اس حدیث میں اور بھی فائدے ہیں ایک یہ کہ معراج کئی بار واقع ہوئی جاگتے بھی اور سوتے بھی کئی طرح پر اور یہ کہ بعض گنہگاروں کو عذاب ہوتا ہے برزخ میں اور اس میں تحذیر ہے سو جانے سے فرض نماز سے اور قرآن چھوڑنے سے اس کے واسطے جس کو یاد ہو اور اس میں ڈرانا ہے زنا سے اور سود کھانے سے اور عمداً جھوٹ بولنے سے اور یہ کہ جس کے واسطے بہشت میں محل ہیں وہ اس میں نہیں رہے گا اس حال میں کہ دنیا میں ہو یعنی زندہ بلکہ مرنے کے بعد اس میں

داخل ہوگا یہاں تک کہ پیغمبر اور شہید بھی اور اس میں رغبت دلانا ہے اوپر طلب علم کے اور اس میں فضیلت شہیدوں کی ہے اور یہ کہ ان کی جگہ بہشت میں سب جگہوں سے اونچی ہے اور نہیں لازم آتا اس سے کہ ابراہیم علیہ السلام سے بھی بلند تر درجہ ہو کیونکہ احتمال ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کا وہاں رہنا بسبب پرورش لڑکوں کے ہو اور ان کی جگہ اعلیٰ علیین میں ہو شہیدوں کی جگہوں سے اونچی جیسا کہ معراج میں گزر چکا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آدم علیہ السلام کو پہلے آسمان میں دیکھا اور حالانکہ ان کی جگہ اعلیٰ علیین میں ہے سو جب قیامت کا دن ہوگا تو ہر ایک ان میں سے اپنی اپنی جگہ میں قرار گیر ہو گا اور یہ کہ جس کی نیکیاں اور بدیاں برابر ہوں اللہ تعالیٰ اس سے معاف کرے گا الٰہی! ہم سے معاف کر اپنی رحمت کے ساتھ اے سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے اور اس حدیث میں اہتمام کرنا ہے ساتھ امر خواب کے ساتھ سوال کرنے کے اس سے اور فضیلت اس کی تعبیر کی اور مستحب ہونا بعد نماز صبح کے اس واسطے کہ اس وقت دل جمع ہوتا ہے اور اس میں متوجہ ہونا امام کا ہے طرف نمازیوں کی بعد نماز کے جب کہ اس کے بعد سنت مؤکدہ نہ ہو اور ارادہ کرے کہ ان کو وعظ کرے یا فتویٰ دے یا ان میں حکم کرے اور یہ کہ استقبال قبلے کا ترک کرنا واسطے متوجہ ہونے کے نمازیوں پر مکروہ نہیں بلکہ مشروع اور درست ہے مانند خطبہ پڑھنے والے کے کہا کرمانی نے کہ مناسب عقوبت مذکورہ کی اس میں واسطے گناہوں کے ظاہر ہے سوائے زنا کے کہ اس میں خفا ہے اور اس کا بیان یہ ہے کہ ننگا ہونا رسوائی ہے مانند زنا کی اور زانی کی شان سے ہے طلب کرنا خلوت کا سو مناسب ہوا اس کو تنور اور نیز اس نے کہا کہ حکمت بیچ اقتصار کرنے کے فقط انہیں گنہگاروں پر سوائے غیر ان کے یہ ہے کہ عقوبت متعلق ہے ساتھ قول اور فعل کے سو اول بنا بر اس چیز کے ہے کہ نہیں لائق ہے کہ کہی جائے اور دوسرا یا بدنی ہے یا مالی ہے سو ان میں سے ہر ایک کے واسطے ایک مثال بیان کی تا کہ اس کے ساتھ تنبیہ کی جائے ان لوگوں پر جو ان کے سوائے ہیں جیسے کہ تنبیہ کی ساتھ اس شخص کے کہ ذکر کیا گیا ہے اہل ثواب سے اور یہ کہ وہ چار مراتب پر ہیں اول درجے پیغمبروں کے دوم درجے امت کے سب سے اعلیٰ شہید لوگ ہیں تیسرے وہ جو بالغ ہوں چوتھے وہ جو بالغ نہ ہوں۔ (فتح)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

کتاب الدیات

كتاب استتابة المعاندين والمرتدين

کتاب الاکراہ

کتاب الحیل

كتاب التعبير